تحفۃ القاری

شرح

صحیح البخاری

جلد ہفتم

افادات

حضرت اقدس مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ

شیخ الحدیث وصدر المدرسین دارالعلوم دیوبند

ترتیب

مولانا مفتی حسین احمد صاحب پالن پوری

فاضل دارالعلوم دیوبند

ناشر

مکتبہ حجاز دیوبند

تفصیلات

نام کتاب : تحفۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد ہفتم

افادات : حضرت اقدس مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم
شیخ الحدیث وصدر المدرسین دارالعلوم دیوبند 09412873888

مرتب : مولانا مفتی حسین احمد صاحب پالن پوری زید مجدہٗ فاضل دارالعلوم دیوبند

سائز : ۲۰×۳۰ / ۸

صفحات : ۴۰۸

تاریخ طباعت : باراول رجب المرجب ۱۴۳۴ ہجری مطابق مئی ۲۰۱۳ عیسوی

کمپیوٹر کتابت : روشن کمپیوٹرز، محلّہ اندرون کوٹلہ دیوبند

کاتب : مولوی حسن احمد پالن پوری فاضل دارالعلوم دیوبند 09997658227
Mhcamron@gmail.com

پریس : ایچ، ایس پرنٹرس، ۱۴، ۱۷ چاندنی محل، دریا گنج دہلی (011)23244240
09811122549

ناشر

مکتبہ حجاز دیوبند ضلع سہارن پور۔(یو، پی)

فہرست مضامین

باب (۵۰): بنی اسرائیل کے واقعات

کتاب المناقب

فضائل الصحابة

باب (۶): حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل

باب (۷): حضرت عثمان غنی رضی اللہ کے فضائل

عربی ابواب کی فہرست

بقية كتاب الأنبياء

كتاب المناقب

ماقبل الهجرة

(باقی کتاب الانبیاء)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَإِلٰى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا﴾

حضرت شعیب علیہ السلام کا تذکرہ

حضرت شعیب علیہ السلام کا زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ہے، سورۃ الاعراف اور سورہ ہود میں آپ کا مفصل تذکرہ ہے، آپ کی بعثت مدین کی طرف ہوئی تھی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام مدین تھا، جو قطورا بیوی سے پیدا ہوا تھا، ان کی نسل آگے چل کر ایک بڑا قبیلہ بن گئی، شعیب علیہ السلام اس قبیلہ کے ایک فرد تھے، اس قبیلہ کے شہر کا نام بھی مدین یا مدیان تھا۔

مدین کا قبیلہ بحر قلزم کے مشرقی کنارے اور عرب کے مغرب شمال میں ایسی جگہ آباد تھا جو شام کے متصل حجاز کا آخری حصہ کہا جا سکتا ہے، اور حجاز والوں کو شام، فلسطین بلکہ مصر تک جانے میں اس کے کھنڈر راہ میں پڑتے تھے، اور جو تبوک کے بالمقابل واقع تھا (قصص القرآن ۱: ۳۴۴، بحوالہ معجم البلدان ۵: ۴۱۸)

حضرت شعیب علیہ السلام کی بعثت ایکہ کی طرف بھی ہوئی تھی، ایکہ کے لفظی معنی ہیں: سرسبز و شاداب، جھاڑی اور بَن، بعض حضرات کی رائے ہے کہ مدین شہری اور متمدن لوگ تھے اور ایکہ والے دیہاتی اور بدوی تھے، جو جنگل اور بَن میں رہتے تھے، جیسے دیوبند کی اصل دیوی بَن ہے، یہاں کالی دیوی کا مندر بہت قدیم زمانہ سے ہے، یہاں کوئی آبادی نہیں تھی، بَن اور جنگل تھا اس لئے دیوی بن (کالی دیوی کا جنگل) کہلاتا تھا، پھر دیوی کی یا حذف ہوگئی اور آخر میں اس کے عوض دال لگ گئی: 'دیوبند' ہوگیا۔ اور دوسری رائے یہ ہے کہ یہ دونوں نام ایک ہی قبیلہ کے ہیں، شہر اور آبائی نسبت سے مدین کہا جاتا ہے اور محل وقوع سرسبز و شاداب تھا اس لئے اصحاب ایکہ کہلاتے ہیں۔

۱- سورۃ الاعراف آیت ۸۵، سورہ ہود آیت ۸۴ اور سورہ عنکبوت آیت ۳۶ میں ہے: ﴿وَإِلٰى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا﴾: اور ہم نے مدین کی طرف ان کے برادر شعیبؑ کو بھیجا، حضرت امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں مجاز بالحذف ہے، لفظ أهل پوشیدہ ہے، أي إلى أهل مدين۔ یہ اس تقدیر پر ہے کہ مدین شہر کا نام ہے، جیسے سورہ یوسف آیت ۸۲ میں ہے: ﴿وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ﴾: یہاں بھی أهل پوشیدہ ہے، اور اسی آیت میں ﴿وَالْعِيْرَ﴾ ہے، یہاں بھی أهل پوشیدہ ہے یعنی گاؤں

والوں سے پوچھیں، قافلہ کے لوگوں سے پوچھیں، لیکن اگر مدین قبیلہ کا نام ہے تو کچھ پوشیدہ نہیں۔

۲- سورہ ہود آیت ۹۲ میں ہے: ﴿وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَاءَ كُمْ ظِهْرِيًّا﴾: اور بنایا تم نے اللہ کو اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈالا ہوا، ظِهْرِیٌّ: ظَهْر کی طرف منسوب ہے، اور ظا کا کسرہ نسبت کے تغیرات میں سے ہے (زمخشری) جیسے أمس کی طرف نسبت کرتے ہیں تو اِمسِیٌّ کہتے ہیں، جو چیز پیٹھ پیچھے ڈال کر بھلادی جائے وہ ظِہْری کہلاتی ہے، حضرت امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ کو ظہری بنانے کا مطلب یہ ہے کہ تم اللہ کی طرف التفات نہیں کرتے، اسی طرح اگر کسی کی ضرورت نظر انداز کردی جائے تو حاجت مند کہتا ہے: ظَهَرْتَ حَاجَتِیْ: آپ نے میری حاجت پیٹھ پیچھے ڈال دی، اور جَعَلْتَنِیْ ظِهْرِيًّا: آپ نے مجھے پیٹھ پیچھے ڈالا ہوا کردیا۔ اور ظہری کے دوسرے ضعیف معنی ہیں: کسی چیز سے مدد مانگنا، مثلاً آپ اپنے ساتھ کوئی چوپایہ لے چلیں یا کوئی برتن لے چلیں اور اس سے مدد لیں تو اس چوپایہ اور برتن کو بھی ظِہری کہیں گے، آیت کریمہ میں یہ معنی نہیں، اور اسْتَظْهَرَ به کے معنی ہیں: مدد مانگنا۔

۳- سورہ ہود آیت ۹۳ میں ہے: ﴿وَيَا قَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ إِنِّیْ عَامِلٌ﴾: اے میری قوم! تم اپنی حالت پر عمل کرتے رہو، میں بھی عمل کررہا ہوں، مکانة اور مکان کے ایک معنی ہیں: اپنی جگہ، اپنی حالت۔

۴- سورۃ الاعراف آیت ۹۲ میں ہے: ﴿الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَأَنْ لَمْ يَغْنَوْا فِيْهَا﴾: جن لوگوں نے شعیبؑ کی تکذیب کی وہ گویا اپنے گھروں میں بسے ہی نہیں۔

۵- سورۃ المائدہ آیت ۲۶ میں ہے: ﴿فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ﴾: پس آپ اس بے حکم قوم کا کچھ غم نہ کیجئے، أَسِیَ (س) علیه و له: أَسًا: رنجیدہ ہونا، غم کرنا، اور سورۃ الاعراف آیت ۹۳ میں ہے: ﴿فَكَيْفَ آسٰى عَلٰى قَوْمٍ كَافِرِيْنَ﴾: پس میں ان کافروں کا غم کیوں کروں؟

۶- سورہ ہود آیت ۸۷ میں ہے: ﴿إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ﴾: واقعی آپ بڑے عقلمند دین پر چلنے والے ہیں، الحلیم الرشید تمسخر کے طور پر کہا ہے، بددین دین داروں کو اسی طرح مخاطب کرتے ہیں۔

۷- سورۃ الشعراء آیت ۱۷۶ ہے: ﴿كَذَّبَ أَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ﴾: اصحاب الأیکہ نے پیغمبروں کو جھٹلایا، بعض قراء نے اس کو لَیْکَة بروزن لَیْلَة پڑھا ہے، مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دونوں ایک ہیں۔

۸- سورۃ الشعراء آیت ۱۸۹ میں ہے: ﴿فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ﴾: پھر ان کو سائبان کے دن کے عذاب نے پکڑا، ظلة کے معنی ہیں: سائبان، حاشیہ میں لکھا ہے کہ سخت گرمی پڑی، پھر بادل چھایا، لوگ بادل کے نیچے جمع ہوئے تو بادل میں سے آگ برسی، یہی عذاب کا ان پر سایہ فگن ہونا ہے۔

نوٹ: حضرت شعیب علیہ السلام کے سلسلہ میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے، اس لئے صرف مفردات جمع کرکے آیات کی طرف اشارہ کیا ہے۔

[۳٤-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَإِلٰى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا﴾

[۱-] إِلٰى أَهْلِ مَدْيَنَ، لِأَنَّ مَدْيَنَ بَلَدٌ، وَمِثْلُهُ ﴿وَاسْأَلِ الْقَرْيَةَ﴾ وَاسْأَلِ ﴿الْعِيْرَ﴾ يَعْنِىْ أَهْلَ الْقَرْيَةِ وَأَهْلَ الْعِيْرِ. [۲-] ﴿وَرَاءَ كُمْ ظِهْرِيًّا﴾: لَمْ يَلْتَفِتُوْا إِلَيْهِ، وَيُقَالُ إِذَا لَمْ تَقْضِ حَاجَتَهُ: ظَهَرْتَ حَاجَتِيْ، وَجَعَلْتَنِيْ ظِهْرِيًّا، وَالظِّهْرِيُّ: أَنْ تَأْخُذَ مَعَكَ دَابَّةً أَوْ وِعَاءً تَسْتَظْهِرُ بِهِ. [۳-] مَكَانَتُكُمْ وَمَكَانُهُمْ وَاحِدٌ. [٤-] ﴿يَغْنَوْا﴾: يَعِيْشُوْا. [٥-] ﴿تَأْسَ﴾: تَحْزَنُ، ﴿آسٰى﴾ أَحْزَنُ. [٦-] وَقَالَ الْحَسَنُ: ﴿إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ﴾ يَسْتَهْزِئُوْنَ بِهِ. [۷-] وَقَالَ مُجَاهِدٌ: لَيْكَةُ: الْأَيْكَةُ. [۸-] ﴿يَوْمِ الظُّلَّةِ﴾: إِظْلَالُ الْعَذَابِ عَلَيْهِمْ.

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَإِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾

حضرت یونس علیہ السلام کا تذکرہ

حضرت یونس علیہ السلام کا لقب ذوالنون اور صاحب الحوت (مچھلی والا) ہے، آپ کے والد کا نام متّی ہے اور یہ خیال غلط ہے کہ یہ آپ کی والدہ کا نام ہے، باب کی روایت میں صراحت ہے: نَسَبَهُ إِلٰى أَبِيْه یعنی متّی والد کا نام ہے، اور یونسؑ کے زمانہ کی تعیین مشکل ہے، حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ شعیب اور داؤد علیہما السلام کے درمیان میں کیا ہے۔

آپ عراق کے مشہور مقام نینوی کے باشندوں کی ہدایت کے لئے مبعوث کئے گئے تھے، نینوی عاشوری حکومت کا پایۂ تخت اور موصل کے علاقہ کا مشہور شہر تھا، قرآنِ کریم میں اس شہر کی مردم شماری ایک لاکھ سے زائد بتائی گئی ہے۔

۱- سورۃ الصافات آیات ۱۳۹-۱۴۸ میں ہے: ﴿وَإِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ۝ فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ۝ فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۝ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهِ إِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ۝ وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِنْ يَّقْطِيْنٍ ۝ وَأَرْسَلْنَاهُ إِلٰى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيْدُوْنَ ۝ فَآمَنُوْا فَمَتَّعْنَاهُمْ إِلٰى حِيْنٍ﴾: اور بیشک یونسؑ پیغمبروں میں سے تھے، جب وہ بھاگ کر بھری ہوئی کشتی کے پاس پہنچے، پھر وہ قرعہ اندازی میں شریک ہوئے، پس وہی ملزم ٹھہرے، پھر ان کو مچھلی نے نگل لیا، اور وہ خود کو ملامت کر رہے تھے، پس اگر وہ تسبیح پڑھنے والوں میں سے نہ ہوتے تو قیامت تک اس کے پیٹ میں رہتے، یعنی پیٹ سے نکلنا نصیب نہ ہوتا، سو ہم نے ان کو ایک میدان میں ڈال دیا اور وہ اس وقت بیمار تھے، اور ہم نے ان پر ایک بیل دار درخت اگا دیا، اور ہم نے ان کو ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا، پھر وہ لوگ ایمان لے آئے، پس ہم نے ان کو ایک زمانہ تک پنپنے کا موقع دیا۔

مُلِيْم: اسم فاعل واحد مذکر، اللہ کا گناہ کرنے والا، اللہ کی اجازت سے پہلے اپنی قوم میں سے ہجرت کر کے چل دیئے، یہ اللہ کا گناہ ہے، إِلَامَة: مصدر: ایسا کام کرنے والا جس پر ملامت کی جائے، مستحقِ ملامت .... المشحون: اسم مفعول

واحد مذکر، شَحْن: مصدر، بھرنا، الموقر: بوجھل، وَقَّرَ أُذُنَه: کان کا بوجھل ہونا............عَرَاءٌ: چٹیل میدان جس میں گھاس نہ ہو، وہ وسیع میدان جہاں اوٹ نہ ہو، وہ کھلی جگہ جس میں درخت وغیرہ نہ ہوں، خالی جگہ............یَقْطِیْن: بغیر تنے کی ہر بیل جیسے کدو وغیرہ کی بیل۔

تفسیر: حضرت یونس علیہ السلام ایک عرصہ تک نینوی والوں کو توحید کی دعوت دیتے رہے، مگر انھوں نے آپ کی بات پر کان نہ دھرا، اور سرکشی کے ساتھ کفر وشرک پر اصرار کرتے رہے، پس آپ نے ان کو عذابِ الٰہی کی خبر دی، اور آپ قوم سے غضب ناک ہوکر وحی کا انتظار کئے بغیر چل دیئے، فرات کے کنارے پہنچے تو ایک کشتی مسافروں سے بھری کھڑی تھی، آپ اس میں سوار ہوگئے، کشتی نے لنگر اٹھایا، راہ میں طوفانی ہواؤں نے کشتی کو آگھیرا، جب کشتی ڈگمگانے لگی اور کشتی والوں کو ڈوبنے کا یقین ہوگیا تو وہ اپنے عقیدہ کے مطابق کہنے لگے: ''ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کشتی میں کوئی غلام اپنے آقا سے بھاگا ہوا ہے، جب تک اس کو کشتی سے جدا نہیں کیا جائے گا نجات مشکل ہے'' یونس علیہ السلام کو تنبہ ہوا کہ میں وحی کا انتظار کئے بغیر نینوی سے چلا آیا ہوں، یہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں آیا، انھوں نے کشتی والوں سے کہا: وہ غلام میں ہوں جو اپنے آقا سے بھاگا ہے، مجھے دریا میں پھینک دو، کشتی والے ان کی پاک بازی جانتے تھے، انھوں نے ایسا کرنے سے انکار کردیا، اور آپس میں طے کیا کہ قرعہ اندازی کی جائے، چنانچہ تین مرتبہ قرعہ ڈالا گیا، ہر بار یونس علیہ السلام کا نام نکلا، تب مجبور ہوکر انھوں نے یونس علیہ السلام کو دریا میں ڈال دیا، پانی میں ایک بڑی مچھلی تیار تھی، اس نے آپ کو سالم نگل لیا، جب آپ مچھلی کے پیٹ میں محبوس ہوگئے تو دعا کی: ﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾: آپ کے سواء کوئی معبود نہیں، آپ کی ذات پاک ہے، بیشک میں اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہوں، مچھلی کو حکم ہوا اس نے ساحل پر آپ کو اگل دیا، مچھلی کے پیٹ کی گرمی سے آپ کا جسم ایسا ہوگیا تھا جیسا کسی پرندہ کے پیدا شدہ بچہ کا ہوتا ہے، جس کا جسم بے حد نرم ہوتا ہے، جسم پر بال تک نہیں ہوتے، پھر اللہ تعالیٰ نے ایک بیل اگا دی، جو تیزی سے ان کے جسم پر چھا گئی، مگر جسم سے لگی نہیں، تاکہ جسم مکھیوں سے محفوظ رہے، اس طرح آہستہ آہستہ آپ کے جسم میں طاقت آگئی، پھر آپ کو حکم دیا گیا کہ نینوی واپس جائیں، ادھر نینوی والے جب یونس علیہ السلام بستی سے چلے گئے اور بددعا کے کچھ آثار ظاہر ہوئے تو انہیں یقین ہوگیا کہ یونس علیہ السلام نے صحیح خبر دی تھی، اور اسی لئے وہ بستی سے جدا ہوگئے ہیں، چنانچہ بادشاہ سے لے کر رعایا تک سب ایک میدان میں جمع ہوئے اور بارگاہِ الٰہی میں گریہ وزاری کی اور اقرار کیا کہ آپ کے پیغمبر یونسؑ جو دعوت لے کر ہمارے پاس آئے تھے ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی اور ان کو عذاب سے محفوظ کردیا، پھر جب یونس علیہ السلام بحکم الٰہی نینوی واپس آئے تو قوم نے بے حد خوشی کا اظہار کیا اور ان کی راہنمائی میں دین ودنیا کی کامرانی حاصل کی۔

(ماخوذ از قصص القرآن)

۲- سورۃ القلم آیت ۴۸ میں ہے: ﴿فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ، إِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ﴾:

پس آپؐ اپنے پروردگار کے حکم کا انتظار کیجئے یعنی ابھی مکہ میں رہیے، ہجرت نہ کیجئے، اور مچھلی والے پیغمبر کی طرح نہ ہوجیے، جب انھوں نے دعا کی درانحالیکہ وہ غم سے گھٹ رہے تھے، **مکظوم:** اسم مفعول، واحد مذکر، **کظم:** مصدر باب ضرب: غم آنکیں، غم کی وجہ سے دم گھٹا ہوا، **کظیم:** بروزن فعیل بمعنی مفعول۔

[۳۵-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَإِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾

[۱-] إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿وَهُوَ مُلِيْمٌ﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ: مُذْنِبٌ. ﴿الْمَشْحُوْنِ﴾: الْمُوْقَرُ، ﴿فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ﴾ الآيَةَ. ﴿فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ﴾ بِوَجْهِ الأَرْضِ ﴿وَهُوَ سَقِيْمٌ وَأَنْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِنْ يَقْطِيْنٍ﴾ مِنْ غَيْرِ ذَاتِ أَصْلٍ: الدُّبَّاءُ وَنَحْوُهُ ﴿وَأَرْسَلْنَاهُ إِلٰى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيْدُوْنَ. فَآمَنُوْا فَمَتَّعْنَاهُمْ إِلٰى حِيْنٍ﴾

[۲-] ﴿وَلَاتَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ، إِذْ نَادٰى وَهُوَ مَكْظُوْمٌ﴾: كَظِيْمٌ وَهُوَ مَغْمُوْمٌ.

اور باب کی سب حدیثیں پہلے آچکی ہیں، اور سب ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں ہیں، (تیسری حدیث) بازار میں ایک یہودی سامان بیچ رہا تھا، مشتری اس کو جو قیمت دینا چاہتا ہے وہ اس کو پسند نہیں تھی، اس نے کہا: **لا، والذی اصطفی موسیٰ علی البشر:** نہیں، اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر برگزیدگی بخشی! ایک انصاری نے اس کی قسم سنی وہ اٹھے اور اس کے منہ پر تھپڑ مارا، اور کہا: تو یہ بات کہتا ہے: اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر برگزیدگی بخشی، حالانکہ نبی ﷺ ہمارے درمیان موجود ہیں، یہودی خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: اے ابوالقاسم! میں ذمی ہوں، اسلامی حکومت کا شہری ہوں، پھر فلاں نے میرے منہ پر تھپڑ کیوں مارا؟ نبی ﷺ نے ان سے پوچھا: تم نے اس کے منہ پر تھپڑ کیوں مارا؟ انھوں نے واقعہ بیان کیا، نبی ﷺ کو غصہ آیا، یہاں تک کہ رخ انور سے وہ محسوس ہونے لگا اور آپؐ نے فرمایا: اللہ کے نبیوں کے درمیان اونچ نیچ مت کرو، اس لئے کہ قیامت کے دن صور پھونکا جائے گا، تمام مخلوقات بیہوش ہوجائیں گی، مگر جسے اللہ چاہیں، پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا، تو مجھے سب سے پہلے ہوش آئے گا، میں دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش پکڑے ہوئے ہیں، پس میں نہیں جانتا کہ طور کی بیہوشی کے ساتھ ادلا بدلا ہوگیا یا وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے، اسی واقعہ میں آپؐ نے فرمایا ہے: ”ہرگز نہ کہے تم میں سے کوئی کہ میں یعنی نبی ﷺ یونس علیہ السلام سے بہتر ہیں“ اور دوسری حدیث میں آپؐ نے یونس علیہ السلام کے باپ متّی کا بھی ذکر کیا ہے، اور تیسری حدیث میں ہے: ”میں نہیں کہتا کہ کوئی (نبی) یونس علیہ السلام سے افضل ہے“

تشریح: اس موقع پر نبی ﷺ نے حضرت یونس علیہ السلام کا تذکرہ اس لئے کیا کہ ان سے ہجرت کے معاملہ میں ذرا کوتاہی ہوگئی تھی، اور نبی ﷺ مکہ مکرمہ میں جمے رہے تھے، یہاں تک کہ دشمنوں نے قتل کرنے کے لئے مکان گھیر لیا، تب اجازت ملی اور آپؐ نے ہجرت فرمائی، پس ہجرت کے معاملہ میں حضرت یونس علیہ السلام سے ذرا کوتاہی ہوگئی، اس لئے آپؐ نے موازنہ نہ کیا کہ میں خود کو یونس علیہ السلام سے بہتر نہیں کہتا، کیونکہ وہ ان کی اجتہادی غلطی تھی، اور اجتہادی غلطی پر

مؤاخذہ نہیں ہوتا، اور قرآنِ کریم میں جوان کو ملیمٌ (گنہ گار) کہا گیا ہے، وہ 'میاں' کا بندے کے ساتھ معاملہ ہے، جیسے سورۂ طٰہٰ آیت ۱۲۱ میں آدم علیہ السلام کے حق میں فرمایا ہے: ﴿وَعَصٰی آدَمُ رَبَّهُ فَغَوٰی﴾: اور آدمؑ نے اپنے رب کا قصور کیا، پس وہ غلطی میں پڑ گئے، حالانکہ آدم علیہ السلام سے بھی اجتہادی غلطی ہوئی تھی۔

[۳۴۱۲-] حدثنا مُسَدَّدٌ، ثَنَا يَحْيىَ، عَنْ سُفْيَانَ، ثَنِيْ الْأَعْمَشُ، ح: وَثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" لاَ يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ: إِنِّيْ خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ" زَادَ مُسَدَّدٌ: "يُوْنُسَ بْنِ مَتَّى"[انظر: ۴۶۰۳، ۴۸۰۴]

[۳۴۱۳-] حدثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيْ الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" مَا يَنْبَغِيْ لِعَبْدٍ أَنْ يَقُوْلَ: إِنِّيْ خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتَّى" وَنَسَبَهُ إِلٰى أَبِيْهِ.

[راجع: ۳۳۹۵]

[۳۴۱۳-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، عَنِ اللَّيْثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ:" بَيْنَمَا يَهُوْدِيٌّ يَعْرِضُ سِلْعَتَهُ، أُعْطِيَ بِهَا شَيْئًا كَرِهَهُ، فَقَالَ: لاَ، وَالَّذِيْ اصْطَفَى مُوْسَى عَلَى الْبَشَرِ! فَسَمِعَهُ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَامَ فَلَطَمَ وَجْهَهُ، وَقَالَ: تَقُوْلُ: وَالَّذِيْ اصْطَفَى مُوْسَى عَلَى الْبَشَرِ! وَالنَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ أَظْهُرِنَا؟ فَذَهَبَ إِلَيْهِ فَقَالَ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ! إِنَّ لِيْ ذِمَّةً وَعَهْدًا، فَمَا بَالُ فُلاَنٍ لَطَمَ وَجْهِيْ؟ فَقَالَ:" لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهُ؟" فَذَكَرَهُ، فَغَضِبَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم حَتَّى رُئِيَ فِيْ وَجْهِهِ، ثُمَّ قَالَ:" لاَ تُفَضِّلُوْا بَيْنَ أَنْبِيَاءِ اللّٰهِ، فَإِنَّهُ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ فَيَصْعَقُ مَنْ فِي السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ أُخْرَى، فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ بُعِثَ فَإِذَا مُوْسَى آخِذٌ بِالْعَرْشِ، فَلاَ أَدْرِيْ أَحُوْسِبَ بِصَعْقَتِهِ يَوْمَ الطُّوْرِ، أَمْ بُعِثَ قَبْلِيْ؟"[راجع: ۲۴۱۱]

[۳۴۱۵-] "وَلاَ أَقُوْلُ: إِنَّ أَحَدًا أَفْضَلُ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتَّى"[انظر: ۳۴۱۶، ۴۶۰۴، ۴۶۳۱، ۴۸۰۵]

[۳۴۱۶-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" لاَيَنْبَغِيْ لِعَبْدٍ أَنْ يَقُوْلَ: أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتَّى"[راجع: ۳۴۱۵]

بَابٌ: قَوْلُهُ: ﴿وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ، إِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ﴾

مچھلیوں کو الہام ہوا

یہ باب سوال مقدر کا جواب دینے کے لئے لائے ہیں، حضرت یونس علیہ السلام کے واقعہ میں ہے کہ ایک بڑی مچھلی تیار

کھڑی تھی، اس نے آپ کو سالم نگل لیا، اور کنارہ پر جا کر اگل دیا، یہاں سوال پیدا ہوگا کہ مچھلی نے یہ کام کیوں کیا؟ لقمہ کیوں نہیں بنایا؟ جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو یہ الہام کیا تھا، اور الہام مچھلیوں کو بھی ہوتا ہے، سورۃ الاعراف آیات ۱۶۳-۱۶۶ میں ایک واقعہ ہے: اللہ تعالیٰ نے یہود پر ہفتہ کے دن شکار کرنا حرام کیا، ایک بستی جو ساحل سمندر پر تھی اس کے باشندوں کی عادت نافرمانی کی تھی، اللہ کی طرف سے ان کی آزمائش اس طرح ہوئی کہ ہفتہ کے دن دریا میں مچھلیوں کی بے حد کثرت ہوتی تھی، جو سطح سمندر پر تیرتی تھیں، اور باقی دنوں میں غائب رہتی تھیں، اس بستی کے ماہی گیروں سے صبر نہ ہوسکا، حکم الٰہی کے خلاف حیلہ کرنے لگے، دریا کا پانی کاٹ لاتے، جب ہفتہ کے دن مچھلیاں ان کے حوض میں آجاتیں تو واپسی کا راستہ بند کردیتے، اور اگلے دن اتوار کو جا کر پکڑ لیتے، تاکہ ہفتہ کے دن شکار کرنا لازم نہ آئے، کچھ لوگوں نے ان کو اس حرکت سے روکا، اور کچھ لوگ خاموش رہے، پھر جب اللہ کا عذاب آیا تو حیلہ باز مسخ کر کے ذلیل بندر بنادیئے گئے، اور جن لوگوں نے ان کو فہمائش کی تھی وہ بچ گئے، اور جو لوگ خاموش رہے تھے ان کا تذکرہ قرآنِ کریم نے نہیں کیا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ بھی عذاب سے بچ گئے۔ اس واقعہ سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ بار کے دن مچھلیاں جو پانی پر تیرتی تھیں اور دوسرے دنوں میں غائب رہتی تھیں، وہ اللہ کے الہام سے ایسا کرتی تھیں۔

ان آیات میں یَعْدُوْنَ آیا ہے اس کے معنی ہیں: یَتَعَدَّوْنَ یعنی یَتَجَاوَزُوْنَ: حد سے آگے بڑھتے تھے، دوسرا لفظ شُرَّعًا آیا ہے، یہ شارِعٌ کی جمع ہے، پانی کے اوپر ظاہر ہونے والی، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا ترجمہ شوارع کیا ہے، یہ بھی شارع کی جمع ہے، اور تیسرا لفظ بئیس ہے، اس کے معنی ہیں: شدید، سخت۔

[۳۶-] بَابُ: قَوْلُهُ: ﴿وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ﴾

﴿إِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ﴾ يَتَعَدَّوْنَ: يَتَجَاوَزُوْنَ ﴿إِذْ تَأْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا﴾ شَوَارِعَ، ﴿وَيَوْمَ لَايَسْبِتُوْنَ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿خَاسِئِيْنَ﴾ ﴿بَئِيْسٌ﴾ شَدِيْدٌ.

بَابُ قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُوْرًا﴾

حضرت داؤد علیہ السلام کا تذکرہ

حضرت داؤد علیہ السلام بنی اسرائیل کے جلیل القدر پیغمبر ہیں، قتل جالوت میں انھوں نے بے نظیر شجاعت کا مظاہرہ کیا تھا، چنانچہ طالوت کے بعد آپ ان کے قائم مقام اور بادشاہ بنے۔

۱- سورۃ النساء آیت ۱۶۳ میں ہے: ﴿وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُوْرًا﴾: اور ہم نے داؤد کو زبور دی، زَبَرَ الكتابَ کے معنی ہیں: لکھنا، فالکتاب مزبورٌ وزَبُوْرٌ، زبور کی جمع زُبُر (بضمتین) ہے۔

۲- سورہ سبا آیت ۱۰ و ۱۱ ہیں: ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا، يَا جِبَالُ أَوِّبِيْ مَعَهُ وَالطَّيْرُ، وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ، أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا، إِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾: اور ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بڑی فضیلت دی، اے پہاڑو! داؤدؑ کے ساتھ تسبیح کرو، اور یہی حکم پرندوں کو بھی دیا اور ہم نے ان کے لئے لوہے کو نرم کردیا (اور حکم دیا) آپ پوری زرہیں بنائیں، اور کڑیاں جوڑنے میں اندازہ رکھیں، اور سب لوگ نیک کام کریں، میں تمہارے سب کاموں کو دیکھ رہا ہوں، أَوِّبِيْ: امر کا صیغہ واحد مؤنث حاضر، تَأْوِيْب، مصدر، اس کے معنی ہیں: رجوع ہونا، آیت میں تسبیح کرنا مراد ہے، سورہ ص میں ہے: ﴿إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالإِشْرَاقِ﴾: ہم نے پہاڑوں کو داؤد کے تابع کردیا، وہ ان کے ساتھ صبح وشام پاکی بیان کرتے تھے، یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا معجزہ تھا، فضل سے یہی مراد ہے، آپ جب تسبیح میں مشغول ہوتے تھے تو پہاڑ اور پرند سب آپ کے ساتھ تسبیح کرتے تھے، اور سابغات کے معنی ہیں: وسیع، لمبے کرتے .... اور سرد کے معنی ہیں: میخیں اور کڑیاں .... اور قَدِّرْ کے معنی ہیں: زرہیں بناتے ہوئے کیلیں اندازہ سے لگائیں، کیلیں بہت باریک نہ ہوں، ورنہ مسلسل ہوجائیں گی اور بڑی بھی نہ ہوں، ورنہ ابھری رہیں گی اور ٹوٹ جائیں گی۔

۳- سورۃ البقرہ آیت ۲۵۰ میں ہے: ﴿قَالُوْ رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا﴾: ان لوگوں نے کہا: اے ہمارے پروردگار! ہم پر صبر ریڑھ یعنی اتار، نازل فرما۔

۴- سورۃ البقرہ آیت ۲۴۰ میں ہے: ﴿وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ﴾: اور اللہ نے طالوت کو علم اور جسامت میں زیادتی اور برتری بخشی، یعنی جسمانی اور روحانی نعمتوں سے سرفراز فرمایا (پچھلے دونوں لفظ داؤدؑ سے متعلق واقعات میں ہیں)

[۳۷-] بَابُ قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَآتَيْنَا دَاوُدَ زَبُوْرًا﴾

[۱-] الزُّبُرُ: الْكُتُبُ وَاحِدُهَا زَبُوْرٌ، وَزَبَرْتَ: كَتَبْتَ. [۲-] ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا يَاجِبَالُ أَوِّبِيْ مَعَهُ﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ: سَبِّحِيْ مَعَهُ ﴿وَالطَّيْرَ وَأَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ، أَنِ اعْمَلْ سَابِغَاتٍ﴾ الدُّرُوْعَ ﴿وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ﴾ الْمَسَامِيْرِ وَالْحَلَقِ، لَاتُدِقُّ الْمِسْمَارَ فَيَتَسَلْسَلُ وَلَا تُعَظِّمْ فَيَفْصِمُ.[۳-] ﴿أَفْرِغْ﴾: أَنْزِلْ.[٤-] ﴿بَسْطَةً﴾: زِيَادَةً وَفَضْلًا.

[۳٤۱۷-] حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، ثَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "خُفِّفَ عَلٰى دَاوُدَ الْقُرْآنُ، فَكَانَ يَأْمُرُ بِدَوَابِّهِ فَتُسْرَجُ، فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَبْلَ أَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهُ، وَلَا يَأْكُلُ إِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ" رَوَاهُ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ صَفْوَانَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.[راجع: ۲۰۷۳]

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا: داؤد علیہ السلام کے لئے اللہ کی کتاب پڑھنا آسان کردیا گیا تھا، وہ اپنے چوپایوں کے

بارے میں حکم دیتے، ان پر زین کسی جاتی، پس آپ اللہ کی کتاب پڑھ لیتے، اس سے پہلے کہ ان پر زین کسی جائے، اور آپ نہیں کھاتے تھے مگر اپنے ہاتھوں کی کمائی سے۔

تشریح: اس حدیث میں داؤد علیہ السلام کے بارے میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں:

پہلی بات: حضرت داؤد علیہ السلام کو جب لشکر کے ساتھ کہیں جانا ہوتا تو وہ حکم دیتے کہ سواریاں تیار کی جائیں، ان پر زینیں کسی جائیں، پھر آپ زبور کی تلاوت شروع کرتے، ابھی سواریاں تیار نہیں ہوتی تھیں کہ آپ پوری زبور پڑھ لیتے تھے، زبور اللہ کی دوسری کتابوں کی بہ نسبت چھوٹی کتاب ہے، وہ تورات کا ضمیمہ ہے، اور اس میں زیادہ تر حمد وثنا ہے، اور جس طرح زمین میں قبض وبسط ہوتا ہے، روحانی احوال اور زمانہ میں بھی قبض وبسط ہوتا ہے، حدیث میں اس بندہ کا قصہ آیا ہے جس نے سو قتل کئے تھے، پھر توبہ کر کے ارض مقدسہ کی طرف چلا تھا، راستہ میں موت کا وقت آگیا، پس رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے روح قبض کرنے کے لئے آئے، دونوں روح قبض کرنا چاہتے تھے، رحمت کے فرشتوں کی دلیل یہ تھی کہ وہ ہجرت کر کے پاک سرزمین کی طرف جا رہا ہے، اور عذاب کے فرشتوں کی دلیل یہ تھی کہ وہ ابھی پاک زمین تک نہیں پہنچا، پھر اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جو انسانی شکل میں آیا، دونوں جماعتوں نے اس کے سامنے مسئلہ رکھا، اس نے فیصلہ کیا کہ زمین کی پیمائش کی جائے، جدھر زمین کم ہو وہ فرشتے اس کی روح قبض کریں، پیمائش شروع ہوئی، اللہ نے ارض مقدسہ کی جانب کی زمین کو حکم دیا کہ وہ سکڑ جائے، اور ناپاک زمین کی جانب کو حکم دیا کہ وہ پھیل جائے، اور خود اس بندہ نے بھی ارض مقدسہ کی طرف گھسٹنا شروع کیا، پیمائش کی تو وہ ایک بالشت ارض مقدسہ سے نزدیک پایا گیا، چنانچہ رحمت کے فرشتوں نے اس کی روح قبض کی، یہ زمین کا قبض وبسط ہے، اور سالکین کے احوال میں جو قبض وبسط آتا ہے وہ روحانی قبض وبسط ہوتا ہے، اسی طرح زمانہ میں بھی قبض وبسط ہوتا ہے، تھوڑے وقت میں بہت کام ہو جائے تو یہ بسط ہے اور کافی وقت میں کچھ بھی کام نہ ہو یہ قبض ہے۔ حدیث میں ہے کہ قیامت کے قریب زمانہ سکیڑ دیا جائے گا (یتقارب الزمان) یہ چیز اگر نبی کے ہاتھ سے ظاہر ہو تو معجزہ ہے اور ولی کے ہاتھ سے ظاہر ہو تو کرامت ہے، داؤد علیہ السلام پیغمبر تھے، ان کے لئے زمانہ میں بسط کر دیا جاتا تھا، وہ تھوڑی دیر میں زبور پڑھ لیتے تھے۔

ملحوظہ: اس حدیث میں دَوَابّ: جمع ہے، مراد آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی سواریاں ہیں، صرف آپ کی سواری مراد نہیں، اور موسیٰ بن عقبہؒ کی روایت میں دابة مفرد ہے، اس کو جمع کی طرف لوٹائیں گے، عام طور پر یہ حدیث مفرد لفظ سے بیان کی جاتی ہے یعنی آپ اپنی سواری پر زین باندھنے کا حکم دیتے تھے، یہ صحیح نہیں۔

دوسری بات: داؤد علیہ السلام بادشاہ تھے، مگر حکومت سے تنخواہ نہیں لیتے تھے، اپنا گذارہ اپنی کاری گری کی آمدنی سے کرتے تھے، حضرت لوہے کے کرتے بناتے تھے، جو جنگ میں استعمال کئے جاتے تھے، ان کو فروخت کر کے ان کی آمدنی سے گذارہ کرتے تھے، جیسے عالمگیر رحمہ اللہ حکومت سے تنخواہ نہیں لیتے تھے، قرآنِ کریم لکھتے تھے اور اس کے ہدیہ سے گذارہ

کرتے تھے، یہ عمل قابل تقلید ہے، مگر ہر بوالہوس کے لئے دار ورسن کہاں!

اس کے بعد کی دو حدیثیں پہلے آچکی ہیں، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما ہمیشہ نفل روزے رکھتے تھے، اور رات بھر نفلیں پڑھتے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سمجھا کر ان کا وظیفہ کم کیا، اور فرمایا: ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن روزہ مت رکھو، داؤد علیہ السلام اس طرح نفل روزے رکھتے تھے، اور نفل روزے رکھنے کا یہ بہترین طریقہ ہے، حضرت عبداللہؓ نے عرض کیا: میں اس سے افضل (بہتر) روزے رکھ سکتا ہوں، آپؐ نے فرمایا: اس سے بہتر کوئی روزہ نہیں۔

اور دوسری حدیث میں ہے کہ داؤد علیہ السلام کی جب دشمن سے مڈبھیڑ ہوتی تھی تو وہ بھاگتے نہیں تھے، اس میں اشارہ ہے کہ صوم داؤدی سے کمزوری نہیں آتی، اور مسلسل روزے رکھنے سے آدمی کمزور ہو جاتا ہے۔ هَجَمَتِ الْعَيْنُ: آنکھیں دھنس جانا یا نگاہ کا کمزور ہو جانا............ نَفِهَتِ النَّفْسُ: نفس کا کمزور ہو جانا، تھک جانا اور سست پڑ جانا۔

[٣٤١٨-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، أَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ وَأَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: أُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَنِّىْ أَقُوْلُ: وَاللّٰهِ لَأَصُوْمَنَّ النَّهَارَ وَلَأَقُوْمَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أَنْتَ الَّذِىْ تَقُوْلُ: وَاللّٰهِ لَأَصُوْمَنَّ النَّهَارَ وَلَأَقُوْمَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ؟" قُلْتُ: قَدْ قُلْتُهُ، قَالَ: "إِنَّكَ لَاتَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ، فَصُمْ وَأَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ، وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ" فَقُلْتُ: إِنِّىْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: "فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمَيْنِ" فَقُلْتُ: إِنِّىْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: "فَصُمْ يَوْمًا وَأَفْطِرْ يَوْمًا، وَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ، وَهُوَ أَعْدَلُ الصِّيَامِ" فَقُلْتُ: إِنِّىْ أُطِيْقُ أَفْضَلَ مِنْهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: "لَا أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ"[راجع: ١١٣١]

[٣٤١٩-] حدثنا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى، ثَنَا مِسْعَرٌ، ثَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِىْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِى الْعَبَّاسِ الشَّاعِرِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: قَالَ لِىَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم: "أَلَمْ أُنَبَّأْ أَنَّكَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ وَتَصُوْمُ النَّهَارَ؟" فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: "فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتِ الْعَيْنُ وَنَفِهَتِ النَّفْسُ، صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَذٰلِكَ صَوْمُ الدَّهْرِ أَوْ: كَصَوْمِ الدَّهْرِ" قُلْتُ: إِنِّىْ أَجِدُ بِىْ - قَالَ مِسْعَرٌ: يَعْنِىْ قُوَّةً - قَالَ: "فَصُمْ صَوْمَ دَاوُدَ، وَكَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا، وَلَا يَفِرُّ إِذَا لَاقَىٰ"[راجع: ١١٣١]

بَابٌ

داؤد علیہ السلام کے سلسلہ کا دوسرا باب

اس باب میں داؤد علیہ السلام کے نفل روزوں کا اور رات میں نفلیں پڑھنے کا معمول بیان کیا ہے، اور یہ باب مستملّی

اور کُشْمیهنی کے نسخوں میں ہے، دوسرے نسخوں میں نہیں ہے، اور باب کی حدیث گذشتہ باب میں شامل ہے، اور یہی نسخے صحیح ہیں، اور باب کی عبارت کے آخر میں ہے: قال عليٌّ: وهو قول عائشة: اس کا مطلب یہ ہے: علی بن المدینیؒ کہتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک دوسری روایت میں جو آیا ہے: ما ألفاه السَّحَرُ عندی إلا نائما: نہیں پایا نبی ﷺ کو رات کے آخری حصہ نے میرے پاس مگر سویا ہوا، اس کا مطلب یہ ہے کہ جب نبی ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر ہوتے تو ہمیشہ سحری کے وقت سوتے تھے، کیونکہ داؤد علیہ السلام کا یہی معمول تھا، نبی ﷺ ان کی پیروی کرتے تھے۔

[٣٨-] بَابٌ

أَحَبُّ الصَّلاَ ةِ إِلٰی اللّٰهِ صَلاَ ةُ دَاوُدَ، وَأَحَبُّ الصِّيَامِ إِلٰی اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ، وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَيَقُوْمُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ، وَيَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا، قَالَ عَلِيٌّ، وَهُوَ قَوْلُ عَائِشَةَ: مَا أَلْفَاهُ السَّحَرُ عِنْدِیْ إِلَّا نَائِمًا.

[٣٤٢٠-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم: "أَحَبُّ الصِّيَامِ إِلٰی اللّٰهِ صِيَامُ دَاوُدَ، وَكَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا، وَأَحَبُّ الصَّلاَ ةِ إِلٰی اللّٰهِ صَلاَ ةُ دَاوُدَ، وَكَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ، وَيَقُوْمُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ" [راجع: ١١٣١]

بَابٌ

داؤد علیہ السلام کے سلسلہ کا تیسرا باب

۱- سورہ ص آیات ۱۷-۲۰ ہیں: ﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ، إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝ إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالإِشْرَاقِ ۝ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً، كُلٌّ لَّهُ أَوَّابٌ ۝ وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ﴾:
ترجمہ: اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کیجئے جو بڑی قوت (ہمت) والے (خدا کی طرف) رجوع ہونے والے تھے۔ (أَيْد: يَدٌ کی جمع: ہاتھ، اصل میں أَيْدِیْ تھا، تنوین کے باعث یا گرگئی، اور ہاتھ سے مراد ہمت ہے، یعنی ظاہری قوت مراد نہیں، باطنی قوت مراد ہے، اللہ کی طرف بہت رجوع ہونے والا باہمت ہی ہوتا ہے، أَوَّاب: مبالغہ کا صیغہ ہے أَوْب سے، جس کے معنی رجوع ہونے کے ہیں، تمام اقوال وافعال، حرکات وسکنات میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہونا اور اس کا مطیع وفرمانبردار ہونا مراد ہے) بیشک ہم نے پہاڑوں کو ان کے ساتھ مسخر کیا، تاکہ صبح وشام ان کے ساتھ تسبیح کریں، اور اسی طرح پرندوں کو بھی، جو تسبیح کے وقت ان کے پاس جمع ہوجاتے تھے، سب داؤد کی تسبیح کی وجہ سے مشغول ذکر رہتے تھے، اور ہم نے ان کی سلطنت

کو بڑی قوت دی، اور ہم نے ان کو حکمت اور فیصلہ کرنے والی تقریر عطا کی (حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے فصل الخطاب کا ترجمہ: 'فیصلہ کرنے کی سمجھ بوجھ' کیا ہے، مگر حضرت تھانوی قدس سرہ نے ''فیصلہ کرنے والی تقریر'' کیا ہے، فصل الخطاب (مرکب اضافی) درحقیقت مرکب توصیفی ہے، خطابٌ فصلٌ: ایسی واضح تقریر جو معاملہ کا دوٹوک فیصلہ کردے)

۲-سورہ ص آیات ۲۱-۲۳ ہیں: ﴿وَهَلْ أَتَاكَ نَبَؤُ الْخَصْمِ، إِذْ تَسَوَّرُ الْمِحْرَابَ ۝ إِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوُدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَاتَخَفْ، خَصْمَانِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلٰى سَوَاءِ الصِّرَاطِ ۝ إِنَّ هٰذَا أَخِيْ، لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ، فَقَالَ أَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ﴾: ترجمہ: اور کیا آپ کو مقدمہ والوں کی خبر پہنچی ہے؟ جب وہ لوگ عبادت خانہ میں دیوار پھاند کر پہنچے، جب وہ داؤدؑ کے پاس آئے تو وہ ان کی وجہ سے گھبرا گئے، وہ لوگ کہنے لگے: آپ ڈریں نہیں، ہم اہل معاملہ ہیں، ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے، پس آپ ہمارے درمیان انصاف سے فیصلہ کریں، اور بے انصافی نہ کریں، (تُشْطِطْ: مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لاتُشْطِط: فعل نہی، إِشْطَاط: ظلم کرنا، حد سے بڑھنا، حضرت رحمہ اللہ نے اس کا ترجمہ لَاتُسْرِفْ: کیا ہے یعنی حد سے نہ بڑھیں، اور حاشیہ میں فراء کا قول لکھا ہے: ظلم نہ کریں، ناانصافی نہ کریں) اور ہم کو سیدھی راہ دکھائیں، بیشک یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دُنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دُنبی ہے (دُنبی یعنی مؤنث بھیڑ اور عورت کو بھی دنبی کہتے ہیں اور عورت کو شاۃٌ: بکری بھی کہتے ہیں) پس وہ کہتا ہے کہ وہ بھی مجھے دیدے اور بات چیت میں مجھ کو دباتا ہے (أَكْفِلْنِيْهَا: امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر، ن وقایہ، ی ضمیر واحد متکلم، اور ھا ضمیر واحد مؤنث غائب، إِكْفَال: کفیل بنانا، ذمہ دار بنانا، مجرد كَفَلَ (ن) كَفْلاً الصَّغِيْرَ: بچہ کی پرورش کرنا، اور اس کے اخراجات کا ذمہ دار بننا، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا ترجمہ کیا ہے: ملانا، یعنی اپنی ایک بکری کو میری بکریوں کے ساتھ ملادے، سورہ آل عمران آیت ۳۷ میں ہے: ﴿وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا﴾: اور زکریا علیہ السلام کو ان کا سرپرست بنایا یعنی مریم رضی اللہ عنہا کو حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنی پرورش میں لے لیا، اور اپنے ساتھ ملالیا، عَزَّنِيْ: اس نے مجھ پر دباؤ ڈالا، ماضی کا صیغہ، واحد مذکر غائب، ن وقایہ، ی ضمیر واحد متکلم، عِزٌّ سے جس کے معنی ہیں: زبردستی کرنا، دباؤ ڈالنا، حضرت رحمہ اللہ نے اس کا ترجمہ کیا ہے: وہ جھگڑے میں مجھ سے زیادہ باعزت بن بیٹھا، أَعْزَزْتُه کے معنی ہیں: میں نے اس کو عزیز بنایا، اور خطاب کے معنی ہیں: بات چیت، محاورہ کے معنی ہیں: بات چیت) داؤدؑ نے کہا: یہ جو تیری دُنبی اپنی دُنبیوں کے ساتھ ملانے کی بات کہتا ہے تو وہ واقعی تجھ پر ظلم کرتا ہے اور اکثر شرکاء کی عادت ہے کہ وہ ایک دوسرے پر زیادتی کیا کرتے ہیں (خُلَطَاءُ: خَلِيْطٌ کی جمع ہے اس کے معنی ہیں: شریک) مگر ہاں جو لوگ ایمان دار ہیں، اور نیک کام کرتے ہیں (وہ مستثنیٰ ہیں) اور ایسے لوگ بہت تھوڑے ہیں، اور داؤد کو خیال آیا کہ ہم نے ان کا امتحان لیا (فتنّاہ کے معنی ہیں: اخْتَبَرْنَاهُ: ہم نے ان کا امتحان کیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قراءت میں فَتَّنَّاه: تا کی تشدید کے ساتھ ہے، اس کے بھی یہی معنی ہیں) پس انھوں نے اپنے رب کے سامنے توبہ کی اور سجدہ میں گر پڑے اور رجوع ہوئے۔

تفسیر: ان آیات کی تفسیر میں مفسرین نے بہت لمبے چوڑے قصے بیان کئے ہیں، وہ سب اسرائیلی واقعات ہیں، ابن حزم نے الفِصَل میں ان قصوں کی تردید کی ہے، ان آیات کی صحیح تفسیر وہ ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ داؤد علیہ السلام کو یہ ابتلاء ایک طرح کے اعجاب کی بنا پر پیش آیا، صورت یہ ہوئی تھی کہ داؤد علیہ السلام نے اپنے احباب میں ذکر کیا کہ رات اور دن میں کوئی ساعت ایسی نہیں ہوتی جس میں داؤدؑ کے گھر کا کوئی نہ کوئی فرد اللہ کی عبادت میں مشغول نہیں ہوتا، انھوں نے شب وروز کے چوبیس گھنٹے اپنے گھر والوں پر تقسیم کر رکھے تھے، ان کا عبادت خانہ کسی وقت عبادت سے خالی نہیں رہتا تھا، اللہ تعالیٰ کو داؤد علیہ السلام کا یہ بڑا بول پسند نہیں آیا، وحی آئی کہ یہ سب کچھ ہماری توفیق سے ہے، اگر ہماری مدد ہٹ جائے تو تم یہ نظام برقرار نہیں رکھ سکتے، داؤد علیہ السلام نے عرض کیا: اے پروردگار! مجھے اس دن کی خبر کردیں حضرت کے ذہن میں ہوگا کہ جو اپنی باری میں گڑبڑ کرے گا اس کے کان کھینچوں گا، اسی دن یہ واقعہ پیش آیا، آپ کی باری تھی، دوسرے لوگ سوئے ہوئے تھے، اچانک عبادت خانہ میں دیوار پھاند کر دو شخص آپہنچے، اور داؤد علیہ السلام کو اپنے مقدمہ میں مشغول کردیا، جب وہ لوگ چلے گئے تو آپ کو تنبہ ہوا کہ میں ہی نظام برقرار نہیں رکھ سکا (یہ روایت مستدرک حاکم میں ہے اور اس کی سند صحیح ہے)

[۳۹-] بَابٌ

[۱-] ﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ﴾ إِلٰى: ﴿وَفَصْلَ الْخِطَابِ﴾: قَالَ مُجَاهِدٌ: الْفَهْمُ فِي الْقَضَاءِ. [۲-] ﴿وَلَا تُشْطِطْ﴾: وَلَا تُسْرِفْ ﴿وَاهْدِنَا إِلٰى سَوَاءِ الصِّرَاطِ إِنَّ هٰذَا أَخِيْ لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ نَعْجَةً﴾ يُقَالُ لِلْمَرْأَةِ: نَعْجَةٌ، وَيُقَالُ لَهَا أَيْضًا: شَاةٌ، ﴿وَلِيَ نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيْهَا﴾ مِثْلُ: ﴿وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا﴾ ضَمَّهَا ﴿وَعَزَّنِيْ﴾: غَلَبَنِيْ، صَارَ أَعَزَّ مِنِّيْ، أَعْزَزْتُهُ جَعَلْتُهُ عَزِيْزًا ﴿فِي الْخِطَابِ﴾ يُقَالُ: الْمُحَاوَرَةُ، ﴿لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلٰى نِعَاجِهِ وَإِنَّ كَثِيْرًا مِنَ الْخُلَطَاءِ﴾ الشُّرَكَاءِ ﴿فَتَنَّاهُ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: اخْتَبَرْنَاهُ. وَقَرَأَ عُمَرُ ﴿فَتَّنَّاهُ﴾ بِتَشْدِيْدِ التَّاءِ ﴿فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ﴾

اس کے بعد دو حدیثیں ہیں، پہلی نئی ہے اور دوسری پہلے آچکی ہے۔

پہلی حدیث: مجاہد رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا ہم سورہ ص میں سجدہ کریں؟ حضرت ابن عباسؓ نے سورۃ الانعام کی آیات ۸۴-۹۰ پڑھیں، ان میں متعدد انبیائے کرام کا تذکرہ کرکے فرمایا ہے: ﴿أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾: یہ وہ حضرات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت سے نوازا، پس آپ ان کی پیروی کریں، ابن عباسؓ نے فرمایا: نبی ﷺ کو حکم دیا گیا کہ ان انبیاء کی پیروی کریں، اور داؤد علیہ السلام نے سجدہ کیا ہے پس نبی ﷺ نے بھی یہاں سجدہ کیا اور آپؐ کی پیروی میں آپؐ کی امت کو بھی یہاں سجدہ کرنا چاہئے۔

تشریح: حاشیہ میں ایک اعتراض ہے کہ گذشتہ انبیاء کی پیروی دین کی بنیادی باتوں میں کی جاتی ہے، فروعی مسائل میں نہیں کی جاتی، کیونکہ شریعتیں مختلف ہیں، پھر دَفعُھا سے جواب دیا ہے کہ گذشتہ انبیاء کی شریعتیں بھی جن کا قرآن وحدیث میں تذکرہ ہے اگر کوئی مانع نہ ہوتو وہ بھی حجت ہیں۔

دوسری حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے یہ ہے کہ سورہ ص کا سجدہ پختہ سجدوں میں سے نہیں ہے، یعنی واجب سجدہ نہیں ہے، اور ابن عباسؓ نے نبی ﷺ کو سورہ ص میں سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے (اس کی تفصیل باب ماجاء فی سجود القرآن میں گذر چکی ہے)

[٣٤٢١-] حدثنا مُحَمَّدٌ، ثَنَا سَهْلُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْعَوَّامَ بْنَ حَوْشَبٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَسْجُدُ فِيْ صٓ؟ فَقَرَأَ ﴿وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَيْمَانَ﴾ حَتَّى أَتَى ﴿فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: نَبِيُّكُمْ صلى الله عليه وسلم مِمَّنْ أُمِرَ أَنْ يَقْتَدِيَ بِهِمْ. [انظر: ٤٦٣٢، ٤٨٠٦، ٤٨٠٧]

[٣٤٢٢-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، ثَنَا وُهَيْبٌ، ثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَيْسَ صٓ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُوْدِ، وَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَسْجُدُ فِيْهَا. [راجع: ١٠٦٩]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ، نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ﴾

حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ

حضرت سلیمان علیہ السلام: حضرت داؤد علیہ السلام کے والا تبار صاحبزادے ہیں، جب حضرت داؤد علیہ السلام کا انتقال ہوا تو اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کو نبوت اور حکومت میں ان کا جانشیں بنایا، اس طرح فیضانِ نبوت کے ساتھ اسرائیلی حکومت بھی آپ کے قبضہ میں آئی۔

۱- سورۂ ص آیت ۳۰ میں ہے: ﴿وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ، نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ﴾: اور ہم نے داؤدؑ کو سلیمانؑ عطا کیا، وہ بہت اچھے بندے تھے، بیشک وہ اللہ کی طرف بہت رجوع ہونے والے تھے۔

لغت: أَوَّاب: أَوْب سے مبالغہ کا صیغہ ہے، اس کے معنی ہیں: الراجع: اللہ کی طرف لوٹنے والا، المُنیب: اللہ کی طرف متوجہ ہونے والا۔

۲- سورۂ ص آیت ۳۵ میں ہے: ﴿قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِيْ﴾: انھوں نے دعا کی: اے میرے رب! میری بخشش فرما، اور مجھے ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد کسی کو بھی میسر نہ ہو، یہ دعا آپ نے ایک واقعہ کے بعد مانگی تھی، وہ واقعہ اس سے پہلی والی آیت میں مذکور ہے: ﴿وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَى كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ

أَنَابَ﴾: اور ہم نے سلیمان کا امتحان کیا اور ہم نے ان کے تخت پر ایک دھڑ ڈالا، پھر انھوں نے اللہ کی طرف رجوع کیا، اور تفسیر باب کی حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ سلیمان علیہ السلام لشکر پر ان کی کسی جہادی کوتاہی کی وجہ سے خفا ہوئے اور فرمایا: میں آج رات اپنی سب بیویوں سے قربت کروں گا، اور ان سے مجاہد پیدا ہونگے، میں ان کے ساتھ جہاد کرونگا، ان کے ساتھی نے کہا: ان شاء اللہ کہہ لیں، مگر آپ غصہ کی وجہ سے ان شاء اللہ نہیں کہہ سکے، چنانچہ صرف ایک عورت حاملہ ہوئی اور اس سے بھی ایک ناقص بچہ پیدا ہوا، جس کا آدھا دھڑ نہیں تھا، جب دائی نے وہ بچہ تختِ شاہی پر پیش کیا تو حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ کی طرف متوجہ ہوئے، اور دعا کی کہ بغیر جہاد کے اپنی بخشش سے مجھے ایسا ملک عطا فرما جو کسی کو میسر نہ ہو۔

۳- سورۃ البقرہ آیت ۱۰۲ میں ہے: ﴿وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوْا الشَّيَاطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمَانَ، وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا﴾: اور یہود نے ایسی چیز کا اتباع کیا جس کا شیاطین چرچا کیا کرتے تھے، سلیمانؑ کی سلطنت میں، اور سلیمان نے کفر نہیں کیا بلکہ شیاطین نے کفر کیا، یعنی یہود جو حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف سحر کی نسبت کرتے ہیں وہ غلط ہے، یہود میں جادو کا علم شیاطین نے پھیلایا ہے، سلیمان علیہ السلام کے عہدِ حکومت میں جب جنات کا انسانوں کے ساتھ اختلاط ہوا تو شیاطین نے یہ علم انسانوں کو سکھلایا۔

۴- سورہ سبا آیت ۱۲ و ۱۳ ہیں: ﴿وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ، وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ، وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ، وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ۝ يَعْمَلُوْنَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيَاتٍ، اِعْمَلُوْا آلَ دَاوٗدَ شُكْرًا، وَقَلِيْلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ﴾: ترجمہ: اور سلیمانؑ کے لئے ہوا کو مسخر کیا اس کی صبح کی منزل ایک مہینہ کی مسافت تھی، اور اس کی شام کی منزل ایک مہینہ کی تھی، یعنی اونٹ سوار ایک مہینہ میں جتنا سفر کر سکتا ہے ہوا آدھے دن میں وہاں تک لے جاتی تھی، اور ہم نے ان کے لئے تانبے/لوہے کا چشمہ بہادیا (إسالة: پگھال کر بہانا، کہتے ہیں: یمن میں تانبے کا سیال مادہ تھا، اس سے سلیمان علیہ السلام کو واقف کیا، انھوں نے کھود کر اس کا چشمہ نکالا۔ اور قِطر کے معنی لوہا اور تانبا دونوں کئے گئے ہیں) اور جنات میں سے بعض وہ تھے جو ان کے آگے کام کرتے تھے، ان کے رب کے حکم سے، اور جو ان میں سے ہمارے حکم سے سرتابی کرے گا، ہم اس کو دوزخ کا عذاب چکھائیں گے، یعنی جنات بھی حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع کردیئے گئے، وہ جنات ان کے لئے بناتے تھے جو کچھ وہ چاہتے تھے، عمارتیں، مورتیاں اور حوض جیسے لگن، اور ایسی بڑی ڈیگیں جو ایک ہی جگہ جمی رہتی تھیں (محاریب: محراب کی جمع ہے، حضرت مجاہد رحمہ اللہ نے اس کا ترجمہ: بُنیان کیا ہے، یعنی بڑے محل سے چھوٹی عمارتیں۔ اور جَواب: جابیة کی جمع ہے: بڑا حوض، جو اونٹوں کو پلانے کے لئے ہوتا ہے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کا ترجمہ کھڈا کیا ہے) اے داوٗدؑ کے خاندان والو! تم نیک عمل کیا کرو، اللہ کی نعمتوں کے شکریہ کے طور پر، اور میرے بندوں میں شکر گذار کم ہی لوگ ہوتے ہیں۔

۵-سورہ سبا کی آیت ۱۴ ہے: ﴿فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَادَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ، فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَالَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ﴾: ترجمہ: پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم جاری کیا تو کسی چیز نے ان کے مرنے کا پتہ نہیں بتلایا، مگر دیمک کے کیڑے نے جو ان کے عصا کو کھاتا تھا، پس جب وہ گر پڑے تو جنات کو حقیقت معلوم ہوگئی کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو وہ اس ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ رہتے (دابّة الأرض: دیمک کا کیڑا، مِنسأة: لاٹھی، حضرت سلیمان علیہ السلام موت کے قریب لاٹھی کو دونوں ہاتھ سے پکڑ کر اور ٹھوڑی کے نیچے دبا کر تخت شاہی پر بیٹھ گئے، اور اسی حالت میں روح قبض ہوگئی، کہتے ہیں اس طرح سال بھر بیٹھے رہے، اور جنات آپ کو بیٹھا ہوا دیکھ کر زندہ سمجھتے رہے، اور بدستور کام میں لگے رہے)

۶-سورہ ص آیات ۳۱-۴۰ ہیں: ﴿إِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّافِنَاتُ الْجِيَادُ ۝ فَقَالَ إِنِّيْ أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ، حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝ رُدُّوْهَا عَلَيَّ، فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْأَعْنَاقِ ۝ وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِيْ، إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِأَمْرِهٖ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ۝ وَالشَّيَاطِيْنَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَّغَوَّاصٍ ۝ وَّآخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْأَصْفَادِ ۝ هٰذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَآبٍ﴾: ترجمہ: یاد کیجئے جب شام کے وقت سلیمانؑ کے روبرو اصیل اور عمدہ گھوڑے پیش کئے گئے تو انھوں نے کہا: بیشک میں مال (گھوڑوں) سے محبت کرتا ہوں میرے پروردگار کی یاد کی وجہ سے، یہاں تک کہ گھوڑے اوٹ میں (اصطبل میں) چلے گئے (حکم دیا) گھوڑوں کو میرے سامنے واپس لاؤ، پس انھوں نے ان کی یال اور پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا اور البتہ واقعہ یہ ہے کہ ہم نے سلیمانؑ کو آزمایا، اور ہم نے ان کے تخت پر ایک دھڑ ڈالا، پھر وہ اللہ کی طرف رجوع ہوئے، اور دعا کی: اے میرے پروردگار! میرا قصور معاف کیجئے اور مجھے ایسی سلطنت عنایت فرمایئے جو کسی کو میسر نہ ہو، بیشک آپ بہت بڑے دینے والے ہیں، سو ہم نے ہوا کو ان کے تابع کر دیا، جو ان کے حکم سے نرمی سے چلتی تھی، جہاں وہ جانا چاہتے تھے، اور جنات کو بھی ان کے تابع کر دیا، ہر عمارت چننے والے کو اور ہر غوطہ خور کو اور دوسرے جنات کو بھی جو زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے، یہ ہمارا عطیہ ہے، پس خواہ کسی کو دیں یا نہ دیں، تم سے کچھ دارو گیر نہیں ہوگی، اور ان کے لئے ہمارے یہاں خاص قرب اور نیک انجامی ہے۔

تفسیر: عن ذکر ربی میں عن بمعنی من ہے، اور من اجلیہ ہے .... طَفِقَ مَسْحًا کے معنی ہیں: گھوڑوں کی یال اور ان کی پنڈلیوں پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا .... اور أصفاد کے معنی ہیں: بیڑیاں .... وثاق: وثیقة کی جمع ہے: بندھن .... اور صافنات کے معنی ہیں: اصیل، اعلی قسم کے گھوڑے، صَفَن الفرسُ: گھوڑے نے اپنا ایک ہاتھ اٹھایا اور صرف کُھر زمین پر رکھا، اصیل گھوڑے اسی طرح کھڑے ہوتے ہیں .... اور تورات کی ضمیر کا مرجع الصافنات ہے .... اور الجیاد کے معنی ہیں: تیز رفتار، السِّراع: تیز رفتار .... جَسَدًا: دھڑ سے مراد شیطان ہے، اس کی تفصیل بعد میں ہے

.........رُخاء کے معنی ہیں: نرمی سے چلنے والی، عمدہ ہوا.........حیث أصاب: جہاں سلیمان علیہ السلام جانا چاہتے ....اُمْنُنْ: احسان کریں آپ، دیں آپ.........بغیر حساب: آپ پر کچھ داروگیر نہیں ہوگی۔

فائدہ: قدیم زمانہ سے جسد کی ایک تفسیر چلی آرہی ہے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے، اور وہ تفسیر یہ ہے کہ کچھ عرصہ کے لئے ایک شیطان نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت پر قبضہ کرلیا تھا، اور اس سلسلہ میں کتب تفاسیر میں اسرائیلیات سے ماخوذ لغو روایات مروی ہیں، ہم نے اوپر باب کی روایت کی روشنی میں جسد کا مصداق ناتمام بچہ کو قرار دیا ہے، یہی صحیح ہے۔

[۴۰-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ، نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ﴾

[۱-] الرَّاجِعُ: الْمُنِيْبُ. [۲-] وَقَوْلُهُ: ﴿وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَايَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِيْ﴾ [۳-] وَقَوْلُهُ: ﴿وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوْا الشَّيَاطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمَانَ﴾ [البقرة: ۱۰۲] [۴-] وَقَوْلُهُ: ﴿وَلِسُلَيْمَانَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ، وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ، وَأَسَلْنَا لَهُ﴾: أَذَبْنَا لَهُ ﴿عَيْنَ الْقِطْرِ﴾ الْحَدِيْدِ ﴿وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ، يَعْمَلُوْنَ لَهُ مَايَشَاءُ مِنْ مَحَارِيْبَ﴾ قَالَ مُجَاهِدٌ: بُنْيَانٌ مَا دُوْنَ الْقُصُوْرِ ﴿وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ﴾ كَحِيَاضِ الإِبِلِ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَالْجَوْبَةِ مِنَ الأَرْضِ ﴿وَقُدُوْرٍ رَاسِيَاتٍ اعْمَلُوْا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا وَقَلِيْلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرَ﴾ [۵-] ﴿إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ﴾: الأَرَضَةُ، ﴿تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ﴾: عَصَاهُ ﴿فَلَمَّا خَرَّ﴾ إِلٰى ﴿فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ﴾ [۶-] ﴿حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ فَطَفِقَ مَسْحًا﴾ يَمْسَحُ أَعْرَافَ الْخَيْلِ وَعَرَاقِيْبَهَا. ﴿الأَصْفَادِ﴾: الْوَثَاقُ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿الصَّافِنَاتُ﴾: صَفَنَ الْفَرَسُ: رَفَعَ إِحْدَى رِجْلَيْهِ حَتّٰى تَكُوْنَ عَلٰى طَرَفِ الْحَافِرِ. ﴿الْجِيَادُ﴾: السِّرَاعُ. ﴿جَسَدًا﴾: شَيْطَانًا. ﴿رُخَاءً﴾: طَيِّبَةً. ﴿حَيْثُ أَصَابَ﴾: حَيْثُ شَاءَ. ﴿فَامْنُنْ﴾: أَعْطِ. ﴿بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾: بِغَيْرِ حَرَجٍ.

[۳۴۲۳-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم:" إِنَّ عِفْرِيْتًا مِنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ الْبَارِحَةَ لِيَقْطَعَ عَلَيَّ صَلَاتِيْ فَأَمْكَنَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ فَأَخَذْتُهُ فَأَرَدْتُ أَنْ أَرْبُطَهُ عَلٰى سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى تَنْظُرُوْا إِلَيْهِ كُلُّكُمْ، فَذَكَرْتُ دَعْوَةَ أَخِيْ سُلَيْمَانَ﴿ رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَايَنْبَغِيْ لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِيْ﴾ فَرَدَدْتُهُ خَاسِئًا"

[راجع: ۴۶۱]

عِفْرِيْتٌ: مُتَمَرِّدٌ مِنْ إِنْسٍ أَوْ جَانٍّ، مِثْلُ زِبْنِيَةٍ جَمَاعَتُهُ زَبَانِيَةٌ.

وضاحت: یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے: ایک رات تہجد کے وقت ایک دیو ہیکل جنّ (بھوت) نے نبی ﷺ پر حملہ کرنا چاہا، تا کہ وہ آپؐ کی نماز خراب کرے، اللہ نے آپؐ کو اس پر قدرت دیدی، آپؐ نے اس کو پکڑ لیا، اور فرمایا: میں نے چاہا کہ اس کو مسجد کے کسی ستون سے باندھ دوں تا کہ تم سب اس کو دیکھو، پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا یاد آئی: اے اللہ! مجھے ایسی حکومت عطا فرما جو میرے بعد کسی کو میسر نہ آئے (پس اگر آپؐ اس کو باندھ دیتے تو گویا آپؐ کی بھی جنات پر حکومت ہوگئی) اس لئے میں نے اس کو دھتکار دیا (یہ بھوت بلّی کی شکل میں آیا تھا)

فائدہ: اس حدیث میں لفظ عفریت ہے اور حاشیہ میں قسطلانی کے حوالے سے ہے کہ ایک روایت میں عِفْرِیَة (بھوتنی) ہے، جیسے زِبْنِیَة کی جمع زَبَانِیَة ہے، یہ لفظ سورہ علق کے آخر میں آیا ہے، جس سے مراد جہنم کی پولیس ہے، اور عِفْرِیَة کی جمع عَفَارِیَة آئے گی، ہر سرکش کو عفریت کہتے ہیں، خواہ وہ انسان ہو یا جنّ۔

[٣٤٢٤-] حدثنا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، ثَنَا مُغِيْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ:" قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ: لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى سَبْعِيْنَ امْرَأَةً، تَحْمِلُ كُلُّ امْرَأَةٍ فَارِسًا، يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ: إِنْ شَاءَ اللّٰهُ! فَلَمْ يَقُلْ، فَلَمْ تَحْمِلْ شَيْئًا إِلَّا وَاحِدًا سَاقِطًا أَحَدَ شِقَّيْهِ" فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم:" لَوْقَالَهَا لَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" قَالَ شُعَيْبٌ وَابْنُ أَبِي الزِّنَادِ:" تِسْعِيْنَ" وَهُوَ أَصَحُّ.

وضاحت: یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے، اور اسی کی روشنی میں آیت کریمہ میں جو جَسَدًا: دھڑ آیا ہے اس کی تفسیر کی ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے جو اس کی تفسیر شیطان سے کی ہے وہ ٹھیک نہیں، وہ اسرائیلی روایات پر مبنی ہے، اور اس روایت میں سلیمان علیہ السلام کی ستر بیویوں کا ذکر ہے، دوسری روایت میں نوے کا ذکر ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو اصح کہا ہے، اور نسائی کی روایت میں سو کا عدد ہے، اور ایک روایت میں ساٹھ ہے اور ایک روایت میں سو یا ننانوے میں شک ہے، یہ سب روایات بخاری میں ہیں، یہ واقعہ کے متعلقات کا اختلاف ہے، اس کو زیادہ اہمیت نہیں دینی چاہئے۔

[٣٤٢٥-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، أَنَا أَبِيْ، ثَنَا الْأَعْمَشُ، أَنَا إِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ أَوَّلًا؟ قَالَ:" الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ" قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: "ثُمَّ الْمَسْجِدُ الْأَقْصٰى" قُلْتُ: كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا؟ قَالَ:" أَرْبَعُوْنَ" ثُمَّ حَيْثُمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلَاةُ فَصَلِّ، وَالْأَرْضُ لَكَ مَسْجِدٌ"[راجع:٣٣٦٦]

وضاحت: یہ حدیث پہلے گذری ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مسجدِ حرام اور مسجدِ اقصیٰ کی بنیاد رکھی ہے، درمیانی

مدت چالیس سال ہے، پھراس کی تعمیر حضرت داؤد علیہ السلام نے شروع کی، اور تکمیل سلیمان علیہ السلام نے کی، اس مناسبت سے یہ حدیث لائے ہیں۔

[٣٤٢٦-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، أَنَا شُعَيْبٌ، أَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، حَدَّثَهُ أَنَّـهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، أَنَّـهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، يَقُوْلُ:" مَثَلِيْ وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ يَسْتَوْقِدُ نَارًا، فَجَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَّابُّ تَقَعُ فِي النَّارِ"

[٣٤٢٧-] قَالَ: وَكَانَتِ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا، جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ إِحْدَاهُمَا، فَقَالَتْ صَاحِبَتُهَا: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ، وَقَالَتِ الْأُخْرَى: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ، فَتَحَاكَمَتَا إِلٰى دَاوُدَ، فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى، فَخَرَجَتَا عَلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ فَأَخْبَرَتَاهُ، فَقَالَ: ائْتُوْنِيْ بِالسِّكِّيْنِ أَشُقُّهُ بَيْنَهُمَا، فَقَالَتِ الصُّغْرَى: لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ! هُوَ ابْنُهَا، فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى" قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: وَاللّٰهِ إِنْ سَمِعْتُ بِالسِّكِّيْنِ إِلَّا يَوْمَئِذٍ وَمَا كُنَّا نَقُوْلُ إِلَّا: الْمُدْيَةُ. [انظر: ٦٧٦٩]

وضاحت: یہ دونوں حدیثیں ایک ہیں، ترقیم کے لئے دو بنائی گئی ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: میرا اور لوگوں کا حال اس شخص جیسا ہے جس نے کوئی آگ جلائی، پس پتنگے اور یہ جانور آگ میں گرنے لگے (حدیث کا یہ جزء اس باب میں مقصود نہیں) پھر نبی ﷺ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے بچپن کا ایک واقعہ ذکر کیا کہ دو عورتیں جارہی تھیں، ان کے ساتھ ان کے بیٹے تھے، راستہ میں بھیڑیا آیا اور ایک کا بیٹا اچک لے گیا، پھر دونوں عورتوں میں جھگڑا ہوا ہر ایک کہتی تھی کہ تیرا بیٹا لے گیا، یہ جھگڑا داؤد علیہ السلام کی کورٹ میں آیا، انھوں نے مقدمہ کی کارروائی کے بعد بڑی کے لئے فیصلہ کیا، جب وہ دونوں کورٹ سے نکلیں تو راستہ میں سلیمان علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، دونوں نے ان کو واقعہ بتلایا، سلیمان علیہ السلام نے کہا: اگر تم دونوں راضی ہو تو میں اس سے بہتر فیصلہ کروں، وہ دونوں راضی ہوگئیں، آپ نے فرمایا: چھری لاؤ، میں لڑکے کو کاٹ کر آدھا آدھا دونوں کو دیتا ہوں، چھوٹی یہ سن کر گھبرا گئی، اس نے کہا: آپ ایسا نہ کریں، اللہ آپ پر مہربانی فرمائیں! یہ لڑکا بڑی کا ہے، پس سلیمان علیہ السلام نے اس لڑکے کا چھوٹی کے لئے فیصلہ کیا، سورۃ الانبیاء آیت ۷۹ میں ہے: ﴿فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ﴾: پس ہم نے اس فیصلہ کی سمجھ سلیمانؑ کو دی، اس آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

فائدہ: حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں: چھری کے لئے سکین لفظ آج ہی ہم نے سنا، پہلے ہم چھری کو مُدْيَة کہتے تھے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿عَظِيْمٌ﴾

حضرت لقمان رحمہ اللہ کا تذکرہ

حاشیہ میں فتح الباری کے حوالہ سے ایک ضعیف قول یہ لکھا ہے کہ حضرت لقمان نبی تھے، اور تفسیر بیضاوی کے حوالہ سے

لکھا ہے کہ جمہور کے نزدیک وہ دانشمند تھے، نبی نہیں تھے، چونکہ ایک قول ان کے نبی ہونے کا تھا، اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الأنبیاء میں ان کا تذکرہ کیا۔

قرآنِ کریم میں ایک سورت ان کے نام سے موسوم ہے، اور ملک چین میں ان کی پیروی کرنے والی ایک امت موجود ہے، اور عمدۃ القاری میں ہے: اتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ: أَنَّهُ كَانَ حَكِيْمًا وَلَمْ يَكُنْ نَبِيًّا، إِلاَّ عِكْرِمَةَ، فَإِنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ أَنَّهُ كَانَ نَبِيًّا: صرف عکرمہ رحمہ اللہ ان کو نبی مانتے ہیں، باقی علماء کا اتفاق ہے کہ وہ دانشمند تھے نبی نہیں تھے۔

حضرت لقمان رحمہ اللہ نے حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ پایا ہے اور ان سے علم بھی حاصل کیا ہے۔

۱- سورہ لقمان آیت ۱۲ و ۱۳ ہیں: ﴿وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ أَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ، وَمَنْ يَّشْكُرْ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ، وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ○ وَإِذْ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ وَهُوَ يَعِظُهُ يَابُنَيَّ لاَ تُشْرِكْ بِاللّٰهِ، إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾: ترجمہ: اور ہم نے لقمانؒ کو دانشمندی عطا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالایا کرو، اور جو شخص شکر کرتا ہے وہ اپنے ذاتی نفع کے لئے شکر کرتا ہے، یعنی شکر سے نعمت میں ترقی ہوتی ہے، اور آخرت میں ثواب ملتا ہے، اور جو ناشکری کرے گا تو اللہ تعالیٰ بے نیاز خوبیوں والے ہیں، ان کا کچھ نقصان نہ ہوگا، اور یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: بیٹا! اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرانا، بیشک شرک بڑا بھاری گناہ ہے (ظلم کی حقیقت ہے: کوئی چیز غیر محل میں رکھنا، اور شرک غیر معبود کی عبادت کا نام ہے، جبکہ عبادت معبود ہی کا حق ہے، پس وہ بہت بڑا گناہ ہے)

تفسیر: یہ جو فرمایا: ہم نے لقمان کو دانشمندی عطا فرمائی: اس میں اشارہ ہے کہ حضرت لقمان نبی نہیں تھے، اس لئے کہ نبوت کا مقام حکمت سے بلند ہے، پس اشرف نعمت کا تذکرہ چھوڑ دینا اور کمتر نعمت کا تذکرہ کرنا قرینِ عقل نہیں، اور یہ استدلال ایسا ہے جیسا امام اعظم رحمہ اللہ نے سورۃ النحل کی آیت ۸ سے کیا ہے: ﴿وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً﴾: اور گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کئے تا کہ تم ان پر سواری کرو، اور وہ زینت ہیں، امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر گھوڑا حلال ہوتا تو اس کا ذکر سب سے پہلے کیا جاتا۔

۲- سورہ لقمان آیات ۱۶-۱۸ ہیں: ﴿يَابُنَيَّ إِنَّهَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَاوَاتِ أَوْفِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللّٰهُ، إِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ○ يَابُنَيَّ أَقِمِ الصَّلٰوةَ وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا أَصَابَكَ، إِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُوْرِ ○ وَلاَ تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلاَ تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا، إِنَّ اللّٰهَ لاَيُحِبُّ كُلَّ مُخْتَارٍ فَخُوْرٍ﴾: ترجمہ: بیٹا! اگر کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر ہو، پھر وہ کسی پتھر کے اندر ہو یا وہ آسمانوں کے اندر ہو یا وہ زمین کے اندر ہو تو بھی اس کو اللہ تعالیٰ حاضر کریں گے، بیشک اللہ تعالیٰ بڑے باریک بیں بڑے باخبر ہیں۔ بیٹا! نماز پڑھا کرو اور اچھے کاموں کی نصیحت کیا کرو، اور برے کاموں سے منع کیا کرو، اور تم پر جو مصیبت آئے اس پر صبر کیا کرو، یہ ہمت کے کاموں میں سے ہیں، اور لوگوں سے اپنا رخ مت پھیر اور زمین پر اترا کر مت چل، بیشک اللہ تعالیٰ

کسی تکبر کرنے والے، فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے۔

لغت: تُصَعِّرْ: مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لَاتُصَعِّرْ: فعل نہی، تصعیر: مصدر، صَعَّرَ خَدَّہ: غرور و تکبر سے رخسار کو ٹیڑھا کرنا، رخ پھیرنا۔

پھر باب میں دو حدیثیں ہیں جو پہلے گذر چکی ہیں، جب سورۃ الانعام کی آیت ۸۲ نازل ہوئی: ﴿الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا إِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ أُوْلٰئِكَ لَھُمُ الْأَمْنُ وَھُمْ مُھْتَدُوْنَ﴾: جو لوگ ایمان لائے، اور اپنے ایمان کو ظلم (شرک) کے ساتھ مخلوط نہیں کیا، انہی کے لئے چین ہے، اور وہی راہ یاب ہیں، پس صحابہ نے پوچھا: ہر شخص کچھ نہ کچھ حق تلفی کرتا ہے، پھر چین اور ہدایت کس کو نصیب ہوگی؟ نبی ﷺ نے فرمایا: اس آیت میں ظلم اس معنی میں نہیں ہے بلکہ شرک مراد ہے اور آپؐ نے حوالہ میں حضرت لقمانؒ کا قول پیش کیا، انھوں نے اپنے بیٹے سے نصیحت کرتے ہوئے کہا تھا: بیٹے! اللہ کے ساتھ شریک مت کر، بیشک شرک بہت بڑا ظلم (گناہ) ہے۔

[۴۱-] بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَلَقَدْ آتَیْنَا لُقْمَانَ الْحِکْمَۃَ﴾ إِلٰی قَوْلِہٖ: ﴿عَظِیْمٌ﴾

﴿یَابُنَیَّ إِنَّھَا إِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّۃٍ مِنْ خَرْدَلٍ﴾ إِلٰی ﴿فَخُوْرٍ﴾ ﴿تُصَعِّرْ﴾ الإِعْرَاضُ بِالْوَجْہِ.

[۳۴۲۸-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِیْدِ، ثَنَا شُعْبَۃُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاھِیْمَ، عَنْ عَلْقَمَۃَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا إِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ﴾ قَالَ أَصْحَابُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم: أَیُّنَا لَمْ یَلْبِسْ إِیْمَانَہُ بِظُلْمٍ؟ فَنَزَلَتْ ﴿لاَ تُشْرِكْ بِاللّٰہِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ﴾ [راجع: ۳۲]

[۳۴۲۹-] حدثنا إِسْحَاقُ، أَنَا عِیْسَی بْنُ یُوْنُسَ، ثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ إِبْرَاھِیْمَ، عَنْ عَلْقَمَۃَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْا إِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ﴾ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ، فَقَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! فَأَیُّنَا لاَ یَظْلِمُ نَفْسَہُ؟ فَقَالَ: "لَیْسَ ذٰلِكَ إِنَّمَا ھُوَ الشِّرْكُ، أَلَمْ تَسْمَعُوْا مَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِہٖ وَھُوَ یَعِظُہُ ﴿یَابُنَیَّ لاَ تُشْرِكْ بِاللّٰہِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ﴾ [راجع: ۳۲]

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ: ﴿وَاضْرِبْ لَھُمْ مَثَلاً أَصْحَابَ الْقَرْیَۃِ إِذْ جَاءَ ھَا الْمُرْسَلُوْنَ﴾

تین بے نام رسولوں کا تذکرہ

یٰسٓ شریف میں ایک بستی کا ذکر ہے، جن کی طرف پہلے دو رسول بھیجے گئے، پھر تیسرے رسول کے ذریعہ ان کو تقویت پہنچائی گئی، ارشاد پاک ہے: ﴿وَاضْرِبْ لَھُمْ مَثَلاً أَصْحَابَ الْقَرْیَۃِ، إِذْ جَاءَ ھَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝ إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَیْھِمُ اثْنَیْنِ فَکَذَّبُوْھُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْا إِنَّا إِلَیْکُمْ مُّرْسَلُوْنَ﴾: اور آپؐ لوگوں کے سامنے ایک بستی والوں کا قصہ بطور مثال بیان

کریں، جب اس بستی میں رسول آئے، جب ہم نے ان کے پاس دو کو بھیجا، لوگوں نے دونوں کو جھٹلایا، پھر تیسرے رسول سے ہم نے تقویت پہنچائی، پس ان تینوں نے کہا: ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔ ان آیات میں کس بستی کا ذکر ہے؟ اور اس کی طرف کون رسول بھیجے گئے تھے؟ یہ بات معلوم نہیں، تفسیروں میں لکھا ہے کہ وہ شہر انطاکیہ تھا، اور وہاں عیسیٰ علیہ السلام کے صحابہ پہنچے تھے۔ واللہ اعلم۔ مجاہد رحمہ اللہ نے عَزَّزْنا کے معنی شَدَّدْنا کئے ہیں، یعنی مضبوط کیا ہم نے، قوی کیا ہم نے، پھر آیت ۱۹ میں لفظ طائر آیا ہے، جس کے معنی ہیں: نحوست اور مصیبت، گاؤں والوں نے رسولوں سے کہا: ہم تم کو منحوس سمجھتے ہیں، رسولوں نے کہا: تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے، یعنی تم پر جو مصیبتیں آئی ہیں وہ تمہارے اعمال کا نتیجہ ہے، وہ ہماری وجہ سے نہیں آئیں۔

[۴۲-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلاً أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ إِذْ جَاءَ هَا الْمُرْسَلُوْنَ﴾
قَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿فَعَزَّزْنَا﴾: شَدَّدْنَا، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿طَائِرُكُمْ﴾: مَصَائِبُكُمْ.

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا﴾

حضرت زکریا علیہ السلام کا تذکرہ

حضرت زکریا علیہ السلام: حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کی ذریت سے ہیں، آپ جلیل القدر پیغمبر ہیں، حضرت یحییٰ علیہ السلام کے والد ہیں، سورۂ مریم میں آپ کا ذکر تفصیل سے آیا ہے۔

۱- سورہ مریم آیات ۲-۷ ہیں: ﴿ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا ۝ إِذْ نَادٰى رَبَّهُ نِدَآءً خَفِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ إِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَّلَمْ أَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ وَإِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِ يْ وَكَانَتِ امْرَأَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا ۝ يَرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوْبَ، وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝ يَازَكَرِيَّا إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيَى، لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا﴾: ترجمہ: یہ تذکرہ ہے آپ کے پروردگار کے مہربانی فرمانے کا، اپنے بندے زکریا پر، جب انھوں نے اپنے پروردگار کو پوشیدہ طور پر پکارا، عرض کیا: اے میرے پروردگار! میری ہڈیاں بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہوگئی ہیں اور سر میں بالوں کی سفیدی پھیل گئی ہے، اور آج سے پہلے کبھی میں آپ سے مانگ کرنا کام نہیں رہا، اور مجھے اپنے بعد اپنے رشتہ داروں کا اندیشہ ہے، اور میری بیوی بانجھ ہے، پس آپ مجھ کو خاص اپنے پاس سے ایک ایسا وارث بخشیں جو میرا وارث بنے، اور میرے دادا یعقوبؑ کے خاندان کا وارث بنے، اور اے میرے پروردگار! آپ اس کو پسندیدہ بنائیں، اے زکریا! ہم تمہیں ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے، قبل ازیں ہم نے کسی کو اس کا ہم صفت نہیں بنایا۔

لغات: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سَمِیًّا کا ترجمہ مِثْلاً کیا ہے، یعنی ان کا مماثل (ہم صفت) نہیں بنایا ....اور رَضِیٌّ: فعیل کے وزن پر مَرْضِیٌّ (پسندیدہ) کے معنی میں ہے۔

۲- پھر آیات ۸-۱۰ ہیں: ﴿قَالَ رَبِّ أَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلاَمٌ، وَكَانَتِ امْرَأَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ، قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ، وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئًا ۝ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْ آيَةً، قَالَ آيَتُكَ أَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا﴾: ترجمہ: زکریا نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! میرے اولاد کس طرح ہوگی، جبکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کے انتہاء کو پہنچ چکا ہوں؟ ارشاد ہوا: یونہی ہوگی، آپ کے رب نے فرمایا ہے کہ یہ بات میرے لئے آسان ہے، اور میں نے آپ کو پیدا کیا جبکہ آپ کچھ بھی نہیں تھے، زکریا علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے رب! میرے لئے کوئی علامت مقرر فرما دیجئے، ارشاد ہوا: تمہاری علامت یہ ہے کہ تم تین رات دن لوگوں سے بات نہ کرسکو درانحالیکہ تم تندرست ہوؤ۔

لغات: عِتِیٌّ: عَتَی یَعْتُو کا مصدر ہے، راغب نے اس کے معنی لکھے ہیں: پیری کی اس حالت تک پہنچ جانا کہ اصلاح کی کوئی سبیل نہ رہے............اور سَوِیٌّ کے معنی صَحِیْحٌ (تندرست) ہیں............اور عَاقِر: مذکر و مؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

۳- پھر آیات ۱۱-۱۵ ہیں: ﴿فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحٰى إِلَيْهِمْ أَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝ يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ، وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝ وَحَنَانًا مِنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً، وَكَانَ تَقِيًّا ۝ وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝ وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا﴾: ترجمہ: پھر زکریا علیہ السلام اپنی قوم کے پاس محراب سے نکلے اور ان کو اشارہ سے کہا: تم اللہ کی صبح و شام تسبیح کرو، اے یحییٰ! اللہ کی کتاب کو مضبوط پکڑو، اور ہم نے ان کو بچپن ہی سے سمجھ بوجھ عطا فرمائی تھی، اور خاص اپنے پاس سے رقت قلب اور پاکیزگی عطا فرمائی تھی، اور وہ بڑے پرہیزگار اور اپنے والدین کے خدمت گذار تھے، اور وہ سرکشی کرنے والے، نافرمانی کرنے والے نہیں تھے، اور ان کو سلام پہنچے جس دن وہ پیدا ہوئے اور جس دن وہ انتقال کریں اور جس دن وہ دوبارہ زندہ کرکے اٹھائے جائیں۔

لغت: أَوْحٰی کے معنی اشارہ کرنے کے ہیں............سورہ مریم آیت ۴۷ میں ابراہیم علیہ السلام کے قصہ میں حَفِيًّا آیا ہے: ﴿إِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا﴾: **بیشک اللہ تعالیٰ مجھ پر بہت مہربان ہیں، حفی: لطیف: مہربان۔**

پھر باب میں معراج کی حدیث ہے، نبی ﷺ کی دوسرے آسمان پر حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام سے ملاقات ہوئی، حضرت یحییٰ علیہ السلام کے والد حضرت زکریا علیہ السلام ہیں، اس اعتبار سے یہ حدیث حضرت زکریا علیہ السلام کے حالات میں لائے ہیں۔

فائدہ: حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو خالہ زاد بھائی کہا ہے، حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت

مریم رضی اللہ عنہا اور حضرت یحییٰ علیہ السلام خالہ زاد بھائی بہن ہیں، اور عجمی معاشرہ میں ایسے رشتہ میں ماموں بھانجے کہتے ہیں، مگر وہ صحیح نہیں، ماں کا جو خالہ زاد بھائی ہے وہ بیٹے کا بھی خالہ زاد بھائی ہے، یہ اسلامی طریقہ ہے۔

[۴۳-] بَابُ قَوْلِهِ: ﴿ذِكْرُ رَحْمَةِ رَبِّكَ عَبْدَهُ زَكَرِيَّا﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿لَمْ نَجْعَلْ لَهُ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا﴾

[۱-] قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مِثْلاً، يُقَالُ ﴿رَضِيًّا﴾: مَرْضِيًّا، ﴿عِتِيًّا﴾: عِصِيًّا، عَتَا يَعْتُوْ. [۲-] ﴿قَالَ رَبِّ أَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلَامٌ وَكَانَتِ امْرَأَتِيْ عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿ثَلَاثَ لَيَالٍ سَوِيًّا﴾ يُقَالُ: صَحِيْحًا. [۳-] ﴿فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهِ مِنَ الْمِحْرَابِ فَأَوْحَى إِلَيْهِمْ أَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَعَشِيًّا﴾ فَأَوْحَى: فَأَشَارَ ﴿يَا يَحْيىَ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ﴾ إِلٰى: ﴿يَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا﴾ ﴿حَفِيًّا﴾: لَطِيْفًا ﴿عَاقِرًا﴾: الذَّكَرُ وَالْأُنْثٰى سَوَاءٌ.

[۳۴۳۰-] حدثنا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، ثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيىَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةٍ أُسْرِىَ بِهِ "ثُمَّ صَعِدَ حَتّٰى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيْلُ، قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا يَحْيىَ وَعِيْسٰى وَهُمَا ابْنَا خَالَةٍ، قَالَ: هٰذَا يَحْيىَ وَعِيْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا، فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا، ثُمَّ قَالَا: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ"[راجع: ۳۲۰۷]

بَابٌ: قَوْلُهُ: ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ، إِذَا انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا﴾

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کا تذکرہ

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے تعلق سے چار باب قائم کئے ہیں، اور چاروں تمہیدی ابواب ہیں، اصل تذکرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقصود ہے، مگر حضرت مریم رضی اللہ عنہا کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے احوال سے گہرا تعلق ہے، اس لئے یہ تمہیدی ابواب لائے ہیں۔

۱- سورہ مریم آیت ۱۶ میں ہے: ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ﴾: اور آپ قرآنِ کریم میں مریم کا ذکر کیجئے (باقی آیت چوتھے باب میں آرہی ہے)

۲- سورہ آل عمران آیت ۴۵ میں ہے: ﴿وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَامَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ﴾ الآية: اور یاد کرو اس وقت کو جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! بیشک اللہ تعالیٰ تم کو بشارت دیتے ہیں ایک کلمہ (بول) کی جو من جانب اللہ ہوگا، اس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا، وہ دنیا اور آخرت میں با آبرو، اور من جملہ مقربین ہوگا، اور گہوارہ میں لوگوں سے کلام کرے گا اور بڑی

عمر میں بھی، اور شائستہ لوگوں میں سے ہوگا۔

۳- سورہ آل عمران آیات ۳۳-۳۷ ہیں: ﴿إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَنُوْحًا وَآلَ إِبْرَاهِيْمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِيْنَ﴾: بیشک اللہ تعالیٰ نے منتخب فرمایا آدمؑ کو، نوحؑ کو، ابراہیمؑ کی اولاد کو اور عمران کی اولاد کو تمام جہانوں پر، ان میں سے بعض بعض کی اولاد ہیں، اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والے خوب جاننے والے ہیں، یاد کرو جب عمران کی بیوی نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! میں نے آپ کے لئے منت مانی ہے اس بچہ کی جو میرے پیٹ میں ہے کہ وہ آزاد رکھا جائے، پس آپ میری طرف سے قبول فرمائیں، بیشک آپ خوب سننے والے، خوب جاننے والے ہیں، پھر جب لڑکی جنی تو کہنے لگی: اے میرے پروردگار! میں نے تو حمل کو لڑکی جنا، اور اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں اس کو جو اس نے جنا، اور لڑکا اس لڑکی کے برابر نہیں، اور میں نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا۔ اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے آپ کی پناہ میں دیتی ہوں، پس اس کو ان کے رب نے بہترین طریقہ پر قبول فرمایا، اور عمدہ طریقہ پر ان کی نشو ونما فرمائی، اور زکریا علیہ السلام ان کے سرپرست بنے، جب بھی وہ ان کے پاس عبادت خانہ میں جاتے تو ان کے پاس کچھ کھانے پینے کی چیزیں پاتے، انھوں نے پوچھا: اے مریم! یہ چیزیں تیرے لئے کہاں سے آئیں؟ وہ کہتیں: اللہ کے پاس سے، بیشک اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بے حساب روزی عنایت فرماتے ہیں۔

تفسیر: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آلِ عمران، آلِ ابراہیم، آلِ یاسین اور آلِ محمد سے مؤمنین مراد ہیں، سورہ آل عمران آیت ۶۸ میں ہے: ﴿إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا﴾: بیشک سب لوگوں میں ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ زیادہ خصوصیت رکھنے والے وہ لوگ ہیں، جنھوں نے ان کا اتباع کیا، اور یہ نبی ہیں، اور ان پر ایمان لانے والے ہیں، اس میں صراحت ہے کہ مؤمنین ہی انبیاء کی آل ہوتے ہیں، اور آل کی اصل أهل ہے، کیونکہ جب آل کی تصغیر بناتے ہیں تو أُهَيل کہتے ہیں، اور تصغیر میں اصل حرف لوٹ آتا ہے۔

اور باب کی حدیث پہلے گذری ہے: جب بھی کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اس کو ٹچ کرتا ہے، جب وہ جنا جاتا ہے، پس وہ شیطان کے چھونے سے چلاتا ہے، مگر حضرت مریم رضی اللہ عنہا اور عیسیٰ علیہ السلام مستثنیٰ ہیں، ان کو شیطان نہیں چھو سکا، کیونکہ حضرت مریمؑ کی والدہ نے ان کو اور ان کی اولاد کو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ میں دیا تھا، اور ان کی یہ دعا قبول ہوگئی تھی، اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی ذریت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔

[٤٤-] بَابُ: قَوْلُهُ: ﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ، إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا﴾

[٢-] ﴿وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ﴾ [٣-] وَقَوْلُهُ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَنُوْحًا وَآلَ إِبْرَاهِيْمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِيْنَ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿وَآلُ

عِمْرَانَ﴾: الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَآلِ يَاسِيْنَ وَآلِ مُحَمَّدٍ، يَقُوْلُ:﴿ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ﴾: وَهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ، وَيُقَالُ: آلُ يَعْقُوْبَ: أَهْلُ يَعْقُوْبَ، فَإِذَا صَغَّرُوْا آلَ رَدُّوْهُ إِلَى الأَصْلِ قَالُوْا: أُهَيْلٌ.

[٣٤٣١-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، أَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: ثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "مَامِنْ بَنِيْ آدَمَ مَوْلُوْدٍ إِلَّا يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ حِيْنَ يُوْلَدُ، فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ، غَيْرَ مَرْيَمَ وَابْنِهَا" ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ ﴿وَإِنِّيْ أُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ﴾[راجع: ٣٢٨٦]

بَابٌ

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے سلسلہ کا دوسرا باب

سورہ آلِ عمران آیات ۴۲-۴۴ ہیں: "اور یاد کرو جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم کو منتخب فرمایا ہے اور پاک کیا ہے اور جہاں بھر کی عورتوں پر تم کو فضیلت دی ہے، اے مریم! اپنے پروردگار کی اطاعت کرتی رہو، اور سجدہ کرتی رہو، اور رکوع کرتی رہو، رکوع کرنے والوں کے ساتھ، یعنی جماعت سے نماز پڑھتی رہو، یہ باتیں غیب کی خبروں سے ہیں، جو ہم آپ کی طرف وحی کررہے ہیں، اور آپ ان لوگوں کے پاس نہیں تھے جب وہ اپنے قلموں کو پانی میں ڈال رہے تھے کہ ان میں سے کون مریمؑ کی پرورش کرے، اور آپ ان کے پاس نہیں تھے جب وہ باہم اختلاف کررہے تھے"

تفسیر: فرشتوں نے مریم رضی اللہ عنہا سے کہا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں پہلے دن سے چھانٹ لیا ہے، ستھرے اخلاق، پاک طبیعت اور ظاہری وباطنی نظافت عطا فرمائی ہے، اور دنیا جہاں کی عورتوں پر تم کو فضیلت بخشی ہے، پس چاہئے کہ تم ہمیشہ اخلاص وتذلل سے اپنے پروردگار کے آگے جھکی رہو، اور وظائف عبودیت انجام دینے میں زیادہ سے زیادہ سرگرمی دکھلاؤ، اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرو، بنی اسرائیل میں خاص خاص عورتیں جماعت میں شریک ہوتی تھیں، اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا تو مسجد ہی میں رہتی تھیں، اس لئے ان کو باجماعت نماز ادا کرنے کا حکم دیا، پھر جب فتنہ کا زمانہ آیا تو ان کو جماعت کی شرکت سے روک دیا۔ اسلام کے ابتدائی دور میں بھی خاص خاص عورتیں دین سیکھنے کے لئے مسجدِ نبوی میں نماز پڑھنے کے لئے آتی تھیں، پھر جب فیشن کا دور شروع ہوا تو حضرت عمر، حضرت ابن مسعود اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم نے عورتوں کو گھروں میں نماز پڑھنے کی تاکید کی۔

پھر جب حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی ولادت ہوئی اور وہ بیت المقدس کے مجاورین کے حوالہ کی گئیں تو اختلاف ہوا کہ ان کی پرورش کون کرے؟ آخر قرعہ اندازی کی نوبت آئی، سب نے اپنے قلم چلتے پانی میں چھوڑے اور طے پایا کہ جس کا قلم بہاؤ پر بہہ جائے وہ ہارا اور جس کا قلم چڑھاؤ پر چڑھے وہ جیتا، حضرت زکریا علیہ السلام کا قلم پانی کے چڑھاؤ پر چڑھا، اس

لئے وہ کامیاب ہوئے اور پرورش کے حق دار بنے۔

لغت: اس آیت میں یَکْفُلُ ہے اس کے لغوی معنی ہیں: ملانا، یہ لفظ مخفف (تشدید کے بغیر) ہے کَفَلَ یَکْفُلُ: باب نصر سے، اس کے معنی ملانے کے ہیں، یہی جمہور کی قراءت ہے اور کوفی قراء کَفَّلَھا (تشدید کے ساتھ) پڑھتے ہیں، اس کے بھی یہی معنی ہیں، اور کفیل بننے کے معنی پرورش میں لینا ہیں، قرضہ وغیرہ کا ذمہ دار بننا مراد نہیں۔

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: عمران کی بیٹی مریمؑ اپنے زمانہ کی عورتوں میں سب سے افضل تھیں، اور خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے زمانہ کی عورتوں میں سب سے افضل ہیں۔

فائدہ: قرآن وحدیث میں جہاں عَلَی الْعَالَمِیْنَ آیا ہے وہاں مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے لوگوں میں سب سے افضل ہیں، سورۃ البقرہ آیت ۴۷ میں بنی اسرائیل کے تعلق سے ہے: ﴿أَنِّیْ فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ﴾: اور یہ کہ میں نے تم کو سارے جہانوں پر فضیلت دی، یعنی جس وقت سے بنی اسرائیل کا وجود ہوا اس وقت سے آیت کے نزول تک تمام فرقوں سے وہ افضل رہے، کوئی ان کا ہم پلہ نہیں تھا، پھر جب اس امت کا دور آیا تو اس کو ﴿کُنْتُمْ خَیْرَ أُمَّةٍ﴾: کا تمغہ ملا، پس اس امت کی فضیلت کلی ہے اور بنی اسرائیل کی فضیلت جزئی، اور وہ بھی اس وقت ختم ہوگئی جب وہ نبی آخر الزماں پر ایمان نہیں لائے، اور ﴿مَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ﴾ ٹھہرے، پس باب کی حدیث میں جو نسائھا ہے اس کی شرح مطالب عالیہ کی حدیث میں ہے، فرمایا: مَرْیَمُ خَیْرُ نِسَاءِ عَالَمِھَا: مریمؑ اپنے زمانہ کی عورتوں میں سب سے افضل تھیں (یہ حدیث حاشیہ میں ہے)

[۴۵-] بَابٌ

﴿وَإِذْ قَالَتِ الْمَلَائِکَةُ یَا مَرْیَمُ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاكِ﴾ إِلٰی قَوْلِهِ: ﴿أَیُّهُمْ یَکْفُلُ مَرْیَمَ﴾ یُقَالُ: یَکْفُلُ: یَضُمُّ، کَفَلَهَا: ضَمَّهَا، مُخَفَّفَةً، لَیْسَ مِنْ کَفَالَةِ الدُّیُوْنِ وَشِبْهِهَا.

[۳۴۳۲-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ أَبِیْ رَجَاءٍ، ثَنَا النَّضْرُ، عَنْ هِشَامٍ، أَخْبَرَنِیْ أَبِیْ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ جَعْفَرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِیًّا، یَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیه وسلم یَقُوْلُ: "خَیْرُ نِسَائِهَا مَرْیَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ، وَخَیْرُ نِسَائِهَا خَدِیْجَةُ" [انظر: ۳۸۱۵]

بَابٌ

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے سلسلہ کا تیسرا باب

سورہ آلِ عمران آیات ۴۵-۴۷ ہیں:

﴿إِذْ قَالَتِ الْمَلَائِکَةُ یَا مَرْیَمُ إِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكِ بِکَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ وَجِیْهًا فِی

الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلاً وَّمِنَ الصَّالِحِيْنَ ○ قَالَتْ رَبِّ أَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ، قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ، إِذَا قَضٰى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُوْلُ لَهُ كُنْ فَيَكُوْنُ﴾

ترجمہ: یاد کرو جب فرشتوں نے کہا: اے مریم! بیشک اللہ تعالیٰ تم کو بشارت دیتے ہیں ایک کلمہ (بول، حکم) کی جو من جانب اللہ ہوگا، اس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا، دنیا اور آخرت میں باآبرو ہوگا، اور مقربین میں سے ہوگا، اور لوگوں سے بات کرے گا گہوارہ میں اور بڑی عمر میں، اور نیک لوگوں میں سے ہوگا، مریمؑ نے کہا: اے میرے پروردگار! میرے بچہ کس طرح ہوگا، جبکہ کسی بشر نے مجھے ہاتھ نہیں لگایا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اسی طرح ہوگا، اللہ جو چاہیں پیدا کر سکتے ہیں، جب وہ کسی چیز کا فیصلہ کرتے ہیں تو وہ بس کہتے ہیں: ہوجا، تو وہ چیز ہوجاتی ہے، یعنی کسی چیز کے پیدا کرنے کے لئے صرف ان کا چاہنا کافی ہے، کسی واسطہ اور سبب خاص کی ان کو حاجت نہیں۔

لغات: يَبْشُرُ (مجرد باب نصر) اور يُبَشِّرُ (باب تفعیل) کے ایک معنی ہیں .... وَجِيْهًا: شریف، باآبرو .... مسیح: کے معنی حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے صدّیق (بہت تصدیق کرنے والا) کئے ہیں، یعنی ایمان میں پکا، دوسرے حضرات نے فعیل کو فاعل کے معنی میں لیا ہے، مَسَحَ کے معنی ہیں: ہاتھ پھیرنا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پھیرنے سے بیمار چنگے ہوجاتے تھے، اس لئے آپ کا یہ لقب ہوا .... الکهل کے معنی مجاہدؒ نے بردبار کئے ہیں، مگر یہ قول شاذ ہے، اس کے صحیح معنی ادھیڑ عمر کے ہیں .... پھر آگے آیت ۴۹ میں الأکمه آیا ہے، مجاہدؒ نے اس کے معنی کئے ہیں: جسے دن میں نظر آئے اور رات میں نظر نہ آئے، اور دوسرے حضرات نے اس کے معنی کئے ہیں: پیدائشی نابینا۔

پھر باب میں دو حدیثیں لائے ہیں، پہلی حدیث پہلے گذری ہے کہ مرد بہت باکمال ہوئے ہیں اور عورتیں کم باکمال ہوئی ہیں، حضرت مریم اور حضرت آسیہ رضی اللہ عنہما باکمال عورتیں تھیں۔

دوسری حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: قریش کی عورتیں عرب کی عورتوں میں سب سے اچھی ہیں، بچہ پر بہت مہربان ہوتی ہیں، اور شوہر کے مال کی پوری حفاظت کرتی ہیں۔

تشریح: خیر: مضاف، نساء مضاف الیہ، رکبن الإبلَ: نساء کی صفت اور مراد عرب کی عورتیں ہیں، کیونکہ وہی اونٹ پر سواری کرتی ہیں، حدیث میں قریشی عورتوں کی عرب عورتوں پر برتری بیان کی گئی ہے، اور ان کی دو خاص صفتیں ذکر کی گئی ہیں .... أَحْنٰى: اسم تفضیل، اس کے معنی ہیں: زیادہ مہربان، زیادہ شفیق، الْحَانِيَة: وہ عورت جو بچوں کے یتیم ہونے کے بعد نکاح نہ کرے .... فی ذات یده أی فی ماله۔

اور حدیث بیان کر کے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت مریمؑ نے کبھی اونٹ پر سواری نہیں کی، پس حدیث میں صرف عرب خواتین پر قریش کی خواتین کی برتری کا بیان ہے، اور اسی قولِ ابی ہریرہ کی وجہ سے یہ حدیث اس باب میں لائے ہیں۔

[۴۶-] بَابٌ

قَوْلُهُ: جَلَّ جَلاَلُهُ: ﴿إِذْ قَالَتِ الْمَلاَ ئِكَةُ يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿كُنْ فَيَكُوْنُ﴾ يَبْشُرُكِ وَيُبَشِّرُكِ وَاحِدٌ، ﴿وَجِيْهًا﴾: شَرِيْفًا، وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ: الْمَسِيْحُ: الصِّدِّيْقُ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْكَهْلُ: الْحَلِيْمُ. و﴿الْأَكْمَهُ﴾: مَنْ يُبْصِرُ بِالنَّهَارِ وَلاَ يُبْصِرُ بِاللَّيْلِ. وَقَالَ غَيْرُهُ: مَنْ يُوْلَدُ أَعْمٰى.

[۳۴۳۳-] حدثنا آدَمُ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيَّ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" فَضْلُ عَائِشَةَ عَلٰى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ، كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلاَّ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ"[راجع: ۳۴۱۱]

[۳۴۳۴-] وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، ثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" نِسَاءُ قُرَيْشٍ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الإِبِلَ، أَحْنَاهُ عَلٰى طِفْلٍ، وَأَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِهِ" يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَلٰى إِثْرِ ذٰلِكَ: وَلَمْ تَرْكَبْ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ بَعِيْرًا قَطُّ، تَابَعَهُ ابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ وَإِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ.[انظر: ۵۰۸۲، ۵۳۶۵]

بَابٌ

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے سلسلہ کا چوتھا باب

(عیسائیو! دین میں غلومت کرو، تین خدامت مانو)

سورۃ النساءآیت ۱۷۱ ہے:

﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لاَ تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلاَ تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ إِلاَّ الْحَقَّ، إِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ، أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِنْهُ، فَآمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهِ، وَلاَ تَقُوْلُوْا ثَلاَثَةٌ، اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ، إِنَّمَا اللّٰهُ إِلٰـهٌ وَّاحِدٌ، سُبْحَانَهُ أَنْ يَّكُوْنَ لَهُ وَلَدٌ، لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ، وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلاً﴾

ترجمہ: اے اہل کتاب! (انجیل والو) تم اپنے دین میں غلومت کرو، یعنی حد سے مت نکلو، اور اللہ تعالیٰ کی شان میں برحق بات ہی کہو (غلط بات مت کہو) مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح بس اللہ کے رسول ہیں اور ان کا بول ہیں، جو اللہ نے مریم کو پہنچایا، اور وہ پیاری (بابرکت) جان ہیں، پس تم اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ، اور نہ کہو کہ خدا تین ہیں، باز آجاؤ تو

تمہارے لئے بہتر ہوگا، معبود صرف ایک ہی معبود ہے، اس کی ذات صاحب اولاد ہونے سے پاک ہے، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب اس کی ملک ہے اور اللہ تعالیٰ کارسازی کے لئے کافی ہیں۔

لغت: ابوعبید قاسم بن سلام کہتے ہیں: کلمة سے مراد کن ہے یعنی جب اللہ تعالیٰ کوئی کام کرنا چاہتے ہیں تو فرماتے ہیں: 'ہوجا' تو وہ ہوجاتا ہے، اور محققین کہتے ہیں: 'ہوجا' بھی نہیں کہنا پڑتا، اللہ کا ارادہ ہی اس چیز کو وجود میں لانے کے لئے کافی ہے، اور ابوعبیدۃ نے کہا: روح منه کا مطلب ہے: اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ کیا، پس اس کو جان بنایا، یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی جان مخلوق ہے، ان کی روح اللہ کا جزء نہیں، پس مت کہو کہ اللہ تین ہیں، عیسائی تثلیث کے قائل ہیں، تین ہستیوں کے مجموعہ کو خدا مانتے ہیں، ایک: اللہ (باپ) دوسرے: عیسیٰ (بیٹا) اور تیسرے: حضرت مریم یا حضرت جبرئیل، یہ ان کا دین میں غلو ہے، معبود صرف اللہ تعالیٰ ہیں، اور ان کی کوئی اولاد نہیں، نہ کوئی خدائی میں شریک ہے، ساری کائنات ان کی ملک ہے اور کائنات کی کارسازی کے لئے وہ تنہا کافی ہیں، ان کو کسی مددگار کی ضرورت نہیں۔

فائدہ: کلمة: یعنی بول اور حکم، یہاں کلمته میں بلاواسطہ اضافت ہے اور سورہ آل عمران آیت ۴۵ میں ﴿بِكَلِمَةٍ مِنْهُ﴾ میں بواسطہ من اضافت ہے، اسی طرح ﴿رُوْحٌ مِنْهُ﴾ میں بھی اضافت بواسطہ من ہے اور سورۃ الحجر آیت ۲۹ میں آدم علیہ السلام کے حق میں ہے: ﴿وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُوْحِيْ﴾: اور میں ان میں اپنی روح ڈالوں، یہاں بھی اضافت بلاواسطہ ہے اور یہ سب اضافتیں تشریف کے لئے ہیں، یعنی اللہ کا خاص حکم، اور اللہ کی پیاری روح، جیسے بیت اللہ میں اضافت تشریف کے لئے ہے، پس یہ سمجھنا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی روح اللہ کی روح کا جزء ہے، صحیح نہیں، جیسے آدم علیہ السلام کی روح کو اللہ تعالیٰ کی روح کا جزء کوئی نہیں مانتا، اسی طرح کائنات میں ہر کام اللہ کے حکم سے ہوتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کا وجود خاص الخاص حکم سے ہوا ہے، کلمته کا بس اتنا ہی مطلب ہے، اس سے زیادہ کچھ سمجھنا گمراہی ہے۔

ملحوظہ: یہ باب ذوجہتین ہے، حضرت مریم رضی اللہ عنہا سے بھی اس کا تعلق ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بھی۔

حدیث: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام اس کے بندے اور رسول ہیں اور ان کا فرمان ہیں، جس کو اللہ نے مریم کی طرف ڈالا، یعنی پہنچایا یعنی مرد کے توسط کے بغیر حکم دیا کہ مریمؑ کے پیٹ میں بچہ پیدا ہوجا، چنانچہ ہوگیا، اور جو اللہ کی طرف سے روح ہیں، یعنی پاکیزہ اور بابرکت روح ہیں، اور جنت برحق ہے اور دوزخ برحق ہے، اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کریں گے، جو بھی اس نے (اچھا یا برا) عمل کیا ہو اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے: جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس دروازہ سے بھی وہ چاہے گا جنت میں جائے گا۔

[۴۷-] بَابٌ

قَوْلُهُ: ﴿يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَاتَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ﴾ إِلَى ﴿وَكِيْلًا﴾ قَالَ أَبُوْ عُبَيْدٍ: كَلِمَتُهُ: كُنْ فَكَانَ، وَقَالَ

غَيْرُهُ: ﴿وَرُوْحٌ مِنْهُ﴾ أَحْيَاهُ فَجَعَلَهُ رُوْحًا، ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلَاثَةٌ﴾

[۳۴۳۵-] حدثنا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، أَنَا الْوَلِيْدُ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، ثَنِيْ عُمَيْرُ بْنُ هَانِئٍ، ثَنِيْ جُنَادَةُ بْنُ أَبِيْ أُمَيَّةَ، عَنْ عُبَادَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، وَأَنَّ عِيْسَى عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ، وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلٰى مَرْيَمَ، وَرُوْحٌ مِنْهُ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، أَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَاكَانَ مِنَ الْعَمَلِ"

قَالَ الْوَلِيْدُ: فَحَدَّثَنِيْ ابْنُ جَابِرٍ، عَنْ عُمَيْرٍ، عَنْ جُنَادَةَ، وَزَادَ: "مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةِ أَيِّهَا شَاءَ"

بَابٌ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ

حاشیہ میں ہے: هٰذَا الْبَابُ مَعْقُوْدٌ لِأَخْبَارِ عِيسٰى عَلَيْهِ السلام، وَالْأَبْوَابُ الَّتِيْ قَبْلَهُ لِأَخْبَارِ أُمِّهِ مَرْيَمَ: گذشتہ چار باب حضرت مریم رضی اللہ عنہا سے متعلق تھے اور وہ تمہیدی ابواب تھے، اور یہ باب حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق ہے۔

سورہ مریم کے دوسرے رکوع میں عیسیٰ علیہ السلام کی تخلیق کا مفصل بیان ہے، جب حضرت مریم رضی اللہ عنہا بالغ ہوئیں اور پہلی بار ماہواری آئی اور وہ اس سے پاک ہوئیں تو نہانے کے لئے مکان کے یا بیت المقدس کے مشرقی حصہ میں گئیں، روح المعانی میں ہے کہ یہ محض اتفاقی بات تھی، وہاں انھوں نے گھر والوں سے آڑ کرنے کے لئے پردہ ڈال لیا، پھر جب نہا کر فارغ ہوئیں اور کپڑے پہن لئے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام ان کے سامنے ایک تندرست آدمی کی شکل میں نمودار ہوئے، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے انسانی صورت اس لئے اختیار کی کہ اس کے بغیر غیر نبی فرشتہ کو نہیں دیکھ سکتا، اور تندرست کامل انسان کی صورت اس لئے اختیار کی کہ فرشتے عموماً خوش منظر صورتوں میں متمثّل ہوتے ہیں، اور مرد کی شکل میں اس لئے سامنے آئے کہ مرد عورت سے کامل ہے۔

جب درون پردہ ایک شخص سامنے آکر کھڑا ہو گیا تو حضرت مریم رضی اللہ عنہا گھبرا گئیں، انھوں نے کہا: میں تجھ سے مہربان اللہ کی پناہ چاہتی ہوں، اگر تو پرہیزگار ہے، یعنی اللہ کا واسطہ دیتی ہوں کہ مجھ سے کچھ تعرض نہ کر، اس نے کہا: میں تیرے رب کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں، پس خوف نہ کر، اور میں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تجھے پاکیزہ لڑکا بخشوں، پھر اس نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے چاک گریبان میں پھونک ماری جس سے حمل ٹھہر گیا، یہی وہ اللہ کا 'بول' ہے، جو حضرت مریمؑ کی طرف ڈالا گیا، حضرت مریمؑ نے کہا: میرے لڑکا کیسے ہوگا مجھے تو کسی انسان نے ہاتھ نہیں لگایا، یعنی میرا نکاح نہیں ہوا، اور نہ میں بدکار عورت ہوں؟ فرشتے نے کہا: اسی طرح ہوگا، یعنی اسباب ظاہری کے توسط کے بغیر ہوگا، تیرے پروردگار نے فرمایا ہے: یہ کام میرے لئے آسان ہے، اور ہم اس طور پر لڑکا اس لئے پیدا کریں گے کہ ہم اس کو لوگوں کے لئے نشان اور اپنی

مہربانی بنائیں، اور وہ ایک طے شدہ امر ہے!

پھر جب وضع حمل کے آثار ظاہر ہوئے تو وہ دور جگہ علاحدہ چلی گئیں (شاید یہ جگہ بیت اللحم ہو جو بیت المقدس سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے) وہاں پہنچ کر درد بڑھا، وہ ایک کھجور کے تنے کے سہارے بیٹھ گئیں، اور کہا: کاش میں اس سے پہلے ہی مرگئی ہوتی، اور بھولی بسری ہوگئی ہوتی! حضرت مریمؑ جس درخت کے نیچے بیٹھی تھیں وہ جگہ کچھ بلند تھی، پس فرشتہ نے اس کے پائیں سے پکارا کہ کچھ غم نہ کر، تیرے پروردگار نے تیرے پائیں میں چھوٹی نہر رواں کی ہے اور تو اپنی طرف کھجور کے تنے کو ہلا وہ تجھ پر پکی ہوئی کھجوریں گرائے گا، پس کھجوریں کھا، پانی پی، اور لڑکے سے آنکھ ٹھنڈی کر۔

رہا رسوائی کا خوف تو اگر تو انسان کو اعتراض کرتا ہوا دیکھے تو کہہ دینا: میں نے مہربان اللہ کے لئے خاموش رہنے کے روزہ کی منت مانی ہے، ایسا روزہ گذشتہ امتوں میں جائز تھا، پس میں آج کسی سے بات نہیں کرسکتی (اور یہ سب کچھ اشارہ سے کہنا، زبان سے نہ بولنا، چنانچہ انھوں نے اسی وقت روزہ کی منت مان لی اور روزہ شروع کردیا)

پھر جب لڑکے کو گود میں لئے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئیں تو لوگ کنواری کے پاس بچہ دیکھ کر حیرت میں پڑ گئے، انھوں نے کہا: اری مریم! بخدا! تو نے غضب ڈھایا! اے ہارون کی بہن! تیرا باپ کوئی برا آدمی نہیں تھا اور نہ تیری ماں کوئی آوارہ عورت تھی، پھر تو یہ کیا کر بیٹھی؟ مریمؑ نے لڑکے کی طرف اشارہ کیا، لوگوں نے کہا: ہم اس سے کیسے بات کریں یہ تو ابھی پالنے میں ہے؟ لڑکا بولا! میں اللہ کا بندہ ہوں، اللہ نے مجھے کتاب دی ہے، مجھے نبی بنایا ہے، اور مجھے بابرکت بنایا ہے، جہاں بھی رہوں اور مجھے جب تک زندہ رہوں نماز اور زکوۃ کا تاکیدی حکم دیا ہے، اور مجھے اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا بنایا ہے، اور مجھے سرکش، بدبخت نہیں بنایا، اور مجھ پر سلامتی ہو، جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میری وفات ہوگی، اور جس دن میں دوبارہ زندہ کرکے اٹھایا جاؤں گا، یہ مریم کے بیٹے عیسیٰ ہیں، بالکل برحق بات جس میں لوگ شک کرتے ہیں، اللہ کے شایانِ شان نہیں کہ وہ کوئی اولاد بنائیں، ان کی ذات اس عیب سے پاک ہے، جب وہ کوئی بات طے کرتے ہیں تو اس سے کہتے ہیں: ہو جا، تو وہ ہو جاتی ہے۔

ان آیات میں چند مشکل الفاظ آئے ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ ان کے معانی بیان کرتے ہیں:

۱- قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا﴾: جب وہ اپنے گھر والوں سے علاحدہ ہوئیں، اِنْتَبَذَ عن القوم: اپنے آدمیوں سے الگ ہونا، اِعْتَزَلَتْ: تَنَحَّتْ کنارہ میں ہوگئیں، مجرد: نَبَذَ (ض) نَبْذًا الشيئَ: ڈالنا، پھینکنا۔ سورۃ الصافات آیت ۱۴۵ ہے: ﴿فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ﴾: پھر ہم نے یونس علیہ السلام کو ایک میدان میں ڈال دیا، درانحالیکہ وہ بیمار (مضمحل) تھے۔

۲- قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿مَكَانًا شَرْقِيًّا﴾: مشرق کی جانب، مِمَّا يَلِي الشَّرْقَ: اس جانب جو مشرق سے ملی ہوئی ہے۔

۳- قوله تعالىٰ: ﴿فَأَجَاءَ هَا الْمَخَاضُ﴾: پس لے آیا ان کو دردِ زہ، أَجَاءَ: باب افعال، مجرد: جِئْتُ: آیا میں، اور

دوسرے معنی کئے ہیں: مجبور کیا ان کو، اضطرَّھا: مریم کو مجبور کیا، مگر یہ معنی ضعیف ہیں۔

۴-قوله تعالیٰ: ﴿تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا﴾: تُسَاقِطْ: باب مفاعلہ، مُساقطة سے، جس کے معنی گرانے کے ہیں، باب افعال أَسْقَطَ يُسْقِطُ کے بھی یہی معنی ہیں۔

۵-قوله تعالیٰ: ﴿ مَكَانًا قَصِيًّا﴾: کسی دور جگہ میں، قَصِيٌّ: صفت مشبہ کا صیغہ ہے بمعنی قَاصِيًا: دور جگہ، المسجد الأقصی اسی سے ہے۔

۶-قوله تعالیٰ: ﴿لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا﴾: بخدا واقعہ یہ ہے کہ تو نے بڑے غضب کا کام کیا، الفَرِيُّ: عجیب بات، حیرت انگیز بات، گھڑی ہوئی بات۔

۷-قوله تعالیٰ: ﴿وَكُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا﴾: اور ہوتی میں بھولی بسری، نسیا: (اسم) ایسی متروک چیز جسے یاد نہ کیا جائے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کے معنی کئے ہیں: لَمْ أَكُنْ شَيْئًا: میں کچھ نہ ہوتی، یعنی میرا وجود ہی نہ ہوتا، اور سُدّی نے اس کے معنی کئے ہیں: حقیر، بے حیثیت، مجھے کوئی جانتا ہی نہ ہوتا۔ اور منسیا: (اسم مفعول) فراموش کردہ، بسری، ذہن سے اتری ہوئی۔

۸-قوله تعالیٰ: ﴿ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا﴾: اگر تو خدا ترس ہے، حضرت ابو وائل کہتے ہیں: مریمؑ جانتی تھیں کہ خدا ترس آدمی سمجھ دار ہوتا ہے، برا کام نہیں کرسکتا، اس لئے انھوں نے کہا: إن كنت تقيا: اگر تو خدا ترس ہے۔

۹-قوله تعالیٰ: ﴿ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا﴾: تیرے رب نے تیرے پائین میں ایک چھوٹی نہر پیدا کردی ہے، حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سَرِيٌّ: کے معنی ہیں: چھوٹی نہر، اور یہ سریانی زبان کا لفظ ہے، اور حاشیہ میں ہے کہ عربی میں بھی یہی معنی ہیں۔

[۴۸-] بَابٌ

[۱-] قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا﴾ اعْتَزَلَتْ، ﴿نَبَذْنَاهُ﴾: أَلْقَيْنَا. [۲-] ﴿ شَرْقِيًّا﴾ مِمَّا يَلِي الشَّرْقَ. [۳-] ﴿ فَأَجَاءَ هَا﴾: أَفْعَلُ مِنْ جِئْتُ، وَيُقَالُ: أَلْجَأَهَا: اضْطَرَّهَا. [۴-] ﴿ تَسَّاقَطْ﴾: تُسْقِطْ. [۵-] ﴿ قَصِيًّا﴾: قَاصِيًا. [۶-] ﴿ فَرِيًّا﴾: عَظِيْمًا. [۷-] قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿نَسِيًّا﴾: لَمْ أَكُنْ شَيْئًا. وَقَالَ غَيْرُهُ: النَّسِيُّ: الْحَقِيْرُ. [۸-] وَقَالَ أَبُوْ وَائِلٍ: عَلِمَتْ مَرْيَمُ أَنَّ التَّقِيَّ ذُوْ نُهْيَةٍ، حِيْنَ قَالَتْ: ﴿إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا﴾ [۹-] وَقَالَ وَكِيْعٌ، عَنْ إِسْرَائِيْلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ: ﴿سَرِيًّا﴾: نَهْرٌ صَغِيْرٌ بِالسُّرْيَانِيَّةِ.

پھر احادیث ہیں، پہلی حدیث کا ایک جزء پہلے گذر چکا ہے، باقی کا ترجمہ بعد میں ہے۔

[۳۴۳۶-] حدثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، ثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ إِلَّا ثَلاَثَةٌ: عِيْسٰى، وَكَانَ فِي بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ: جُرَيْجٌ، يُصَلِّيْ، جَاءَ تْهُ أُمُّهُ فَدَعَتْهُ، فَقَالَ: أُجِيْبُهَا أَوْ أُصَلِّيْ، فَقَالَتْ: اللّٰهُمَّ لاَ تُمِتْهُ حَتّٰى تُرِيَهُ وُجُوْهَ الْمُوْمِسَاتِ، وَكَانَ جُرَيْجٌ فِيْ صَوْمَعَتِهِ، فَتَعَرَّضَتْ لَهُ امْرَأَةٌ فَكَلَّمَتْهُ فَأَبٰى، فَأَتَتْ رَاعِيًا فَأَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا فَوَلَدَتْ غُلاَمًا فَقِيْلَ لَهَا: مِمَّنْ؟ فَقَالَتْ: مِنْ جُرَيْجٍ، فَأَتَوْهُ فَكَسَرُوْا صَوْمَعَتَهُ وَأَنْزَلُوْهُ وَسَبُّوْهُ، فَتَوَضَّأَ وَصَلَّى، ثُمَّ أَتَى الْغُلاَمَ فَقَالَ: مَنْ أَبُوْكَ يَا غُلاَمُ؟ فَقَالَ: الرَّاعِيْ، قَالُوْا: نَبْنِيْ صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ. قَالَ: لاَ، إِلاَّ مِنْ طِيْنٍ"

"وَكَانَتِ امْرَأَةٌ تُرْضِعُ ابْنًا لَهَا مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ رَاكِبٌ ذُوْ شَارَةٍ، فَقَالَتْ: اللّٰهُمَّ اجْعَلِ ابْنِيْ مِثْلَهُ، فَتَرَكَ ثَدْيَهَا فَأَقْبَلَ عَلَى الرَّاكِبِ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ لاَ تَجْعَلْنِيْ مِثْلَهُ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلٰى ثَدْيِهَا يَمَصُّهُ" قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَمَصُّ إِصْبَعَهُ، " ثُمَّ مُرَّ بِأَمَةٍ فَقَالَتِ: اللّٰهُمَّ لاَتَجْعَلِ ابْنِيْ مِثْلَ هٰذِهِ، فَتَرَكَ ثَدْيَهَا فَقَالَ: اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِثْلَهَا، فَقَالَتْ: لِمَ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: الرَّاكِبُ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ، وَهٰذِهِ الْأَمَةُ يَقُوْلُوْنَ: سَرَقْتِ، زَنَيْتِ، وَلَمْ تَفْعَلْ"[راجع: ۱۲۰۶]

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا: گہوارے میں بات نہیں کی، مگر تین شخصوں نے (یہ حصر نہیں، حاشیہ میں دس بچوں کا ذکر ہے، جنھوں نے پالنے میں بات کی ہے) (۱) عیسیٰ علیہ السلام نے (یہاں باب ہے) (۲) اور جریج پر الزام کے قصہ میں نومولود بچہ بولا تھا (یہ واقعہ پہلے دوجگہ گذر چکا ہے) (۳) اور بنی اسرائیل کی ایک عورت اپنے بچہ کو دودھ پلا رہی تھی، وہاں سے خوبصورت پوشاک پہنا ہوا ایک سوار گذرا، عورت نے دعا کی: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا بنا! پس بچہ نے ماں کی پستان چھوڑ دی اور سوار کی طرف متوجہ ہوا، اور کہا: اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنا! پھر وہ پستان کی طرف متوجہ ہوکر اس کو چوسنے لگا —— حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: گویا میں نبی ﷺ کو دیکھ رہا ہوں، آپ اپنی انگلی چوس رہے ہیں —— پھر ایک باندی گذاری گئی، عورت نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنا! بچہ نے ماں کی پستان چھوڑ دی اور اس نے کہا: اے اللہ! مجھے اس جیسا بنا! ماں نے پوچھا: کیوں؟ بچہ نے کہا: سوار متکبروں میں سے تھا، اور اس باندی پر لوگ الزام لگاتے ہیں کہ تو نے چوری کی، تو نے زنا کیا، حالانکہ اس نے یہ کام نہیں کیا۔

اس کے بعد کی حدیث پہلے گذری ہے، پڑھو! کوئی اہم بات ہوگی تو بیان کروں گا۔

[۳۴۳۷-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى، أَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، ح: وَحَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ، ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:

"لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ لَقِيْتُ مُوْسَى – قَالَ: فَنَعَتَهُ – فَإِذَا رَجُلٌ – حَسِبْتُهُ قَالَ: – مُضْطَرِبٌ، رَجِلُ الرَّأْسِ، كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوْءَةَ، قَالَ: وَلَقِيْتُ عِيسَى – فَنَعَتَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ–: رَبْعَةٌ أَحْمَرُ كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ – يَعْنِي الْحَمَّامَ – وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيْمَ وَأَنَا أَشْبَهُ وَلَدِهِ بِهِ، قَالَ: وَأُتِيْتُ بِإِنَاءَيْنِ، أَحَدُهُمَا لَبَنٌ وَالآخَرُ فِيْهِ خَمْرٌ، فَقِيْلَ لِيْ: خُذْ أَيَّهُمَا شِئْتَ، فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهُ، فَقِيْلَ لِيْ: هُدِيْتَ الْفِطْرَةَ أَوْ: أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ، أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ"[راجع: ۳۳۹۴]

قوله: فَنَعَتَهُ: پس نبی ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حلیہ بیان کیا............مُضْطَرِب: نکلتا ہوا قد، اور ایک ترجمہ ہلکے بدن والا بھی کیا گیا ہے اور پہلے ایک روایت میں ضَرْبٌ آیا ہے اس کے معنی 'چھریرے بدن' کے ہیں............
رَجِلُ الرأس: سیدھے بال والا............رَبْعة: میانہ قد۔

[۳۴۳۸–] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، ثَنَا إِسْرَائِيْلُ، أَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" رَأَيْتُ عِيْسَى وَمُوْسَى وَإِبْرَاهِيْمَ، فَأَمَّا عِيْسَى فَأَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيْضُ الصَّدْرِ، وَأَمَّا مُوْسَى فَآدَمُ جَسِيْمٌ سَبْطٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ الزُّطِّ"

ترجمہ: مجاہد بن جبر رحمہ اللہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے (خواب میں یا معراج میں) حضرات عیسیٰ وموسیٰ وابراہیم علیہم السلام کو دیکھا: عیسیٰ علیہ السلام سرخ رنگ کے گٹھے ہوئے بدن کے چوڑے سینہ والے تھے، اور موسیٰ علیہ السلام گندمی رنگ کے موٹے بدن والے سیدھے بال والے تھے، گویا وہ زُطّ قبیلہ کے آدمی ہیں۔

تشریح: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بدن چھریرا تھا، موٹا نہیں تھا، موٹے بدن کا دجال ہے، جیسا کہ آگے ایک روایت میں آرہا ہے............اور جَعد کے معنی یہاں گٹھے ہوئے بدن کے ہیں، سر کے بالوں کا گھونگریالا ہونا مراد نہیں............اور سَبِط کے معنی: سیدھے بال والا، گھونگریالے بالوں کی ضد............ اور الزُّطّ سے مراد یا تو سوڈان کا کوئی قبیلہ ہے یا ہندوستان کے جاٹ مراد ہیں، ان کا بدن لمبا اور نحیف ہوتا ہے۔

تنبیہ: بخاری شریف میں یہ حدیث مجاہد رحمہ اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، مگر تمام شارحین متفق ہیں کہ یہ غلط ہے، امام بخاریؒ سے غلطی ہوئی ہے یا فربری سے، صحیح بات یہ ہے کہ مجاہدؒ یہ حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، اس روایت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے أحمر (سرخ) آیا ہے، آگے حضرت ابن عمرؓ اس کی تردید کریں گے، معلوم ہوا کہ یہ ابن عمرؓ کی روایت نہیں ہے، حاشیہ میں اس کی تفصیل ہے۔

اس کے بعد کی دو حدیثیں ایک ہیں، دوسری حدیث میں عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔

[۳۴۳۹-] حدثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، أَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ، ثَنَا مُوْسَى، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: ذَكَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَوْمًا بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ، فَقَالَ: ”إِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، أَلَا إِنَّ الْمَسِيْحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنَى، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ“[راجع: ۳۰۵۷]

[۳۴۴۰-] ”وَأَرَانِيْ اللَّيْلَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ، فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ كَأَحْسَنِ مَا تُرَى مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ، تَضْرِبُ لِمَّتُهُ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ، رَجِلُ الشَّعْرِ، يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً، وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ، وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالُوْا: هٰذَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ، ثُمَّ رَأَيْتُ رَجُلًا وَرَاءَهُ جَعْدًا قَطِطًا، أَعْوَرَ عَيْنِ الْيُمْنٰى، كَأَشْبَهِ مَنْ رَأَيْتُ بِابْنِ قَطَنٍ، وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلٍ، يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا: فَقَالُوْا: هٰذَا الْمَسْحُ الدَّجَّالُ“تَابَعَهُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ.

[انظر: ۳۴۴۱، ۵۹۰۲، ۶۹۹۹، ۷۰۲۶، ۷۱۲۸]

حدیث (۱): حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ نے ایک دن لوگوں کے سامنے مسیح دجال کا تذکرہ کیا، فرمایا: اللہ تعالیٰ یقیناً کانے نہیں، سنو! مسیح دجال کی دائیں آنکھ کانی ہوگی، گویا اس کی آنکھ باہر نکلا ہوا انگور کا دانہ ہے، (یا اس کی روشنی ختم ہوگئی ہے اور طافئة (ہمزہ کے ساتھ اور یا کے ساتھ) کے دو معنی ہیں: ذاهبٌ ضوءُ ها: اس کی روشنی ختم ہوگی، اور ناتیةٌ بارزةٌ: ابھری ہوئی، ظاہر ہونے والی، انگور کے خوشہ میں کوئی دانہ بڑا ہوتا ہے، وہ ذرا باہر نکل آتا ہے، وہ انگور کا ابھرا ہوا دانہ ہے، دجال کی دائیں آنکھ ذرا باہر نکلی ہوئی ہوگی، اور مسلم شریف کی روایت میں أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُسْرى ہے یعنی بائیں آنکھ کانی ہوگی، اور دونوں روایتوں میں جمع اس طرح کیا گیا ہے کہ دجال کی دونوں آنکھیں عیب دار ہونگی، ایک کی روشنی ختم ہوگی اور دوسری عیب دار ہوگی)

حدیث (۲): اور (نبی ﷺ نے فرمایا) دکھلایا (اللہ) نے مجھے آج رات کعبہ کے پاس خواب میں، پس اچانک ایک آدمی گندمی رنگ کا، گندمی رنگ کے لوگوں میں جو آپ دیکھتے ہیں، ان میں سب سے اچھا، پہنچی ہوئی ہیں اس کی زلفیں اس کے دونوں شانوں کے درمیان، سیدھے بال والا، اس کا سر پانی ٹپکا رہا ہے، وہ اپنے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے مونڈھوں پر رکھے ہوئے ہے اور وہ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا ہے، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ مسیح ابن مریم ہیں۔

پھر میں نے ان کے پیچھے ایک اور شخص کو دیکھا جس کے بال انتہائی گھونگھریالے ہیں، دائیں آنکھ کا کانا ہے، میرے دیکھے ہوئے لوگوں میں وہ سب سے زیادہ مشابہ عبد العزی بن قطن کے ساتھ ہے، وہ اپنے دونوں ہاتھ رکھے ہوئے ہے، ایک آدمی کے دونوں مونڈھوں پر، بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے، پس میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ مسیح

دجال ہے۔

لغت: وَفرۃ: وہ زلفیں جو کانوں تک پہنچیں، لِمَّۃ: وہ زلفیں جو کانوں سے آگے بڑھ گئی ہوں، اور جُمَّۃ: وہ زلفیں جو مونڈھوں پر پڑ گئی ہوں .... قَطِط: (پہلے طاء کا زبر اور زیر) جَعْدًا میں مبالغہ کرنے کے لئے ہے یعنی دجال کے بال انتہائی درجہ گھونگریالے ہونگے۔

سوال: دجال مکہ کیسے پہنچا، اور بیت اللہ کا طواف کیسے کر رہا ہے؟

جواب: یہ خواب ہے اور خواب میں ہر طرح کی بات دیکھی جاسکتی ہے، یہاں سمجھنے کی بات یہ ہے کہ نبی ﷺ نے دجال کو عیسیٰ علیہ السلام کے بعد دیکھا ہے، اس میں زمانہ کی طرف اشارہ ہے، وہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد نکلے گا اور یہودیوں کا یہ خیال غلط ہے کہ مسیح دجال آچکا ہے اور مسیح ہدایت آنے والے ہیں، چنانچہ جب دجال ظاہر ہوگا تو اس کو مسیح ہدایت سمجھ کر اس کی پیروی کریں گے۔

تنبیہ: حدیث ثانی کے آخر میں تابعہ عبید اللہ: ہمارے نسخہ میں تابعہ عبد اللہ ہے، یہ صحیح نہیں، مصری نسخہ میں اور فتح اور عینی میں عبید اللہ ہے اور وہی صحیح ہے، عبید اللہ کی روایت مسلم شریف (باب ذکر الدجال، کتاب الفتن) میں ہے۔

[۳۴۴۱-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ، ثَنِيْ الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: لاَ، وَاللهِ! مَاقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِعِيْسَى: أَحْمَرُ، وَلٰكِنْ قَالَ: "بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ أَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ، فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ، سَبْطُ الشَّعْرِ، يُهَادَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ، يَنْطِفُ رَأْسُهُ مَاءً، أَوْ: يُهْرَاقُ رَأْسُهُ مَاءً، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: ابْنُ مَرْيَمَ، فَذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ، فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ، جَسِيْمٌ، جَعْدُ الرَّأْسِ، أَعْوَرُ عَيْنِهِ الْيُمْنٰى، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: هٰذَا الدَّجَّالُ، وَأَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ" قَالَ الزُّهْرِيُّ: رَجُلٌ مِنْ خُزَاعَةَ هَلَكَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ. [راجع: ۳۴۴۰]

ترجمہ: سالم اپنے والد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے فرمایا: نہیں، بخدا! نبی ﷺ نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں أحمر (سرخ) نہیں فرمایا (لعیسیٰ میں لام بمعنی عن ہے) بلکہ فرمایا: دریں اثناء کہ میں خواب میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا، اچانک ایک گندمی رنگ کے آدمی، سیدھے بال والے، دو آدمیوں کے درمیان لڑکھڑا کر چلائے جارہے ہیں، ان کا سر پانی ٹپکا رہا ہے، یا فرمایا ان کا سر پانی ریڑھ رہا ہے، پس میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: ابن مریم ہیں، پھر میں نے جھانکا، پس اچانک ایک سرخ بھاری بدن کا آدمی گھونگریالے بال والا دائیں آنکھ کا کانا، گویا اس کی آنکھ ابھرا ہوا انگور کا دانہ ہے، پس میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ دجال ہے، اور لوگوں میں اس کے ساتھ مشابہت کے اعتبار سے قریب ترین ابن قطن ہے۔ امام زہریؒ کہتے ہیں: یہ قبیلہ خزاعہ کا ایک آدمی تھا جو زمانہ

جاہلیت میں مرگیا۔

[٣٤٤٢-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، أَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم يَقُوْلُ:" أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِابْنِ مَرْيَمَ، وَالْأَنْبِيَاءُ أَوْلَادُ عَلَّاتٍ، لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ"[انظر: ٣٤٤٣]

[٣٤٤٣-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، ثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، ثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ عَمْرَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم:"أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، الْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ، أُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى وَدِيْنُهُمْ وَاحِدٌ"

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا: میں لوگوں میں سب سے زیادہ عیسیٰ علیہ السلام سے قریب ہوں، میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں (دونوں جملوں کا ایک مطلب ہے) اور انبیاء علاتی بھائی ہیں، اور دوسری حدیث میں فی الدنیا والآخرة کا اضافہ ہے، یعنی دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی میں عیسیٰ علیہ السلام سے زیادہ قریب ہوں، اور دوسری حدیث میں علاتی بھائی ہونے کی تفصیل ہے کہ ان کی مائیں (شریعتیں) مختلف ہیں، اور ان کا دین ایک ہے۔

تشریح: علاتی: باپ شریک اولاد، جن کی مائیں الگ ہوں، تمام انبیاء کا دین ایک ہے ﴿إِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الإِسْلَامِ﴾: اور ان کی شریعتیں مختلف ہیں ﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَمِنْهَا جًا﴾: پس تمام انبیاء گویا ایک باپ کی اولاد ہیں، مگر زمانہ کے اعتبار سے نبی ﷺ سے اقرب عیسیٰ علیہ السلام ہیں، دونوں کے درمیان کسی پیغمبر کا فصل نہیں، علاوہ ازیں: عیسیٰ علیہ السلام زمانہ کے اعتبار سے مقدم ہیں، اس اعتبار سے متبوع ہیں اور آخر زمانہ میں اتریں گے، اور شریعت محمدی کی پیروی کریں گے، اس اعتبار سے تابعی ہیں، اور یہ بات کسی اور نبی کو حاصل نہیں، بایں اعتبار عیسیٰ علیہ السلام کا نبی ﷺ سے خاص تعلق ہے، اس لئے أولی (اقرب) فرمایا۔

[٣٤٤٤-] وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم، ح: وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیه وسلم، قَالَ:" رَأَى عِيْسَى رَجُلًا يَسْرِقُ، فَقَالَ لَهُ: أَسَرَقْتَ؟ قَالَ: كَلَّا! وَالَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوْ! فَقَالَ عِيْسَى: آمَنْتُ بِاللّٰهِ، وَكَذَّبْتُ عَيْنِيْ"

ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا، آپ نے اس سے پوچھا: تو نے چوری کی؟ اس

نے کہا: ہرگز نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! پس عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: میں اللہ پر ایمان لایا اور اپنی آنکھوں کو جھٹلایا!

تشریح: وہ شخص کوئی چیز محفوظ جگہ سے لے رہا ہوگا، وہ اس کی ہوگی یا اس میں اس کا حق ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کو چوری سمجھا، مگر اس نے قسم کھا کر انکار کیا تو عیسیٰ علیہ السلام نے اس کی مات مان لی اور اپنے دیکھنے کا اعتبار نہیں کیا، اور آمَنْتُ بِاللّٰہِ کا مطلب ہے: صَدَّقْتُ مَنْ حَلَفَ بِاللّٰہِ: جس نے اللہ کی قسم کھائی اس کو میں سچا سمجھتا ہوں۔

تنبیہ: اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے عطاء بن یسار اور ہمام دونوں روایت کرتے ہیں، اور دونوں سندیں ساتھ ذکر کی ہیں، بیچ میں تحویل ہے، پہلی سند معلق ہے اس کو امام نسائی رحمہ اللہ نے موصول کیا ہے: قَالَ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْن حَفْصٍ، قَالَ حَدَّثَنِیْ أَبِیْ، قَالَ حَدَّثَنِی إِبْرَاهِیْمُ بْنُ الطَّهْمَان إلخ: (نسائی کتاب آداب القُضاة، بابٌ کیف یَستحلف الحاکمُ) مصری نسخہ میں ابراہیم بن طہمان والی سند گذشتہ حدیث کے ساتھ ملائی ہے اور شارحین بھی لکھتے ہیں کہ یہ گذشتہ حدیث کی دوسری معلق سند ہے، مگر یہ بات صحیح نہیں، ہمارا نسخہ جس میں دونوں سندوں کے درمیان تحویل ہے: صحیح ہے اس لئے ہم نے حدیث کا نمبر وَقَالَ إِبْرَاهِیْمُ سے پہلے لگایا ہے۔

[٣٤٤٥-] حدثنا الْحُمَيْدِيُّ، ثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، يَقُوْلُ: أَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، سَمِعَ عُمَرَ، يَقُوْلُ عَلَى الْمِنْبَرِ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیه وسلم يَقُوْلُ: "لَا تُطْرُوْنِیْ كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ، وَلٰكِنْ قُوْلُوْا: عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ"

[راجع: ٢٤٦٢]

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا: مجھے حد سے مت بڑھاؤ، جیسا عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حد سے بڑھایا (انھوں نے کہا: عیسیٰ بھی معبود ہیں، وہ تثلیث کا جزء ہیں، اور وہ اللہ کے بیٹے ہیں، میری شان میں ایسی کوئی بات مت کہو) میں اللہ کا بندہ ہوں، پس کہو: عبد الله ورسوله: اللہ کے بندے اور اس کے رسول۔

لغت: إِطْرَاء: (باب افعال) مبالغہ آمیز تعریف کرنا، تعریف میں آسمان وزمین کے قلابے ملانا، حد سے بڑھانا۔

[٣٤٤٦-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَنَا صَالِحُ بْنُ حَيٍّ، أَنَّ رُجلًا مِنْ أَهْلِ خُرَاسَانَ قَالَ لِلشَّعْبِیِّ، فَقَالَ الشَّعْبِیُّ: أَخْبَرَنِیْ أَبُوْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِیْ مُوْسَى الْأَشْعَرِیِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم: " إِذَا أَدَّبَ الرَّجُلُ أَمَتَهُ فَأَحْسَنَ تَأْدِيْبَهَا، وَعَلَّمَهَا فَأَحْسَنَ تَعْلِيْمَهَا، ثُمَّ أَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا، كَانَ لَهُ أَجْرَانِ، وَإِذَا آمَنَ بِعِيْسَى، ثُمَّ آمَنَ بِیْ فَلَهُ أَجْرَانِ، وَالْعَبْدُ إِذَا اتَّقَى رَبَّهُ وَأَطَاعَ مَوَالِيَهُ فَلَهُ أَجْرَانِ"

[راجع: ٩٧]

وضاحت: یہ حدیث پہلے گذری ہے، اس میں ہے: إِذَا آمَنَ بِعِيْسَى: اس مناسبت سے حدیث اس باب میں لائے ہیں۔

[۳۴۴۷-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، نَا سُفْيَانُ، عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " تُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلاً، ثُمَّ قَرَأَ ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيْدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِيْنَ﴾ فَأَوَّلُ مَنْ يُكْسَى إِبْرَاهِيْمُ، ثُمَّ يُؤْخَذُ بِرِجَالٍ مِنْ أَصْحَابِيْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ، فَأَقُوْلُ: أَصْحَابِيْ، فَيُقَالُ: إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ، فَأَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ: ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ، إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ [راجع: ۳۳۴۹]

[قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ الْفِرَبْرِيُّ:] ذُكِرَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ قَبِيْصَةَ، قَالَ: هُمُ الْمُرْتَدُّوْنَ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰى عَهْدِ أَبِيْ بَكْرٍ فَقَاتَلَهُمْ أَبُوْ بَكْرٍ.

وضاحت: یہ حدیث پہلے گذری ہے، حُفَاة: حَافٍ کی جمع ہے، ننگے پاؤں .... عراةٌ: عارٍ کی جمع ہے: ننگے بدن .... غُرْلاً: أَغْرَل کی جمع ہے، اقلف، غیرمختون .... ثُمَّ يُؤْخَذُ بِرِجَالٍ: فرشتے میرے صحابہ میں سے کچھ کو دائیں یعنی جنت میں، اور کچھ کو بائیں یعنی جہنم میں لے جائیں گے .... إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوْا: یہ لوگ برابر اپنی ایڑیوں پر پلٹتے رہے، جب سے آپؐ ان سے جدا ہوئے، یعنی آپؐ کی وفات کے بعد یہ لوگ مرتد ہوگئے تھے، جن کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوہا لیا .... فَأَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ آیا اس لئے یہ حدیث اس باب میں لائے ہیں .... قوله: ذُكِرَ عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ: فربریؒ کا اضافہ ہے، اور انھوں نے براہِ راست امام بخاری رحمہ اللہ سے یہ بات نہیں سنی، کسی دوسرے شاگرد کے واسطہ سے سنی ہے، امام بخاری رحمہ اللہ اپنے استاذ قبیصۃ بن عتبہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ یہ وہ لوگ ہیں جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مرتد ہوگئے، اور جن سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جنگ لڑی، اور وہ ارتداد کی حالت میں مارے گئے۔

بَابُ نُزُوْلِ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا

اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسد عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں، پھر قیامت سے

پہلے جب دجال کا ظہور ہوگا، آپ آسمان سے اتریں گے اور دجال کو قتل کریں گے، پھر جب مہدی کی وفات ہوگی تو آپ زمام حکومت سنبھالیں گے اور شریعت محمدی کے مطابق حکومت کریں گے، پھر ان کی وفات ہوگی۔

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ رفع کا ذکر قرآنِ کریم میں ہے، سورۃ النساء آیات ۱۵۷و۱۵۸ ہیں:

﴿وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ، وَإِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِنْهُ، مَالَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ، وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ○ بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ إِلَيْهِ، وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا﴾:

ترجمہ: اور یہود کے اس کہنے کی وجہ سے (ان کے قلوب پر بند لگا دیا کہ) ہم نے مسیح عیسیٰ بن مریم کو جو اللہ کے رسول ہیں قتل کر دیا (عیسیٰ علیہ السلام کے نام کے بعد جو 'رسول اللہ' آیا ہے وہ یہود کا قول نہیں ہے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے بڑھایا ہے کہ دیکھو ایسے کی نسبت ایسا کہتے ہیں) حالانکہ نہ انھوں نے ان کو قتل کیا نہ ان کو سولی پر چڑھایا، بلکہ ان کو اشتباہ ہوگیا اور جو لوگ ان کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ غلط خیال میں ہیں، ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں، علاوہ ظنی باتوں پر عمل کرنے کے، اور یقینی بات یہ ہے کہ انھوں نے ان کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا، اور اللہ تعالیٰ بڑے زبردست حکمت والے ہیں۔

اس آیت میں رفع کی صراحت ہے، اس لئے یہ مضمون حدیثوں میں نہیں آیا، حدیثوں میں نزول کا تذکرہ ہے اور نزول رفع کے بعد ہوگا، پس آدھا مضمون قرآنِ کریم میں ہے اور آدھا احادیث میں۔

سوال (۱): قیامت سے پہلے جب عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے تو اپنی نبوت پر برقرار رہوں گے یا ان کی نبوت ختم ہو جائیگی؟

جواب: وہ اپنی نبوت پر برقرار رہوں گے، مگر وہ اپنی شریعت پر عمل نہیں کریں گے، جیسے کسی ملک کا سربراہ دوسرے ملک میں جائے تو اپنے عہدہ پر برقرار رہتا ہے، مگر وہ دوسرے ملک میں اپنے احکام نافذ نہیں کرسکتا، بلکہ جس ملک میں گیا ہے وہاں کے احکام کی پیروی کرتا ہے۔

سوال (۲): جب عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے تو چار فقہی مذاہب میں سے کس کی پیروی کریں گے؟

جواب: عیسیٰ علیہ السلام اس امت کے مجتہد ہونگے، اور مجتہدین قرآن وسنت سے احکام مستنبط کرتے ہیں، آپ بھی مصادر اصلیہ سے احکام مستنبط کریں گے۔ قرآنِ کریم میں دوجگہ صراحت ہے کہ اللہ تعالیٰ براہِ راست عیسیٰ علیہ السلام کو قرآن وسنت کا علم عطا فرمائیں گے، سورہ آل عمران آیت ۴۸ میں ہے: ﴿وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾: اور اللہ تعالیٰ آپ کو قرآن اور سنت کی تعلیم دیں گے، حکمت سے مراد سنت ہے، اور سورۃ المائدہ آیت ۱۱۰ میں ہے: ﴿وَإِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾: اور یاد کرو جب میں نے تم کو قرآن اور سنت کی باتیں سکھلائیں، اور قرآنِ کریم میں تین جگہ حکمت سے سنت مراد لی گئی ہے، سورۃ البقرہ آیت ۱۲۹ میں ہے: ﴿وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾: اور سورہ آل عمران آیت ۱۶۴

میں ہے: ﴿وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾: اور سورۃ البقرہ آیت ۱۵۱ میں ہے: ﴿وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾: ان تینوں آیتوں میں حکمت سے مراد سنت نبوی ہے، پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی قرآن وسنت سے براہِ راست اجتہاد کریں گے۔

سوال (۳): عیسیٰ علیہ السلام کی ذات میں سلسلہ توالد وتناسل ایک فرد میں سمیٹ دیا گیا، اس میں کیا حکمت ہے؟

جواب: عیسیٰ علیہ السلام خاتم انبیائے بنی اسرائیل ہیں، اسی طرح دیگر اقوام میں بھی خاتم ہوئے ہیں، اب تمام سلسلوں کو خاتم النّبیین ﷺ میں سمیٹ دینا ہے، اس لئے نبی ﷺ سے پہلے جو متصل نبی تھے ان میں توالد وتناسل کو ایک فرد میں سمیٹ لیا اور اس کو نظیر بنایا کہ جس طرح مادی سلسلے ایک فرد میں سمیٹے جاسکتے ہیں روحانی سلسلے بھی ایک ہستی میں سمیٹے جاسکتے ہیں۔

سوال (۴): آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کو کیوں اٹھایا گیا، کسی اور پیغمبر کو کیوں نہیں اٹھایا گیا؟

جواب: رفع عیسیٰ علیہ السلام واقعۂ معراج کی تمہید بھی تھا، نبی ﷺ کو معراج میں لے جانا تھا، جمہور کے قول کے مطابق معراج جسد عنصری کے ساتھ بیداری میں ہوئی ہے، یہ چیز لوگوں کے لئے وجہ حیرت بن سکتی تھی، اس لئے نبی ﷺ سے متصل جو نبی تھے ان کو زندہ آسمان پر اٹھایا گیا، تاکہ وہ نظیر بنے اور معراج کا واقعہ سمجھنے میں آسانی ہو۔

اور اس سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ کامل خاتم النّبیین نبی ﷺ ہیں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم انبیاء بنی اسرائیل ہیں، کامل خاتم نہیں، اگر وہ کامل خاتم ہوتے تو دوسرے کی پیروی نہ کرتے۔ پھر باب میں دو حدیثیں ہیں۔

پہلی حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! وہ زمانہ قریب ہے، جب تم میں ابن مریمؑ انصاف پرور حاکم بن کر اتریں گے، پس وہ سولی کو توڑیں گے اور خنزیر کو مار ڈالیں گے، یعنی عیسائیت کو باطل کردیں گے اور اس کے آثار مٹادیں گے، اور جنگ موقوف کردیں گے، اور کُشْمیهنی کی روایت میں ہے کہ جزیہ موقوف کردیں گے اور مال بہے گا، یہاں تک کہ اس کو لینے والا کوئی نہیں ہوگا، یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہوگا، یعنی لوگ عبادت بدنی کے ذریعہ اللہ کا قرب حاصل کریں گے، عبادت مالی کے ذریعہ تقرب حاصل نہیں کریں گے، کیونکہ مال لینے والا کوئی نہیں ہوگا۔

پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو سورۃ النساء کی آیت ۱۵۹ پڑھو: ﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا﴾: اور اہل کتاب میں سے کوئی نہیں رہتا، مگر وہ عیسیٰؑ کی اپنے مرنے سے پہلے تصدیق کرتا ہے اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہونگے، یعنی جب عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے تو تمام یہود ونصاری جان لیں گے اور مان لیں گے کہ یہود نے ان کو قتل نہیں کیا، اور وہ اللہ کے بیٹے نہیں ہیں، کیونکہ اب ان کو بھی موت آئے گی، اور قیامت کے دن جس طرح ہر پیغمبر اپنی امت دعوت کے خلاف گواہی دے گا عیسیٰ علیہ السلام بھی عیسائیوں کے خلاف

گواہی دیں گے۔

دوسری حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میں ابن مریم اتریں گے، درانحالیکہ تمہارے امام تم میں سے ہونگے۔

تشریح: اس حدیث کے دو مطلب بیان کئے گئے ہیں، ایک یہ کہ مہدی امام ہونگے اور جب تک وہ زندہ رہیں گے وہی امام ہونگے، ان کی وفات کے بعد عیسیٰ علیہ السلام امامت کریں گے، دوسرا مطلب یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام جب امام بنیں گے تو وہ شریعت محمدی کی پیروی کریں گے، إِمَامُكُمْ مِنْكُمْ کا یہ مطلب ہے۔

[٤٩-] بَابُ نُزُوْلِ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[٣٤٤٨-] حدثنا إِسْحَاقُ، أَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، ثَنَا أَبِىْ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سَعِيْدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهِ! لَيُوْشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيْكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلاً، فَيَكْسِرَ الصَّلِيْبَ، وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيْرَ، وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ، وَيَفِيْضَ الْمَالُ حَتَّى لاَ يَقْبَلَهُ أَحَدٌ، حَتَّى تَكُوْنَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا" ثُمَّ يَقُوْلُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: وَاقْرَؤُا إِنْ شِئْتُمْ ﴿وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ، وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا﴾[راجع: ٢٢٢٢]

[٣٤٤٩-] حدثنا ابْنُ بُكَيْرٍ، ثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰى أَبِىْ قَتَادَةَ الْأَنْصَارِىِّ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ، وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ؟" تَابَعَهُ عُقَيْلٌ وَالْأَوْزَاعِىُّ.[راجع: ٢٢٢٢]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَا ذُكِرَ عَنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ

بنی اسرائیل کے واقعات

انبیاءکرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا تذکرہ پورا ہوا، خاتم النّبیین سید المرسلین ﷺ کا تذکرہ باقی ہے، وہ کتاب المناقب میں آئے گا، آپؐ کے حالات کے لئے مستقل کتاب رکھی ہے۔ اب کتاب الانبیاء کے آخر میں گذشتہ امتوں کے احوال بیان کرتے ہیں، ان میں اصفیاء (برگزیدہ لوگ) بھی ہیں، اور نابنجار (بداطوار) بھی، کیونکہ **تُعْرَفُ الْأَشْيَاءُ بِأَضْدَادِهَا**: مسلمہ قاعدہ ہے، پس بروں کے تذکرہ میں بھی فائدہ ہے، اور یہ سلسلہ کتاب المناقب تک چلے گا، درمیان میں کچھ ابواب آئیں گے مگر اصل واقعات بنی اسرائیل ہی کے چلیں گے۔

[۱-] نیک دل تاجر اور اللہ سے ڈرنے والا بندہ

حضرت عقبۃ بن عمرو بدری رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ ہمیں وہ حدیثیں نہیں سناتے جو آپ نے نبی ﷺ سے سنی ہیں؟ حضرت حذیفہؓ نے کہا: میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے:

۱- دجال کے ساتھ جب وہ نکلے گا پانی اور آگ ہوگی، رہی وہ چیز جس کو لوگ آگ دیکھیں گے وہ ٹھنڈا پانی ہوگا، اور رہی وہ چیز جس کو لوگ ٹھنڈا پانی دیکھیں گے وہ جلانے والی آگ ہوگی، پس جو شخص تم میں سے یہ زمانہ پائے وہ چاہئے کہ اس چیز میں گرے جس کو وہ آگ دیکھتا ہے، اس لئے کہ وہ میٹھا ٹھنڈا پانی ہوگا، یعنی اس کی جنت کی لالچ نہ کرے، (یہی بندے جو دجال کی آگ میں گریں گے اللہ کے اچھے بندے ہونگے)

۲- پچھلی امتوں میں ایک شخص تھا، اس کے پاس موت کا فرشتہ آیا تاکہ اس کی روح قبض کرے، اس نے پوچھا: کیا تو نے کوئی نیک کام کیا ہے؟ (مراد ایسا نیک کام ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچائے) اس نے کہا: میں ایسا کوئی کام نہیں جانتا، اس سے کہا گیا: سوچ لے، اس نے کہا: میں کوئی کام نہیں جانتا اس کے علاوہ کہ میں دنیا میں لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کرتا تھا اور میں ان سے حق کا مطالبہ کرتا تھا، پس میں مال دار کو ڈھیل دیتا تھا اور تنگ دست سے درگذر کرتا تھا، یعنی اس کا قرضہ معاف کر دیتا تھا، پس اللہ تعالیٰ نے اس کو (اس عمل کی وجہ سے) جنت میں داخل کیا (یہ اللہ کا نیک بندہ ہے)

۳-ایک شخص کی موت کا وقت آگیا، جب وہ زندگی سے مایوس ہوگیا تو اس نے گھر والوں کو وصیت کی: جب میں مرجاؤں تو میرے لئے ڈھیر سارا سوختہ جمع کرنا، اور اس میں آگ لگانا، یہاں تک کہ جب آگ میرا گوشت کھاجائے اور میری ہڈیوں تک پہنچ جائے اور میں پوری طرح جل جاؤں تو اس کو لینا اور پیس دینا، پھر ایسے دن کا انتظار کرنا جس میں سخت ہوا چل رہی ہو، پس اس راکھ کو سمندر میں اڑا دینا، چنانچہ اس کے گھر والوں نے ایسا کیا، پس اللہ تعالیٰ نے اس کو جمع کیا اور اس سے پوچھا: تونے یہ حرکت کیوں کی؟ اس نے جواب دیا: آپ کے ڈر سے! اللہ تعالیٰ نے اس کی بخشش فرمادی، اور وہ شخص کفن چور تھا۔

تشریح: یہ شخص گنہ گار تھا اور آخری درجہ کا جاہل تھا، اس نے یہ خیال کیا کہ جب میری راکھ دریا میں بہہ جائے گی تو میں اللہ کے ہاتھ کیسے آؤں گا؟ یہ خیال فرزانوں کے لئے تو کفر ہے، مگر جاہلوں کے لئے قابل درگذر ہے، قصوں میں ہے کہ ایک چرواہا دعا کررہا تھا: خدایا تو کہاں ہے؟ اگر تو مجھے مل جائے تو میں تجھے اپنی بکریوں کا دودھ پلاؤں، تیرے سر میں سے جوئیں نکالوں اور تیرے گریبان میں کانٹے کا بٹن لگاؤں، حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں سے گذرے، اس کو ڈانٹا: کیا بک رہا ہے! کہتے ہیں: جب موسیٰ علیہ السلام طور پر پہنچے تو وحی آئی: میرا ایک بندہ مجھ سے راز و نیاز کی باتیں کررہا تھا، آپ نے اس کو کیوں روک دیا؟ غرض ہر شخص سے اس کی استعداد کے مطابق مطالبہ کیا جاتا ہے، اس جاہل بندہ سے جب پوچھا گیا کہ تونے یہ حرکت کیوں کی؟ تو اس نے کہا: مِنْ خَشْيَتِكَ: آپ کے ڈر سے! اس کا یہ جذبہ قابل پذیرائی تھا، چنانچہ اس کی بخشش کردی گئی۔

بسم الله الرحمن الرحيم

[٥٠-] بَابُ مَاذُكِرَ عَنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ

[٣٤٥٠-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، ثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، قَالَ: قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو لِحُذَيْفَةَ: أَلَا تُحَدِّثُنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَ: إِنِّيْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: "إِنَّ مَعَ الدَّجَّالِ إِذَا خَرَجَ مَاءً وَنَارًا، فَأَمَّا الَّذِيْ يُرَى النَّاسُ أَنَّهَا النَّارُ فَمَاءٌ بَارِدٌ، وَأَمَّا الَّذِيْ يُرَى النَّاسُ أَنَّهُ مَاءٌ بَارِدٌ فَنَارٌ تُحْرِقُ، فَمَنْ أَدْرَكَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِي الَّذِيْ يُرَى أَنَّهَا نَارٌ فَإِنَّهُ عَذْبٌ بَارِدٌ" [انظر: ٧١٣٠]

[٣٤٥١-] قَالَ حُذَيْفَةُ: وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: "إِنَّ رَجُلاً كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، أَتَاهُ الْمَلَكُ لِيَقْبِضَ رُوْحَهُ، فَقِيْلَ لَهُ: هَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ: مَا أَعْلَمُ! قِيْلَ لَهُ: انْظُرْ، قَالَ: مَا أَعْلَمُ شَيْئًا غَيْرَ أَنِّيْ كُنْتُ أُبَايِعُ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا وَأُجَازِيْهِمْ، فَأُنْظِرُ الْمُوْسِرَ وَأَتَجَاوَزُ عَنِ الْمُعْسِرِ، فَأَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ" [راجع: ٢٠٧٧]

[٣٤٥٢-] قَالَ: وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: "إِنَّ رَجُلاً حَضَرَهُ الْمَوْتُ، فَلَمَّا يَئِسَ مِنَ الْحَيَاةِ أَوْصَى أَهْلَهُ، إِذَا

أَنَا مُتُّ فَاجْمَعُوْا لِیْ حَطَبًا كَثِيْرًا، وَأَوْقِدُوْا فِيْهِ نَارًا، حَتَّى إِذَا أَكَلَتْ لَحْمِيْ، وَخَلَصَتْ إِلَى عَظْمِيْ، فَأَمْتُحِشْتُ، فَخُذُوْهَا فَاطْحَنُوْهَا، ثُمَّ انْظُرُوْا يَوْمًا رَاحًا فَاذْرُوْهُ فِي الْيَمِّ، فَفَعَلُوْا فَجَمَعَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَقَالَ لَهُ: لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: مِنْ خَشْيَتِكَ، فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهُ" قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو: وَأَنَا سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ ذَاكَ: وَكَانَ نَبَّاشًا. [انظر: ٣٤٧٩، ٦٤٨٠]

لغات: قولہ: يُرِیٰ: معروف اور مجہول دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں، مجہول پڑھیں گے تو الناس نائب فاعل ہوگا اور معروف پڑھیں گے تو مفعول ہوگا .... أُجَازِیْهِمْ: اتقاضاهم الحق، میں ان سے اپنا حق مانگتا تھا، المُجازی: المُتقاضی، تَجَازَیْتُ دَیْنِیْ: میں نے اپنا قرضہ مانگا .... خَلَصَ إليه: پہنچنا .... امتحشت: معروف اور مجہول دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں، معروف کے معنی ہیں: احترقتُ: جل جاؤں میں، اور مجہول کے معنی ہیں: جلا دیا جاؤں میں، اس کا مادہ مَحَشَ ہے، جس کے معنی ہیں: کھال جل جانا، اور ہڈیاں نظر آنا .... یومٌ راحٌ: جس دن آندھی چل رہی ہو۔

[۲-] نبیوں کی قبروں پر مسجدیں بنانے والے یہود و نصاریٰ پر لعنت

حدیث: حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، اس لئے دو نمبر لگائے ہیں، مرضِ وفات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم لیٹے ہوئے تھے، چہرے پر موٹی چادر ڈال رکھی تھی، جب دم گھٹتا تو چہرہ کھول دیتے، ازواج مطہرات جمع تھیں، حضرت ام سلمہ اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہما حبشہ کے ایک گرجے کا تذکرہ کر رہی تھیں، اور اس کی خوبصورتی کی تعریف کر رہی تھیں، آپؐ نے رخ انور سے چادر ہٹائی اور فرمایا: "یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت! انھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجدیں بنالیا" یعنی یہ گرجا جس کی تم تعریف کر رہی ہو کسی نبی کی قبر پر بنایا گیا ہے، يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا: أَیْ مِمَّا صَنَعُوْا آپؐ ڈرا رہے تھے اُس سے جو انھوں نے کیا، یعنی آپؐ کی قبر کو سجدہ گاہ نہ بنایا جائے۔ (حدیث پہلے گذری ہے)

[٣٤٥٣و٣٤٥٤-] حدثنا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ مَعْمَرٌ، وَيُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَعَائِشَةَ قَالَا: لَمَّا نَزَلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيْصَةً لَهُ عَلٰى وَجْهِهِ، فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ، فَقَالَ - وَهُوَ كَذٰلِكَ -: "لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ" يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا.

[راجع: ٤٣٥، ٤٣٦]

قولہ: لما نزل: يعنى الموت .... خميصة: دھاری دار سرخ یا سیاہ کپڑا .... اغْتَمَّ: دم گھٹنا .... وهو كذلك: اسی حال میں۔

۳-بنی اسرائیل کی سیاسی راہنمائی انبیاء کرتے تھے

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل کی سیاسی راہنمائی انبیاء کرتے تھے، (وہ لوگوں کے معاملات سنبھالتے تھے) جب بھی کسی نبی کا انتقال ہوتا تو دوسرے نبی اس کے جانشیں بن جاتے (کیونکہ نبوت کا سلسلہ جاری تھا) اور بیشک شان یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور عنقریب ہونگے میرے جانشیں، اور بہت ہونگے (وہ میری امت کی سیاسی راہنمائی کریں گے) لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: پہلے کی بیعت کا حق ادا کرنا، پھر دوسرے کی (فُوْا: وَفَاءٌ سے امر ہے، یعنی جس سے پہلے بیعت کی ہے وہ صحیح ہے، دوسرے کی بیعت باطل ہے، لہٰذا پہلے کے ساتھ وفاداری کی جائے) تم ان کو ان کا حق دو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ضرور ان سے باز پرس کرنے والے ہیں، اس کی جس کی ان سے نگرانی اور دیکھ بھال کرائی ہے، یعنی لوگوں کی ذمہ داری سمع وطاعت ہے اور خلیفہ غلط روش اختیار کرے گا تو اس کی داو گیر ہوگی (یہ حدیث اسی جگہ ہے)

[۳٤٥٥-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ فُرَاتِ الْقَزَّازِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَازِمٍ، قَالَ: قَاعَدْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ خَمْسَ سِنِيْنَ، فَسَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "كَانَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ تَسُوْسُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ، كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ، وَإِنَّهُ لَانَبِيَّ بَعْدِيْ، وَسَيَكُوْنُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُوْنَ، قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: فُوْا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ، أَعْطُوْهُمْ حَقَّهُمْ، فَإِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ"

قولہ: قَاعَدْتُ: ہم نشیں رہنا، شاگردی اختیار کرنا۔

۴-یہ امت برائیوں میں یہود ونصاری کی ہو بہو پیروی کرے گی

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ضرور پیروی کروگے تم اپنے سے پہلوں کی روش کی، جیسے بالشت بالشت کے برابر ہوتی ہے اور ہاتھ ہاتھ کے برابر ہوتا ہے، یعنی ہو بہو، یہاں تک کہ اگر وہ گوہ کے سوراخ میں گھسے ہیں تو تم ضرور اس میں گھسوگے، صحابہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! پہلوں سے مراد یہود ونصاری ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: اور کون ہے؟ یعنی وہی مراد ہیں۔

تشریح: سَنَن: (بفتحتین) سُنَّة کی جمع ہے: روش، راہ، خواہ اچھی ہو یا بری، لیکن اس حدیث میں گمراہ فرقوں کی اور بدعتیوں کی روش مراد ہے.......... اور گوہ کا سوراخ نہایت تنگ اور خطرناک ہوتا ہے، یہ امت یہود ونصاری کے نہایت برے طریقوں کو بھی اپنائے گی، انھوں نے نبیوں کو قتل کیا، آسمانی کتابوں میں تحریف کی یہ امت: علماء امت کو قتل کرے گی، اور قرآنِ کریم میں معنوی تحریف کرے گی، تمام گمراہ فرقے یہی کرتے ہیں۔

[٣٤٥٦-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ أَبِی مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِی زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِی سَعِيْدٍ، أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:" لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، حَتّٰی لَوْ سَلَكُوْا جُحْرَ ضَبٍّ لَسَلَكْتُمُوْهُ" قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی؟ قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم:" فَمَنْ؟"[انظر: ٧٣٢٠]

قوله: شِبْرًا بِشِبْرٍ: منصوب بنزع خافض ہے،أی اتباعاً بشبرٍ مُلْتَبِسٍ بشبر.......... **اليهودُ (مرفوع) أی هم اليهود؟ اليهودَ (منصوب) أی تريد اليهود؟**

٥- یہود ونصاریٰ نماز کے لئے آگ جلاتے اور نقارہ بجاتے ہیں

حدیث کتاب الاذان میں گذر چکی ہے، تفصیلات وہاں ہیں۔

[٣٤٥٧-] حدثنا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ أَبِی قِلاَبَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: ذَكَرُوْا النَّارَ وَالنَّاقُوْسَ، فَذَكَرُوْا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی، فَأُمِرَ بِلاَلٌ أَنْ يَشْفَعَ الْأَذَانَ وَأَنْ يُوْتِرَ الإِقَامَةَ.[راجع:٦٠٣]

٦- یہود کوکھوں پر ہاتھ رکھ کرنماز میں کھڑے ہوتے ہیں

الخاصرة: پہلو، سرین کی جڑ سے پسلیوں سے نیچے تک کا درمیانی حصہ، کوکھ، جمع خواصر۔ اور روایت اسی جگہ ہے، حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا اس بات کو ناپسند کرتی تھیں کہ نماز میں حالت قیام میں کوکھوں پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہوا جائے اور فرماتی تھیں: یہود اس طرح کھڑے ہوتے ہیں، قیام میں مسنون طریقہ ناف کے نیچے یا اوپر ہاتھ باندھنا ہے۔

[٣٤٥٨-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِی الضُّحٰی، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ: كَانَتْ تَكْرَهُ أَنْ يَجْعَلَ يَدَهُ فِی خَاصِرَتِهِ، وَتَقُوْلُ: إِنَّ الْيَهُوْدَ تَفْعَلُهُ، تَابَعَهُ شُعْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ.

٧- یہود ونصاریٰ نے کام زیادہ کیا اور اجرت کم پائی

حدیث کئی مرتبہ گذر چکی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین امتوں کا حال ایک مثال سے سمجھایا ہے۔

[٣٤٥٩-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ:"إِنَّمَا أَجَلُكُمْ فِی أَجَلِ مَنْ خَلاَ مِنَ الأُمَمِ، مَا بَيْنَ صَلاَةِ الْعَصْرِ إِلٰی مَغْرِبِ

الشَّمْسِ، وَإِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى كَرُجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالاً، فَقَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِيْ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ؟ فَعَمِلَتِ الْيَهُوْدُ إِلٰى نِصْفِ النَّهَارِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِيْ مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلٰى صَلاَةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ؟ فَعَمِلَتِ النَّصَارٰى مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلٰى صَلاَةِ الْعَصْرِ عَلٰى قِيْرَاطٍ قِيْرَاطٍ، ثُمَّ قَالَ: مَنْ يَعْمَلُ لِيْ مِنْ صَلاَةِ الْعَصْرِ إِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ؟ قَالَ: أَلاَ فَأَنْتُمُ الَّذِيْنَ تَعْمَلُوْنَ مِنْ صَلاَةِ الْعَصْرِ إِلٰى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلٰى قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ، أَلاَ لَكُمُ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ! فَغَضِبَ الْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى، فَقَالُوْا: نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلاً وَأَقَلُّ عَطَاءً، قَالَ اللّٰهُ: وَهَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا؟ قَالُوْا: لاَ، قَالَ: فَإِنَّهُ فَضْلِيْ أُعْطِيْهِ مَنْ شِئْتُ"[راجع: ۵۵۷]

۸-حیلہ بازی یہود کا طریقہ ہے

حدیث پہلے گذری ہے، مگراس کا ابتدائی حصہ پہلے نہیں آیا، حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ نے اہل کتاب سے جزیہ میں شراب وصول کی، اوراس کو بیچ کر پیسے بنالئے، ان کے خیال میں ایسا کرنا جائز ہوگا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی، تو آپؓ نے سخت نکیر کی، فرمایا: قَاتَلَ اللّٰهُ فلاَنًا: (اس جملہ کا مقصد نکیر ہے بددعا نہیں) کیا وہ نہیں جانتے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: یہود پر اللہ کی پھٹکار! ان پر مذبوحہ جانور کی چربی حرام کی گئی، تو انھوں نے اس کو پگھلایا اور اس کو بیچا (یہ حرام سے انتفاع کا حیلہ کیا)

[۳۴۶۰-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ، يَقُوْلُ: قَاتَلَ اللّٰهُ فُلاَنًا! أَلَمْ يَعْلَمْ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمُ فَجَمَلُوْهَا فَبَاعُوْهَا" تَابَعَهُ جَابِرٌ وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[راجع: ۲۲۲۳]

قوله: تابعه: یعنی یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے علاوہ حضرات جابر وابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے، تابعه کا مرجع ابن عباسؓ ہیں۔

۹-بنی اسرائیل سے نقل کرنا

حدیث: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

۱-**بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ آيَةً**: میری طرف سے پہنچاؤ اگرچہ ایک آیت ہو، آیت سے مراد قرآنِ کریم کی آیت ہے، یعنی جو نیا قرآن نازل ہوا ہے اس کو دوسرے مسلمانوں تک پہنچاؤ، اور جس کو نیا نازل شدہ قرآن سارا یاد نہ ہو، بلکہ ایک آیت ہی یاد ہو تو وہ اسی کو دوسروں تک پہنچائے۔

۲-وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِیْ إِسْرَائِیْلَ وَلاَ حَرَجَ: اور بنی اسرائیل (یہود ونصاری) سے نقل کرو، اس میں کچھ حرج نہیں (اس سے مراد واقعات انبیاء ہیں، دین وشریعت نقل کرنے کی نہ ضرورت ہے نہ اجازت)

۳-وَمَنْ كَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ: اور جو شخص مجھ پر بالقصد جھوٹ باندھے وہ اپنے بیٹھنے کی جگہ جہنم میں بنالے، یعنی دوزخ میں اپنی سیٹ ریزرو کرالے! یعنی بنی اسرائیل کی باتیں انہی کی طرف منسوب کرکے بیان کرو، میری طرف اس کی نسبت مت کرو، جو ایسا کرے گا وہ جہنم میں جائے گا۔

تشریح: سب نبیوں کا دین ایک ہے اور قرآنِ کریم نے اعلان کیا ہے: ﴿اَلْیَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ، وَرَضِیْتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِیْنًا﴾: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا، اور میں نے تم پر اپنی نعمت تام کردی، اور میں نے اسلام کو تمہارے دین بننے کے لئے پسند کرلیا، یعنی اب قیامت تک تمہارا یہی دین رہے گا، اس کو منسوخ کرکے دوسرا دین تجویز نہیں کیا جائے گا (المائدہ آیت ۳) اس لئے یہود ونصاری سے دین کی کوئی بات روایت کرنے کا تو سوال ہی نہیں، اور شریعتیں مختلف رہی ہیں، بنی اسرائیل کی شریعت اور تھی، اور نبی ﷺ کی شریعت اور ہے، اس لئے جو باتیں گذشتہ شریعتوں کی قرآن وحدیث میں لی گئی ہیں وہ تو حجت ہیں، باقی باتیں یہود ونصاری کے ساتھ خاص ہیں، اس لئے ان کو نقل کرنے کا بھی سوال نہیں، البتہ انبیاء بنی اسرائیل کے واقعات احادیث میں بہت کم آئے ہیں، اس لئے ان کی تفصیلات اگر اصول اسلام کے خلاف نہ ہوں تو بنی اسرائیل سے روایت کی جاسکتی ہیں، مگر مفسرین کرام جو لمبے چوڑے قصے آیات کے ذیل میں نقل کرتے ہیں وہ اکثر بے سروپا ہوتے ہیں، اس قسم کے واقعات اگر نص قرآنی کے خلاف نہ ہوں تو ان کی نہ تصدیق کرنی چاہئے نہ تکذیب، اور نہ ان کو تفسیروں اور تقریروں میں بیان کرنا چاہئے، بخاری شریف میں روایت ہے کہ اہل کتاب (یہود) عبرانی میں تورات پڑھتے تھے اور عربی میں مسلمانوں کے لئے اس کی تفسیر کرتے تھے، پس نبی ﷺ نے فرمایا: لاَتُصَدِّقُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلاَ تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْا: آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ: اہل کتاب (یہود ونصاری) کی نہ تصدیق کرو نہ تکذیب کرو، بلکہ کہو: ہم اللہ پر اور اس نے جو کچھ (ہم پر) نازل کیا ہے اس پر ایمان لاتے ہیں، یعنی ہمیں تمہاری باتوں کی ضرورت نہیں (بخاری، کتاب التفسیر ص ۶۴۴ و۱۰۹۳)

[۳۴۶۱-] حدثنا أَبُوْ عَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الأَوْزَاعِیُّ، حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ عَطِیَّةَ، عَنْ أَبِیْ كَبْشَةَ السَّلُوْلِیِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ النَّبِیَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَةً، وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِیْ إِسْرَائِیْلَ وَلاَ حَرَجَ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ"

۱۰-یہود خضاب نہیں کرتے تم خضاب کرو

یہود سر اور ڈاڑھی میں خضاب نہیں کرتے، نبی ﷺ نے اپنی امت کو حکم دیا کہ وہ خضاب کیا کرے۔ اور جس حدیث

میں سفید بالوں کو دور کرنے کی ممانعت ہے اس سے بال اکھاڑنا مراد ہے، خضاب کرنے کی ممانعت نہیں، البتہ مسلم شریف میں حدیث (نمبر ۲۱۰۲) ہے: غَیِّرُوْا هٰذَا بِشَیْئٍ، وَاجْتَنِبُوْا السَّوَادَ: بالوں میں خضاب کرو، اور سیاہ خضاب سے بچو، کیونکہ خضاب کا مقصد زینت ہے، دھوکہ دینا نہیں، اور زینت ہر رنگ سے حاصل ہوتی ہے، پھر سیاہ خضاب کی کیا ضرورت ہے؟

[۳٤٦٢-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، إِنَّ أَبَا هُرَیْرَةَ، قَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ: "إِنَّ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی لاَ یَصْبُغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ"[انظر: ۵۸۹۹]

۱۱-خودکُشی کی سزا

مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ: کا مصداق امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک بنی اسرائیل ہیں، ایک شخص زخمی ہوا، زخموں کی تاب نہ لا سکا، چھری لی اور اپنا ہاتھ کاٹ لیا، پس خون نہ تھما اور وہ مر گیا، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "مجھ سے میرے بندے نے اپنی جان لینے میں جلدی کی، پس میں نے اس پر جنت حرام کی"

[۳٤٦۳-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ، عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُنْدَبُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فِی هٰذَا الْمَسْجِدِ، وَمَا نَسِیْنَا مُنْذُ حَدَّثَنَا وَمَا نَخْشَی أَنْ یَکُوْنَ جُنْدَبٌ کَذَبَ عَلَی النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم: "کَانَ فِیْمَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ رَجُلٌ بِهِ جُرْحٌ، فَجَزِعَ، فَأَخَذَ سِکِّیْنًا، فَحَزَّ بِهَا یَدَهُ، فَمَا رَقَأَ الدَّمُ حَتّٰی مَاتَ، قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: بَادَرَنِیْ عَبْدِیْ بِنَفْسِهِ فَحَرَّمْتُ عَلَیْهِ الْجَنَّةَ"[راجع: ۱۳٦٤]

۱۲-سفید داغ والے، گنجے اور اندھے کا واقعہ

بنی اسرائیل میں تین شخص تھے: سفید داغ والا، گنجا اور اندھا، اللہ تعالیٰ نے ان کا امتحان کیا، ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا، وہ سفید داغ والے کے پاس آیا، اور پوچھا: تجھے سب سے زیادہ پسند کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: اچھا رنگ اور اچھی کھال، لوگ مجھ سے گھن کرتے ہیں، فرشتہ نے اس کے بدن پر ہاتھ پھیرا تو برص کی بیماری ختم ہوگئی، اور وہ اچھا رنگ اور اچھی کھال دیا گیا، پھر فرشتہ نے پوچھا: تجھے سب سے زیادہ پسند کونسا مال ہے؟ اس نے کہا: اونٹ —— یا کہا: گائیں، اسحاق بن عبداللہ کو شک ہے، ابرص اور اقرع میں سے ایک نے اونٹ مانگے اور دوسرے نے گائیں —— پس وہ دس مہینہ کی گابھن اونٹنی دیا گیا، اور فرشتہ نے کہا: تیرے لئے اس میں برکت فرمائی جائے!

پھر وہ گنجے کے پاس آیا اور پوچھا: تجھے سب سے زیادہ پسند کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: خوبصورت بال، اور میرا یہ گنجاپن ختم

ہو جائے، لوگ مجھ سے گھن کرتے ہیں، فرشتہ نے اس پر ہاتھ پھیرا تو گنجا پن ختم ہو گیا، اور وہ خوبصورت بال دیا گیا، فرشتہ نے پوچھا: کونسا مال تجھے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: گائیں، فرشتہ نے اس کو ایک گابھن گائے دی، اور دعا دی: تیرے لئے اس میں برکت فرمائی جائے!

پھر اندھے کے پاس آیا، اور پوچھا: تجھے سب سے زیادہ پسند کیا چیز ہے؟ اس نے کہا: میری آنکھیں اچھی کر دیں، تاکہ میں اس سے لوگوں کو دیکھوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پس فرشتہ نے اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا، اللہ نے اس کی طرف اس کی نگاہ پھیر دی، فرشتہ نے پوچھا: تجھے کونسا مال سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: بکریاں، فرشتہ نے اس کو ایک قریب الولادت بکری دی، پس بچے دیئے گئے یہ دونوں اور نسل بڑھائی اس نے، اور ہو گیا اس کے لئے اونٹوں کا ایک میدان اور اس کے لئے گایوں کا ایک میدان، اور اس کے لئے بکریوں کا ایک میدان، پھر وہ فرشتہ سفید داغ والے کے پاس آیا، اپنی پہلی صورت اور ہیئت میں، اور اس نے کہا: میں ایک غریب آدمی ہوں، میری رسیاں میرے سفر میں کٹ گئی ہیں، یعنی اسباب سفر نہیں رہے، پس آج میرا کام نہیں بن سکتا مگر اللہ کے ذریعہ، پھر تیرے ذریعہ، میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں اس اللہ کے واسطہ سے جس نے تجھ کو اچھا رنگ، اچھی کھال اور مال دیا، ایک اونٹ کی جس پر میں (گھر تک) پہنچوں میرے سفر میں، اس نے جواب دیا: حقوق بہت ہیں (میں کہاں تک دوں) فرشتے نے اس سے کہا: گویا میں تجھے پہنچانتا ہوں، کیا تو ابرص نہیں تھا؟ تجھ سے لوگ گھن نہیں کرتے تھے؟ فقیر نہیں تھا؟ پس تجھے اللہ نے مال دیا؟ اس نے جواب دیا: میں تو اس مال کا آباؤ واجداد سے وارث ہوا ہوں، فرشتہ نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تجھے ویسا ہی کر دے جیسا تو تھا، پھر وہ گنجے کے پاس آیا، اپنی اسی صورت و ہیئت میں اور اس سے بھی ویسی ہی بات کہی جیسی اس نے پہلے سے کہی تھی، اور اس نے ویسا ہی جواب دیا جیسا پہلے نے دیا تھا، فرشتہ نے کہا: اگر تو جھوٹا ہے تو تجھے اللہ ویسا ہی کر دے، جیسا تو تھا، پھر اندھے کے پاس آیا، اپنی صورت میں اور کہا: میں غریب آدمیوں ہوں، مسافر ہوں، میرے سفر میں میری رسیاں ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی ہیں، پس میں آج گھر نہیں پہنچ سکتا، مگر اللہ کی مدد سے، پھر تیری مدد سے، میں تجھ سے ایک بکری کا سوال کرتا ہوں، اس اللہ کے واسطہ سے جس نے تیری نگاہ پھیر دی، تاکہ میں اس کے ذریعہ اپنے سفر میں مراد تک پہنچوں، اس نے کہا: واقعی میں اندھا تھا، اللہ نے میری بینائی پھیر دی، اور فقیر تھا اللہ نے مجھے مال دیا، پس لیلے تو جو چاہے، بخدا! میں نہیں تعریف کروں گا تیری آج کسی ایسی چیز کی وجہ سے جس کو تو نے اللہ کے لئے لیا ہے، فرشتہ نے کہا: اپنا مال رکھے رہ، تم تینوں آزمائے گئے، اللہ تعالیٰ تجھ سے خوش ہوئے اور تیرے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہوئے۔

[۵۱-] حَدِیْثُ أَبْرَصَ وَأَقْرَعَ وَأَعْمَی

[۳۴۶۴-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا

إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ أَبِیْ طَلْحَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِیْ عَمْرَةَ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ، أَنَّـهُ سَمِعَ النَّبِیَّ صلی الله علیه وسلم، ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بِنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِیْ عَمْرَةَ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ، أَنَّـهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم يَقُوْلُ:" إِنَّ ثَلاَثَةً فِیْ بَنِیْ إِسْرَائِيْلَ: أَبْرَصَ وَأَقْرَعَ وَأَعْمَی، بَدَأَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا، فَأَتَی الأَبْرَصَ، فَقَالَ: أَیُّ شَیْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: لَوْنٌ حَسَنٌ وَجِلْدٌ حَسَنٌ، قَدْ قَذِرَنِیْ النَّاسُ، قَالَ: فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ، فَأُعْطِیَ لَوْنًا حَسَنًا، فَقَالَ: وَأَیُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ فَقَالَ: الإِبِلُ – أَوْ قَالَ: الْبَقَرُ، هُوَ شَكَّ فِی ذٰلِكَ: أَنَّ الأَبْرَصَ وَالأَقْرَعَ قَالَ أَحَدُهُمَا: الإِبِلُ، وَقَالَ الآخَرُ: الْبَقَرُ – فَأُعْطِیَ نَاقَةً عُشَرَاءَ، فَقَالَ: يُبَارَكُ لَكَ فِيْهَا.

قَالَ وَأَتَی الأَقْرَعَ فَقَالَ: أَیُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: شَعْرٌ حَسَنٌ، وَيَذْهَبُ هٰذَا عَنِّیْ، قَدْ قَذِرَنِیْ النَّاسُ. قَالَ: فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ، وَأُعْطِیَ شَعْرًا حَسَنًا، قَالَ: فَأَیُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الْبَقَرُ. فَأَعْطَاهُ بَقَرَةً حَامِلاً، وَقَالَ: يُبَارَكُ لَكَ فِيْهَا.

وَأَتَی الأَعْمَی فَقَالَ: أَیُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: يَرُدُّ اللّٰهُ إِلَیَّ بَصَرِیْ، فَأُبْصِرُ بِهِ النَّاسَ، قَالَ: فَمَسَحَهُ فَرَدَّ اللّٰهُ إِلَيْهِ بَصَرَهُ. قَالَ: فَأَیُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: الْغَنَمُ، فَأَعْطَاهُ شَاةً وَالِدًا.

فَأُنْتِجَ هَذَانِ وَوَلَّدَ هٰذَا، فَكَانَ لِهٰذَا وَادٍ مِنَ الإِبِلِ، وَلِهٰذَا وَادٍ مِنْ بَقَرٍ، وَلِهٰذَا وَادٍ مِنْ غَنَمٍ، ثُمَّ إِنَّهُ أَتَی الأَبْرَصَ فِیْ صُوْرَتِهِ وَهَيْئَتِهِ، فَقَالَ: رَجُلٌ مِسْكِيْنٌ، تَقَطَّعَتْ بِهِ الْحِبَالُ فِیْ سَفَرِیْ، فَلاَ بَلاَغَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ، أَسْأَلُكَ بِالَّذِیْ أَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِيْرًا أَتَبَلَّغُ عَلَيْهِ فِیْ سَفَرِیْ، فَقَالَ لَهُ: إِنَّ الْحُقُوْقَ كَثِيْرَةٌ. فَقَالَ لَهُ: كَأَنِّیْ أَعْرِفُكَ، أَلَمْ تَكُنْ أَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ؟ فَقِيْرًا فَأَعْطَاكَ اللّٰهُ؟ فَقَالَ: لَقَدْ وَرِثْتُ كَابِرًا عَنْ كَابِرٍ، فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ إِلٰی مَا كُنْتَ.

وَأَتَی الأَقْرَعَ فِیْ صُوْرَتِهِ وَهَيْئَتِهِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِهٰذَا، وَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَا رَدَّ عَلَيْهِ هٰذَا، فَقَالَ: إِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ إِلٰی مَا كُنْتَ.

وَأَتَی الأَعْمَی فِیْ صُوْرَتِهِ فَقَالَ: رَجُلٌ مِسْكِيْنٌ وَابْنُ السَّبِيْلِ، وَتَقَطَّعَتْ بِیَ الْحِبَالُ فِیْ سَفَرِیْ، فَلاَ بَلاَغَ الْيَوْمَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ، أَسْأَلُكَ بِالَّذِیْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً أَتَبَلَّغُ بِهَا فِیْ سَفَرِیْ، وَقَالَ: قَدْ كُنْتُ أَعْمَی فَرَدَّ اللّٰهُ بَصَرِیْ، وَفَقِيْرًا فَأَغْنَانِی اللّٰهُ فَخُذْ مَا شِئْتَ فَوَ اللّٰهِ لاَ أَحْمَدُكَ الْيَوْمَ لِشَيْءٍ أَخَذْتَهُ لِلّٰهِ. فَقَالَ: أَمْسِكْ مَالَكَ، فَإِنَّمَا ابْتُلِيْتُمْ فَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْكَ وَسَخِطَ عَلٰی صَاحِبَيْكَ"[انظر: ٦٦٥٣]

قوله: بَدَأَ اللّٰهُ: اللہ نے شروع کیا یعنی اللہ نے ارادہ کیا، مسلم شریف میں أَرَادَ اللّٰهُ ہے............**قوله:** لا أَحْمَدُكَ

الیومَ لشیئ أَخَذْتَه لِلّٰہِ: نہیں تعریف کروں گا میں تیری آج کسی ایسی چیز کی وجہ سے جس کو تو نے لیا، اللہ کے لئے، یہ جملہ بخاری شریف میں اسی طرح ہے، مگر أَخذته کے بجائے تَرَكْتَه ہونا چاہئے، مسلم شریف میں لاَ أَجْهَدُكَ ہے یعنی نہیں دشواری ڈالوں گا میں تجھ پر، کسی ایسے مطالبہ کو رد کر کے جو تو نے کیا ہے، پس اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جتنی چاہے بکریاں لیلے، اگر کچھ بکریاں چھوڑے گا تو اس سے مجھے خوشی نہیں ہوگی، بلکہ تیرے لے جانے سے خوشی ہوگی۔

۱۳-اصحابِ کہف کا واقعہ

الکھف: کھوہ، غار، غار اور کہف میں فرق یہ ہے کہ غار چھوٹا ہوتا ہے اور کہف وسیع، اور اردو میں چھوٹا غار اور بڑا غار کہہ کر فرق کرتے ہیں، بنی اسرائیل کے سات نوجوان اپنے پروردگار پر ایمان لائے تھے، وہ کسی ظالم بادشاہ کے عہد میں تھے، بادشاہ غالی بت پرست تھا اور جبر واکراہ سے بت پرستی کی اشاعت کرتا تھا، یہ نوجوان شاہی دربار میں دین کی دعوت لے کر پہنچے، اور بادشاہ کے سامنے ایسی ایمانی جرءت اور استقلال کا مظاہرہ کیا کہ دیکھنے والے دنگ رہ گئے، مگر درباریوں نے بات قبول نہ کی، وہ قتل کے خوف سے کسی پہاڑ کی کھوہ میں جا بیٹھے، اور وہاں پہنچتے ہی تھکے ماندے سو گئے، پھر ایک طویل مدت کے بعد حیرت انگیز طور پر اٹھائے گئے، ان کو بھوک لگ رہی تھی، اپنے میں سے ایک کو ضروری خرچ دے کر شہر بھیجا کہ تحقیق کرے کہ کونسا کھانا حلال ہے؟ اس کو خرید کر لائے تاکہ پیٹ بھرا جائے، جب وہ شخص بازار پہنچا تو راز کھل گیا، کیونکہ وہ تین سو سال پرانا سکہ لے کر گیا تھا، اور بادشاہ تک خبر پہنچ گئی، اب بادشاہ مسلمان تھا، لوگ بھی سب اسلام قبول کر چکے تھے، یہ پورا واقعہ سورۃ الکہف آیات ۹-۲۵ میں ہے، حدیث میں اس کا ذکر نہیں، اس لئے حضرت رحمہ اللہ مفردات بیان کر کے آیات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔

۱-آیت ۹ ہے: ﴿أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا﴾: کیا آپ خیال کرتے ہیں کہ غار والے اور نوشتہ ناموں والے ہماری نشانیوں میں سے کچھ عجیب چیز تھے؟ اصحاب الکہف کے بعد اصحاب الرقیم اس لئے بڑھایا ہے کہ اصحاب الکہف متعدد ہیں، قرآنِ کریم نے ان اصحابِ کہف کا واقعہ بیان کیا ہے جن کے نام اور حالات ایک تختی پر لکھ کر شاہی خزانے میں محفوظ کئے گئے تھے۔ رقیم: فعیل کا وزن بمعنی مرقوم ہے، پس الرقیم کے معنی ہیں: الکتاب۔ اور مَرْقُوْمٌ کے معنی ہیں: مَكْتُوْبٌ۔ رقم سے جس کے معنی ہیں لکھنا۔

۲-آیت ۱۴ میں ہے: ﴿وَرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾: اور ہم نے ان کے دل مضبوط کئے، یعنی ان کے دلوں میں صبر و ہمت پیدا کی، یہ محاورہ سورۃ القصص آیت ۱۰ میں بھی آیا ہے: ﴿لَوْلاَ أَنْ رَبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا﴾: اگر ہم موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے دل کو مضبوط نہ کرتے، یعنی ان کے دل میں فراق برداشت کرنے کا حوصلہ پیدا نہ کرتے۔

۳-آیت ۱۴ میں ہے: ﴿لَنْ نَدْعُوَا مِنْ دُوْنِهِ إِلٰهًا لَقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا﴾: ہم اللہ کو چھوڑ کر کسی معبود کی ہرگز عبادت نہ کریں گے (اگر ہم ایسا کریں) تو اس صورت میں ہم یقیناً بہت بیجا بات کہیں گے۔ شَطَطَ: نصر اور ضرب کا مصدر ہے، اس

کے اصلی معنی ہیں: حق سے دور ہونا، اور وہ بات جو حق سے بہت دور ہو، اس کو بھی شَطَطَ کہتے ہیں، حضرت رحمہ اللہ نے اس کا ترجمہ کیا ہے افراط: حد سے بڑھنا۔

۴- آیت ۱۸ میں ہے: ﴿وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ﴾: اور ان کا کتا غار کے دہانے پر ہاتھ پھیلائے ہوئے بیٹھا ہے، وَصِیْد کے معنی ہیں: آنگن، جس کی جمع وَصَائِد اور وُصُد آتی ہے، اور ایک معنی وَصید کے دروازہ کے بھی ہیں، اصل معنی ہیں: بھیڑنا، سورۃ البلد اور سورۃ الہمزہ میں مؤصدۃ ہے، بند کی ہوئی آگ، المطبقة: ڈھکنا، ڈھکی ہوئی چیز، آصَدَ اور أَوْصَدَ: دونوں مستعمل ہے، آصَدَ الْبَابَ: دروازہ بھیڑنا۔

۵- آیت ۱۹ میں ہے: ﴿وَكَذٰلِكَ بَعَثْنَاهُمْ﴾: اور اسی طرح ہم نے ان کو جگایا، حضرت رحمہ اللہ نے ترجمہ کیا ہے: ہم نے ان کو زندہ کیا۔

۶- پھر اسی آیت میں ہے: ﴿فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا أَزْكٰى طَعَامًا﴾: وہ تحقیق کرے کہ کونسا کھانا سب سے زیادہ ستھرا ہے، حضرتؒ نے أزکی کا ترجمہ کیا ہے أکثر رَیْعا: الرَّیْع: ہر چیز کا بہترین حصہ۔

۷- آیت ۱۱ میں ہے: ﴿فَضَرَبْنَا عَلٰى آذَانِهِمْ﴾: ہم نے ان کے کانوں کو تھپک دیا، پس وہ سو گئے۔

۸- آیت ۲۲ میں ہے: ﴿رَجْمًا بِالْغَيْبِ﴾: یہ اٹکل پچو تیر چلانا ہے، یعنی جنھوں نے کہا کہ وہ تین ہیں اور چوتھا ان کا کتا ہے اور جنھوں نے کہا کہ وہ پانچ ہیں اور چھٹا ان کا کتا ہے، یہ دونوں قول ایسے ہیں جیسے کوئی نشانہ دیکھے بغیر تیر چلائے، لم یَسْتَبِنْ: کوئی واضح بات نہیں کہی۔

۹- آیت ۱۷ میں ہے: ﴿تَقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ﴾: وہ ان سے بائیں جانب کترا جاتا ہے، یعنی جب سورج ڈوبتا ہے تو بھی دھوپ ان پر نہیں پڑتی۔

[۵۲-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ:

[۱-] ﴿أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ﴾: الْكِتَابِ، ﴿الْمَرْقُوْمُ﴾: مَكْتُوْبٌ، مِنَ الرَّقْمِ. [۲-] ﴿رَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ﴾: أَلْهَمْنَاهُمْ صَبْرًا، ﴿لَوْلاَ أَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا﴾ [۳-] ﴿شَطَطًا﴾: إِفْرَاطًا. [۴-] ﴿الْوَصِيْدُ﴾: الْفِنَاءُ، وَجَمْعُهُ وَصَائِدُ وَوُصُدٌ، وَيُقَالُ: الْوَصِيْدُ: الْبَابُ، ﴿الْمُؤْصَدَةُ﴾: الْمُطْبَقَةُ، آصَدَ الْبَابَ وَأَوْصَدَ. [۵-] ﴿بَعَثْنَاهُمْ﴾: أَحْيَيْنَاهُمْ. [۶-] ﴿أَزْكٰى﴾: أَكْثَرُ رَيْعًا. [۷-] ﴿فَضَرَبْنَا عَلٰى آذَانِهِمْ﴾: فَنَامُوْا. [۸-] ﴿رَجْمًا بِالْغَيْبِ﴾: لَمْ يَسْتَبِنْ. [۹-] وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿تَقْرِضُهُمْ﴾: تَتْرُكُهُمْ.

۱۴- غار میں پھنسے ہوئے تین شخصوں نے اعمالِ صالحہ کے توسل سے دعا کی اور قبول ہوئی

بنی اسرائیل کے تین شخص جنگل میں چل رہے تھے، بارش شروع ہوگئی، وہ بارش سے بچنے کے لئے ایک غار میں داخل

ہوئے، ایک چٹان اوپر سے لڑھک آئی اور غار کے دہانے پر سیٹ ہوگئی، اب نہ روشنی آرہی تھی، نہ ہوا، تینوں نے کہا: اب مرے! اب دعا کے علاوہ کوئی چارہ نہیں، پس تینوں نے اپنے اعمالِ صالحہ کے توسل سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو نجات بخشی (یہ حدیث پہلے تین جگہ آچکی ہے)

[۵۳-] بَابٌ: حَدِيْثُ الْغَارِ

[۳۴۶۵-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "بَيْنَمَا ثَلاَ ثَةُ نَفَرٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ يَمْشُوْنَ، إِذْ أَصَابَهُمْ مَطَرٌ، فَأَوَوْا إِلَى غَارٍ، فَانْطَبَقَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: إِنَّهُ وَاللّٰهِ يَا هٰؤُلآءِ لاَ يُنْجِيْكُمْ إِلاَّ الصِّدْقُ، فَلْيَدْعُ كُلُّ رَجُلٍ مِنْكُمْ بِمَا يَعْلَمُ أَنَّـهُ قَدْ صَدَقَ فِيْهِ.

فَقَالَ وَاحِدٌ مِنْهُمْ: اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّـهُ كَانَ لِيْ أَجِيْرٌ، عَمِلَ لِيْ عَلٰى فَرَقٍ مِنْ أَرُزٍّ، فَذَهَبَ وَتَرَكَهُ، وَإِنِّيْ كُنْتُ عَمَدْتُ إِلٰى ذٰلِكَ الْفَرَقِ فَزَرَعْتُهُ، فَصَارَ مِنْ أَمْرِهِ أَنِّيْ اشْتَرَيْتُ مِنْهُ بَقَرًا، وَأَنَّـهُ أَتَانِيْ يَطْلُبُ أَجْرَهُ، فَقُلْتُ لَهُ: اعْمِدْ إِلٰى تِلْكَ الْبَقَرِ فَسُقْهَا، فَقَالَ لِيْ: إِنَّمَا لِيْ عِنْدَكَ فَرَقٌ مِنْ أَرُزٍّ، فَقُلْتُ لَهُ: اعْمِدْ إِلٰى تِلْكَ الْبَقَرِ فَإِنَّهَا مِنْ ذٰلِكَ الْفَرَقِ، فَسَاقَهَا، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا، فَانْسَاخَتْ عَنْهُمُ الصَّخْرَةُ.

فَقَالَ الآخَرُ: اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّـهُ كَانَ لِيْ أَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَكُنْتُ آتِيْهِمَا كُلَّ لَيْلَةٍ بِلَبَنِ غَنَمٍ لِيْ، فَأَبْطَأْتُ عَنْهُمَا لَيْلَةً، فَجِئْتُ وَقَدْ رَقَدَا، وَأَهْلِيْ وَعِيَالِيْ يَتَضَاغَوْنَ مِنَ الْجُوْعِ، وَكُنْتُ لاَ أَسْقِيْهِمْ حَتَّى يَشْرَبَ أَبَوَايَ، فَكَرِهْتُ أَنْ أُوْقِظَهُمَا وَكَرِهْتُ أَنْ أَدَعَهُمَا فَيَسْتَكِنَّا لِشَرْبَتِهِمَا، فَلَمْ أَزَلْ أَنْتَظِرُ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ. فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا، فَانْسَاخَتْ عَنْهُمُ الصَّخْرَةُ حَتَّى نَظَرُوْا إِلَى السَّمَاءِ.

فَقَالَ الآخَرُ: اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّـهُ كَانَ لِيْ بِنْتُ عَمٍّ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَأَنِّيْ رَاوَدْتُهَا عَنْ نَفْسِهَا فَأَبَتْ إِلاَّ أَنْ آتِيَهَا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ، فَطَلَبْتُهَا حَتَّى قَدَرْتُ فَأَتَيْتُهَا بِهَا فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهَا فَأَمْكَنَتْنِيْ مِنْ نَفْسِهَا، فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا، قَالَتِ: اتَّقِ اللّٰهَ وَلاَ تَفُضَّ الْخَاتَمَ إِلاَّ بِحَقِّهِ، فَقُمْتُ وَتَرَكْتُ الْمِائَةَ دِيْنَارٍ. فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ مِنْ خَشْيَتِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا، فَفَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَخَرَجُوْا" [راجع: ۲۲۱۵]

قوله: ممن كان قبلكم: طبرانی کی روایت میں ہے إن ثلاثةَ نفرٍ من بني إسرائيل: یہ تین شخص بنی اسرائیل میں سے تھے .... إلا الصِّدق: موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں ہے: أُنْظُرُوْا أَعْمَالاً عَمِلْتُمُوْهَا صَالِحَةً لِلّٰهِ: اور کُشمیهنی کی

روایت میں ہے: خَالِصَةً : پس صدق سے مراد نیک عمل ہے............انساخت: چٹان کھل گئی، اصل حاء مہملہ کے ساتھ ہے إنساح الثوبُ: کپڑے کا پھٹنا............یَتَضَاغَوْنَ: بھوک سے بلبلا رہے تھے، تَضَاغَی من الجوع: بھوک سے چلانا، بلبلانا، ضَغَا الْقِطُّ: بلی کا چیخنا، شور مچانا............فَیَسْتَکِنَّ: پس ضعیف ہوجائیں وہ، اسْتَکَنَّ: بے بس اور کم ہمت ہونا ....لِشَرْبَتِهِمَا: أَیْ لِعَدَمِ شَرْبَتِهِمَا: دودھ نہ پینے کی وجہ سے............قوله: رَاوَدْتُهَا: میں نے اس پر ڈورے ڈالے، رَادَ یَرُوْدُ: کسی کے پاس کوئی چیز مانگنے کے لئے آنا جانا............لاتفُضَّ: مت توڑ، فَضَّ عُذْرَةَ الْمَرْأَةِ: بکارت زائل کرنا، خاتم (انگوٹھی) کنایہ ہے بکارت سے۔

۱۵- بنی اسرائیل کا شیر خوار بچہ بولا

یہ حدیث ابھی گذری ہے، ایک عورت اپنے بیٹے کو دودھ پلا رہی تھی، وہاں سے ایک گھوڑ سوار گذرا، ماں نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو ایسا بنا، بچہ نے پستان چھوڑ دی، اور کہا: مجھے ایسا نہ بنا، پھر وہ دودھ پینے لگا، پھر ایک عورت کو لوگ وہاں سے گھسیٹتے ہوئے لے کر گذرے، وہ اس کے ساتھ کھلواڑ کر رہے تھے، ماں نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو ایسا نہ بنا، بچہ نے پستان چھوڑ دی اور کہا: اے اللہ! مجھے ایسا بنا، ماں نے پوچھا: کیوں؟ بچہ نے کہا: وہ سوار کافر تھا، اور اس عورت پر زنا اور چوری کا الزام ہے، اور وہ کہہ رہی ہے: حَسْبِیَ اللّٰهُ: اللہ میرے لئے کافی ہے!

[٥٤-] بَابٌ

[٣٤٦٦-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "بَيْنَا امْرَأَةٌ تُرْضِعُ ابْنَهَا، إِذْ مَرَّ بِهَا رَاكِبٌ وَهِيَ تُرْضِعُهُ، فَقَالَتْ: اللّٰهُمَّ لَا تُمِتِ ابْنِيْ حَتَّى يَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ مِثْلَهُ، ثُمَّ رَجَعَ فِيْ الثَّدْيِ، وَمُرَّ بِامْرَأَةٍ تُجَرَّرُ وَيُلْعَبُ بِهَا فَقَالَتِ: اللّٰهُمَّ لَاتَجْعَلِ ابْنِيْ مِثْلَهَا، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِثْلَهَا. فَقَالَ: أَمَّا الرَّاكِبُ فَإِنَّهُ كَافِرٌ، وَأَمَّا الْمَرْأَةُ فَإِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ لَهَا: تَزْنِيْ، وَتَقُوْلُ: حَسْبِيَ اللّٰهُ، وَيَقُوْلُوْنَ: تَسْرِقُ، وَتَقُوْلُ: حَسْبِيَ اللّٰهُ" [راجع: ٣٤٣٦]

۱۶- بنی اسرائیل کی ایک بدکار عورت نے کتے کو پانی پلایا تو اس کی مغفرت ہوگئی

حدیث گذری ہے، طَافَ اور أَطَافَ کے معنی ہیں: ارد گرد گھومنا، چاروں طرف چکر لگانا............رَكِيَّة: کنواں، خواہ مینڈ ہو یا نہ ہو............مُوْق: موزہ۔

[٣٤٦٧-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ تَلِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ أَيُّوْبَ،

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم :"بَيْنَمَا كَلْبٌ يُطِيْفُ بِرَكِيَّةٍ، كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ، إِذْ رَأَتْهُ بَغِيٌّ مِنْ بَغَايَا بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ، فَنَزَعَتْ مُوْقَهَا، فَسَقَتْهُ فَغُفِرَ لَهَا بِهِ"[راجع: ۳۳۲۱]

۱۷- بنی اسرائیل کی تباہی عورتوں کے فیشن سے شروع ہوئی

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی خلافت کے آخری سال میں حج کر کے مدینہ آئے، حضرت نے مدینہ میں ایک امر منکر دیکھا، آپؓ نے تقریر فرمائی اور علماء کو اس کی طرف متوجہ کیا، ایک چوکیدار کے ہاتھ میں بالوں کا گچھا تھا (اس سے پہلے سے کہہ رکھا ہوگا وہ لے کر آیا ہے) حضرت نے اس سے وہ گچھا لیا اور خطاب فرمایا، اس شہر کے علماء کہاں ہیں؟ اس شہر میں یہ منکر شروع ہو رہا ہے اور کوئی نکیر کرنے والا نہیں، بنی اسرائیل اس وقت ہلاک ہوئے جب ان میں یہ منکر شروع ہوا............

قُصَّة: بالوں کا گچھا، اس کے لئے دوسرا لفظ کُبّة ہے.......... حَرَسِیّ: چوکیدار، پولیس کے لئے لفظ شُرْطِی ہے، دیگر احادیث میں وَاصِلَة اور مُسْتَوْصِلَة پر لعنت آئی ہے۔

[۳۴۶۸-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِيْ سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعْرٍ، وَكَانَتْ فِيْ يَدِ حَرَسِيٍّ، فَقَالَ: يَا أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ! أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هٰذِهِ، وَيَقُوْلُ: "إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْ إِسْرَائِيْلَ حِيْنَ اتَّخَذَ هٰذِهِ نِسَاؤُهُمْ"[انظر: ۳۴۸۸، ۵۹۳۲، ۵۹۳۸]

۱۸- بنی اسرائیل میں مُلہَم ہوتے تھے، اس امت میں مُلہَم حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں

مُحَدَّث: اسم مفعول، باتیں کیا ہوا، یعنی مُلہَم، جس کے دل میں اللہ کی طرف سے کوئی بات ڈالی جائے یا فرشتہ آکر خواب میں یا خواب اور بیداری کے درمیان میں یا بالکل بیداری میں کوئی بات بتا جائے، آگے حدیث (۳۶۸۹) میں بنی اسرائیل کی صراحت ہے۔

جاننا چاہئے کہ سب سے اونچا مقام نبی کا ہے، پھر صدیق کا پھر مُلہَم کا، مُلہَم کے لئے دوسرا لفظ مُحَدَّث ہے، بنی اسرائیل میں انبیاء، صدیقین اور محدَّثین ہوتے تھے، نبی ﷺ کی امت میں نبوت تو باقی نہیں رہی، البتہ صدیقین اور مُلہَمین ہوتے رہیں گے، پہلے صدیق حضرت ابوبکر اور پہلے مُلہَم حضرت عمر رضی اللہ عنہما ہیں۔

[۳۴۶۹-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" إِنَّهُ قَدْ كَانَ فِيْمَا مَضَى قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ مُحَدَّثُوْنَ، وَإِنَّهُ إِنْ كَانَ فِيْ أُمَّتِيْ هٰذِهِ مِنْهُمْ فَإِنَّهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ"[انظر: ۳۶۸۹]

۱۹- ایک اسرائیلی نے سو قتل کئے پھر توبہ کی اور اس کی توبہ قبول ہوئی

یہ حدیث اسی جگہ ہے، اور بہت مختصر ہے، مسلم شریف (حدیث ۲۷۶۶) میں مفصل ہے، ایک اسرائیلی نے ننانوے قتل کئے، پھر اس کے دل میں توبہ کا داعیہ پیدا ہوا، اس نے لوگوں سے پوچھا: سب سے بڑا عالم کون ہے؟ لوگوں نے ایک راہب کی طرف راہنمائی کی (راہب: عیسائیوں کا بزرگ) وہ شخص اس کے پاس گیا اور پوچھا: اگر میں توبہ کروں تو میری توبہ قبول ہوگی؟ اس نے کہا: نہیں، پس اس نے اس کو بھی قتل کر دیا اور سو کی تعداد پوری کر دی، پھر اس کے دل میں توبہ کا داعیہ پیدا ہوا، اور اس نے کسی بڑے عالم کے بارے میں پوچھا: وہ ایک عالم کی طرف راہنمائی کیا گیا، اس نے اس سے پوچھا کہ اس نے سو قتل کئے ہیں، اب توبہ کرنا چاہتا ہے، کیا اس کی توبہ قبول ہوگی؟ عالم نے کہا: ہوگی، بندے کے درمیان اور توبہ کے درمیان کون حائل ہوسکتا ہے؟ تو فلاں سرزمین میں چلا جا، وہاں لوگ اللہ کی عبادت کرتے ہیں تو بھی ان کے ساتھ عبادت کر، اور اپنے وطن کی طرف واپس مت جا، وہ بری سرزمین ہے، چنانچہ وہ چل دیا، جب وہ آدھے راستہ پر پہنچا تو موت کا وقت آ گیا، رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں جھگڑا ہوا، رحمت کے فرشتے کہتے تھے: اس نے سچی توبہ کی ہے، عذاب کے فرشتے کہتے تھے: اس نے کوئی نیک کام نہیں کیا، وہاں ایک فرشتہ انسانی شکل میں آیا، دونوں فریقوں نے اس کو حَکَم بنایا، اس نے فیصلہ کیا، دونوں طرف کی زمین ناپو، جس جانب نزدیک ہو اس کا اعتبار کرو، چنانچہ زمین ناپی گئی، وہ اس زمین سے نزدیک پایا گیا جہاں جا رہا تھا، چنانچہ رحمت کے فرشتوں نے اس کی روح قبض کی، اور روایت میں ہے کہ جب زمین کی نپائی ہو رہی تھی تو وہ بندہ اپنے سینہ کے بل نیک سرزمین کی طرف گھسٹ رہا تھا، اور روایت میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک زمین کو سکڑنے کا اور دوسری زمین کو پھیلنے کا حکم دیا، اس کے وطن کی طرف کی زمین پھیلی، اور نیک لوگوں کے طرف کی زمین سکڑی، چنانچہ وہ ایک بالشت اقرب پایا گیا.........نَأَیٰ اور نـآءَ: مائل ہوا یعنی چلا۔

[۳۴۷۰-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِیْ عَدِیٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِی الصِّدِّیْقِ النَّاجِیْ، عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم، قَالَ:" کَانَ فِیْ بَنِیْ إِسْرَائِیْلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِیْنَ إِنْسَانًا، ثُمَّ خَرَجَ یَسْأَلُ، فَأَتَی رَاهِبًا فَسَأَلَهُ، فَقَالَ لَهُ: هَلْ تَوْبَةٌ؟ قَالَ: لاَ، فَقَتَلَهُ، فَجَعَلَ یَسْأَلُ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: ائْتِ قَرْیَةَ کَذَا وَکَذَا، فَأَدْرَکَهُ الْمَوْتُ، فَنَاءَ بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا، فَاخْتَصَمَتْ فِیْهِ مَلاَئِکَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلاَئِکَةُ الْعَذَابِ، فَأَوْحَی اللّٰهُ إِلٰی هٰذِهِ أَنْ تَقَرَّبِیْ، وَأَوْحَی إِلٰی هٰذِهِ أَنْ تَبَاعَدِیْ، وَقَالَ: قِیْسُوْا مَا بَیْنَهُمَا، فَوُجِدَ إِلٰی هٰذِهِ أَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهُ"

۲۰- بیل اور بھیڑیا بولے

بنی اسرائیل میں (دو مختلف زمانوں میں) دو واقعے پیش آئے، ایک میں بیل بولا کہ میں سواری کے لئے نہیں پیدا کیا

گیا، کھیتی کے لئے پیدا کیا گیا ہوں، دوسرے میں بھیڑیا بولا کہ اس چرواہے نے بکری مجھ سے چھڑالی، مگر بکری کے لئے کون ہوگا درندوں کے دن جس دن بکریوں کا میرے علاوہ کوئی چرواہا نہیں ہوگا؟ لوگوں کو حیرت ہوئی کہ بیل اور بھیڑیا بولا؟ نبی ﷺ نے فرمایا: جی ہاں، میں اس کو مانتا ہوں، اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما بھی، جبکہ وہ دونوں اس مجلس میں موجود نہیں تھے، یہ حدیث پہلے گذری ہے۔

[۳۴۷۱-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: صَلَّى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم صَلاَ ةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ، فَقَالَ: بَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوْقُ بَقَرَةً إِذْ رَكِبَهَا فَضَرَبَهَا، فَقَالَتْ: إِنَّا لَمْ نُخْلَقْ لِهٰذَا، إِنَّمَا خُلِقْنَا لِلْحَرْثِ فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! بَقَرَةٌ تَكَلَّمُ! فَقَالَ: " فَإِنِّيْ أُوْمِنُ بِهٰذَا أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ " وَمَا هُمَا ثَمَّ: وَبَيْنَمَا رَجُلٌ فِيْ غَنَمِهِ إِذْ عَدَا الذِّئْبُ فَذَهَبَ مِنْهَا بِشَاةٍ، فَطَلَبَ حَتَّى كَأَنَّهُ اسْتَنْقَذَهَا مِنْهُ، فَقَالَ لَهُ الذِّئْبُ: هٰذَا اسْتَنْقَذْتَهَا مِنِّيْ، فَمَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ؟ يَوْمَ لاَ رَاعِيَ لَهَا غَيْرِيْ! فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! ذِئْبٌ يَتَكَلَّمُ! قَالَ: " فَإِنِّيْ أُوْمِنُ بِهٰذَا أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ " وَمَا هُمَا ثَمَّ. [راجع: ۲۳۲۴]

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مِثْلَهُ.

۲۱- بنی اسرائیل کا ایک واقعہ اور حَکَم کا فیصلہ

ایک آدمی نے دوسرے سے کوئی جائداد خریدی، مشتری نے جائداد میں ایک (دفن کیا ہوا) گھڑا پایا، جس میں سونا تھا، اس نے بائع سے کہا: اپنا سونا مجھ سے لے لیں، میں نے آپ سے جائداد خریدی ہے، سونا نہیں خریدا، بائع نے کہا: میں نے آپ کو جائداد مع مشمولات بیچی ہے، پس وہ سونا آپ کا ہے، پھر دونوں ایک آدمی کے پاس فیصلہ کرانے گئے، حاشیہ میں لکھا ہے کہ وہ داؤد علیہ السلام کے پاس گئے انھوں نے پوچھا: تم دونوں کی اولاد ہے؟ ایک نے کہا: میرا لڑکا ہے، دوسرے نے کہا: میری لڑکی ہے، فیصلہ کرنے والے نے کہا: دونوں کا نکاح کردو، اور ان پر اس سونے میں سے خرچ کرو اور جو باقی رہے وہ خیرات کردو۔

[۳۴۷۲-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " اشْتَرَى رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عَقَارًا لَهُ، فَوَجَدَ الرَّجُلُ الَّذِيْ اشْتَرَى الْعَقَارَ فِيْ عَقَارِهِ جَرَّةً فِيْهَا ذَهَبٌ، فَقَالَ لَهُ الَّذِيْ اشْتَرَى الْعَقَارَ: خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّيْ، إِنَّمَا اشْتَرَيْتُ مِنْكَ الْأَرْضَ، وَلَمْ أَبْتَعِ الذَّهَبَ. وَقَالَ الَّذِيْ لَهُ الْأَرْضُ: إِنَّمَا بِعْتُكَ الْأَرْضَ وَمَا فِيْهَا، فَتَحَاكَمَا

إِلٰی رَجُلٍ، فَقَالَ الَّذِیْ تَحَاکَمَا إِلَیْهِ: أَلَکُمَا وَلَدٌ؟ قَالَ أَحَدُهُمَا: لِیْ غُلَامٌ، وَقَالَ الْآخَرُ: لِیْ جَارِیَةٌ، قَالَ: أَنْکِحُوْا الْغُلَامَ الْجَارِیَةَ، وَأَنْفِقُوْا عَلٰی أَنْفُسِهِمَا مِنْهُ، وَتَصَدَّقَا"[راجع: ۲۳۶۵]

۲۲-طاعون ایک عذاب ہے جوسب سے پہلے بنی اسرائیل کی ایک جماعت پر بھیجا گیا

طاعون ایک خاص قسم کی بیماری ہے جو پھنسیوں اور زخموں کی شکل میں نمودار ہوتی ہے، خاص طور پر بغل میں، انگلیوں کے بیچ میں اور جوڑوں میں پھنسیاں پیدا ہوتی ہیں، اوران کا اردگرد کالا پڑ جاتا ہے۔

حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت اسامۃ بن زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ نے نبی ﷺ سے طاعون کے بارے میں کیا سنا ہے؟ حضرت اسامہؓ نے کہا: نبی ﷺ نے فرمایا: طاعون ایک عذاب ہے (رجسٌ کے اصل معنی گندگی کے ہیں، مگر یہ بمعنی عذاب آتا ہے، عذاب بھی ایک گندگی ہے، اور دوسری روایتوں میں رجز آیا ہے، اس کے معنی عذاب کے ہیں) جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا یا فرمایا: ان لوگوں پر بھیجا گیا جو تم سے پہلے ہوئے ہیں، پس جب تم سنو طاعون کے بارے میں کہ وہ کسی علاقہ میں پھیلا ہوا ہے تو وہاں مت جاؤ، اور جب طاعون کسی علاقہ میں واقع ہو اور تم وہاں ہوؤ تو وہاں سے بھاگنے کے طور پر مت نکلو، یہ محمد بن المنکدر کے الفاظ ہیں، اور ابوالنضر کے الفاظ ہیں: لَا یُخْرِجُکُمْ إِلَّا فِرَارًا مِنْهُ: اور ایک روایت میں إِلَّا فِرَارٌ مِنْهُ (رفع کے ساتھ) ہے، اور دونوں الفاظ قابل اشکال ہیں، حاشیہ میں اس پر لمبی بحث ہے، صحیح لفظ ابن المنکدر کے ہیں، اور اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ طاعون کے علاقہ سے بھاگنا ممنوع ہے، مگر کسی ضرورت سے وہاں سے نکلنا جائز ہے۔ جاننا چاہئے کہ طاعون عذاب کفار وفسّاق کے لئے ہے، سچے مؤمنین کے لئے رحمت ہے۔

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے طاعون کے بارے میں پوچھا، آپؐ نے فرمایا: وہ ایک عذاب ہے جسے اللہ تعالیٰ بھیجتے ہیں جس پر چاہتے ہیں، اپنے بندوں میں سے، اور اللہ تعالیٰ نے اس کو مؤمنین کے لئے رحمت بنایا ہے، نہیں ہے کوئی —— جب طاعون پھیلے اور وہ اپنے شہر میں ہمت کر کے اور ثواب کی امید باندھ کر ٹھہرا رہے، اس یقین کے ساتھ کہ نہیں پہنچے گی اس کو مگر وہ بات جو اللہ نے اس کے لئے مقدر کی ہے —— مگر ہوگا وہ طاعون اس کے لئے شہید کے ثواب کے مانند۔

تشریح: پہلی حدیث میں نبی ﷺ نے طاعون کی تاریخ بیان کی ہے کہ یہ وبا سب سے پہلے بنی اسرائیل پر آئی تھی، جب بنی اسرائیل شہر میں داخل ہونے لگے تو ان سے کہا گیا کہ عاجزی کے ساتھ اور گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے شہر میں داخل ہوں، مگر وہ اکڑتے ہوئے اور سرینوں کے بل گھسٹتے ہوئے اور حِطَّة کے بجائے حِنْطَة کہتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے، تو یہ عذاب ان پر مسلط کیا گیا، طاعون اسی عذاب کا باقی ماندہ ہے، جو کبھی کبھی نمودار ہوتا ہے، اور دوسری حدیث سے معلوم ہوا کہ طاعون کفار وفساق کے لئے عذاب ہے، سچے مؤمنین کے لئے رحمت ہے، اگر وہ طاعون میں وفات پائے تو

شہید کا ثواب ملے گا۔

مسئلہ: طاعون زدہ علاقہ سے بھاگنا نہیں چاہئے، اور وہاں جانا بھی نہیں چاہئے، کیونکہ اسباب مرض سے بچنا شریعت کی تعلیم ہے۔

اور طاعون زدہ علاقہ سے بھاگنے کی ممانعت تین وجوہ سے ہے:

پہلی وجہ: اسلام کی بنیادی تعلیم یہ ہے کہ کوئی بیماری بالذات دوسرے کو نہیں لگتی، اللہ چاہیں گے تو لگے گی ورنہ نہیں، پس طاعون زدہ علاقہ سے بھاگنا اس عقیدہ کے منافی ہے۔

دوسری وجہ: یہ تقدیر پر یقین نہ ہونے کی علامت ہے، جبکہ تقدیر پر راضی رہنا ایمان کا جزء ہے، بھاگنے والے کا گمان یہ ہوتا ہے کہ یہاں مرجائے گا، اور یہاں سے نکل جائے گا تو بچ جائے گا، حالانکہ تقدیر میں موت لکھی ہے تو ہر جگہ آئے گی، اور نہیں لکھی ہے تو کہیں بھی نہیں آئے گی۔

تیسری وجہ: اگر سب تندرست بھاگ کھڑے ہونگے تو بیماروں کا کیا ہوگا؟ اور بیمار بھی بھاگ نکلیں گے تو سارا ملک وبا کی زد میں آجائے گا، علاوہ ازیں جو خود کو تندرست سمجھ رہا ہے: کیا ضروری ہے کہ وہ تندرست ہو، ممکن ہے وہ بھی طاعون سے متاثر ہو چکا ہو، پس جب ان جراثیم کے ساتھ دوسری جگہ جائے گا تو وہاں بھی طاعون شروع ہو جائے گا، اس لئے وباء کا ایک جگہ رہنا ہی مناسب ہے، البتہ طاعون کے علاقہ سے کسی ضرورت سے نکلنا جائز ہے۔

[۳۴۷۳-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، وَعَنْ أَبِی النَّضْرِ مَوْلٰی عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّـهُ سَمِعَهُ يَسْأَلُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ: مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صلی الله علیه وسلم فِی الطَّاعُوْنِ؟ فَقَالَ أُسَامَةُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی الله علیه وسلم: " الطَّاعُوْنُ رِجْسٌ أُرْسِلَ عَلٰی طَائِفَةٍ مِنْ بَنِیْ إِسْرَائِيْلَ، أَوْ: عَلٰی مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ فَلاَ تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ فِيْهَا فَلاَ تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ" قَالَ أَبُوْ النَّضْرِ: "لاَ يُخْرِجُكُمْ إِلاَّ فِرَارًا مِنْهُ" [انظر: ۵۷۲۸، ۶۹۷۴]

[۳۴۷۴-] حدثنا مُوْسَی بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِی الْفُرَاتِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ يَحْيَی بْنِ يَعْمَرَ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم، قَالَتْ: سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی الله علیه وسلم عَنِ الطَّاعُوْنِ، فَأَخْبَرَنِیْ أَنَّـهُ عَذَابٌ يَبْعَثُهُ اللهُ عَلٰی مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ، وَأَنَّ اللهَ سُبْحَانَهُ جَعَلَهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِيْنَ، لَيْسَ مِنْ أَحَدٍ - يَقَعُ الطَّاعُوْنُ فَيَمْكُثُ فِیْ بَلَدِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يَعْلَمُ أَنَّـهُ لاَ يُصِيْبُهُ إِلاَّ مَا كَتَبَ اللهُ لَهُ - إِلاَّ كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيْدٍ" [انظر: ۵۷۳۴، ۶۶۱۹]

۲۳-بنی اسرائیل اس وجہ سے تباہ ہوئے کہ وہ چوری کی سزا کمزور کو دیتے تھے اور شریف کو چھوڑ دیتے تھے

حدیث پہلے گذری ہے، أَهَمَّهُمْ: فکرمند کیا ان کو.........من یَجْتَرِئُ علیه: کون دلیری کرے گا اس پر یعنی سفارش کی ہمت نہیں کرے گا (استفہام انکاری).........حِبّ: محبوب.........اخْتَطَبَ: خَطَبَ: تقریر کی۔

[۳۴۷۵-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُوْمِيَةِ الَّتِيْ سَرَقَتْ، فَقَالُوْا: مَنْ يُكَلِّمُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ فَقَالُوْا: وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم! فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ؟" ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ، ثُمَّ قَالَ: "إِنَّمَا أَهْلَكَ الَّذِيْنَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحِدَّ، وَأَيْمُ اللّٰهِ! لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا" [راجع: ۲۶۴۸]

۲۴-اگلوں نے اللہ کی کتاب میں اختلاف کیا تو ہلاک ہوئے

حدیث گذری ہے، جب قرآنِ کریم کو مختلف طرح سے پڑھنے کی اجازت تھی (أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ) تو ایک شخص کوئی آیت الفاظ بدل کر پڑھ رہا تھا، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے قریش کی لغت پر جو الفاظ نازل ہوئے تھے وہ یاد کئے تھے، چنانچہ وہ اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئے، اور شکایت کی، آپؐ کو شکایت ناگوار ہوئی اور فرمایا: دونوں ٹھیک پڑھتے ہو، قرآن پڑھنے میں جھگڑا مت کرو، جو لوگ تم سے پہلے گذرے ہیں انھوں نے اللہ کی کتاب پڑھنے میں اختلاف کیا تو وہ ہلاک ہوئے یعنی ان کا دین ضائع ہو گیا۔

ملحوظہ: مختلف طرح سے قرآنِ کریم پڑھنے کی اجازت شروع میں تھی، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے امت کو لغتِ قریش پر جمع کر دیا، اب الفاظ بدل کر پڑھنے کی گنجائش نہیں، البتہ لفظ بدل جائے اور معنی نہ بدلیں تو نماز ہو جائے گی، تفصیل تحفۃ الالمعی (۷:۹۲-۹۷) میں ہے۔

[۳۴۷۶-] حدثنا آدَمُ، ثَنَا شُعْبَةُ، ثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّزَّالَ بْنَ سَبْرَةَ الْهِلَالِيَّ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَأَ آيَةً، وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقْرَأُ خِلَافَهَا، فَجِئْتُ بِهِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَأَخْبَرْتُهُ، فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ، وَقَالَ: "كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ، وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ اخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا" [راجع: ۲۴۱۰]

۲۵- نبی ﷺ کو قوم نے زخمی کیا تو آپؐ نے دعا دی

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: گویا میں نبی ﷺ کو دیکھ رہا ہوں (یہ حالِ ماضیہ کا استحضار ہے) آپؐ نبیوں میں سے ایک نبی کا تذکرہ کر رہے ہیں، جس کو ان کی قوم نے مارا اور ان کو خون آلود کر دیا، وہ اپنے چہرے سے خون پونچھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے: اے اللہ! میری قوم کو معاف فرما، وہ مجھے جانتی نہیں!

یہ نبی ﷺ نے اپنا واقعہ بیان کیا ہے، اس کو اس باب میں نہیں لانا چاہئے تھا، مگر امام بخاری رحمہ اللہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ گذشتہ کسی نبی کا واقعہ ہے، اس لئے یہ حدیث اس باب میں لائے ہیں۔

[۳۴۷۷-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِیْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ شَقِیْقٌ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: کَأَنِّیْ أَنْظُرُ إِلَی النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم، یَحْکِیْ نَبِیًّا مِنَ الْأَنْبِیَاءِ، ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ، وَهُوَ یَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، وَیَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَإِنَّهُمْ لاَ یَعْلَمُوْنَ"[انظر: ۶۹۲۹]

۲۶- ایک اسرائیلی جو اللہ کے شؤون سے ناواقف تھا

حدیث ابھی گذری ہے، پہلی حدیث عقبۃ بن عبد الغافر کی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے.........رَغَسَهُ اللّٰهُ مَالاً: اللہ نے اس کے مال میں برکت فرمائی، رَغَسَ اللّٰهُ الْمَالَ وَأَرْغَسَهُ: مال وغیرہ میں بہ کثرت برکت فرمانا رَجُلٌ مَرْغُوْسٌ: إِذَا کَانَ فِیْ مَالِهِ نُمَاءٌ وَبَرَکَةٌ.........حُضِرَ (مجہول) أی حَضَرَهُ الْمَوْتُ.........أَیَّ أَبٍ کُنْتُ لَکُمْ؟ میں تمہارا کیسا باپ تھا؟ لڑکوں نے کہا: بہت اچھے باپ تھے .... اسْحَقُوْنِیْ: سَحَقَهُ (ف) پیس ڈالنا ....ذَرُوْنِیْ: مجھے چھوڑ دو، اور کُشمیھنی کی روایت میں أَذْرُوْنِیْ ہے: مجھے اڑا دو.........فتَلَقَّاهُ رحمة: پس اللہ نے اس کا مہربانی کے ساتھ استقبال کیا۔

دوسری حدیث: حضرت عقبۃ بن عمرو ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت حذیفۃ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ ہم سے وہ حدیث بیان کریں جو آپ نے نبی ﷺ سے سنی ہے.........أَوْرُوْا نَارًا: آگ جلاؤ، آگ روشن کرو ....ذَرُّوْنِیْ فِی الْیَمِّ: مجھے سمندر میں بکھیر دو.........قَالَ عُقْبَةُ: جب حضرت حذیفہؓ نے یہ حدیث بیان کی تو حضرت عقبہؓ نے کہا: میں نے بھی یہ حدیث نبی ﷺ سے سنی ہے۔

[۳۴۷۸-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِیْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ، عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ، عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم: "أَنَّ رَجُلاً کَانَ قَبْلَکُمْ رَغَسَهُ اللّٰهُ مَالاً، فَقَالَ لِبَنِیْهِ لَمَّا حُضِرَ: أَیَّ أَبٍ کُنْتُ لَکُمْ؟ قَالُوْا: خَیْرَ أَبٍ! قَالَ: فَإِنِّیْ لَمْ أَعْمَلْ خَیْرًا قَطُّ، فَإِذَا مِتُّ فَأَحْرِقُوْنِیْ، ثُمَّ اسْحَقُوْنِیْ ثُمَّ ذَرُّوْنِیْ فِیْ یَوْمٍ عَاصِفٍ، فَفَعَلُوْا. فَجَمَعَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ: مَا حَمَلَكَ؟ قَالَ: مَخَافَتُكَ، فَتَلَقَّاهُ

رَحْمَةً. وَقَالَ مُعَاذٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ عَبْدِ الْغَافِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدرِيَّ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَهُ. [انظر: ۶۴۸۱، ۷۵۰۸]

[۳۴۷۹-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، قَالَ: قَالَ عُقْبَةُ لِحُذَيْفَةَ: أَلَا تُحَدِّثُنَا مَا سَمِعْتَ مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: "إِنَّ رَجُلًا حَضَرَهُ الْمَوْتَ، لَمَّا أَيِسَ مِنَ الْحَيَاةِ أَوْصَى أَهْلَهُ: إِذَا مُتُّ فَاجْمَعُوْا لِيْ حَطَبًا كَثِيْرًا، ثُمَّ أَوْرُوْا نَارًا، حَتَّى إِذَا أَكَلَتْ لَحْمِيْ، وَخَلَصَتْ إِلَى عَظْمِيْ، فَخُذُوْهَا فَاطْحَنُوْهَا، فَذَرُّوْنِيْ فِي الْيَمِّ فِيْ يَوْمٍ حَارٍّ أَوْ: رَاحٍ. فَجَمَعَهُ اللّٰهُ فَقَالَ: لِمَ فَعَلْتَ؟ قَالَ: مِنْ خَشْيَتِكَ، فَغَفَرَ لَهُ" قَالَ عُقْبَةُ: وَأَنَا سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ. [راجع: ۳۴۵۲]

حَدَّثَنَا مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُلْكِ، وَقَالَ: "يَوْمٍ رَاحٍ"

سند: ابوعوانہ کے شاگرد مسدّد کی روایت میں شک ہے: فِيْ يَوْمٍ حَارٍّ أَوْ: رَاحٍ، اور موسیٰ تبوذ کی کی روایت میں بغیر شک کے: فِيْ يَوْمٍ رَاحٍ ہے، موسیٰ کی روایت (۳۴۵۲ پر) گذری ہے۔

۲۷- ایک اسرائیلی کی بخشش ہوئی جو غریب کا قرضہ معاف کیا کرتا تھا

حدیث آچکی ہے، دَايَنَ مُدَايَنَةً: کسی سے قرض کا معاملہ کرنا، لین دین کرنا ...... فَتًى: جوان، خادم، منیجر ...... أَتَيْتَ مُعْسِرًا: آئے تو کسی غریب کے پاس یعنی مقروض غریب ہو۔

[۳۴۸۰-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ، فَكَانَ يَقُوْلُ لِفَتَاهُ: إِذَا أَتَيْتَ مُعْسِرًا تَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَتَجَاوَزَ عَنَّا، قَالَ: فَلَقِيَ اللّٰهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ" [راجع: ۲۰۷۸]

۲۸- نادان اسرائیلی جس نے اللہ کے ڈر سے وصیت کی کہ اسے جلادیا جائے

حدیث بار بار آئی ہے، يُسْرِفُ عَلَى نَفْسِهِ: زیادتی کی اس نے اپنی ذات پر، یعنی وہ بڑا گنہ گار تھا ...... ذَرُّوْنِيْ فِي الرِّيْحِ: مجھے ہوا میں اڑا دینا ...... لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيَّ: بخدا! اگر اللہ مجھ پر قادر ہوگئے یعنی میں ان کے قبضہ میں آگیا، یہی اللہ کی قدرت کے سلسلہ میں جہالت ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے بادشاہ کے تعلق سے ایک بات لکھی ہے: لَا يَنْبَغِيْ لِلْمَلِكِ أَنْ يَرْجُوَ مِنْ أَحَدٍ أَكْثَرَ مِمَّا عِنْدَهُ: (حجۃ اللہ: مبحث سوم، باب ۸): بادشاہ کے لئے مناسب نہیں کہ وہ کسی سے اس چیز سے زائد کی امید رکھے جو اس کے پاس ہے، یعنی جو ملازم تعلق میں غیر مخلص ہے، اس کی بھی دلداری کرے، کیونکہ بادشاہ کو اس سے زائد از فطرت بات کی خواہش نہیں کرنی چاہئے، اور اللہ تعالیٰ شہنشاہ ہیں وہ بھی بندوں کی استعداد کے مطابق

معاملہ کرتے ہیں، چنانچہ اس جاہل کواللہ تعالیٰ نے بخش دیا۔

[۳۴۸۱-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" كَانَ رَجُلٌ يُسْرِفُ عَلٰى نَفْسِهِ، فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ قَالَ لِبَنِيْهِ: إِذَا أَنَا مُتُّ فَأَحْرِقُوْنِيْ، ثُمَّ اطْحَنُوْنِيْ ثُمَّ ذَرُّوْنِيْ فِي الرِّيْحِ، فَوَ اللّٰهِ لَئِنْ قَدَرَ اللّٰهُ عَلَيَّ لَيُعَذِّبَنِّيْ عَذَابًا مَا عَذَّبَهُ أَحَدًا، فَلَمَّا مَاتَ فُعِلَ بِهِ ذٰلِكَ، فَأَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْأَرْضَ، فَقَالَ: اجْمَعِيْ مَا فِيْكِ مِنْهُ، فَفَعَلَتْ، فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ، قَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ؟ قَالَ: مَخَافَتُكَ يَارَبِّ! فَغَفَرَ لَهُ" وَقَالَ غَيْرُهُ:" خَشْيَتُكَ"[انظر: ۷۵۰۶]

۲۹- ایک اسرائیلی عورت جہنم میں گئی جس نے بلی کو باندھ کر بھوکا پیاسا مار دیا تھا

حدیث پہلے گذری ہے، ایک عورت مسلمان تھی، اس نے بڑا بھاری گناہ کیا تھا، وہ اپنے گناہ کی سزا بھگتنے کے لئے جہنم میں گئی، کافر ہوتی تو کفر کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے جاتی .... خشاش: (خاء پر تینوں حرکتیں) زمین کے کیڑے مکوڑے .... دَخَلَتْ فِيْهَا: أَيْ لِأَجْلِهَا۔

[۳۴۸۲-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِيْ هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ، فَدَخَلَتْ فِيْهَا النَّارَ، لَاهِيَ أَطْعَمَتْهَا وَلَا سَقَتْهَا إِذْ حَبَسَتْهَا، وَلَاهِيَ تَرَكَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خُشَاشِ الْأَرْضِ"

۳۰- گذشتہ کسی نبی کی قیمتی بات

نبی ﷺ نے فرمایا: نبوت کی باتوں میں سے جو لوگوں نے پائی ہیں، یہ ہے کہ جب تیرے اندر شرم نہ رہے تو جو چاہے کر (شرم لحاظ وہ جوہر ہے جو گناہوں سے اور بری باتوں سے بچاتا ہے، کسی میں یہ وصف نہ رہے تو وہ کچھ بھی کرسکتا ہے)

[۳۴۸۳-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، عَنْ زُهَيْرٍ، حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، حَدَّثَنَا أَبُوْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ: إِذَا لَمْ تَسْتَحِيْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ"[انظر: ۳۴۸۴، ۶۱۲۰]

[۳۴۸۴-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ رِبْعِيَّ بْنَ حِرَاشٍ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:"إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُوْلٰى: إِذَا لَمْ تَسْتَحِيْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ"[راجع: ۳۴۸۳]

۳۱-ایک متکبر جو زمین میں دھنستا جارہا ہے

حدیث: ایک شخص تکبر سے اپنی لنگی گھسیٹتا ہوا جارہا تھا، اس کو زمین میں دھنسایا گیا، پس وہ قیامت کے دن تک زمین میں اترتا چلا جارہا ہے۔ تَجَلْجَلَ الشَّیئُ فِی الْأَرْضِ: زمین میں دھنسنا۔

[۳۴۸۵-] حدثنا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ، خُسِفَ بِهِ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِي الْأَرْضِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ.
[انظر: ۵۷۹۰]

۳۲-یہود ونصاریٰ کو اللہ کی کتابیں ہم سے پہلے دی گئیں

حدیث پہلے گذری ہے اور بید: غیر کے معنی میں ہے، اور اس سے کسی جزئی فضیلت کا استثناء کیا جاتا ہے۔

[۳۴۸۶-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" نَحْنُ الآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، بَيْدَ كُلُّ أُمَّةٍ أُوْتُوْا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا، وَأُوْتِيْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ، فَهٰذَا الْيَوْمُ الَّذِىْ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ، فَغَدٌ لِلْيَهُوْدِ وَبَعْدَ غَدٍ لِلنَّصَارَى"[راجع: ۲۳۸]

[۳۴۸۷-] "عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فِيْ كُلِّ سَبْعَةِ أَيَّامٍ يَوْمٌ يَغْسِلُ رَأْسَهُ وَجَسَدَهُ"[راجع: ۸۹۷]

۳۳-یہودی عورتیں بالوں میں بال ملاتی ہیں

حدیث ابھی گذری ہے، نبی ﷺ نے بالوں میں بال ملانے کو زور (مزین جھوٹ) قرار دیا ہے، اور اب تو شادی شدہ یہودی عورتیں سر کے بال منڈواتی ہیں اور مصنوعی بال پہنتی ہیں، نبی ﷺ نے اس سے منع کیا ہے۔

[۳۴۸۸-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: قَدِمَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ الْمَدِيْنَةَ آخِرَ قَدْمَةٍ قَدِمَهَا، فَخَطَبَنَا فَأَخْرَجَ كُبَّةً مِنْ شَعْرٍ، فَقَالَ: مَا كُنْتُ أُرَى أَنَّ أَحَدًا يَفْعَلُ هٰذَا غَيْرَ الْيَهُوْدِ؟ وَإِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم سَمَّاهُ الزُّوْرَ، يَعْنِيْ الْوِصَالَ فِي الشَّعْرِ، تَابَعَهُ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ.[راجع: ۳۴۶۸]

ملحوظہ: ابھی کتاب الانبیاء پوری نہیں ہوئی، خاتم النّبیین ﷺ کا تذکرہ باقی ہے جو کتاب المناقب میں آئے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتابُ المناقب

وما يُنْهَى مِنْ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ

اوصاف وکمالات کا بیان، اور جاہلیت والی دوہائی دینا جائز نہیں

ہمارے نسخہ میں باب المناقب ہے اور گیلری میں کتاب المناقب ہے، فتح الباری میں ہے کہ باب المناقب بہتر ہے، ابھی نئی کتاب شروع نہیں ہوئی، یہ باب کتاب احادیث الانبیاء کا جزء ہے، مگر میرے ناقص خیال میں کتاب کا عنوان بہتر ہے، مصری نسخوں میں بھی یہی عنوان ہے۔ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے خاتم النّبیین سید المرسلین ﷺ کا تذکرہ مستقل کتاب میں کیا ہے اور اسی میں امت کے اصفیاء (برگزیدہ لوگوں) کا یعنی صحابہ کرام کا، مہاجرین وانصار کا تذکرہ کیا ہے، پھر نبی ﷺ کی مکی زندگی کے احوال بیان کئے ہیں، اب یہ کتاب جلد اول کے آخر تک چلے گی، اس کے بعد کتاب المغازی (مہماتِ نبوی کا بیان) ہے، جو مدنی زندگی کے احوال ہیں، اس لئے کتاب المغازی بھی کتاب المناقب کا تتمہ ہے۔ اور کتاب المناقب میں معجزاتِ نبوی کا طویل باب آئے گا، مگر نبی ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ قرآنِ کریم ہے، اس کا تذکرہ چھوڑ دیا ہے، اس کے لئے کتاب المغازی کے بعد کتاب التفسیر لائیں گے، اس طرح نبی ﷺ کا تذکرہ کتاب التفسیر کے ختم تک چلے گا۔

مَناقب: مَنْقَبَة کی جمع ہے: خاندانی خوبیاں، عمدہ اخلاق واوصاف، مجرد نَقُبَ (ک) علی القوم نَقَابَةً: قوم کی نگرانی کرنا، ان کا محافظ ہونا، قوم کا لیڈر وہی ہوتا ہے جو خوبیوں کا اور مکارم اخلاق کا مالک ہوتا ہے، حاشیہ میں وجہ تسمیہ یہ لکھی ہے کہ بڑا آدمی اپنی عظمت سے چٹان میں سوراخ کر دیتا ہے اور جلنے والوں کے دلوں کو چھلنی کر دیتا ہے، اس لئے منقبت بمعنی فضائل استعمال کیا جاتا ہے، پس مجرد نَقَبَ: باب نصر یا سمع سے ہوگا، جس کے معنی ہیں: سوراخ کرنا۔

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے سولہ باب تمہید کے طور پر لکھے ہیں، پھر سترھویں باب سے نبی ﷺ کا تذکرہ شروع ہوگا، اور اس پہلے باب میں حضرت رحمہ اللہ نے دو آیتیں لکھی ہیں:

پہلی آیت: سورۃ الحجرات کی آیت ۱۳ ہے، ارشاد پاک ہے:﴿يٰأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثٰى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا، إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ، إِنَّ اللهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ﴾: اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا ہے، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو، بیشک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے، بیشک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والے پورے باخبر ہیں۔

تفسیر: ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا، یعنی آدم وحواء علیہما السلام سے پیدا کیا، تمام انسان ایک ماں باپ کی اولاد ہیں، پھر آگے چل کر مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنے، تاکہ باہم پہچان ہو، یہ قومیں اور خاندان فضیلت کی بنیاد نہیں، شرافت کا مدار پرہیزگاری پر ہے، اور کون کتنا پرہیزگار ہے اس کو اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں۔

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ شُعوب: شَعب کی جمع ہے: لوگوں کا بڑا گروہ، جو ایک باپ کی طرف منسوب ہو، یہ قبیلہ سے زیادہ وسیع ہے، اور قبائل: قبیلة کی جمع ہے: ایک باپ یا ایک دادا کی اولاد، خاندان، کنبہ۔ حضرت امام بخاریؒ نے الشعوب کے معنی کئے ہیں: النسب البعید: دور کی رشتہ داری، اور قبائل کے معنی کئے ہیں: دُوْنَ ذٰلِكَ: ورے کی رشتہ داری، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ شعوب بڑے قبائل ہیں، اور قبیلہ نیچے کے بطون ہیں۔

جاننا چاہئے کہ جس طرح اجناس کی ترتیب نیچے سے اوپر کی طرف ہوتی ہے یعنی خصوص سے عموم کی طرف اور انواع کی ترتیب اوپر سے نیچے کی طرف ہوتی ہے یعنی عموم سے خصوص کی طرف، کیونکہ نوع اور جنس میں عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے، نوع خاص ہے، اور جنس عام ہے، پس اعلیٰ درجہ کی نوع وہ ہے جو اخص ترین ہو اور اعلیٰ درجہ کی جنس وہ ہے جو اعم ترین ہو، سب سے ادنیٰ نوع کو نوع الانواع کہتے ہیں۔ اور سب سے اعلیٰ جنس کو جنس الاجناس کہتے ہیں، مثلاً سب سے نیچے کی جنس حیوان ہے، اس کے اوپر جسم نامی، اس کے اوپر جسم مطلق، اس کے اوپر جوہر، یہ جنس الاجناس ہے، اور انواع میں سب سے نیچے انسان ہے اور اس کے اوپر حیوان ہے اور آخری اضافی نوع جوہر ہے، پس انسان نوع الانواع ہے اور نوع الانواع اور جنس الاجناس کے درمیان جو انواع واجناس ہیں ان کو متوسطات یعنی بین بین کہتے ہیں، وہ من وجہ جنس ہیں اور من وجہ نوع ہیں۔ ٹھیک اسی طرح شعوب وقبائل ہیں، فتح الباری میں خاندانوں کے لئے سولہ الفاظ لکھے ہیں، یہ سب متوسطات ہیں، آخری رشتہ شَعْب ہے، حضرت آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک انسان قوموں میں تقسیم نہیں ہوئے تھے، پھر نوح علیہ السلام کے بعد ان کے تین صاحبزادوں کی اولاد چلی: سام، حام اور یافث کی، سب سے بڑے صاحبزادے سام تھے، ان تین صاحبزادوں کی اولاد قوموں میں تقسیم ہوئی: سامی، حامی اقوام اور یافث کی اولاد، عرب سب سے بڑے صاحبزادے سام کی اولاد ہیں، پس نبی ﷺ سامی ہیں۔

اور قبائل کو فخر کی بنیاد بنانا اور ان کی دوہائی دینا جیسے زمانۂ جاہلیت کا طریقہ تھا درست نہیں، باب کا یہ جزء آگے مستقل

باب کی صورت میں آرہا ہے۔

غرض: خاندانوں میں تقسیم محض تعارف کے لئے ہے، شرف وفضیلت کی بنیاد تقوی اور طہارت پر ہے، اور کوئی کس پایہ کا نیک آدمی ہے اس کو انسان نہیں جان سکتا، اللہ تعالیٰ ہی اس کو بہتر جانتے ہیں۔

اور باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ جب سوال کیا گیا: مَنْ أَکْرَمُ الناس ؟ تو آپؐ نے جواب دیا: أَتْقَاهُمْ، لوگوں نے کہا: ہم اس بارے میں نہیں پوچھتے، پس نبی ﷺ نے فرمایا: چار پشتوں تک اگر کوئی فضیلت باقی رہے تو وہ اکرم الناس ہے، جیسے یوسف علیہ السلام چوتھی پشت میں بھی نبی ہوئے ہیں۔

فائدہ: فضیلت دوسری پشت میں بہت کم منتقل ہوتی ہے، باپ کی ساری خوبیاں بیٹوں میں نہیں پائی جاتیں، اور اگر اللہ کے فضل سے دوسری نسل میں وہ فضیلتیں پائی جائیں تو تیسری نسل میں تو ان فضائل کا پایا جانا بہت ہی نادر ہے، ہزاروں میں ایک مثال ملے گی کہ تیسری نسل میں بھی وہ فضائل پائے جاتے ہیں، اور چوتھی نسل تک فضائل کا چلنا تو کبریت احمر ہے، انبیاء کرام میں اس کی مثال صرف یوسف علیہ السلام ہیں اور عام لوگوں میں بھی ڈھونڈھے سے کوئی مثال مل سکتی ہے، مگر ہے بہت نادر بات!

دوسری آیت: سورۃ النساء کی پہلی آیت ہے: ﴿یٰأَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالاً کَثِیْرًا وَنِسَاءً، وَاتَّقُوْا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَاءَ لُوْنَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ، إِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا﴾: اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تم کو ایک نفس (نفس انسانی) سے پیدا کیا، اور اسی سے اس کا جوڑ ابنایا، اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلائیں، اور تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو جس کے نام سے ایک دوسرے سے سوال کیا کرتے ہو، اور قرابت سے بھی ڈرو، بالیقین اللہ تعالیٰ تم سب کی اطلاع رکھتے ہیں۔

تفسیر: الأرحام کا عطف اللہ پر ہے، أی واتقوا الأرحام: اور قرابت سے ڈرو، یعنی قطع رحمی مت کرو، صلہ رحمی کرو، ارحام قبائل سے نیچے کا خاندان ہے، جو آخری درجہ ہے، وہ بمنزلہ نوع الانواع ہے، نبی ﷺ خانوادۂ ہاشمی سے ہیں، بنو ہاشم آپؐ کے ارحام (قرابت دار) ہیں، پھر اس سے اوپر آپ عبد مناف کی اولاد ہیں، اور اس سے اوپر آپؐ خاندانِ قریش سے ہیں، اور اس سے اوپر آپ مضر قبائل سے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

٦١- کتابُ المناقب

[١-] وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی: ﴿یٰأَیُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاکُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَأُنْثٰی وَجَعَلْنَاکُمْ شُعُوْبًا وَقَبَائِلَ﴾ الآیَةَ.

[٢-] وَقَوْلِهِ: ﴿وَاتَّقُوْا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَاءَ لُوْنَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا﴾

وَمَا يُنْهَى مِنْ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ

الشُّعُوْبُ: النَّسَبُ الْبَعِيْدُ، وَالْقَبَائِلُ: دُوْنَ ذٰلِكَ.

[۳۴۸۹-] حدثنا خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ الْكَاهِلِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ، عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا﴾ قَالَ: الشُّعُوْبُ: الْقَبَائِلُ الْعِظَامُ، وَالْقَبَائِلُ: الْبُطُوْنُ.

[۳۴۹۰-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ ابْنُ أَبِيْ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ:" أَتْقَاهُمْ" قَالُوْا: لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ:" فَيُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ"[راجع: ۳۳۴۹]

[۳۴۹۱-] حدثنا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا كُلَيْبُ بْنُ وَائِلٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ رَبِيْبَةُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم زَيْنَبُ بِنْتُ أَبِيْ سَلَمَةَ، قَالَ: قُلْتُ لَهَا: أَرَأَيْتِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أَكَانَ مِنْ مُضَرَ؟ قَالَتْ: فَمِمَّنْ كَانَ؟ إِلَّا مِنْ مُضَرَ، مِنْ بَنِيْ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ.[انظر: ۳۴۹۲]

ترجمہ: کلیب نے نبی ﷺ کی پروردہ زینب بنت ابی سلمہؓ سے پوچھا: کیا نبی ﷺ خاندانِ مضر سے تھے؟ انھوں نے کہا: پھر کس خاندان سے تھے؟ نہیں تھے، آپ مگر مضر خاندان سے (إلا سے پہلے ما کان محذوف ہے) آپ نضر بن کنانہ کی اولاد تھے۔

تشریح: نبی ﷺ کے والد کا نام عبداللہ، دادا کا نام عبدالمطلب (شیبہ) پردادا کا نام ہاشم (عمرو) ابن عبدمناف (مغیرہ) ابن قُصی (زید) تھا۔ آگے نسب نامہ یہ ہے: قُصَيُّ بْنُ كِلَابِ بْنِ مُرَّة بن كعبِ بن لُؤَيِّ بن غالب بن فَهْر (ان کا لقب قریش تھا، اور ان کی اولاد قریش کہلاتی ہے) آگے نسب نامہ مَعَدّ بن عدنان تک پہنچتا ہے، اور وہ یہ ہے: فَهْر بن مالك بن نَضْر بن كِنَانة (ان کی اولاد بنوکنانہ کہلاتی ہے) ابن خُزَيْمة بن مُدْرِكَةَ بن إلياسَ بن مُضَرَ (ان کی اولاد مضر کہلاتی ہے) ابن نِزَار بن مَعَدِّ بن عدنان (یہاں تک نسب نامہ پر ماہرین انساب کا اتفاق ہے اور عدنان سے اوپر حضرت اسماعیل علیہ السلام تک مؤرخین میں وسائط میں اختلاف ہے۔

[۳۴۹۲-] حدثنا مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا كُلَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَتْنِيْ رَبِيْبَةُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَأَظُنُّهَا زَيْنَبَ، قَالَتْ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُقَيَّرِ وَالْمُزَفَّتِ، وَقُلْتُ لَهَا: أَخْبِرِيْنِيْ: النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مِمَّنْ كَانَ؟ مِنْ مُضَرَ كَانَ؟ قَالَتْ: فَمِمَّنْ كَانَ؟ إِلَّا مِنْ مُضَرَ! كَانَ مِنْ وَلَدِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ.[راجع: ۳۴۹۱]

[٣٤٩٣-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِیْ زُرْعَةَ، عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم، قَالَ: "تَجِدُوْنَ النَّاسَ مَعَادِنَ، خِيَارُهُمْ فِی الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِی الإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوْا، وَتَجِدُوْنَ خَيْرَ النَّاسِ فِی هٰذَا الشَّأْنِ أَشَدَّهُمْ لَهُ كَرَاهِيَةً.

[انظر: ٣٤٩٦، ٣٥٨٨]

[٣٤٩٤-] "وَتَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ ذَا الْوَجْهَيْنِ: الَّذِیْ يَأْتِیْ هٰؤُلَآءِ بِوَجْهٍ وَيَأْتِیْ هٰؤُلَآءِ بِوَجْهٍ"

[انظر: ٦٠٥٨، ٧١٧٩]

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا: پاؤ گے تم لوگوں کو کھانیں (جس طرح سونے چاندی کی کھانیں متفاوت ہوتی ہیں، کسی میں سے اچھی دھات نکلتی ہے، کسی میں سے معمولی، یہی حال خاندانوں کا ہے، کسی خاندان میں فضائل زیادہ ہوتے ہیں، کسی میں کم) ان میں سے جو خاندان زمانۂ جاہلیت میں صاحبِ فضیلت تھے وہ خاندان اسلام کے بعد بھی صاحب فضیلت ہیں، جبکہ وہ دین کا علم حاصل کریں (یعنی مسلمان ہونے کے بعد شرافت کا مدار دین کی سمجھ حاصل کرنے پر ہے) اور پاؤ گے تم لوگوں میں سب سے بہتر اس معاملہ (حکومت) میں اس کو جو ان میں سب سے زیادہ اس کو ناپسند کرتا ہے، اور پاؤ گے تم لوگوں میں سب سے بدتر دومونہہ والے کو جو اِن کے پاس آتا ہے ایک منہ سے اور اُن کے پاس آتا ہے دوسرے منہ سے۔

تشریح: اس حدیث میں تین باتیں ہیں:

پہلی بات: خاندانی خوبیاں زمانۂ جاہلیت میں بھی تھیں، اسلام نے ان خوبیوں کو برقرار رکھا ہے، مگر اس شرط کے ساتھ کہ وہ لوگ دین کی سمجھ بوجھ حاصل کریں، جب ان کے ساتھ دینی خوبی ملے گی تبھی وہ فضیلت شمار ہوگی۔

دوسری بات: بڑے عہدے کی ذمہ داری اس شخص کو دینی چاہئے جو اس کو نہایت ناپسند کرتا ہے، کیونکہ جو عہدہ کا خواہش مند ہوتا ہے اس کو اگر عہدہ دیا جائے گا تو اس کی خواہش پوری ہوگی، اب وہ خدمتِ خلق نہیں کرے گا، اور جو عہدہ کو ناپسند کرتا ہے اس کو زبردستی عہدہ سونپا جائے گا تو اس کو کوئی خوشی نہیں ہوگی، بلکہ اب وہ اس عہدہ کے حقوق ادا کرنے میں جت جائے گا، تاکہ آخرت میں ثواب کا حق دار بنے۔

تیسری بات: کچھ لوگ بظاہر عہدہ ناپسند کرتے ہیں مگر دل میں اس کی شدید خواہش رکھتے ہیں، یہ دومنہ والے ہیں، بعض لوگوں کے سامنے اپنی خواہش ظاہر کریں گے اور ان کو تیار کریں گے کہ وہ الیکشن میں ان کے نام کا فارم بھریں، اور دوسرے لوگوں کے سامنے کہیں گے: میں ممبر نہیں بننا چاہتا، لوگ زبردستی کرتے ہیں، زبردستی میرے نام کا فارم بھر دیا ہے، یہ دورُخے انسانوں کی ایک مثال ہے۔

[٣٤٩٥-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ، عَنْ أَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ،

أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَيْشٍ فِي هٰذَا الشَّأْنِ، مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لَمُسْلِمِهِمْ، وَكَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِكَافِرِهِمْ"
[۳۴۹۶-] "وَالنَّاسُ مَعَادِنُ: خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوْا. تَجِدُوْنَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدَّ النَّاسِ كَرَاهِيَةً لِهٰذَا الشَّأْنِ حَتَّى يَقَعَ فِيْهِ"[راجع: ۳۴۹۳]

ترجمہ: لوگ قریش کے تابع ہیں اس معاملہ (حکومت) میں، ان کے مسلمان ان کے مسلمانوں کے تابع ہیں، اوران کے کافران کے کافروں کے تابع ہیں، یعنی زمانۂ جاہلیت میں قریش کو دوسرے عربوں پر حکومت کے معاملہ میں فوقیت حاصل تھی، اوراب بھی مسلمان ہونے کے بعد بھی انہی کو فوقیت حاصل ہے، یہ حدیث خبر ہے اور دوسری روایت میں امر ہے: قَدِّمُوْا قُرَيْشًا وَلَا تَقَدَّمُوْهَا: قریش کو آگے بڑھاؤ، اور خود ان سے آگے مت بڑھو، اور مشہور حدیث ہے: الأئمة من قريش: خلفاء قریش میں سے ہونگے، یہ حدیثیں عام ہیں یا وفاتِ نبوی کے بعد جو نزاع پیش آئے گا اس کے ساتھ خاص ہیں؟ دونوں رائیں ہیں، عام طور پر ان کو عام سمجھا جاتا ہے اور محققین ان کو پیشین گوئی قرار دیتے ہیں۔

اور حدیث کے آخر میں ہے: حَتَّى يَقَعَ فِيْهِ: یہاں تک کہ وہ اس میں واقع ہو، یعنی عہدہ کی کراہیت عہدہ سنبھالنے تک رہنی چاہئے، پھر جب عہدہ سر پے آپڑے تو پوری دلچسپی سے عہدہ کی ذمہ داریاں پوری کرنی چاہئیں۔

بَابٌ

قریش کے ہر بطن میں نبی ﷺ کی رشتہ داری تھی اور قبائل کے امتیازات

یہاں عینی، قسطلانی اور ہندی نسخوں میں باب ہے، اور فتح الباری کے نسخہ میں نہیں ہے، اور پہلی حدیث میں سورۃ الشوری کی آیت ۲۳ کی تفسیر ہے: ﴿قُلْ لَّا أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾: آپؐ ان سے کہیں: میں تم سے اس (تبلیغ) پر کچھ اجرت نہیں مانگتا، بجز رشتہ داری کی محبت کے، یعنی بس اتنا چاہتا ہوں کہ میرے اور تمہارے درمیان جو رشتہ داری ہے، اس کے حقوق کا خیال رکھو، حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے یہی تفسیر کی ہے کہ المودة فی القربی سے نبی ﷺ کی رشتہ داری مراد ہے، حضرت سعیدؒ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ قریش کے ہر بطن میں نبی ﷺ کی رشتہ داری تھی، اسی کے پاس ولحاظ کا آیت میں ذکر ہے۔

اس کے بعد کی دونوں حدیثیں پہلے گذری ہیں، نبی ﷺ نے مشرق کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: یہاں سے فتنے آئیں گے، اور جفا اور سخت دلی قبائل ربیعہ ومضر میں اونٹوں اور گایوں کی دموں کی جڑوں کے پاس چلانے والوں میں ہے، جو اون کے خیموں میں رہتے ہیں۔ اور دوسری حدیث میں ہے: فخر وغرور چلانے والے لوگوں میں ہے جو بالوں کے خیموں میں رہتے

ہیں، یعنی بدّو ہیں، اور سکینت بکریاں پالنے والوں میں ہے اور ایمان یمن والوں کا ہے، اور حکمت بھی انہی کی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یمن کو یمن اس لئے کہتے ہیں کہ وہ کعبہ کی دائیں جانب ہے، اور شام کو شام اس لئے کہتے ہیں کہ وہ کعبہ کی بائیں جانب ہے، اور الْمَشْأَمة: جو سورۃ البلد میں ہے وہ بمعنی المیسرة ہے، یعنی بایاں، اور بائیں ہاتھ کو الشؤمیٔ کہتے ہیں، اور بائیں جانب کو الأشأم کہتے ہیں۔

[۲-] بَابٌ

[۳۴۹۷-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى﴾ قَالَ: فَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ: قُرْبٰى مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلَّا وَلَهُ فِيْهِ قَرَابَةٌ، فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ، إِلَّا أَنْ تَصِلُوْا قَرَابَةً بَيْنِیْ وَبَيْنَكُمْ. [انظر: ۴۸۱۸]

[۳۴۹۸-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ أَبِیْ مَسْعُوْدٍ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "مِنْ هَاهُنَا جَاءَ تِ الْفِتَنُ نَحْوَ الْمَشْرِقِ، وَالْجَفَاءُ وَغِلَظُ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ أَهْلِ الْوَبَرِ، عِنْدَ أُصُوْلِ أَذْنَابِ الإِبِلِ وَالْبَقَرِ فِیْ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ" [راجع: ۳۳۰۲]

[۳۴۹۹-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "الْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي الْفَدَّادِيْنَ أَهْلِ الْوَبَرِ، وَالسَّكِيْنَةُ فِی أَهْلِ الْغَنَمِ، وَالإِيْمَانُ يَمَانٍ، وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ"

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: سُمِّيَتِ الْيَمَنَ لِأَنَّهَا عَنْ يَمِيْنِ الْكَعْبَةِ، وَالشَّامَ لِأَنَّهَا عَنْ يَسَارِ الْكَعْبَةِ، وَالْمَشْأَمَةُ: الْمَيْسَرَةُ: وَالْيَدُ الْيُسْرَى: الشُّؤْمٰى، وَالْجَانِبُ الأَيْسَرُ: الأَشْأَمُ. [راجع: ۳۳۰۱]

بَابُ مَنَاقِبِ قُرَيْشٍ

قریش کے فضائل

حاشیہ میں دو قول ہیں: (۱) نضر بن کنانہ کی اولاد کو قریش کہتے ہیں، اور یہی صحیح قول ہے (۲) نضر کے پوتے فہر بن مالک بن النضر کی اولاد کو قریش کہتے ہیں، اور یہ اکثر کا قول ہے۔

حدیث: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی، درانحالیکہ محمد بن جبیر بن مطعم حضرت معاویہؓ کے پاس تھے، وہ قریش کے ایک وفد کے ساتھ ان کے پاس گئے تھے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں کہ عنقریب ہوگا قحطان

میں سے ایک بادشاہ (اس کا نام جہجاہ ہوگا، اور غفار قبیلہ کا ہوگا، اور قحطان ابوالیمن ہے) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا اور وہ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے، انھوں نے اللہ کے شایانِ شان اللہ کی تعریف کی، پھر فرمایا: حمد کے بعد! مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم میں سے کچھ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں، اور نہ وہ نبی ﷺ سے مروی ہیں، یہ تم میں نادان لوگ ہیں، پس تم ایسی آرزوئیں باندھنے سے بچو، آرزوئیں: آرزو باندھنے والوں کو گمراہ کردیتی ہیں۔ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ خلافت قریش میں رہے گی، ان کی جو بھی مخالفت کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ منہ کے بل پچھاڑ دیں گے، جب تک قریش دین کو برپا رکھیں گے۔

تشریح: فتح الباری میں ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اعتراض محلِ نظر ہے، کیونکہ جو حدیث انھوں نے بیان کی ہے وہ دین قائم رکھنے کے ساتھ مقید ہے، پس جب قریش دین قائم نہیں رکھیں گے تو قحطانی غلبہ پاکر بادشاہ بن جائیں گے، اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اعتراض بایں وجہ کیا ہے کہ قحطانی قریب زمانہ میں بادشاہ بنے گا حالانکہ آگے آرہا ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بادشاہ بنے گا، دوسری وجہ اعتراض کی یہ تھی کہ حضرت عبداللہؓ اہل کتاب سے نقل کرتے تھے، حضرت معاویہؓ نے سمجھا کہ یہ اسرائیلی بات ہے، نبی ﷺ سے مروی نہیں، اگر وہ حدیث مرفوع بیان کرتے تو حضرت معاویہؓ اعتراض نہ کرتے، بہرحال خلافت کا قریش میں مسلسل رہنا یہ قریش کی فضیلت ہے۔

[٣-] بَابُ مَنَاقِبِ قُرَيْشٍ

[٣٥٠٠-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَلَغَ مُعَاوِيَةَ وَهُوَ عِنْدَهُ فِيْ وَفْدٍ مِنْ قُرَيْشٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يُحَدِّثُ: أَنَّهُ سَيَكُوْنُ مَلِكٌ مِنْ قَحْطَانَ، فَغَضِبَ مُعَاوِيَةُ، فَقَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِيْ أَنَّ رِجَالاً مِنْكُمْ يَتَحَدَّثُوْنَ أَحَادِيْثَ لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ، وَلاَ تُؤْثَرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَأُوْلَئِكَ جُهَّالُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَالأَمَانِيَّ الَّتِيْ تُضِلُّ أَهْلَهَا، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "إِنَّ هٰذَا الأَمْرَ فِيْ قُرَيْشٍ، لاَ يُعَادِيْهِمْ أَحَدٌ إِلَّا كَبَّهُ اللّٰهُ عَلَى وَجْهِهِ مَا أَقَامُوْا الدِّيْنَ" [انظر: ٧١٣٩]

[٣٥٠١-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَعْدٍ، ح: قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: وَقَالَ يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ هُرْمُزَ الأَعْرَجُ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "قُرَيْشٌ وَالأَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَأَشْجَعُ وَغِفَارُ مَوَالِيَّ، لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ" [انظر: ٣٥١٢]

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا: قریش، انصار، جہینہ، مُزینہ، اسلم، اشجع اور غفار میرے مددگار ہیں، اللہ اور اس کے رسول کے سواء ان کا کوئی کارساز نہیں (اس حدیث میں قریش کا بھی ذکر ہے، یہی قریش کی فضیلت ہے)

[۳۵۰۲-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِیْ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: "لَايَزَالُ هٰذَا الْأَمْرُ فِیْ قُرَيْشٍ مَا بَقِیَ مِنْهُمُ اثْنَانِ"[انظر: ۷۱۴۰]

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا: یہ معاملہ (خلافت) برابر قریش میں رہے گا جب تک ان میں دو شخص باقی رہیں گے۔

تشریح: اس حدیث کی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ خلافت قریش کے ساتھ خاص ہے، غیر قریشی کو خلیفہ بنانا جائز نہیں، لیکن حاشیہ میں مرقات کے حوالہ سے لکھا ہے کہ یہ حدیث خبر بمعنی امر ہے یعنی مسلمانوں کو چاہئے کہ قریش کو خلیفہ بنائیں، ان سے بغاوت نہ کریں، مگر ایسا ضروری نہیں، کیونکہ خلافت قریش سے نکل چکی ہے، آج دنیا میں کہیں کوئی قریشی خلیفہ نہیں ہے اس لئے میں نے کہا تھا کہ یہ حدیث ایک پیشین گوئی ہے، اس نزاع کے سلسلہ میں جو آپؐ کے بعد امارت کے مسئلہ میں پیش آئے گا، انصار کہیں گے: مِنَّا أَمِيْرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيْرٌ: پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی: اَلْأَئِمَّةُ مِنْ قُرَيْشٍ: چنانچہ نزاع ختم ہوگیا، پس یہ ایک پیشین گوئی ہے، شرعی حکم نہیں۔

[۳۵۰۳-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، قَالَ: مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَعْطَيْتَ بَنِیْ الْمُطَّلِبِ وَتَرَكْتَنَا، وَإِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ؟ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: " إِنَّمَا بَنُوْ هَاشِمٍ وَبَنُوْ الْمُطَّلِبِ شَیْءٌ وَاحِدٌ"[راجع: ۳۱۴۰]

وضاحت: ایک غنیمت کے خمس میں سے نبی ﷺ نے بنو ہاشم کے ساتھ بنو مطلب کو بھی دیا، جبیر بن معطمؓ جو بنو نوفل سے تھے، اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جو عبد شمس سے تھے، نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا: آپؐ نے بنو المطلب کو دیا، اور ہمیں نہیں دیا، حالانکہ ہمارا اور ان کا رشتہ آپؐ سے ایک درجہ کا ہے (عبد مناف کے چار لڑکے تھے: ہاشم، مطلب، عبد شمس اور نوفل) نبی ﷺ نے جواب دیا: بنو ہاشم اور بنو مطلب اسلام سے پہلے بھی اور اسلام کے بعد بھی متحد رہے ہیں، اور عبد شمس اور نوفل کی اولاد مخالف رہی ہے، یہ چاروں خاندان قریش کے ہیں۔

[۳۵۰٤-] وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِیْ أَبُوْ الْأَسْوَدِ مُحَمَّدٌ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: ذَهَبَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ مَعَ أُنَاسٍ مِنْ بَنِیْ زُهْرَةَ إِلٰى عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، وَكَانَتْ أَرَقَّ شَیْءٍ لِقَرَابَتِهِمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

صلی اللہ علیہ وسلم.[انظر: ۳۵۰۵، ۶۰۷۳]

[۳۵۰۵-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ أَبُو الْأَسْوَدِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ أَحَبَّ الْبَشَرِ إِلٰى عَائِشَةَ بَعْدَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَبِیْ بَكْرٍ، وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِهَا، وَكَانَتْ لَا تُمْسِكُ شَيْئًا مِمَّا جَاءَ هَا مِنْ رِزْقِ اللّٰهِ إِلَّا تَصَدَّقَتْ، فَقَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: يَنْبَغِیْ أَنْ يُؤْخَذَ عَلٰى يَدَيْهَا، فَقَالَتْ: أَيُؤْخَذُ عَلٰى يَدَیَّ؟ عَلَیَّ نَذْرٌ إِنْ كَلَّمْتُهُ، فَاسْتَشْفَعَ إِلَيْهَا بِرِجَالٍ مِنْ قُرَيْشٍ، وَبِأَخْوَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَاصَّةً، فَامْتَنَعَتْ، فَقَالَ لَهُ الزُّهْرِيُّوْنَ أَخْوَالُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، مِنْهُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ، وَالْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ: إِذَا اسْتَأْذَنَّا فَاقْتَحِمِ الْحِجَابَ فَفَعَلَ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا بِعَشْرِ رِقَابٍ فَأَعْتَقَتْهُمْ ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تُعْتِقُهُمْ حَتّٰى بَلَغَتْ أَرْبَعِيْنَ، وَقَالَتْ: وَدِدْتُ أَنِّیْ جَعَلْتُ حِيْنَ حَلَفْتُ عَمَلًا أَعْمَلُهُ فَأَفْرُغَ مِنْهُ.

[راجع: ۳۵۰۳]

وضاحت: حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا زہریوں کی بڑی رعایت کرتی تھیں، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ زہری تھے، امام زہری رحمہ اللہ بھی اسی خاندان کے ہیں، یہ قریش کا ایک بطن ہے، آپؐ کی والدہ ماجدہ اسی بطن سے تھیں، اس لئے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا زہریوں کی بہت رعایت کرتی تھیں۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جتنا پیار عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے تھا اتنا کسی اور سے نہیں تھا، اور حضرت عبداللہؓ خالہ کے ساتھ بہت حسن سلوک کرتے تھے، ہدیے ہدایا بھیجتے تھے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جتنی سخی تھیں، حضرت عبد اللہؓ اتنے بخیل تھے، ایک مرتبہ ابن الزبیرؓ نے کہا: خالہ جان کے ہاتھ پکڑنے چاہئیں، جو کچھ مال ان کے پاس آتا ہے خرچ کرڈالتی ہیں، یعنی ان کے خرچ کرنے پر حکومت کی طرف سے بین (پابندی) لگانی چاہئے، یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پہنچی، وہ سخت ناراض ہوئیں اور فرمایا: کیا میرے ہاتھ پکڑے جائیں گے؟ مجھ پر پابندی لگائی جائے گی؟ میرے ذمہ منت ہے اگر میں عبداللہؓ سے بولوں، اب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بہت پریشان ہوئے، انھوں نے زہریوں سے جو حضور ﷺ کے ننھیالی تھے سفارش کروائی، مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بولنے کے لئے تیار نہیں ہوئیں، پھر چند زہریوں نے ایک تدبیر کی، انھوں نے کہا: جب ہم حضرت عائشہؓ کے کمرہ میں داخل ہونے کی اجازت لیں اور وہ ہمیں اجازت دے دیں، تو تم بھی کمرے میں داخل ہوجانا اور پردہ کے اندر گھس جانا، کیونکہ تم محرم ہو، چنانچہ وہ خالہ سے لپٹ کر اتنا روئے اتنا روئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا دل پسیج گیا اور انھوں نے ان کو معاف کردیا، اور جو قسم ٹوٹی تھی اس کے کفارہ میں چالیس غلام آزاد کئے اور فرمایا: کاش میں قسم کھاتے وقت کوئی چیز متعین کرلیتی تو وہ کرکے نمٹ جاتی (انھوں نے عَلَیَّ نَذْرٌ: مبہم کہا تھا، اس لئے چالیس غلام آزاد کئے، تفصیل حاشیہ میں ہے)

بَابٌ: نَزَلَ الْقُرْآنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ

قرآنِ کریم قریش کی لغت میں اترا ہے

یہ فضائلِ قریش کا دوسرا باب ہے، ابتداء میں ضرورت کی وجہ سے مختلف طرح سے قرآنِ کریم پڑھنے کی اجازت دی گئی تھی، پھر جب ضرورت باقی نہ رہی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے امت کو لغتِ قریش پر جمع کردیا، آج جو ہمارے پاس قرآنِ کریم ہے وہ قریش کی لغت میں لکھا ہوا ہے، اور قرآن نازل بھی قریش ہی کی لغت میں ہوا ہے، یہی قریش کی فضیلت ہے۔

[٤-] بَابٌ: نَزَلَ الْقُرْآنُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ

[٣٥٠٦-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ عُثْمَانَ دَعَا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ، وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَسَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ، وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْحَارِثِ ابْنِ هِشَامٍ، فَنَسَخُوْهَا فِي الْمَصَاحِفِ، وَقَالَ عُثْمَانُ لِلرَّهْطِ الْقُرَشِيِّيْنَ الثَّلاَثَةِ: إِذَا اخْتَلَفْتُمْ أَنْتُمْ وَزَيْدُ ابْنُ ثَابِتٍ فِيْ شَيْئٍ مِنَ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوْهُ بِلِسَانِ قُرَيْشٍ، فَإِنَّمَا نَزَلَ بِلِسَانِهِمْ، فَفَعَلُوْا ذٰلِكَ.

[انظر: ٤٩٨٤، ٤٩٨٧]

وضاحت: حضرت انسؓ کہتے ہیں: حضرت عثمانؓ نے چار آدمیوں کو بلایا، ان میں سے حضرت زید انصاریؓ تھے، باقی تین قریشی تھے، اور ان کو مصاحف تیار کرنے کا حکم دیا، چنانچہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس جو قرآن محفوظ تھا اس کو منگوا کر اس کی نقلیں تیار کیں، اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تین قریشی حضرات سے فرمایا: اگر تمہارے درمیان اور زید کے درمیان قرآن کے کسی لفظ میں اختلاف ہوجائے تو قریش کی لغت کے مطابق لکھنا، اس لئے کہ قرآن انہی کی لغت میں نازل ہوا ہے، جیسے سورۃ البقرہ کی آیت ۲۴۸ میں التابوت ہے، اس کو التابوت لکھا جائے یا التابوہ، انصار التابوہ بولتے تھے، اور قریش کی لغت میں التابوت آخر میں لمبی تا کے ساتھ لکھا جاتا تھا، چنانچہ قریش کی لغت کے مطابق التابوت لکھا گیا اور یہ حدیث آگے فضائل القرآن میں دو جگہ آرہی ہے، حدیث ۴۹۸۴ میں ہے: فِي عَرَبِيَّةٍ مِنْ عَرَبِيَّةِ الْقُرْآنِ فَاكْتُبُوْهَا بِلِسَانِ قُرَيْشٍ: عربیت یعنی رسم الخط میں اختلاف ہوجائے تو اس کو قریش کے رسم الخط کے مطابق لکھا جائے۔

بَابُ نِسْبَةِ الْيَمَنِ إِلٰى إِسْمَاعِيْلَ عَلَيْهِ السَّلاَم

یمن والوں کی اسماعیل علیہ السلام کی طرف نسبت

یمن سے حجاز میں وارد ہونے والے قبائل میں قبیلہ اسلم بن أَفْصٰی ہے، یہ قبیلہ خزاعہ کا ایک بطن ہے، اور قبیلہ خزاعہ

قحطانی قبیلہ ہے، قبیلہ اسلم وبرہ میں آباد تھا، جو مدینہ کے قریب ایک سرسبز وشاداب بستی تھی۔اور حدیث پہلے گذری ہے، قبیلہ اسلم کے لوگ بازار میں تیراندازی کررہے تھے، نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: اے اسماعیل کی اولاد! تیراندازی کرو، تمہارے ابا تیرانداز تھے، اور میں فلاں جماعت کے ساتھ ہوں، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبیلہ اسلم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہے، اور وہ قبیلہ خزاعہ کی شاخ ہے اور وہ قحطانی قبیلہ ہے، پس معلوم ہوا کہ یمن کے باشندے بھی عدنانیوں کی طرح اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں۔

[٤-م] بَابُ نِسْبَةِ الْيَمَنِ إِلٰى إِسْمَاعِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَام

مِنْهُمْ أَسْلَمُ بْنُ أَفْصَى بْنِ حَارِثَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَامِرٍ: مِنْ خُزَاعَةَ.

[٣٥٠٧-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِىْ عُبَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ، قَالَ: "خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلٰى قَوْمٍ مِنْ أَسْلَمَ يَتَنَاضَلُوْنَ بِالسُّوْقِ، فَقَالَ: " ارْمُوْا بَنِىْ إِسْمَاعِيْلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِيًا، وَأَنَا مَعَ بَنِىْ فُلَانٍ، لِأَحَدِ الْفَرِيْقَيْنِ" فَأَمْسَكُوْا بِأَيْدِيْهِمْ. قَالَ: فَقَالَ: "مَالَهُمْ؟" قَالُوْا: وَكَيْفَ نَرْمِىْ وَأَنْتَ مَعَ بَنِىْ فُلَانٍ؟ قَالَ: " ارْمُوْا وَأَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ" [راجع: ٢٨٩٩]

بَابٌ

ثبوت کے بغیر نسبی نسبت جائز نہیں

پہلی حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنی نسبت اپنے باپ کے علاوہ کی طرف کرتا ہے درانحالیکہ وہ جانتا ہے (کہ وہ غلط نسبت کررہا ہے) تو اس نے اللہ کی نعمت کی ناشکری کی (حقیقی باپ کو چھوڑ کر غیر باپ کی طرف نسبت کرنا اللہ کی نعمت کا انکار ہے) اور جو شخص کسی قبیلہ میں شمولیت کا دعوی کرتا ہے درانحالیکہ اس قبیلہ کے ساتھ اس کا نسبی تعلق نہیں، تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

دوسری حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑا جھوٹ (بہتان) یہ ہے کہ آدمی اپنی نسبی نسبت اپنے باپ کے علاوہ کی طرف کرے یا اپنی آنکھ کو دکھلائے وہ جو اس نے نہیں دیکھا یعنی جھوٹا خواب بیان کرے، یا نبی ﷺ کی طرف وہ بات منسوب کرے جو آپؐ نے نہیں فرمائی۔

یہ دونوں حدیثیں مثبت پہلو سے ہیں کہ جان بوجھ کر غلط نسبت کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

تیسری حدیث: عبدالقیس کے نمائندوں نے خود کو قبیلہ ربیعہ کا فرد بتایا تھا، کیونکہ وہ بالیقین اس کو جانتے تھے، چنانچہ نبی ﷺ نے ان پر کوئی نکیر نہیں فرمائی۔

چوتھی حدیث: نبی ﷺ نے مشرق کی طرف اشارہ کرکے فرمایا: شیطان کا سینگ یہاں سے نکلے گا، یعنی مسیلمہ

کذاب کا فتنہ یہاں سے ابھرے گا، مدینہ سے مشرق میں مضر اور ربیعہ دونوں قبیلے رہتے تھے، اس لئے آپؐ نے کسی قبیلہ کا نام نہیں لیا، پس اگر کسی علاقہ میں مختلف قبائل آباد ہوں اور تعیین مشکل ہو تو علاقہ کا نام لیا جائے، کسی خاص قبیلہ کی طرف نسبت نہ کی جائے۔

[٥-] بَابٌ

[٣٥٠٨-] حدثنا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ يَحْيىَ بْنُ يَعْمُرَ، أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ الدُّؤَلِيَّ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ: أَنَّـهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، يَقُوْلُ: " لَيْسَ مِنْ رَجُلٍ ادَّعَى لِغَيْرِ أَبِيْهِ وَهُوَ يَعْلَمُهُ إِلَّا كَفَرَ بِاللّٰهِ، وَمَنِ ادَّعَى قَوْمًا لَيْسَ لَهُ فِيْهِمْ نَسَبٌ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ"[انظر: ٦٠٤٥]

[٣٥٠٩-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النَّصْرِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" إِنَّ مِنْ أَعْظَمِ الْفِرَاءِ أَنْ يَدَّعِيَ الرَّجُلُ إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ، أَوْ يُرِيَ عَيْنَهُ مَالَمْ تَرَ، أَوْ يَقُوْلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَالَمْ يَقُلْ"

[٣٥١٠-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا هٰذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيْعَةَ، قَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ، فَلَسْنَا نَخْلُصُ إِلَيْكَ إِلَّا فِيْ كُلِّ شَهْرٍ حَرَامٍ، فَلَوْ أَمَرْتَنَا بِأَمْرٍ نَأْخُذُهُ عَنْكَ وَنُبَلِّغُهُ مَنْ وَرَاءَ نَا، قَالَ:" آمُرُكُمْ بِأَرْبَعَةٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعَةٍ: الإِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَشَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَإِقَامُ الصَّلاَةِ، وَإِيْتَاءُ الزَّكَاةِ، وَأَنْ تُؤَدُّوْا إِلَى اللّٰهِ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ، وَأَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالنَّقِيْرِ، وَالْمُزَفَّتِ"[راجع: ٥٣]

[٣٥١١-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ:"أَلَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَاهُنَا" يُشِيْرُ إِلَى الْمَشْرِقِ-"مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ" [راجع: ٣١٠٤]

بَابُ ذِكْرِ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ وَأَشْجَعَ

پانچ مضری قبائل کا تذکرہ

اسلم بن اَفصی، غفار بن مُلیل، مزینہ، جہینہ اور اشجع: پانچوں مضری قبائل ہیں اور مضر: عدنان کی شاخ ہے، اور پہلی

حدیث ابھی گذری ہے کہ قریش وغیرہ قبائل نبی ﷺ کے مددگار ہیں، اور اللہ اور اس کے رسول کے علاوہ ان کا کوئی ناصر ومددگار نہیں۔ اور دوسری حدیث میں نبی ﷺ نے قبیلۂ غفار کے لئے دعا کی ہے کہ اللہ اس کی بخشش فرمائیں، یہ قبیلہ زمانۂ جاہلیت میں حاجیوں کا سامان چرایا کرتا تھا، اس لئے آپؐ نے ان کو یہ دعا دی، اور اسلم قبیلہ کو دعا دی: سَالَمَهَا اللّٰهُ: اللہ اس کی حفاظت فرمائیں! اور عُصَیّہ قبیلہ جس نے بیر معونہ میں ستر قراء کو شہید کیا تھا ان کے بارے میں فرمایا: اس نے اللہ کی اور اللہ کے رسول کی نافرمانی کی، اور تیسری حدیث میں بھی اسلم اور غفار کے لئے دعا ہے۔

پھر بعد کی تین حدیثوں میں ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو تفصیل سے مسلم شریف میں ہے (حدیث ۲۵۲۲ کتاب فضائل الصحابة حدیث ۱۹۳) حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اقرع بن حابس تمیمیؓ نبی ﷺ کی خدمت میں آئے اور انھوں نے کہا: آپؐ سے حاجیوں کا سامان چرانے والے قبائل: اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ نے بیعت کی (اقرعؓ نے ان قبائل پر نقد کیا) پس آپؐ نے فرمایا: بتلاؤ! اگر اسلم، غفار، مزینہ اور جہینہ بہتر ہوں بنوتمیم، بنوعامر، اسد اور غطفان سے تو یہ قبائل گھاٹے میں رہیں گے یا نہیں؟ اقرعؓ نے کہا: ہاں، آپؐ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! بیشک وہ قبائل اِن سے بہت بہتر ہیں۔

[٦-] بَابُ ذِكْرِ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ وَأَشْجَعَ

[٣٥١٢-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ وَجُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَغِفَارُ وَأَشْجَعُ مَوَالِيَّ، لَيْسَ لَهُمْ مَوْلًى دُوْنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ" [راجع: ٣٥٠٤]

[٣٥١٣-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ غُرَيْرٍ الزُّهْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ عَلَى الْمِنْبَرِ: "غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا! وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ! وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ"

[٣٥١٤-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "أَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ، وَغِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا"

[٣٥١٥-] حدثنا قَبِيْصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ جُهَيْنَةُ وَمُزَيْنَةُ وَأَسْلَمُ وَغِفَارُ خَيْرًا مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ وَبَنِيْ أَسَدٍ وَمِنْ بَنِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَطَفَانَ، وَمِنْ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ؟ فَقَالَ رَجُلٌ: خَابُوْا وَخَسِرُوْا! فَقَالَ: "هُمْ خَيْرٌ مِنْ بَنِيْ

تَمِيْمٍ، وَمِنْ بَنِيْ أَسَدٍ، وَمِنْ بَنِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَطَفَانَ، وَمِنْ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ"[انظر: ٣٥١٦، ٦٦٣٥]

[٣٥١٦-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ يَعْقُوْبَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِيْ بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ الْأَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ قَالَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: إِنَّمَا بَايَعَكَ سُرَّاقُ الْحَجِيْجِ مِنْ أَسْلَمَ وَغِفَارَ وَمُزَيْنَةَ - وَأَحْسِبُهُ: وَجُهَيْنَةَ، ابْنُ أَبِيْ يَعْقُوْبَ شَكَّ - قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَمُزَيْنَةُ - وَأَحْسِبُهُ، وَجُهَيْنَةُ- خَيْرًا مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ وَبَنِيْ عَامِرٍ وَأَسَدٍ وَغَطْفَانَ، خَابُوْا وَخَسِرُوْا!" قَالَ: نَعَمْ، قَالَ:" وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! إِنَّهُمْ لَأَخْيَرُ مِنْهُمْ"[راجع: ٣٥١٥]

[٣٥١٦م-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ:" أَسْلَمُ وَغِفَارُ وَشَيْئٌ مِنْ مُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ - أَوْ قَالَ:- شَيْئٌ مِنْ جُهَيْنَةَ أَوْ مُزَيْنَةَ خَيْرٌ عِنْدَ اللّٰهِ - أَوْ قَالَ: يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مِنْ أَسَدٍ وَتَمِيْمٍ وَهَوَازِنَ وَغَطَفَانَ"

بَابُ ذِكْرِ قَحْطَانَ

قحطان کا تذکرہ

قحطان یمن والوں کے جدامجد ہیں اور وہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔اور حدیث ابھی گذری ہے کہ قیامت سے پہلے قبیلہ قحطان کا ایک آدمی ابھرے گا اور لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے گا، یہی تغلّب ہے، یعنی زبردستی بادشاہ بن جائے گا، آج کل ووٹ کی کثرت سے جو حکومت بنتی ہے وہ بھی تغلّب کی ایک صورت ہے، اور ایسا تغلّب اگر کوئی عورت حاصل کرلے تو وہ بھی سربراہِ اعظم بن جائے گی، اس کے احکام نافذ ہونگے اور اس کی اطاعت ضروری ہوگی۔

[٧-] بَابُ ذِكْرِ قَحْطَانَ

[٣٥١٧-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ يَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ"[انظر: ٧١١٧]

بَابُ مَا يُنْهَى عَنْهُ مِنْ دَعْوَةِ الْجَاهِلِيَّةِ

جاہلی نعرے ممنوع ہیں

کتاب المناقب کے پہلے باب کا دوسرا جزء تھا: وَمَا يُنْهَى مِنْ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ: اس کا تذکرہ اب شروع کرتے ہیں،

فرماتے ہیں: عصبیت والے نعروں کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں، انسانوں کی قوموں اور قبائل میں تقسیم جان پہچان کے لئے ہے اور بس، اور باب میں دو حدیثیں ہیں۔

[۸-] بَابُ مَا يُنْهَى عَنْهُ مِنْ دَعْوَةِ الْجَاهِلِيَّةِ

[۳۵۱۸-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا، يَقُوْلُ: غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَقَدْ ثَابَ مَعَهُ نَاسٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ حَتَّى كَثُرُوْا، وَكَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَجُلٌ لَعَّابٌ، فَكَسَعَ أَنْصَارِيًّا، فَغَضِبَ الْأَنْصَارِيُّ غَضَبًا شَدِيْدًا حَتَّى تَدَاعَوْا، وَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: يَا لَلْأَنْصَارِ! وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ: يَا لَلْمُهَاجِرِيْنَ! فَخَرَجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ:" مَابَالُ دَعْوَى أَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ؟" ثُمَّ قَالَ:" مَا شَأْنُهُمْ؟" فَأُخْبِرَ بِكَسْعَةِ الْمُهَاجِرِيِّ الْأَنْصَارِيَّ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" دَعُوْهَا فَإِنَّهَا خَبِيْثَةٌ" وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ: أَقَدْ تَدَاعَوْا عَلَيْنَا، لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ، فَقَالَ عُمَرُ: أَلَا نَقْتُلُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ هٰذَا الْخَبِيْثَ؟ يَعْنِيْ عَبْدَ اللّٰهِ. فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّهُ كَانَ يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ"[انظر: ۴۹۰۵، ۴۹۰۷]

[۳۵۱۹-] حدثنا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَعَنْ سُفْيَانَ، عَنْ زُبَيْدٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ"[راجع: ۱۲۹۴]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم ایک غزوہ (غزوۂ مریسیع) میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور لوٹے آپؐ کے ساتھ بہت سے مہاجرین یعنی لشکر میں مہاجرین کی تعداد زیادہ تھی، اور مہاجرین میں ایک تفریح باز آدمی تھا، اس نے ایک انصاری کی سرین پر ہاتھ یا لات ماری، پس انصاری بہت زیادہ غصہ ہوا، یہاں تک کہ اس نے (اپنے قبیلہ کو) مدد کے لئے پکارا: او انصار! مدد کو دوڑو! اور مہاجری نے پکارا! او مہاجرو! مدد کو دوڑو! پس نبی ﷺ (خیمہ سے) باہر نکلے اور پوچھا: یہ جاہلیت کا نعرہ کیسا ہے؟ پھر پوچھا: کیا قصہ ہے؟ پس آپؐ کو مہاجری کے انصار کی سرین پر ہاتھ یا لات مارنے کی بات بتائی گئی، پس نبی ﷺ نے فرمایا: اس نعرہ کو چھوڑو، یہ گندہ نعرہ ہے، اور عبداللہ بن ابی ابن سلول نے کہا: کیا انھوں نے ہمارے مقابلہ پر مدد کے لئے پکارا؟ اگر ہم مدینہ لوٹے تو نہایت عزت والا ضرور نہایت ذلیل کو مدینہ سے نکال دے گا، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا ہم اس خبیث کو یعنی عبداللہ کو قتل نہ کردیں اے اللہ کے نبی! آپؐ نے فرمایا: نہیں، لوگ باتیں

کریں گے کہ محمدؐ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں یعنی رہتی دنیا تک لوگ پروپیگنڈہ کریں گے کہ محمدؐ نے تو اپنے ساتھیوں کو بھی نہیں چھوڑا، ان کو بھی قتل کیا، پس ایسے غلط پروپیگنڈہ کا موقع لوگوں کو نہیں دینا چاہئے۔

اور دوسری حدیث کتاب الجنائز (باب ۳۵) میں گذر چکی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ہم میں سے نہیں جو رخسار پیٹے (عربوں کا طریقہ رخسار پیٹنے کا تھا، ہمارے یہاں سینہ کوبی کرتے ہیں) اور گریبان پھاڑے اور جاہلیت والی پکاریں پکارے (یہ جزء باب سے متعلق ہے)

بَابُ قِصَّةِ خُزَاعَةَ

قبیلہ خزاعہ کا واقعہ

پہلی حدیث میں ہے کہ قبیلہ خزاعہ کا جدامجد عمرو بن لحی ہے، یہ قبیلہ قحطانی ہے اور ایک رائے یہ ہے کہ عدنانی ہے، یہ قبیلہ مکہ اور مدینہ کے درمیان آباد تھا، تین سو سال تک یہ قبیلہ بیت اللہ پر قابض رہا ہے، اور سورۃ المائدہ آیت ۱۰۳ میں ہے: ﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَلاَ سَائِبَةٍ وَلاَ وَصِيْلَةٍ وَلاَ حَامٍ﴾: اللہ تعالیٰ نے نہ بحیرہ کو مشروع کیا نہ سائبہ کو، نہ وصیلہ کو اور نہ حامی کو۔

بحیرہ: وہ جانور ہے جس کا دودھ بتوں کے نام پر روک لیتے تھے، اس کو کوئی نہیں دوہتا تھا۔ اور سائبہ: وہ جانور ہے جس کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اس سے کوئی کام نہیں لیتے تھے، جیسے ہمارے ملک میں بعض لوگ سانڈ چھوڑ دیتے ہیں۔ اور وصیلہ: وہ اونٹنی ہے جو پہلی بار مادہ بچہ جنے، پھر دوسری بار بھی مادہ بچہ جنے، درمیان میں نر بچہ نہ جنے، اس کو بھی بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے۔ اور حامی: وہ نر اونٹ ہے جو خاص شمار سے جفتی کر چکا ہو، اس کو بھی بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے۔ بحیرہ اور سائبہ کی یہ تفسیر حضرت سعید بن المسیبؒ نے کی ہے، اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: عمرو بن عامر خزاعی وہ پہلا شخص ہے جس نے سائبہ جانور چھوڑنے کا رواج ڈالا اور اسی نے عرب میں بت پرستی کا رواج ڈالا، نبی ﷺ نے اس کو جہنم میں دیکھا، اس کی آنتیں پیچھے سے نکل کر ڈھیر ہوئی ہوئی تھیں، اور وہ تیلی کے بیل کی طرح آنتوں کے گرد گھوم رہا تھا۔

ملحوظہ: یہاں حدیث میں عمرو بن عامر خزاعی ہے اور پہلے (حدیث ۱۲۱۲ میں) عمرو بن لحی ہے، حاشیہ میں تطبیق یہ دی ہے کہ دونوں ایک ہیں، عامر اس کے باپ کا نام ہے اور لحی اوپر کے کسی دادا کا، اور قُصْب کے معنی ہیں: آنت، جمع أقصاب۔

[۹-] بَابُ قِصَّةِ خُزَاعَةَ

[۳۵۲۰-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ أَبِي حَصِيْنٍ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "عَمْرُو بْنُ لُحَيِّ بْنِ

قَمَعَةَ بْنِ خِنْدِفَ: أَبُوْ خُزَاعَةَ"

[۳۵۲۱-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: الْبَحِيْرَةُ: الَّتِيْ يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيْتِ، وَلاَ يَحْلِبُهَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ، وَالسَّائِبَةُ: الَّتِيْ كَانُوْا يُسَيِّبُوْنَهَا لِآلِهَتِهِمْ، فَلاَ يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْئٌ قَالَ: وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "رَأَيْتُ عَمْرَو ابْنَ عَامِرِ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ"[انظر: ۴۶۲۳]

بَابُ قِصَّةِ زَمْزَمَ وَفِيْهِ إِسْلاَمُ أَبِيْ ذَرٍّ

زم زم اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے اسلام کا واقعہ

یہاں بخاری کے نسخے بہت مختلف ہیں، اور باب کی حدیث میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے اسلام کا واقعہ ہے اور ان کے زم زم کے پانی پر اکتفا کرنے کا ذکر ہے، حضرت ابوذرؓ کنانہ بن خزیمہ کی شاخ غفار سے تعلق رکھتے تھے، یمن کے رہنے والے تھے، بہت قدیم الاسلام ہیں، پانچویں مسلمان ہیں، وفات ربذہ میں ۳۲ ہجری میں ہوئی۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ابو جمرہ رحمہ اللہ کو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کا واقعہ سنایا، ابوذرؓ کہتے ہیں: میرا تعلق قبیلہ غفار سے تھا، مجھے اطلاع ملی کہ مکہ میں ایک صاحب پیدا ہوئے ہیں جو نبوت کا دعوی کرتے ہیں، میں نے اپنے بھائی اُنیس سے کہا: ان کے پاس جاؤ اور ان سے باتیں کرو، اور میرے پاس ان کے حالات کی خبر لاؤ، چنانچہ وہ گئے، ان سے ملاقات کی اور واپس آئے، میں نے پوچھا: کیا خبر لائے؟ انھوں نے کہا: میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو بھلائی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے، میں نے اس سے کہا: آپ میرے پاس تشفی بخش خبر نہیں لائے، پس میں نے توشہ دان لیا اور لاٹھی اٹھائی، اور میں مکہ پہنچا، میں نبی ﷺ کو نہیں پہچانتا تھا، اور آپؐ کے بارے میں کسی سے پوچھنا بھی نہیں چاہتا تھا، میں زم زم کا پانی پیتا تھا اور مسجدِ حرام میں رہتا تھا، ابوذرؓ کہتے ہیں: پس میرے پاس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ گذرے، انھوں نے کہا: گویا آپ مسافر ہیں، میں نے کہا: ہاں، انھوں نے کہا: گھر چلئے، میں ان کے ساتھ چلا، انھوں نے مجھ سے کچھ نہیں پوچھا اور میں نے بھی ان کو کچھ نہیں بتایا، جب صبح ہوئی تو میں مسجد میں آ گیا، تاکہ میں نبی ﷺ کے بارے میں پوچھوں اور مجھے کوئی ان کے بارے میں کچھ نہیں بتلاتا تھا، ابوذرؓ کہتے ہیں: پس میرے پاس سے علی رضی اللہ عنہ گذرے، اور انھوں نے کہا: آدمی کے لئے وقت نہیں آیا کہ وہ اپنا ٹھکانہ پہچانے؟ میں نے کہا: نہیں، انھوں نے کہا: میرے ساتھ چلئے، پھر انھوں نے مجھ سے پوچھا: آپ کا کیا معاملہ ہے؟ اور آپ کو کیا بات اس شہر میں لائی ہے؟ میں نے ان سے کہا: اگر آپ میری بات راز میں رکھیں تو میں آپ کو بتلاؤں، انھوں نے کہا: میں راز میں رکھوں گا، میں نے ان سے کہا: ہمیں خبر ملی ہے کہ یہاں ایک صاحب پیدا ہوئے ہیں جو نبوت کا دعوی کرتے ہیں، میں نے اپنے بھائی کو بھیجا تا کہ وہ ان سے

بات کرے، وہ واپس آیا اور میرے لئے کوئی تشفی بخش خبر نہیں لایا، پس میں نے چاہا کہ میں خود ان سے ملاقات کروں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: سنو! بیشک آپ راہِ راست دکھائے گئے، یہ میرا ان کی طرف چہرہ ہے یعنی میں ان کے پاس جا رہا ہوں پس آپ میری پیروی کریں اور جہاں میں جاؤں وہاں آپ بھی جائیں، اگر میں کسی کو دیکھوں گا جس کا آپ پر خطرہ محسوس کروں گا تو میں دیوار کی طرف کھڑا ہو جاؤں گا، گویا میں اپنا چپل ٹھیک کر رہا ہوں، اور آپ چلتے رہیں، پس علیؓ چلے اور میں بھی ان کے ساتھ چلا، یہاں تک کہ وہ نبی ﷺ کے پاس پہنچے اور میں بھی ان کے پاس پہنچا، میں نے آپؐ سے عرض کیا: میرے سامنے اسلام پیش کیجئے، یعنی مجھے اسلام سمجھائے، آپؐ نے اس کو پیش کیا، میں اسی وقت مسلمان ہو گیا، آپؐ نے مجھ سے فرمایا: ابوذر! اس معاملہ کو راز میں رکھو، اور اپنے وطن لوٹ جاؤ، اور جب تمہیں ہمارے غلبہ کی خبر ملے تو آجانا، میں نے عرض کیا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو دین حق کے ساتھ بھیجا ہے ضرور یہ بات چلا کر کہوں گا لوگوں کے سامنے، پس وہ مسجد میں آئے، مسجد میں قریش تھے، انھوں نے کہا: اے قریشیو! میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، پس لوگوں نے کہا: اس بددین کی پٹائی کرو، پس وہ اٹھے، اور میں مارا گیا تاکہ میں مر جاؤں، یعنی ان لوگوں نے مجھے ادھ مرا کر دیا، پس مجھے عباسؓ نے بچایا، وہ مجھ پر جھک گئے، وہ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا: تمہارا ناس ہو! قبیلہ غفار کے آدمی کو مار ڈالو گے، اور تمہاری تجارت کی راہ اور تمہارا گذرنا غفار قبیلہ پر ہے، پس وہ مجھ سے رک گئے، پھر ایسا ہوا کہ میں اگلی صبح کو لوٹا اور ویسی ہی بات کہی جیسی گذشتہ کل کہی تھی، ان لوگوں نے کہا: اس بددین کو مارو، چنانچہ میرے ساتھ ویسا ہی کیا گیا جیسا گذشتہ کل کیا گیا تھا، پھر مجھے عباس رضی اللہ عنہ نے پایا اور وہ مجھ پر جھک گئے اور انھوں نے ویسی ہی بات کہی جیسی گذشتہ کل کہی تھی، ابن عباسؓ نے فرمایا: یہ ابو ذر رضی اللہ عنہ کے اسلام کا ابتدائی واقعہ ہے۔

ملحوظہ: آگے مناقب الانصار میں (باب۳۳) باب إسلام أبی ذر آرہا ہے، اور وہاں بھی یہی حدیث آرہی ہے، پس یہ باب یہاں بے موقع ہے، رہا زمزم کا قصہ تو وہ اس باب میں مذکور نہیں، اس باب میں صرف اتنی بات ہے کہ حضرت ابوذرؓ نے کئی دن زمزم پر گذارہ کیا۔

[۱۰و۱۱-] بَابُ قِصَّةِ إِسْلَامِ أَبِیْ ذَرٍّ، وَبَابُ قِصَّةِ زَمْزَمَ

[۳۵۲۲-] حدثنا زَیْدُ بْنُ أَخْزَمَ: قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ قُتَیْبَةَ، سَلْمُ بْنُ قُتَیْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ مُثَنَّی بْنُ سَعِیْدٍ الْقَصِیْرُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ أَبُوْ جَمْرَةَ، قَالَ: قَالَ لَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِإِسْلَامِ أَبِیْ ذَرٍّ؟ قَالَ: قُلْنَا، بَلٰی، قَالَ: قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ: كُنْتُ رَجُلًا مِنْ غِفَارٍ، فَبَلَغَنَا أَنَّ رَجُلًا قَدْ خَرَجَ بِمَكَّةَ یَزْعُمُ أَنَّـهُ نَبِیٌّ، فَقُلْتُ لِأَخِیْ: انْطَلِقْ إِلٰی هٰذَا الرَّجُلِ وَكَلِّمْهُ وَائْتِنِیْ بِخَبَرِهِ، فَانْطَلَقَ فَلَقِیَهُ ثُمَّ رَجَعَ فَقُلْتُ: مَا عِنْدَكَ؟ فَقَالَ:

وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَجُلًا يَأْمُرُ بِالْخَيْرِ، وَيَنْهَى عَنِ الشَّرِّ، فَقُلْتُ لَهُ: لَمْ تَشْفِنِيْ مِنَ الْخَبَرِ، فَأَخَذْتُ جِرَابًا وَعَصًا، ثُمَّ أَقْبَلْتُ إِلٰى مَكَّةَ، فَجَعَلْتُ لاَ أَعْرِفُهُ وَأَكْرَهُ أَنْ أَسْأَلَ عَنْهُ، وَأَشْرَبُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ، وَأَكُوْنُ فِي الْمَسْجِدِ، قَالَ: فَمَرَّ بِيْ عَلِيٌّ فَقَالَ: كَأَنَّ الرَّجُلَ غَرِيْبٌ؟ قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، فقَالَ: فَانْطَلَقَ إِلٰى الْمَنْزِلِ، قَالَ: فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ لاَ يَسْأَلُنِيْ عَنْ شَيْئٍ وَلاَ أُخْبِرُهُ. فَلَمَّا أَصْبَحْتُ غَدَوْتُ إِلٰى الْمَسْجِدِ لِأَسْأَلَ عَنْهُ، وَلَيْسَ أَحَدٌ يُخْبِرُنِيْ عَنْهُ بِشَيْئٍ. قَالَ: فَمَرَّ بِيْ عَلِيٌّ فَقَالَ: أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ يَعْرِفُ مَنْزِلَهُ بَعْدُ؟ قَالَ: قُلْتُ لاَ، قَالَ: فَانْطَلِقْ مَعِيْ، قَالَ: فَقَالَ: مَا أَمْرُكَ؟ وَمَا أَقْدَمَكَ هٰذِهِ الْبَلْدَةَ؟ قَالَ: قُلْتُ لَهُ، إِنْ كَتَمْتَ عَلَيَّ أَخْبَرْتُكَ، قَالَ: فَإِنِّيْ أَفْعَلُ، قَالَ: قُلْتُ لَهُ: بَلَغَنَا أَنَّهُ قَدْ خَرَجَ هَاهُنَا رَجُلٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، فَأَرْسَلْتُ أَخِيْ لِيُكَلِّمَهُ فَرَجَعَ وَلَمْ يَشْفِنِيْ مِنَ الْخَبَرِ، فَأَرَدْتُ أَنْ أَلْقَاهُ، فَقَالَ لَهُ: أَمَا إِنَّكَ قَدْ رُشِدْتَ، هٰذَا وَجْهِيْ إِلَيْهِ فَاتَّبِعْنِيْ، ادْخُلْ حَيْثُ أَدْخُلُ، فَإِنِّيْ إِنْ رَأَيْتُ أَحَدًا أَخَافُهُ عَلَيْكَ قُمْتُ إِلٰى الْحَائِطِ كَأَنِّيْ أُصْلِحُ نَعْلِيْ وَامْضِ أَنْتَ، فَمَضَى وَمَضَيْتُ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَ وَدَخَلْتُ مَعَهُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقُلْتُ لَهُ: اعْرِضْ عَلَيَّ الإِسْلاَمَ فَعَرَضَهُ، فَأَسْلَمْتُ مَكَانِيْ، فَقَالَ لِيْ: "يَا أَبَا ذَرٍّ! اكْتُمْ هٰذَا الأَمْرَ، وَارْجِعْ إِلٰى بَلَدِكَ، فَإِذَا بَلَغَكَ ظُهُوْرُنَا فَأَقْبِلْ" فَقُلْتُ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ، فَجَاءَ إِلٰى الْمَسْجِدِ وَقُرَيْشٌ فِيْهِ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، إِنِّيْ أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، فَقَالُوْا: قُوْمُوْا إِلٰى هٰذَا الصَّابِئِ، فَقَامُوْا فَضُرِبْتُ لِأَمُوْتَ، فَأَدْرَكَنِيْ الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيَّ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: وَيْلَكُمْ! تَقْتُلُوْنَ رَجُلاً مِنْ غِفَارٍ وَمَتْجَرُكُمْ وَمَمَرُّكُمْ عَلٰى غِفَارٍ؟ فَأَقْلَعُوْا عَنِّيْ، فَلَمَّا أَنْ أَصْبَحْتُ الْغَدَ رَجَعْتُ فَقُلْتُ مِثْلَ مَا قُلْتُ بِالأَمْسِ، فَقَالُوْا: قُوْمُوْا إِلٰى هٰذَا الصَّابِئِ، فَصُنِعَ مِثْلُ مَا صُنِعَ بِالأَمْسِ، فَأَدْرَكَنِيْ الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيَّ، وَقَالَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ بِالأَمْسِ، قَالَ: فَكَانَ هٰذَا أَوَّلَ إِسْلاَمِ أَبِيْ ذَرٍّ. [انظر: ٣٨٦١]

بَابُ جَهْلِ الْعَرَبِ

عربوں کی جہالت

یہ باب ایک سوال مقدر کے جواب میں لائے ہیں، پہلے دو باتیں جان لیں:

ا- نبی ﷺ کی بعثت اصالۃً عربوں کی طرف ہوئی ہے، دنیا کے باقی انسان عربوں کے تابع ہیں، اور یہ مضمون سورۃ الجمعہ میں ہے:

﴿هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّيْنَ رَسُوْلاً مِنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ،

وَإِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلَالٍ مُبِيْنٍ. وَآخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ، وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ، ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ﴾

ترجمہ: اللہ تعالیٰ وہی ہیں جنھوں نے عرب کے ناخواندہ لوگوں میں انہی کی قوم میں سے یعنی عربوں ہی میں سے ایک عظیم الشان رسول بھیجے، جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ کر سناتے ہیں، اور ان کو (عقائد باطلہ اور اخلاق ذمیمہ سے) پاک کرتے ہیں اور ان کو اللہ کی کتاب اور دانشمندی کی باتیں (احادیث شریفہ) سکھلاتے ہیں، درانحالیکہ وہ لوگ آپؐ (کی بعثت) سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے، اور انسانوں میں سے دوسرے لوگوں میں (بھی) بھیجا جو اب تک ان میں شامل نہیں ہوئے (آگے شامل ہوں گے) اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والے ہیں (ان کے لئے عرب وعجم کو ایک کردینا کچھ مشکل نہیں) یہ (دین) اللہ کا فضل ہے جس کو وہ چاہتے ہیں دیتے ہیں اور اللہ بڑے فضل والے ہیں۔

تفسیر: ان آیتوں میں نبی ﷺ کی امت کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے، ایک: عرب کے ناخواندہ لوگ، دوسرے: دنیا کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے عجمی لوگ، ان کو منھم انسانیت کے ناتے کہا گیا ہے، کیونکہ سب انسان ایک ماں باپ کی اولاد ہیں اور أمیین پر آخرین کا واؤ کے ذریعہ عطف کیا گیا ہے، جس میں من وجہٍ اتحاد اور من وجہٍ مغایرت ہوتی ہے، یہی اصالت اور تبعیت کا فرق ہے، اور امیوں میں کام کرنے کی ذمہ داری براہِ راست نبی ﷺ پر ڈالی گئی، چنانچہ جب مکہ فتح ہوگیا اور عربوں میں اسلام تیزی سے پھیلنا شروع ہوا تو سورۃ النصر نازل ہوئی اور آپؐ کو اطلاع دی گئی کہ آپؐ کی حیات دنیوی اختتام پذیر ہونے والی ہے، اب آپؐ اللہ سے ملنے کی تیاری کریں، اور آخرین (عجمیوں) میں کام کرنے کی ذمہ داری صحابہ پر ڈالی گئی تھی، صحابہ بھی من وجہٍ رسول (مبعوث) ہیں، متعدد احادیث میں اس کی صراحت ہے، اور تفصیل رحمۃ اللہ الواسعہ قسم اول مبحث خامس باب ۲ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت دوہری ہے، یعنی آپؐ امیوں کی طرف مبعوث ہیں پھر امی عجمیوں کی طرف مبعوث ہیں، اس لئے آپؐ کی بعثت میں آپؐ کی پہلی امت کے احوال کی رعایت رکھی گئی ہے۔

۲- ایک لاکھ سے زیادہ انبیاء ورُسل پہلے بھیجے گئے اور اس سلسلہ کی آخری کڑی نبی ﷺ کو بنایا گیا، ایسا کیوں کیا گیا؟ یہ سوال ہے اس کا جواب اس باب میں دیا ہے، اور وہ جواب یہ ہے کہ پہلے دنیا میں گمراہی اور تاریکی اتنی گھٹاٹوپ نہیں تھی کہ سب سے بڑے پیغمبر کو مبعوث کیا جاتا، ابھی تاریکی ہلکی تھی، چاند تاروں سے چھٹ سکتی تھی، اس لئے دوسرے رسول اور نبی مبعوث کئے گئے، پھر جب دنیا میں تاریکی گھٹاٹوپ ہوگئی اور کوئی امید نہ رہی کہ چاند تاروں سے روشنی پھیلے گی تو آفتاب نبوت طلوع ہوا، اور اس نے سارے جہاں کو جگمگا دیا، اب اس کی روشنی قیامت تک باقی رہے گی، اب چراغ جلانے کی ضرورت نہیں رہی، یہی خاتم النّبیین ﷺ کا دور ہے۔

اور بعثت نبوی کے وقت دنیا کی صورتِ حال کیا تھی؟ اس کا ذکر سورۃ البینہ میں ہے:

﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُنْفَكِّيْنَ حَتّٰى تَأْتِيَهُمُ الْبَيِّنَةُ ۝ رَسُوْلٌ مِنَ اللّٰهِ

یَتْلُوْا صُحُفًا مُطَهَّرَةً ○ فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ﴾

ترجمہ: اہل کتاب میں سے اور مشرکین میں سے جنھوں نے نبی ﷺ کی نبوت کا انکار کیا وہ اپنے کفر سے باز آنے والے نہیں تھے جب تک کہ ان کے پاس واضح دلیل نہ آجائے، یعنی اللہ کا عظیم الشان رسول جو پاک صحیفے پڑھ کر سنائے، جن میں قیمتی مضامین ہوں، یعنی کفار کا کفر ایسا شدید تھا اور وہ ایسے جہل میں مبتلا تھے کہ بغیر رسولِ عظیم کی بعثت کے ان کے راہ پر آنے کی کوئی صورت نہیں رہی تھی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے حجت تام کرنے کے لئے خاتم النّبیین ﷺ کو قرآن دے کر مبعوث فرمایا۔

اور اہل کتاب کا حال یہ تھا:

﴿ وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ أُوْتُوْا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَ تْهُمُ الْبَيِّنَةُ ○ وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوْا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ○ حُنَفَاءَ وَيُقِيْمُوْا الصَّلاَ ةَ وَيُؤْتُوْا الزَّكَاةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ﴾

ترجمہ: اور جو لوگ اہل کتاب تھے وہ واضح دلیل کے آنے کے بعد مختلف ہوگئے، یعنی انھوں نے خاتم النّبیین ﷺ کو نبی ماننے سے انکار کردیا، حالانکہ ان لوگوں (ان کی کتابوں میں) یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ اللہ کی اس طرح عبادت کریں کہ عبادت اسی کے لئے خاص ہو، اور وہ تمام ادیان باطلہ سے یکسو ہوجائیں، اور نماز کی پابندی کریں اور زکوٰۃ دیا کریں، یہی سیدھا دین ہے۔

غرض اہلِ کتاب ضد پر اتر آئے، وہ اپنے باطل دین سے کسی طرح ہٹنے والے نہیں تھے، یہ لوگوں کے عقائد کی خرابی تھی اور عملی صورت حال وہ تھی جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کی ہے کہ اگر تم عربوں کی جہالت کا نقشہ دیکھنا چاہو تو سورۃ الانعام کی آیت ۱۴۰ پڑھو:

﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَحَرَّمُوْا مَارَزَقَهُمُ اللّٰهُ افْتِرَاءً عَلَى اللّٰهِ، قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ﴾

ترجمہ: بالیقین خرابی میں پڑ گئے وہ لوگ جنھوں نے اپنی اولاد کو حماقت سے کسی علم کے بغیر قتل کر ڈالا، اور جو حلال چیزیں ان کو اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے کے لئے دی تھیں ان کو حرام کرلیا، اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھتے ہوئے، بالیقین وہ لوگ گمراہی میں پڑ گئے، اور وہ راہ پر چلنے والے نہیں تھے۔

تفسیر: غربت اور شرم کے ڈر سے اولاد کا قتل ایک ایسی جہالت ہے جس سے بڑی کوئی جہالت نہیں ہوسکتی، انسان یہ حماقت اسی وقت کرسکتا ہے جب خود کو رازق سمجھے، اور دوسری جہالت ان کی یہ تھی کہ وہ کہتے تھے کہ یہ کھیت اور یہ مویشی حرام ہیں، حالانکہ غلہ اور جانور حرام نہیں تھے، انھوں نے خود پر ان کو حرام کرلیا تھا۔

غرض عربوں کی جہالت آخری درجہ تک پہنچی ہوئی تھی، ان کی اصلاح کی کوئی امید اس کے سوا باقی نہیں رہی تھی کہ ان

میں اللہ کے سب سے بڑے رسول بھیجے جائیں جو خود ہدایت کی کھلی دلیل ہوں، پھر وہ خالی نہ آئیں بلکہ اللہ کی سب سے بڑی کتاب ساتھ لے کر آئیں، جس میں قیمتیں مضامین ہوں، تبھی اصلاح کی امید کی جاسکتی تھی، چنانچہ:

اتر کر حراء سے سوئے قوم آیا ❁ اور ایک نسخہ کیمیا ساتھ لایا

[۱۲-] بَابُ جَهْلِ الْعَرَبِ

[٣٥٢٤-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ، ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِذَا سَرَّكَ أَنْ تَعْلَمَ جَهْلَ الْعَرَبِ فَاقْرَأْ مَا فَوْقَ الثَّلَاثِيْنَ وَمِائَةٍ فِيْ سُوْرَةِ الْأَنْعَامِ﴿ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْا أَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ﴾ إِلَى قَوْلِهِ:﴿ قَدْ ضَلُّوْا وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ﴾

ترجمہ: ابن عباسؓ نے فرمایا: اگر تجھے خوشی ہو کہ تو عربوں کی جہالت کو جانے تو پڑھ وہ آیتیں جو سورۃ الانعام میں آیت ۱۳۰ کے اوپر ہیں (جن میں سے آخری آیت)﴿قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْا﴾ ہے، یہ پورا رکوع پڑھو گے تو عربوں کی جہالت کا نقشہ سامنے آجائے گا، اور اس کا خلاصہ اس آخری آیت میں ہے اور وہ دو باتیں ہیں: ایک: جہالت وحماقت سے اولاد کو قتل کرنا، دوسری: جس رزق کو اللہ نے حلال کیا ہے اس کو حرام ٹھہرانا۔

بَابُ مَنِ انْتَسَبَ إِلَى آبَائِهِ فِي الْإِسْلَامِ وَالْجَاهِلِيَّةِ

مسلم اور غیر مسلم آباء کی طرف نسبت کرنا

انتساب: (باب افتعال) نسبت کرنا، مسلمان آباء کی طرف نسبت کرنا تو جائز ہے، غیر مسلم آباء کی طرف نسبت کرنا بھی جائز ہے، نبی ﷺ نے جد امجد عبد المطلب کی طرف اپنی نسبت کی ہے اور جب سورۃ الشوری کی آیت ۲۱۴ نازل ہوئی: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾: اور آپؐ اپنے نزدیک کے کنبہ کو ڈرائیے، تو آپؐ نے قریش کے خاندانوں کو پکار کر جمع کیا، اور شرک پر عذابِ الٰہی سے ڈرایا، آپؐ نے جو قبائل کو پکارا تھا تو ان کے جاہلی آباء کی طرف نسبت کی تھی، اور حدیثیں سب پہلے گذر چکی ہیں، اور جن لوگوں نے جاہلی آباء کی طرف نسبت کو ناپسند کیا ہے اس کا مصداق بڑائی جتانے کے لئے نسبت کرنا ہے، مثلاً کوئی کہے کہ میں راج پوت ہوں یعنی راجہ کا لڑکا ہوں، شاہ زادہ ہوں تو یہ نسبت مکروہ ہے، لیکن اگر محض تعارف مقصود ہو تو جائز ہے۔

[۱۳-] بَابُ مَنِ انْتَسَبَ إِلَى آبَائِهِ فِي الْإِسْلَامِ وَالْجَاهِلِيَّةِ

[۱-] وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ، وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ الْكَرِيْمَ بْنَ الْكَرِيْمِ

ابْنِ الْكَرِيْمِ: يُوْسُفُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ"

[۲-] وَقَالَ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم:" أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ"

[۳۵۲۵-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: ثَنَا أَبِيْ، ثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: ثَنِيْ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ جَعَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُنَادِيْ:" يَا بَنِيْ فِهْرٍ، يَا بَنِيْ عَدِيٍّ" بِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ.[راجع: ۱۳۹۴]

[۳۵۲۶-] وَقَالَ لَنَا قَبِيْصَةُ: ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ﴾ جَعَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَدْعُوْهُمْ قَبَائِلَ قَبَائِلَ.[راجع: ۱۳۹۴]

[۳۵۲۷-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، أَنَا شُعَيْبٌ، ثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ اشْتَرُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ، يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اشْتَرُوْا أَنْفُسَكُمْ مِنَ اللّٰهِ، يَا أُمَّ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ اشْتَرِيَا أَنْفُسَكُمَا مِنَ اللّٰهِ، لَا أَمْلِكُ لَكُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا. سَلَانِيْ مِنْ مَالِيْ مَا شِئْتُمَا"[راجع: ۲۷۵۳]

قوله: ببطون قريش: کُشمیھنی کے نسخہ میں لِبُطُوْنِ قریش ہے، پس باء بمعنی لام ہے۔

بَابٌ: ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ وَمَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ

بھانجا اور مولیٰ (آزاد کردہ) قوم کا فرد ہیں

ضروری نہیں کہ بہن خاندان میں بیاہی ہو، غیر خاندان میں بھی نکاح ہوسکتا ہے، مگر اس کا لڑکا یعنی بھانجا قوم میں شمار ہوتا ہے، اسی طرح جو غلام آزاد کیا جاتا ہے وہ بھی مولیٰ کی قوم میں شمار ہوتا ہے، مگر یہ شمولیت حقیقی نہیں ادّعائی ہے، یعنی واقعی بات نہیں ہے۔

اور باب میں یہ حدیث ہے کہ حنین کی غنیمت کی تقسیم کے وقت انصار کے جوانوں کو شکایت ہوئی، نبی ﷺ نے حکم دیا: انصار کو ایک خیمہ میں جمع کیا جائے، آپؐ تشریف لائے اور پوچھا: یہاں کوئی اور تو نہیں ہے؟ انصار نے کہا: نہیں، ہاں ہمارا ایک بھانجا نعمان بن مقرنؓ ہے جو انصار کے خاندان کا نہیں، آپؐ نے فرمایا: قوم کا بھانجا قوم میں شمار ہوتا ہے، چنانچہ حضرت نعمانؓ بیٹھے رہے، پھر آپؐ نے انصار کو خطاب فرمایا۔ اور مولیٰ کے بارے میں روایت آگے (حدیث ۶۷۶۱) آئے گی کہ مولی القوم من أنفسهم: آزاد کردہ کا شمار آزاد کرنے والے کے خاندان میں ہوتا ہے، یہ بھی ادّعائی شمولیت ہے اور اس باب کا مقصد قوم کا دائرہ وسیع کرنا ہے، جیسے ہمارے عرف میں داماد کو قوم میں شمار کرتے ہیں، یہ شمولیت بھی ادّعائی ہے، اور

اسی بنیاد پر کہا گیا ہے کہ عرب کے ہر خاندان میں نبی ﷺ کی رشتہ داری تھی۔

[١٤-] بَابٌ: ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ وَمَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ

[٣٥٢٨-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: دَعَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الْأَنْصَارَ خَاصَّةً فَقَالَ: " هَلْ فِيْكُمْ أَحَدٌ مِنْ غَيْرِكُمْ؟" قَالُوْا: لاَ، إِلَّا ابْنُ أُخْتٍ لَنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ"[راجع: ٣١٤٦]

بَابُ قِصَّةِ الْحَبَشِ وَقَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " يَابَنِيْ أَرْفِدَةَ!"

آزاد کردہ غلام باندی کی اولاد بھی قوم میں شامل ہے

جس طرح آزاد کردہ غلام باندی ادعاءً قوم میں شمار کئے جاتے ہیں ان کی اولاد بھی قوم میں شمار کی جاتی ہے اور صرف آزاد کردہ غلام کی اولاد نہیں، آزاد کردہ باندی کی اولاد بھی قوم میں شمار کی جاتی ہے، اور روایتیں پہلے **کتاب الجمعة والعیدین** میں گذر چکی ہیں، ایک عید کے موقع پر حبشہ والے چھوٹے نیزے اور چھوٹی ڈھال کا کھیل کھیل رہے تھے، نبی ﷺ نے ان کو ارفدہ (باندیوں) کی اولاد فرمایا، حبشہ والے حَبَش بن کَوش بن حام بن نوح کی اولاد تھے، اور ارفدۃ کے معنی باندی کے ہیں، فتح الباری میں یہ قول بھی ہے: عید کے دن جو حبشہ والے جنگی مشق کر رہے تھے وہ حبشہ والوں کی آزاد کردہ کسی باندی کی اولاد تھے، نبی ﷺ نے ان کو حبشہ والوں میں شمار کیا، اور حضرت ابن عمرؓ کے آزاد کردہ حضرت نافع رحمہ اللہ کی اولاد کو ابن عمرؓ اپنے گھر کا فرد سمجھتے تھے، ان کا صدقۃ الفطر بھی ادا کرتے تھے، پس اس باب کا مقصد بھی قوم کا دائرہ وسیع کرنا ہے۔

[١٥-] بَابُ قِصَّةِ الْحَبَشِ وَقَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " يَابَنِيْ أَرْفِدَةَ!"

[٣٥٢٩-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، ثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا، وَعِنْدَهَا جَارِيَتَانِ فِي أَيَّامِ مِنًى تُغَنِّيَانِ وَتُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ وَالنَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مُتَغَشٍّ بِثَوْبِهِ، فَانْتَهَرَهُمَا أَبُوْ بَكْرٍ فَكَشَفَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنْ وَجْهِهِ، فَقَالَ: "دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهَا أَيَّامُ عِيْدٍ" وَتِلْكَ الْأَيَّامُ أَيَّامُ مِنًى. [راجع: ٤٥٤]

[٣٥٣٠-] وَقَالَتْ عَائِشَةُ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَسْتُرُنِيْ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى الْحَبَشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "دَعْهُمْ، أَمْنًا! بَنِيْ أَرْفِدَةَ" يَعْنِيْ مِنَ الْأَمْنِ. [راجع: ٩٤٩]

قولهم: دعهم: رہنے دو، (کھیلنے دو) بے خوف ہو کر کھیلو، اے (حبشہ والوں کی) باندی کی اولاد، أمنًا: أمن سے ہے۔

بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ لاَ يُسَبَّ نَسَبُهُ

جو چاہتا ہے کہ اس کے آباء کو برانہ کہا جائے

ہر ایک کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کے آباؤ اجداد کو برانہ کہا جائے، اگر چہ وہ غیر مسلم ہوں، کیونکہ آباء کی برائی ابناء پر اثر انداز ہوتی ہے۔

حدیث: مشرکین نبی ﷺ کی برائی کیا کرتے تھے، حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے جواب دینے کی اجازت مانگی، آپؐ نے فرمایا: میرا کیا کرو گے؟ یعنی میں بھی تو قریش کا ایک فرد ہوں، پس ان کی برائی کا اثر مجھ تک پہنچے گا، حضرت حسانؓ نے عرض کیا: میں آپؐ کو ان میں سے نکال لوں گا، جیسے گوندھے ہوئے آٹے میں سے بال نکال لیا جاتا ہے۔

اور دوسری حدیث میں ہے کہ عروہؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو برا کہنا شروع کیا، حضرت حسانؓ حضرت عائشہؓ پر تہمت لگانے والوں میں سے تھے، حضرت عائشہؓ نے فرمایا: ان کو برا مت کہو، وہ نبی ﷺ کی مدافعت کیا کرتے تھے، یعنی قریش کی ہجو کا جواب دیا کرتے تھے۔

لغت: نَفَحَت الدَّابةُ: چوپایہ کا لات مارنا، اور نَفَحَه بالسيف: دور سے کسی کو تلوار دینا، پس کان يُنَافِحُ کے معنی ہیں: مدینہ سے حضرت حسانؓ قریش پر جوابی حملہ کرتے تھے۔

> **[١٦-] بَابُ مَنْ أَحَبَّ أَنْ لاَ يُسَبَّ نَسَبُهُ**
>
> [٣٥٣١-] حدثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ، ثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ حَسَّانُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِي هِجَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ، قَالَ: "كَيْفَ بِنَسَبِيْ؟" فَقَالَ حَسَّانُ: لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ.
>
> وَعَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: لاَ تَسُبَّهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم. [انظر: ٤١٤٥، ٦١٥٠]
>
> قَالَ أَبُوْ الْهَيْثَمِ: نَفَحَتِ الدَّابَّةُ: إِذَا رَمَتْ بِحَوَافِرِهَا، وَنَفَحَهُ بِالسَّيْفِ: إِذَا تَنَاوَلَهُ مِنْ بَعِيْدٍ.

بَابُ مَاجَاءَ فِي أَسْمَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کے پانچ نام

نام دو طرح کے ہوتے ہیں: ذاتی اور وصفی، ذاتی یعنی اسم علم، جو شخصیت کی تعیین کے لئے ہوتا ہے۔ اور وصفی: جو خوبیوں کے اظہار کے لئے ہوتا ہے، اسم علم ایک ہوتا ہے اور اسم وصف متعدد ہو سکتے ہیں، کیونکہ کبھی کسی ذات میں اتنی خوبیاں جمع

ہوتی ہیں کہ ایک لفظ ان کی ترجمانی کے لئے کافی نہیں ہوتا، اس لئے متعدد نام استعمال کئے جاتے ہیں۔

حدیث (۱): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پانچ (خاص) نام ہیں: میں محمد (ستودہ) ہوں، میں احمد (بے حد اللہ کی تعریف کرنے والا) ہوں، میں ماحی (مٹانے والا) ہوں، اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو مٹائیں گے، میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں اللہ تعالیٰ میرے دونوں قدموں پر لوگوں کو (میدانِ حشر میں) جمع کریں گے، اور میں عاقب (پیچھے آنے والا) ہوں (یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں)

تشریح: اس حدیث میں نبی ﷺ کے پانچ خاص ناموں کا بیان ہے:

پہلا نام: محمد (ﷺ) یہ حَمَّدَہُ (باب تفعیل: بار بار تعریف کرنا) سے اسم مفعول ہے، جس کے معنی ہیں: ستودہ، تعریف کیا ہوا، یہ خاندانی نام ہے، یہ مبارک نام قرآنِ کریم میں دو جگہ آیا ہے، اور اس میں معنی کا لحاظ بھی ہے، یعنی وہ شخصیت جس کی ہر کسی نے تعریف کی ہے، اللہ تعالیٰ نے بھی تعریف کی ہے، نبیوں نے بھی تعریف کی ہے، اپنوں نے بھی تعریف کی ہے، اور پرایوں نے بھی تعریف کی ہے، ابھی ماضی قریب میں ایک عیسائی نے ''سو بڑے آدمی'' نامی کتاب لکھی ہے اس میں اول نمبر نبی ﷺ کو دیا ہے اور ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں آپؐ کی پیش خبری دو ناموں سے دی گئی ہے: **ایک**: نراشش، **دوسرا**: کلکی اوتار، سنسکرت کا لفظ نراشش: محمد کے ہم معنی ہے، یعنی وہ شخصیت جو تعریف کی ہوئی ہے، اور دوسرا لفظ خاتم النّبیین کا ہم معنی ہے۔

دوسرا نام: أحمد (ﷺ) یہ اسم تفضیل بروزن أکبر ہے، سب سے زیادہ تعریف کرنے والا، یعنی اللہ کی، کائنات میں ایسا کوئی نہیں جس نے اللہ کی اتنی تعریف کی ہو، جتنی آپؐ نے کی ہے، انبیاءِ بنی اسرائیل کی کتابوں میں آپؐ کی پیش خبری اسی نام سے ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اسی نام سے بشارت دی ہے، جس کا تذکرہ سورۃ الصّف (آیت ۶) میں ہے اور انجیل میں یونانی لفظ پیراکلیٹس (Peroclitus) استعمال ہوا تھا، جس کا معرب ''فارقلیط'' ہے، یہ لفظ احمد کے ہم معنی ہے، یعنی اللہ کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا۔

تیسرا نام: ماحی (مٹانے والا) مَحَا الشیئَ (ن) مَحْوًا: مٹانا، اثر زائل کرنا، یعنی دنیا سے کفر کا خاتمہ کرنے والا، اس نام کی وجہ تسمیہ اسی حدیث میں ہے: اَلَّذِیْ یَمْحُوْ اللّٰہُ بِیَ الْکُفْرَ: یعنی میرا نام ماحی اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو مٹائیں گے، اور مٹانے کا مطلب وہ ہے جو سورۃ الصّف (آیت ۶) میں ہے: ﴿هُوَ الَّذِیْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدَى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهُ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾: وہ اللہ ایسا ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کردے، گو مشرکین کیسے ہی ناخوش ہوں، یعنی مٹانے سے غلبہ مراد ہے۔

چوتھا نام: حاشر: (جمع کرنے والا) حَشَرَهُمْ (ن،ض) حَشْرًا: جمع کرنا، اور لے چلنا، اس نام کی وجہ تسمیہ بھی اسی

حدیث میں ہے:الذی یحشر الناس علی قَدَمَیَّ: میرا نام حاشر اس لئے ہے کہ لوگ میرے دونوں قدموں پر جمع کئے جائیں گے، یعنی آپ ﷺ آخری نبی ہیں، آپؐ کے زمانہ میں قیامت قائم ہوگی، اور لوگ میدانِ حشر میں جمع کئے جائیں گے، آپؐ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں، جس کے قدموں پر لوگوں کو میدانِ حشر میں جمع کیا جائے، پس اس لفظ میں ختم نبوت کا مفہوم ہے۔

پانچواں نام: عاقب (پیچھے آنے والا) عَقَبہ کے معنی ہیں: پیچھے آنا، اور اس نام کی وجہ تسمیہ اسی حدیث میں مسلم شریف (حدیث ۲۳۵۴) میں آئی ہے: اَلَّذِیْ لَیْسَ بَعْدَهُ نَبِیٌّ: میرا نام عاقب اس لئے ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، یعنی آپؐ خاتم النّبیین ہیں، تمام انبیاء کے بعد آنے والے ہیں، آپ کے بعد کوئی نیا نبی آنے والا نہیں، اس لئے آپؐ عاقب ہیں۔

حدیث (۲): نبی ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں تعجب نہیں ہوتا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ قریش کی گالیوں کو اور ان کی لعنت کو مجھ سے پھیر دیتے ہیں، وہ مُذَمَّمْ کو گالیاں دیتے ہیں اور اس پر لعنت بھیجتے ہیں حالانکہ میں محمد ہوں، پس ان کی گالیوں کا اور لعنت کا مجھ پر کیا اثر پڑسکتا ہے؟

واقعہ: میرا اصلی نام 'احمد' تھا، والدین نے یہی نام رکھا تھا، شرح جامی تک میں نے پالن پور میں پڑھا، وہاں میرے کچھ ساتھی تھے، میرے والد رحمہ اللہ نے مجھے وہاں سے اٹھا کر سہارن پور میں مدرسہ مظاہر علوم میں داخل کیا، اس وقت میں نے اپنا نام 'سعید احمد' رکھا، میرے ساتھی جو پالن پور میں پڑھتے تھے، ہر ہفتہ خط لکھتے تھے، جس میں دنیا بھر کی گالیاں لکھتے تھے، اور پتہ میں 'شقی احمد پالن پوری' لکھتے تھے، ڈاکیہ نام پکارتا، میں نہیں لیتا تھا، کیونکہ میں 'سعید احمد' تھا، شقی احمد نہیں تھا۔

[۱۷-] بَابُ مَاجَاءَ فِی أَسْمَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم

[۱-] وَقَوْلِ اللّٰهِ: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ﴾ الآيَةَ [الأحزاب: ٤٠]

[۲-] وَقَوْلُهُ: ﴿مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ﴾ [الفتح: ۲۹]

[۳-] وَقَوْلِهِ: ﴿مِنْ بَعْدِى اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾ [الصف: ٦]

[۳۵۳۲-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، ثَنِیْ مَعْنٌ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم: "لِیْ خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ: أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِیْ الَّذِیْ يَمْحُوْ اللّٰهُ بِیَ الْكُفْرَ، وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِیْ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى قَدَمَیَّ، وَأَنَا الْعَاقِبُ"

[انظر: ٤٨٩٦]

[۳۵۳۳-] حدثنا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم: "أَلَا تَعْجَبُوْنَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللّٰهُ عَنِّیْ شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ؟ يَشْتِمُوْنَ مُذَمَّمًا وَيَلْعَنُوْنَ مُذَمَّمًا وَأَنَا مُحَمَّدٌ"

بَابُ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ

خاتم النّبیین ﷺ

گذشتہ باب کی حدیث میں آپ ﷺ کے دو وصفی نام آئے ہیں: الحاشر اور العاقب۔ دونوں ناموں میں ختم نبوت کا مفہوم ہے، اس لئے اب ایک اور وصفی نام ذکر کرتے ہیں، اور وہ ہے: خاتم النّبیین ﷺ یعنی سلسلۂ انبیاء کے آخری نبی، اور امام بخاری رحمہ اللہ کی عادت بھی ہے کہ کسی باب کی حدیث کے آخر میں جو مضمون ہوتا ہے اس پر اگلا باب قائم کرتے ہیں، جبکہ وہ مفہوم 'کتاب' کے مضمون سے مناسبت بھی رکھتا ہو۔

نبی ﷺ کا یہ وصفی نام قرآنِ کریم میں سورۂ احزاب آیت ۴۱ میں آیا ہے: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَسُوْلَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ﴾: محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے ختم پر ہیں، علاوہ ازیں سو آیتیں ہیں جن میں سے ختم نبوت کا مضمون نکلتا ہے مگر یہ آیت صریح ہے، اس لئے کامل خاتم النّبیین ہونا ہمارے نبی ﷺ کی ایسی خصوصیت (فضیلت) ہے جس میں آپ کا کوئی شریک وسہیم نہیں، اور امت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ ہر طرح کی نبوت آپؐ پر پوری ہوگئی، آپؐ کے بعد کسی قسم کی نبوت کا کوئی دعوی کرے تو وہ ملحد اور اسلام سے خارج ہے، امت محمدیہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ قرآنِ کریم میں صرف خاتم النّبیین آیا ہے، اس کو سمجھایا نہیں گیا، مگر باب کی حدیث میں نبی ﷺ نے اس کو ایک محسوس مثال سے سمجھایا ہے، جب کوئی شخص کوئی بڑا محل بناتا ہے تو پہلے کسی بڑے آدمی سے سنگ بنیاد رکھواتا ہے، اب پتھروں کا زمانہ نہیں رہا، اینٹوں کا زمانہ آیا تو اب پہلی اینٹ رکھواتے ہیں، مگر اس کو بھی سنگ بنیاد کہتے ہیں، اس کے لئے باقاعدہ تقریب منائی جاتی ہے، اسی طرح پہلے سنگ بنیاد کی تقریب کے بجائے تقریب تکمیل منائی جاتی تھی، جب محل مکمل ہوجاتا تو ایک اینٹ کی جگہ باقی رکھی جاتی، اور آخری اینٹ کسی بڑے آدمی سے رکھوائی جاتی، اس کا نام تقریب اختتام تھا، اس موقع پر بھی دعوت کرتے تھے، ہمارے زمانہ میں اس تقریب کا رواج نہیں، اس کی جگہ تقریب افتتاح رکھتے ہیں، جب کوئی عمارت ہر طرح مکمل ہوجاتی ہے تو ایک فیتہ (Ribbon) باندھ دیتے ہیں اور کسی بڑے آدمی سے کٹواتے ہیں، پھر دعوت کھلاتے ہیں، نیز پہلے عمارت پر پلاسٹر نہیں ہوتا تھا، اب ہونے لگا ہے، اس لئے بھی تقریب اختتام کے بجائے تقریب افتتاح رکھتے ہیں۔ نبی ﷺ نے تقریب اختتام کی مثال سے ختم نبوت کا مضمون سمجھایا ہے، فرمایا: میرا حال اور دوسرے انبیاء کا حال ایسا ہے جیسے کسی نے حویلی بنائی اور اس کو مکمل کیا اور شاندار بنایا، مگر ایک اینٹ کی جگہ باقی رکھی، لوگ اس کو دیکھنے کے لئے آنے لگے، وہ اندر جاتے، گھومتے اور عمارت کی خوبصورتی پر تعجب کرتے اور کہتے: ابھی عمارت تکمیل پذیر نہیں ہوئی، ایک اینٹ کی جگہ باقی ہے، اگر یہ اینٹ رکھ دی جائے تو یہ عمارت ہر طرح مکمل ہوجائے۔ نبی ﷺ نے

فرمایا: وہ اینٹ میں ہوں اور میں نبیوں کے سلسلہ کا آخری نبی ہوں۔

فائدہ: نبی: رسول سے عام ہے جیسے حیوان: انسان سے عام ہے، پس جب آپؐ نبیوں کے سلسلہ کی آخری کڑی ہیں تو رسولوں کا سلسلہ بھی آپؐ پر منتہی ہوگیا، جیسے حیوان نہ رہے تو انسان بھی نہیں رہتا، اس لئے خاتم المرسلین کہنے کے بجائے خاتم النّبیین کہا۔

اور یہ بات جان لینی چاہئے کہ نبی ﷺ کے وصفی نام چار پانچ میں منحصر نہیں، بہت سے نام قرآنِ کریم میں آئے ہیں، جیسے: نَبِیٌّ (خبر دینے والے) رسول (پیغامبر) شاھد (گواہی دینے والے) بشیر (خوشخبری دینے والے) نذیر (نتائج اعمال سے آگاہ کرنے والے) سراج منیر (روشن کرنے والا چراغ یعنی آفتابِ نبوت) وغیرہ بہت سے وصفی نام قرآنِ کریم میں آئے ہیں، اور بہت سے نام حدیثوں میں آئے ہیں، بعض علماء نے ان کو جمع کیا ہے جو سو سے زیادہ ہیں، اور بعض قرآنوں کے آخر میں مطبوعہ ہیں۔

[۱۸-] بَابُ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ

[۳۵۳٤-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، ثَنَا سَلِیْمُ بْنُ حَیَّانَ، ثَنَا سَعِیْدُ بْنُ مِیْنَاءَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: " مَثَلِیْ وَمَثَلُ الْأَنْبِیَاءِ کَرَجُلٍ بَنیٰ دَارًا، فَأَکْمَلَهَا وَأَحْسَنَهَا إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ یَدْخُلُوْنَهَا وَیَتَعَجَّبُوْنَ، وَیَقُوْلُوْنَ: لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ"

[۳۵۳۵-] حدثنا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ، ثَنَا إِسْمَاعِیْلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ، عَنْ أَبِیْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: " إِنَّ مَثَلِیْ وَمَثَلَ الْأَنْبِیَاءِ مِنْ قَبْلِیْ کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَی بَیْتًا، فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِیَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوْفُوْنَ بِهِ وَیَعْجَبُوْنَ لَهُ، وَیَقُوْلُوْنَ: هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ؟ قَالَ: فَأَنَا اللَّبِنَةُ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ"

بَابُ وَفَاةِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم

نبی ﷺ کی دنیوی زندگی تکمیل پذیر ہوگئی

شارحین کرام یہاں بہت پریشان ہوئے ہیں کہ اس باب کا مقصد کیا ہے، مغازی کے آخر میں یہی باب آرہا ہے (باب نمبر ۸۵) اور وہی باب کا صحیح محل ہے، پس جاننا چاہئے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں یہ باب ختم نبوت کے مضمون کو قابل فہم بنانے کے لئے رکھا ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ نبوت ایک روحانی سلسلہ ہے اور زندگی ایک مادی سلسلہ ہے اور جس طرح حیاتِ دنیوی ایک

دن تکمیل پذیر ہوجاتی ہے، خواہ کتنی ہی بڑی شخصیت ہو، سرورِ کونین ﷺ کی حیاتِ دنیوی بھی ایک دن تکمیل پذیر ہوگئی، اسی طرح نبوت جو روحانی سلسلہ تھا، اس کو بھی ایک دن تکمیل پذیر ہونا تھا، پس وہ آپؐ کی ذات پر پورا ہوگیا، ختم نبوت کے اسی مضمون کو ذہن سے قریب کرنے کے لئے یہ باب لائے ہیں۔

اس کی نظیر: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا صرف ماں سے پیدا ہونا ہے، عیسیٰ علیہ السلام نبی ﷺ سے متصل بنی اسرائیل کے آخری نبی ہیں، انسانوں میں توالد وتناسل کا سلسلہ مرد وزن سے چلتا ہے، عیسیٰ علیہ السلام کی ذات میں اس سلسلہ کو صرف عورت میں سمیٹ لیا، تاکہ وہ نظیر بنے کہ دنیا میں نبوت کے جو مختلف سلسلے چل رہے تھے وہ اب چھ سو سال کے بعد خاتم النّبیین ﷺ کی ذات میں سمیٹ لئے جائیں گے، توالد وتناسل کے سلسلہ کو ایک فرد میں سمیٹ لینا زیادہ بعید از عقل ہے، اور نبوتوں کے سلسلہ کو ایک ذات میں سمیٹ لینا اتنا مستبعد نہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ عیسیٰ علیہ السلام میں دکھائی تاکہ وہ ختم نبوت کو سمجھنے کے لئے نظیر بنے، اس طرح امام بخاری رحمہ اللہ نے وفاتِ نبوی سے ختم نبوت کے مضمون کو ذہن سے قریب کیا ہے۔

سوال: کادیانی لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے پوچھتے ہیں: نبوت رحمت ہے یا زحمت؟ کون کہے گا کہ زحمت ہے؟ اور اگر کہے گا تو وہ فوراً آیت پڑھیں گے: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ﴾: پس جب آدمی تسلیم کرلے گا کہ نبوت رحمت ہے تو وہ دوسرا سوال کریں گے: رحمت کو جاری رہنا چاہئے یا بند ہوجانا چاہئے؟ اب مسلمان پھنس جائے گا، اور وہ کہے گا: حضور خاتم النّبیین ہیں، مگر نبوت کا سلسلہ جاری ہے اور مرزا (ملعون) امتی نبی ہے۔

جواب: نبوت: بیشک رحمت ہے مگر رحمت بھی ایک وقت تکمیل پذیر ہوجاتی ہے، جیسے حیاتِ دنیوی بڑی نعمت ہے مگر ایک وقت پر وہ بھی ختم ہوجاتی ہے، اسی طرح بارش اللہ کی رحمت ہے مگر وہ بھی موسم ختم ہونے پر بند ہوجاتی ہے، اسی طرح نبوت بھی تکمیل پذیر ہوگئی، کیونکہ اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

بہ الفاظِ دیگر: بارش اس وقت رحمت ہے جب بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت ہو، ورنہ زحمت ہے، بے موسم بارش ہوجائے تو فصل تباہ ہوجائے گی، اور موسم میں بھی برستی ہی رہے تو طوفانِ نوح بن جائے گی۔ غرض جب بارش بوقت ضرورت اور بقدر ضرورت ہو تبھی رحمت ہے، اسی طرح خاتم النّبیین ﷺ قرآنِ کریم لے کر آئے جو آج تک حرف بہ حرف محفوظ ہے، اور قیامت کی صبح تک محفوظ رہے گا، کیونکہ اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لی ہے، اور اس کی تبیین وتشریح جو نبی ﷺ نے کی ہے وہ بھی بعینہٖ موجود ہے اور اس میں لوگوں نے جو کچھ گڑبڑ کی تھی وہ متن کو سامنے رکھ کر دور کردی گئی ہے، پس جب خاتم النّبیین ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات چودہ سو سال تک انسانیت کی ہدایت کے لئے کافی تھیں، تو اب جھوٹے مرزا کی جھوٹی نبوت کی کیا ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ جاننا چاہئے کہ جس طرح سچی نبوت رحمت ہے جھوٹی بنوت لعنت ہے!

حدیث: صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''نبی ﷺ کی وفات تریسٹھ سال میں ہوئی'' یہی صحیح بات ہے اور جن روایتوں میں ساٹھ سال یا پینسٹھ سال آئے ہیں ان کی توجیہ مغازی کے آخری باب میں آئے گی۔

[۱۹-] بَابُ وَفَاةِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

[۳۵۳۶-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، ثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ، وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مِثْلَهُ. [انظر: ٤٤٦٦]

بَابُ كُنْيَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کی کنیت

نامِ پاک کے بعد اب کنیت کا بیان ہے۔ **الْكُنْيَةُ**: نام اور لقب کے علاوہ کسی شخص کا کوئی مقرر کردہ نام، جیسے: أبو الحسن، أبو الخير وغیرہ کسی نام کے شروع میں لفظ أب، ابن، بنت، أخ، أخت، عم، عَمَّة، خال، خالة میں سے کوئی لفظ لگا کر استعمال کرتے ہیں: اس کو کنیت کہتے ہیں، اور کنیت کا مقصد صاحب کنیت کی شان وعظمت کا اظہار ہوتا ہے، اور کنیت معززین کے لئے خاص ہے، عرب بڑے لوگوں کو نام سے پکارنے کو بے ادبی سمجھتے ہیں۔

اور نبی ﷺ کی کنیت أبو القاسم دووجہ سے تھی، ایک: آپؐ کے بڑے صاحبزادے کا نام قاسم تھا، دوسری وجہ تسمیہ آپؐ نے خود بیان فرمائی ہے: أَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ: میں مادی اور روحانی نعمتیں بانٹتا ہوں اور اللہ تعالیٰ دیتے ہیں، اس وجہ سے آپؐ ابوالقاسم (بانٹنے والے) ہیں اور یہ وجہ پہلے (حدیث ۳۱۱۴) میں گذر چکی ہے۔

اور باب کی حدیثوں میں ہے کہ نبی ﷺ کے زمانہ میں آپؐ کی کنیت رکھنے کی ممانعت تھی، البتہ آپؐ کا نام رکھنے کی اجازت تھی، تاکہ اشتباہ نہ ہو، کیونکہ آپؐ کو نام سے کوئی نہیں پکارتا تھا، بازار میں ایک شخص نے پکارا: اے ابوالقاسم! آپؐ متوجہ ہوئے، اس نے معذرت کی کہ میں دوسرے کو پکار رہا ہوں، اس کی کنیت بھی ابوالقاسم تھی، اس وقت آپؐ نے فرمایا: میرا نام رکھو، میری کنیت مت رکھو۔

[۲۰-] بَابُ كُنْيَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

[۳۵۳۷-] حدثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِي السُّوْقِ، فَقَالَ رَجُلٌ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ! فَالْتَفَتَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: '' سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ'' [راجع: ٢١٢٠]

[۳۵۳۸-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، أَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ"[راجع: ۳۱۱٤]

[۳۵۳۹-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ أَبُوْ الْقَاسِمِ صلى الله عليه وسلم: "تَسَمَّوْا بِاسْمِيْ وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ"[راجع: ۱۱۰]

بَابٌ

کنیت سے بہتر عزت والا لقب ہے

یہ باب کالفصل من الباب السابق ہے، نبی ﷺ کی کنیت ابوالقاسم تھی، یہود اسی سے آپؐ کو خطاب کرتے تھے، مگر صحابہ کرام مردوزن کنیت استعمال نہیں کرتے تھے، وہ یارسول اللہ! کہہ کر خطاب کرتے تھے، یہ آپؐ کا لقب تھا، اوراس میں کنیت سے زیادہ احترام تھا۔

حدیث: سائب بن یزیدؓ وہ آخری صحابی ہیں جن کا مدینہ میں انتقال ہوا ہے، ان کی عمر چھیانوے سال یا ننانوے سال ہوئی ہے، راوی جُعَید کِندی کہتے ہیں: میں نے ان کو چورانوے سال کی عمر میں دیکھا، وہ تنومند اور سیدھے قد کے تھے، اور انھوں نے فرمایا: میں بالیقین جانتا ہوں اس سبب کو جس کی وجہ سے میں فائدہ پہنچایا گیا ہوں، اپنی سماعت اور بصارت سے، یعنی اس عمر میں بھی میری سماعت اور بصارت پوری طرح کام کررہی ہے، اس کی وجہ میں خوب جانتا ہوں (نہیں ہے یہ بات) مگر نبی ﷺ کی دعا کی برکت سے، میری خالہ مجھے آپؐ کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا: یارسول اللہ! (یہاں باب ہے) میرا بھانجہ بیمار ہے، آپؐ اس کے لئے دعا فرمائیں، چنانچہ آپؐ نے میرے لئے دعا فرمائی، یہ حدیث پہلے گذری ہے، اسی دعا کی برکت سے میرے قویٰ صحیح سالم ہیں، اس حدیث میں سائبؓ کی خالہ نے یارسول اللہ! کہہ کر خطاب کیا ہے، یہی بات اس باب میں مقصود ہے۔

[۲۱-] بَابٌ

[۳۵٤۰-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، أَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسَى، عَنِ الْجُعَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: رَأَيْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ ابْنَ أَرْبَعٍ وَتِسْعِيْنَ جَلْدًا مُعْتَدِلًا، فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتُ مَا مُتِّعْتُ بِهِ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ، إِلَّا بِدُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: إِنَّ خَالَتِيْ ذَهَبَتْ بِيْ إِلَيْهِ، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ ابْنَ أُخْتِيْ شَاكٍ فَادْعُ اللّٰهَ لَهُ، قَالَ فَدَعَا لِيْ.[راجع: ۱۹۰]

قوله: جَلْدًا: قَوِيًّا صُلْبًا .... قوله: قَدْ عَلِمْتُ مَا مُتِّعْتُ بِهِ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ: ما موصولہ، بہ کی ضمیر ما کی

طرف عائد، اور سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ: مَا مُتِّعْتُ سے بدلِ بعض۔ ترجمہ: تحقیق جانتا ہوں میں وہ سبب جس کی وجہ سے فائدہ پہنچایا گیا ہوں میں، میری سماعت وبصارت سے پھر اس کے بعد جملہ منفیہ مقدر ہے أَیْ لَمْ یَکُنْ ذٰلِكَ لِشَيْءٍ إِلَّا بِدُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم .... شَاكٍ: أَیْ مَرِیْضٍ دوسری روایات میں وَجِع اور وَقِع آیا ہے، سب کے معنی ہیں: بیمار۔

بَابُ خَاتَمِ النُّبُوَّةِ

مہرِ نبوت کا بیان

نبی ﷺ خاتم النّبیین تھے اور اس کی ظاہری علامت مہرِ نبوت تھی، آپؐ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان کبوتر کے انڈے کے مانند گوشت کا ابھرا ہوا حصہ تھا، یہ مہرِ نبوت تھی، اور ولادت کے وقت ہی سے تھی، اور وفات کے وقت ختم ہوگئی تھی، اس پر کچھ لکھا ہوا نہیں تھا، اور جن روایتوں میں کچھ لکھا ہوا ہونا منقول ہے وہ روایات درجۂ ثبوت کو نہیں پہنچیں، اور مہرِ نبوت کی مقدار اور رنگ میں روایتیں مختلف ہیں، کیونکہ یہ تشبیہات ہیں، اور تشبیہ ہر شخص کی اس کے ذہن کے موافق ہوتی ہے، اس لئے اختلاف ناگزیر ہے، اور حدیث پہلے گذری ہے۔

[۲۲-] بَابُ خَاتَمِ النُّبُوَّةِ

[۳۵٤۱-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ، ثَنَا حَاتِمٌ، عَنِ الْجُعَيْدِ، قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ قَالَ: ذَهَبَتْ بِيْ خَالَتِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ ابْنَ أُخْتِيْ وَقِعٌ فَمَسَحَ رَأْسِيْ وَدَعَا لِيْ بِالْبَرَكَةِ، وَتَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهِ، ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ، فَنَظَرْتُ إِلٰى خَاتَمٍ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ. [راجع: ۱۹۰]

قَالَ ابْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ: الْحُجْلَةُ مِنْ حُجَلِ الْفَرَسِ الَّذِيْ بَيْنَ عَيْنَيْهِ، وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ: مِثْلُ رِزِّ الْحَجَلَةِ، قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: الصَّحِيْحُ الرَّاءُ قَبْلَ الزَّايِ.

لغات: وَقَعَ: (ماضی) أَیْ وَقَعَ فِی الْمَرَضِ .... وَقِعٌ (اسم) أَیْ وَجِعٌ: ہر قسم کی تکلیف، دکھ درد .... الوَضُوْء: (واؤ کا زبر) وضوء کے بعد برتن میں بچا ہوا پانی .... الزِّر: (زاء معجمہ مقدم) بٹن، گھنڈی .... الحَجَلَة: گنبد نما کپڑوں سے آراستہ کیا ہوا چھپّر کھٹ، دلہن کے لئے سنوارا ہوا پلنگ .... الحَجَلَة: کا ترجمہ چکور بھی کیا گیا ہے، یہ کبوتر جیسا ایک پرندہ ہے جس کے پیر اور چونچ سرخ ہوتی ہے، اور اس کا گوشت عمدہ ہوتا ہے، اس صورت میں زِرّ کا ترجمہ انڈا کیا جائے گا .... الرِّز: (راء مہملہ پہلے) انڈا .... الحَجَلَة: چکور، یہ معنی بہتر ہیں، کیونکہ ایک روایت میں

کَبَیْضَةِ الحَمَامَة آیا ہے، یعنی مہر نبوت کبوتر کے انڈے جیسی تھی، اور امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ ابن عبید اللہ محمد بن عبید اللہ کہتے ہیں: الحَجَلة: حُجْل الفَرَس سے ماخوذ ہے، اس کے معنی ہیں: گھوڑے کی دونوں آنکھوں کے درمیان کی سفیدی، اس سے گھوڑا ممتاز ہوتا ہے، اسی طرح مہر نبوت بھی آپؐ کا امتیاز تھی مگر دوسرے استاذ ابراہیم بن حمزہ کہتے ہیں: مہر نبوت چکور کے انڈے جیسی تھی، ان کی روایت میں زِر کے بجائے رِز ہے، امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہی صحیح لفظ ہے۔

بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات

۱- حضرت حسن رضی اللہ عنہ اوپر کے آدھے بدن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔

حدیث: ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عصر کی نماز پڑھا کر نکلے، حضرت علی رضی اللہ عنہ ساتھ تھے، راستہ میں حضرت حسنؓ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے، اس وقت ان کی عمر سات سال تھی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے کندھے پر اٹھالیا اور فرمایا: میرے والد قربان! یہ بچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہے، اپنے والد کے مشابہ نہیں، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ مسکرا رہے تھے، یعنی خوش ہو رہے تھے، یہ بات حضرت عقبہؓ سے بھی مروی ہے، اور حضرت ابوجحیفہ سے بھی۔

[۲۳-] بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

[۳۵٤۲-] حدثنا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ حُسَيْنٍ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: صَلَّى أَبُوْ بَكْرٍ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمْشِيْ، فَرَأَى الْحَسَنَ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ فَحَمَلَهُ عَلٰى عَاتِقِهِ، وَقَالَ: بِأَبِيْ! شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ، لاَ شَبِيْهٌ بِعَلِيٍّ! وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ. [انظر: ۳۷٥۰]

[۳٥٤۳-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، ثَنَا زُهَيْرٌ، ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَكَانَ الْحَسَنُ يُشْبِهُهُ. [انظر: ۳٥٤٤]

قوله: بِأَبِيْ: أَيْ مُفَدًّى بِأَبِيْ!

۲- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش بچی میں چند بال سفید ہوئے تھے

حدیث: ابوجحیفہؓ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ تھے، طالب علم نے کہا: مجھ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بیان کیجئے، حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپؐ گورے تھے، سر اور ڈاڑھی میں سفید بال نمودار ہونے لگے تھے، یعنی کہیں کہیں سفید بال ظاہر ہوئے تھے، اور ہماری قوم کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ اونٹنیوں کا حکم

دیا، ابھی ہم ان کو وصول نہیں کر پائے تھے کہ آپؐ کی وفات ہوگئی، اس وعدہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پورا کیا۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ کے نچلے ہونٹ کے نیچے ریش بچی میں سفید بال میں نے دیکھے ہیں۔ عَنْفَقَة: ٹھوڑی اور نچلے ہونٹ کے درمیان کا حصہ، اس کو اردو میں 'ریش بچی' کہتے ہیں، یہی بات حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بھی بیان کرتے ہیں، طالب علموں نے ان سے پوچھا: آپ نے نبی ﷺ کو بوڑھے ہونے کی حالت میں دیکھا ہے؟ انھوں نے جواب دیا: آپؐ کی ریش بچی میں چند بال سفید ہوئے تھے، یعنی ایسا شخص بوڑھا نہیں کہلاتا۔

[۳۵۴۴-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، ثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَكَانَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يُشْبِهُهُ، قُلْتُ لِأَبِيْ جُحَيْفَةَ: صِفْهُ لِيْ، قَالَ: كَانَ أَبْيَضَ قَدْ شَمِطَ، وَأَمَرَ لَنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِثَلَاثَةَ عَشْرَ قَلُوْصًا، قَالَ فَقُبِضَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم قَبْلَ أَنْ نَقْبِضَهَا. [راجع: ۳۵۴۳]

[۳۵۴۵-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ، ثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ وَهْبٍ أَبِيْ جُحَيْفَةَ السُّوَائِيِّ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، وَرَأَيْتُ بَيَاضًا مِنْ تَحْتِ شَفَتِهِ السُّفْلَى: الْعَنْفَقَةَ.

[۳۵۴۶-] حدثنا عِصَامُ بْنُ خَالِدٍ، ثَنَا حَرِيْزُ بْنُ عُثْمَانَ، أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بُسْرٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: أَرَأَيْتَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ شَيْخًا؟ قَالَ: كَانَ فِي عَنْفَقَتِهِ شَعَرَاتٌ بِيْضٌ.

۳- نبی ﷺ کے مفصل حالات

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے احوال بیان کرتے ہوئے فرمایا: آپؐ لوگوں میں میانہ قد تھے، نہ دراز قامت تھے، نہ پستہ قد، سرخی ملے ہوئے گورے رنگ کے تھے، چونے جیسے سفید نہیں تھے، اور گندمی (سانولے) بھی نہیں تھے، اور بال نہ بالکل پیچ دار تھے نہ بالکل سیدھے (بالوں میں ہلکی پیچیدگی تھی) آپؐ پر وحی اتاری گئی جبکہ آپؐ کی عمر مبارک چالیس سال تھی، پھر آپؐ مکہ میں دس سال ٹھہرے (کسر چھوڑ دی، مکہ میں آپؐ کا قیام تیرہ سال رہا ہے) آپؐ پر وحی نازل کی جاتی تھی، یعنی یہ نبوت کے بعد کے سال ہیں، اور مدینہ میں دس سال ٹھہرے، اور آپ کی وفات ہوئی درانحالیکہ آپؐ کے سر اور ڈاڑھی میں بیس بال سفید نہیں ہوئے تھے، حدیث کے راوی ربیعۃ الرائے کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کے بالوں میں سے ایک بال دیکھا ہے جو سرخ تھا، پس میں نے پوچھا تو کہا گیا: خوشبو کی وجہ سے سرخ ہوا ہے (کیونکہ آپؐ نے خضاب نہیں فرمایا)

[۳۵۴۷-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، ثَنِي اللَّيْثُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَصِفُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: كَانَ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ، لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلاَ بِالْقَصِيْرِ، أَزْهَرَ اللَّوْنِ، لَيْسَ بِأَبْيَضَ أَمْهَقَ وَلاَ آدَمَ، لَيْسَ بِجَعْدٍ قَطِطٍ وَلاَ سَبْطٍ رَجُلٌ، أُنْزِلَ عَلَيْهِ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِيْنَ، فَلَبِثَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ، وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ فَقُبِضَ وَلَيْسَ فِيْ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ، قَالَ رَبِيْعَةُ: فَرَأَيْتُ شَعْرًا مِنْ شَعْرِهِ فَإِذَا هُوَ أَحْمَرُ، فَسَأَلْتُ، فَقِيْلَ: احْمَرَّ مِنَ الطِّيْبِ. [انظر: ۳۵۴۸، ۵۹۰۰]

[۳۵۴۸-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، أَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ رَبِيْعَةَ بْنَ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّـهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ، وَلاَ بِالْقَصِيْرِ، وَلاَ بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَيْسَ بِالآدَمِ، وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطِطِ، وَلاَ بِالسَّبْطِ، بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً، فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشَرَ سِنِيْنَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشَرَ سِنِيْنَ، وَتوَفَّاهُ اللّٰهُ وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُوْنَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ" [راجع: ۳۵۴۷]

لغات: الرَّبْعة: میانہ قد، المربوع: درمیانہ قد کا آدمی .... الأزهر: صاف شفاف رنگ، چمکدار .... الأمْهَق: بہت سفید، مَهِق (س) مَهْقًا: بہت سفید ہونا، فَهُوَ أَمْهَق وَهِيَ مَهْقَاءُ .... آدم: گندم گوں، أَدِمَ (س) أَدَمًا وَأُدْمَةً: گندم گوں ہونا، فَهُوَ آدمُ وَهِيَ أَدْمَاءُ .... الْجَعْد: گھونگھریالا، سکڑا ہوا، جَعُدَ (ک) الشعرُ جُعُوْدَةً: بالوں کا گھونگھریالا ہونا .... القَطط: چھوٹے گھونگھریالے بال، کہا جاتا ہے رَجُلٌ قَطَطٌ، اور جَعْدٌ قَطَطٌ .... السَّبْط: (باء ساکن یا مکسور) من الشَّعر: سیدھے بال، غیر پیچدار، سَبِطَ (س) سَبَطًا: بالوں کا نرم اور سیدھا ہونا .... رَجُلٌ: جیم پر ضمہ اور کسرہ دونوں پڑھ سکتے ہیں: سیدھے بال والا .... البائن: ظاہر، واضح، بان (ض) الشيئُ بيانا: نمایاں اور واضح ہونا۔

[۳۵۴۹-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ، ثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، ثنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا، وَأَحْسَنَهُمْ خَلْقًا، لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ، وَلاَ بِالْقَصِيْرِ.

ترجمہ: نبی ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ خوش رو (خوبصورت) اور سب سے زیادہ بااخلاق تھے، نہ واضح دراز قامت تھے نہ پستہ قد۔

تشریح: نبی ﷺ کا قد میانہ تھا، مگر کسی قدر طول کی طرف مائل تھا، اور آپؐ جس طرح جمال معنوی میں انتہائی باکمال

تھے، جمالِ ظاہری میں بھی آپؐ کا جواب نہیں تھا۔

[۳۵۵۰-] حدثنا أَبُوْ نُعَيمٍ، ثَنا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسًا: هَلْ خَضَبَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَ: لاَ، إِنَّمَا كَانَ شَيْئٌ فِيْ صُدْغَيْهِ. [انظر: ۵۸۹۴، ۵۸۹۵]

ترجمہ: قتادہؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا نبی ﷺ نے خضاب کیا ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں، سفید بال صرف آپؐ کی دونوں کنپٹیوں میں تھے۔

تشریح: رسول اللہ ﷺ کے خضاب کے بارے میں روایات مختلف ہیں، احناف کا خیال یہ ہے کہ آپؐ نے خضاب نہیں کیا، کیونکہ بیس سفید بالوں کے لئے خضاب کی ضرورت نہیں ہوتی، اور آپؐ کے بال سرخ دیکھے گئے یا صحابہ کے پاس تھے: وہ اصلی سرخی تھی یا مدت گذرنے سے سرخ ہوگئے تھے، مگر خضاب سنت ہے، اس سلسلہ میں قولی حدیثیں ہیں، مگر یہ ایسی سنت ہے جس سے لوگ غفلت برتتے ہیں، البتہ سیاہ خضاب مکروہ ہے، اس کے علاوہ ہر خضاب جائز ہے، تفصیل تحفۃ الالمعی (۸۲:۵) میں ہے۔

[۳۵۵۱-] حدثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مَرْبُوْعًا، بُعَيْدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، لَهُ شَعْرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ، رَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ، لَمْ أَرَ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ، وَقَالَ يُوْسُفُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِيْهِ، إِلَى مَنْكِبَيْهِ. [انظر: ۵۸۴۸، ۵۹۰۱]

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ میانہ قد تھے، آپؐ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان (دوسرے لوگوں سے) زیادہ فاصلہ تھا (ایسے آدمی کا سینہ چوڑا ہوتا ہے جو بہادری کی علامت ہے) آپؐ کے بال دونوں کانوں کی لو تک پہنچے ہوئے تھے، میں نے آپؐ کو سرخ جوڑے میں دیکھا، میں نے آپؐ سے زیادہ حسین کبھی کوئی چیز نہیں دیکھی، اور ابواسحاق کی روایت میں أذنیه کے بجائے منکبیه ہے۔

تشریح: نبی ﷺ کی زلفوں کی مقدار میں روایات مختلف ہیں، جو زلفیں کانوں تک ہوتی ہیں: ان کو وَفْرۃ کہتے ہیں اور جو آدھی گردن تک پہنچی ہوئی ہوتی ہیں: ان کو لِمَّۃ کہتے ہیں، اور جو مونڈھوں پر پڑی ہوئی ہوتی ہیں: ان کو جُمّۃ کہتے ہیں، نبی ﷺ جب بال کٹواتے تھے تو کانوں کی لو تک کٹواتے تھے، پھر وہ بڑھ کر آدھی گردن تک پہنچ جاتے تھے، پھر بڑھ کر کندھوں تک پہنچ جاتے تھے، اس وقت دوبارہ کٹوا لیتے تھے اس لئے روایات میں کوئی تعارض نہیں۔

[۳۵۵۲-] حدثنا أَبُوْ نُعَيمٍ، ثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، هُوَ السَّبِيْعِيُّ، قَالَ: سُئِلَ الْبَرَاءُ: أَكَانَ وَجْهُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مِثْلَ السَّيْفِ؟ قَالَ: لاَ، بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ.

ترجمہ: کسی نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا نبی ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح (چمکدار) تھا، آپ نے فرمایا: نہیں بلکہ چاند کی طرح (روشن) تھا —— تلوار میں خوف کا مفہوم ہے اور چاند میں 'محبوبیت' کا، اس لئے حضرت براءؓ نے پہلی تشبیہ پسند نہیں کی، دوسری تشبیہ دی۔

[۳۵۵۳-] حدثنا الْحَسَنُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَبُوْ عَلِيٍّ، ثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَعْوَرُ بِالْمَصِّيْصَةِ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْهَاجِرَةِ إِلَى الْبَطْحَاءِ، فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ، وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ، قَالَ شُعْبَةُ: وَزَادَ فِيْهِ عَوْنٌ، عَنْ أَبِيْهِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ: كَانَ يَمُرُّ مِنْ وَرَائِهَا الْمَرْأَةُ، وَقَامَ النَّاسُ فَجَعَلُوْا يَأْخُذُوْنَ يَدَيْهِ فَيَمْسَحُوْنَ بِهِمَا وُجُوْهَهُمْ، قَالَ: فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ فَوَضَعْتُهَا عَلَى وَجْهِي فَإِذَا هِيَ أَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ، وَأَطْيَبُ رَائِحَةً مِنَ الْمِسْكِ. [راجع: ۱۸۷]

وضاحت: یہ حدیث پہلے کئی بار آچکی ہے، ۱۳ ذی الحجہ کو حج سے فارغ ہونے کے بعد نبی ﷺ نے بطحاء نامی میدان میں قیام فرمایا، حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے اس موقع کی منظر کشی کی ہے، جب نماز کا وقت ہوا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ وضو کا پانی لائے، پھر برتن میں جو پانی بچا اس کو لے کر باہر نکلے تو صحابہ اس تبرک کو حاصل کرنے کے لئے ٹوٹ پڑے، اور اس میں سے لے کر چہرہ، ہاتھ اور بدن پر ملنے لگے، جب تبرک ختم ہوگیا تو جو صحابہ رہ گئے تھے انھوں نے اپنے ساتھیوں کے ہاتھوں پر سے تری لے کر چہرہ وغیرہ پر ملی، اور جن کو یہ بھی میسر نہ آیا انھوں نے نبی ﷺ کے دستِ مبارک کو اپنے چہروں پر ملا، حضرت ابو جحیفہؓ نے بھی دست مبارک چہرہ پر ملا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا (اسی مناسبت سے یہ حدیث یہاں لائے ہیں)

[۳۵۵٤-] حدثنا عَبْدَانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَنَا يُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: ثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم أَجْوَدَ النَّاسِ، وَأَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِي رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ، وَكَانَ جِبْرِيْلُ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ، فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ. [راجع: ٦]

وضاحت: یہ حدیث کتاب کے شروع میں گذر چکی ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے، اور رمضان المبارک میں آپؐ کی سخاوت نقطۂ عروج تک پہنچ جاتی تھی، اور آپؐ نفع پہنچانے میں چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہوجاتے تھے، جبکہ رمضان المبارک کی راتوں میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آپؐ سے ہر

رات ملتے تھے اور آپؐ کے ساتھ قرآن کا دور کرتے تھے (سخاوت: ایک روحانی حالت ہے، اس کا بیان مقصود ہے)

[۳۵۵۵-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ مُوْسَى، ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، ثنا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِیْ ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم دَخَلَ عَلَيْهَا مَسْرُوْرًا تَبْرُقُ أَسَارِيْرُ وَجْهِهِ، فَقَالَ: "أَلَمْ تَسْمَعِیْ مَا قَالَ الْمُدْلِجِیُّ لِزَيْدٍ وَأُسَامَةَ، وَرَأَى أَقْدَامَهُمَا؟ إِنَّ بَعْضَ هٰذِهِ الْأَقْدَامِ مِنْ بَعْضٍ"

[انظر: ۳۷۳۱، ۶۷۷۰، ۶۷۷۱]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی ﷺ ان کے پاس خوش خوش آئے، آپؐ کی پیشانی کی لکیریں (خوشی سے) چمک رہی تھیں، آپؐ نے فرمایا: کیا تم نے نہیں سنی وہ بات جو مدلجی نے زیدؓ اور اسامہؓ کے بارے میں کہی، جبکہ اس نے دونوں کے پاؤں دیکھے؟ کہ یہ پیر ایک دوسرے کا جزء ہیں!

تشریح: حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جو نبی ﷺ کے منہ بولے بیٹے تھے، گورے تھے، اور ان کے صاحبزادے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ جو نبی ﷺ کے محبوب تھے وہ سانولے تھے، اس لئے لوگ ان کے نسب میں شبہ کرتے تھے، ایک دن حضرت زید اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہما سورہے تھے اور دونوں نے چادر اوڑھ رکھی تھی، اور دونوں کے پیر کھلے ہوئے تھے، اتفاق سے وہاں سے عرب کا مشہور قیافہ شناس مدلجی گذرا، اس نے پیروں کو دیکھ کر کہا: یہ پاؤں ایک دوسرے کا جزء ہیں، یعنی یہ باپ بیٹے ہیں، اس سے نبی ﷺ کو بے حد خوشی ہوئی اور آپؐ کی پیشانی خوشی سے چمکنے لگی، آپؐ کا خوش ہونا اس وجہ سے تھا کہ اب لوگوں کے لئے چہ میگوئیاں کرنے کا موقع نہیں رہے گا، ورنہ نسب پہلے سے ثابت تھا۔

لغت: أَسَارِيْر: پیشانی اور چہرہ کے خطوط، اس کا واحد أَسْرَار ہے۔ أَبْرَقَتْ أَسَارِيْرُ وَجْهِه: اس کا چہرہ چمک اٹھا۔

[۳۵۵۶-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، ثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوْكَ، فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلىٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُوْرِ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ. [راجع: ۲۷۵۷]

وضاحت: یہ حدیث گذر چکی ہے، جب غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ جانے والوں کی توبہ قبول ہوئی اور حضرت کعب رضی اللہ عنہ خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے تو انھوں نے کہا: آپؐ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا تھا، اور آپؐ جب بھی خوش ہوتے تھے تو چہرہ ایسا چمک جاتا تھا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو، اور صحابہ اس سے آپؐ کی خوشی پہچان لیتے تھے۔

[۳۵۵۷-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِیِّ، عَنْ

أَبِیْ هُرَیْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ: " بُعِثْتُ مِنْ خَیْرِ قُرُوْنِ بَنِیْ آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰی کُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِیْ کُنْتُ مِنْهُ"

ترجمہ: میں مبعوث کیا گیا ہوں ہر زمانہ میں انسانوں کی بہترین نسل سے قرن بہ قرن، یہاں تک کہ میں وجود پذیر ہوا اس صدی میں جس میں میں ہوں۔

تشریح: اس حدیث کا پس منظروہ روایت ہے جو ترمذی (باب المناقب باب اول) میں ہے، نبی ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آپؐ کو خبر دی کہ قریش ایک مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، پس انھوں نے خاندانی خوبیوں کا تذکرہ کیا، اور انھوں نے آپؐ کی مثال "کوڑے میں اُگے ہوئے کھجور کے درخت" کی بیان کی (کوڑی کا سبزہ شاندار ہوتا ہے مگر اس کی اصل گندی ہوتی ہے، یعنی آپؐ کی ذات تو عظیم ہے مگر خاندان بس ایسا ہی ہے!) پس آپؐ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مخلوق (انسانوں) کو پیدا کیا، پس مجھے ان کے بہترین فرقے (حصے) سے گردانا، اور دو فرقوں میں سے ایک کو ترجیح دی، پھر قبائل کو ترجیح دی، پس مجھے بہترین قبیلہ میں گردانا، پھر گھروں (خاندانوں) کو ترجیح دی، پس مجھے ان کے بہترین خاندان میں گردانا، پس میں ان میں ذات کے اعتبار سے بھی بہتر ہوں اور خاندان کے اعتبار سے بھی" یعنی میرا خاندان اوپر ہی سے چنیدہ ہے، ہر قرن میں بہترین خاندان میں منتقل ہوتا ہوا آیا ہوں، پس لوگوں کا یہ کہنا کہ میں کوڑی میں اُگا ہوا کھجور کا درخت ہوں غلط ہے، میرا خاندان بنو ہاشم قریش کا بہترین خاندان ہے۔

[۳۵۵۸-] حدثنا یَحْیَی بْنُ بُکَیْرٍ، ثَنَا اللَّیْثُ، عَنْ یُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم کَانَ یَسْدِلُ شَعْرَهُ، وَکَانَ الْمُشْرِکُوْنَ یَفْرِقُوْنَ رُؤُسَهُمْ، وَکَانَ أَهْلُ الْکِتَابِ یَسْدِلُوْنَ رُؤُسَهُمْ، وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم یُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْکِتَابِ، فِیْمَا لَمْ یُؤْمَرْ فِیْهِ بِشَیْئٍ، ثُمَّ فَرَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم رَأْسَهُ.

[انظر: ۳۹۴۴، ۵۹۱۷]

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: نبی ﷺ اپنے بال (مانگ نکالے بغیر) سیدھے پیچھے کھینچ لیتے تھے، اور مشرکین اپنے سر میں مانگ نکالا کرتے تھے، یعنی سر کے بالوں کو دو حصوں میں بانٹ کر پیچھے کی طرف کھینچتے تھے، اور اہل کتاب اپنے بالوں میں سدل کیا کرتے تھے، اور نبی ﷺ کو اہل کتاب کی موافقت پسند تھی، ان باتوں میں جن میں آپؐ کو کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا، پھر نبی ﷺ نے سر میں مانگ نکالنی شروع کی (پس یہ افضل ہے)

لغت: سَدْل: کے معنی ہیں: لٹکانا، اور بالوں کا سدل یہ ہے کہ پیشانی کے سارے بال کنگھی سے پیچھے کھینچ لئے جائیں، مانگ نہ نکالی جائے، اور فَرْق کے معنی ہیں: بانٹنا، ناک کی سیدھ میں آدھے سر کے بال دائیں طرف اور آدھے بائیں طرف

ڈال لئے جائیں، پھران کو کانوں کے اوپر سے کنگھی سے پیچھے کھینچ لیا جائے، یہ افضل ہے، اور سدل بھی جائز ہے، اور دائیں بائیں مردوں اور عورتوں کا مانگ نکالنا غیروں کا طریقہ ہے۔

[٣٥٥٩-] حدثنا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو، قَالَ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَاحِشًا وَلاَ مُتَفَحِّشًا وَكَانَ يَقُوْلُ: "إِنَّ مَنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلاَقًا"[انظر: ٣٧٥٩، ٦٠٢٩، ٦٠٣٥]

ترجمہ: نبی ﷺ نہ (طبعی طور پر) فحش گو تھے اور نہ بہ تکلف فحش باتیں کرتے تھے، اور فرمایا کرتے تھے کہ تم میں بہترین وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق بہترین ہیں (چنانچہ آپؐ کے اخلاق سب سے بہتر تھے)

تشریح: بعض لوگ فطری طور پر بیہودہ باتیں کرنے کے عادی ہوتے ہیں اور بعض لوگ بہ تکلف مجلس گرم کرنے کے لئے اور مجلس کا طرز نباہنے کے لئے فحش گوئی کرتے ہیں، حدیث میں دونوں باتوں کی نفی کی گئی ہے کہ آپؐ نہ طبعی فحش گو تھے نہ بہ تکلف فحش باتیں کرتے تھے۔

[٣٥٦٠-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، أَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلاَّ أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَالَمْ يَكُنْ إِثْمًا، فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لِنَفْسِهِ إِلاَّ أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ بِهَا"[انظر: ٦١٢٦، ٦٧٨٦، ٦٨٥٣]

ترجمہ: صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نہیں اختیار دیئے گئے نبی ﷺ دو باتوں میں مگر آپؐ ان میں سے آسان کو اختیار فرماتے تھے، جب تک کہ وہ کوئی گناہ کا کام نہ ہو، پس اگر وہ کوئی گناہ کی بات ہوتو آپؐ اس سے سب سے زیادہ دور رہنے والے تھے، اور نہیں بدلہ لیا نبی ﷺ نے اپنی ذات کے لئے، مگر یہ کہ اللہ کی حرام کی ہوئی باتوں کی پردہ دری کی جائے تو آپؐ اللہ کے لئے اس کا بدلہ لیتے تھے۔

تشریح: اس حدیث میں دو باتوں کا بیان ہے:

پہلی بات: امت کے حق میں اگر دو باتوں میں اختیار ہوتا تو آپؐ امت کے لئے آسان پہلو اختیار فرماتے، بشرطیکہ اس میں تفریط نہ ہو، اور اپنی ذات کے لئے عزیمت کا پہلو اختیار فرماتے، جیسے آپؐ بہت لمبے تہجد پڑھتے تھے مگر امت سے فرمایا: الدِّيْنُ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّيْنَ أَحَدٌ إِلاَّ غَلَبَه: دین آسان ہے اس سے ٹکر مت لو، اگر ٹکر لوگے تو وہ تمہیں ہرا دے گا، اور آپؐ صوم وصال رکھتے تھے مگر امت کو اس سے منع کیا کیونکہ امت کے حق میں یہ کام پر مشقت ہے۔

دوسری بات: نبی ﷺ اپنی ذات کے لئے کبھی بدلہ نہیں لیتے تھے، البتہ اگر کوئی گناہ کرتا جس میں حد شرعی آتی تو پھر اس پر حد جاری کرتے، کیونکہ یہ اپنی ذات کے لئے بدلہ لینا نہیں تھا۔

[٣٥٦١-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: مَا مَسِسْتُ حَرِيْرًا وَلاَ دِيْبَاجًا أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَلاَ شَمِمْتُ رِيْحًا قَطُّ أَوْ: عَرْفًا قَطُّ أَطْيَبَ مِنْ رِيْحِ أَوْ: عَرْفِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.[راجع: ١١٤١]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نہیں چھویا میں نے کوئی ریشم اور نہ کوئی دیبا زیادہ نرم نبی ﷺ کی ہتھیلی سے، یعنی آپؐ کی ہتھیلی ریشم سے بھی زیادہ گداز تھی، اور نہیں سونگھی میں نے کبھی کوئی خوشبو زیادہ اچھی نبی ﷺ کی خوشبو سے، یعنی جسم اطہر سے لاجواب خوشبو پھوٹتی تھی۔

لغات: مَسَّ الشيئَ: چھونا..........دیباج: دیبا کا معرب، یہ ریشم کی ایک قسم ہے..........شَمَّ: سونگھنا، بومحسوس کرنا ....عَرْف: خوشبو، ریح اور عَرف میں شک راوی ہے۔

[٣٥٦٢-] حدثنا مُسَدَّدٌ، ثَنَا يَحْيىَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِي خِدْرِهَا.[انظر: ٦١٠٢، ٦١١٩]
حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا يَحْيىَ، وَابْنُ مَهْدِيٍّ، قَالاَ: ثَنَا شُعْبَةُ مِثْلَهُ، وَإِذَا كَرِهَ شَيْئًا عُرِفَ فِي وَجْهِهِ.

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ زیادہ شرمیلے تھے، کنواری لڑکی سے جو پردے میں ہو (فی خِدرها: کائنة سے متعلق ہوکر صفت کاشفہ ہے، عَذراء کی تتمیم ہے، کنواری لڑکی پردہ میں رہتی ہے) اور جب آپؐ کسی چیز کو ناپسند کرتے تو ناگواری چہرے سے محسوس ہوتی (لیکن آپؐ اس کا اظہار نہیں کرتے تھے)

[٣٥٦٣-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: مَا عَابَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم طَعَامًا قَطُّ، إِنِ اشْتَهَاهُ أَكَلَهُ، وَإِلَّا تَرَكَهُ.[انظر: ٥٤٠٩]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے کبھی کسی کھانے کو برا نہیں کہا، پسند ہوتا تو نوش فرماتے ورنہ چھوڑ دیتے۔

[٣٥٦٤-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَالِكِ بْنِ بُحَيْنَةَ الأَسَدِيِّ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتَّى نَرَى إِبْطَيْهِ، قَالَ: قَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ: ثَنَا بَكْرٌ: بَيَاضَ إِبْطَيْهِ.[راجع: ٣٩٠]

ترجمہ: نبی ﷺ سجدہ میں دونوں ہاتھ اتنے کشادہ کرتے تھے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی (یہ سنت ہے، البتہ دائیں بائیں نمازیں ہوں تو ان کی رعایت کرے)

[۳۵۶۵-] حدثنا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ، ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، ثَنَا سَعِيْدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْئٍ مِنْ دُعَائِهِ إِلَّا فِى الِاسْتِسْقَاءِ، فَإِنَّهُ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ إِبْطَيْهِ.[راجع: ۱۰۳۱]

وَقَالَ أَبُوْ مُوْسَى: دَعَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ بارش طلبی کی نماز میں (دعا میں) ہاتھ بہت اونچے اٹھاتے تھے، اتنے کسی اور دعا میں نہیں اٹھاتے تھے، بارش طلبی کی دعا میں ہاتھ اتنے اونچے اٹھاتے تھے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آتی تھی۔

[۳۵۶۶-] حدثنا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، ثنا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَوْنَ ابْنَ أَبِيْ جُحَيْفَةَ، ذَكَرَ عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: دُفِعْتُ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ بِالْأَبْطَحِ فِيْ قُبَّةٍ كَانَ بِالْهَاجِرَةِ فَخَرَجَ بِلَالٌ، فَنَادٰى بِالصَّلاَةِ، ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَ فَضْلَ وَضُوْءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَوَقَعَ النَّاسُ عَلَيْهِ يَأْخُذُوْنَ مِنْهُ، ثُمَّ دَخَلَ فَأَخْرَجَ الْعَنَزَةَ وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيْصِ سَاقَيْهِ فَرَكَزَ الْعَنَزَةَ، ثُمَّ صَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ، يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ.[راجع: ۱۸۷]

وضاحت: حج کے بعد ابطح میں جب نبی ﷺ نماز پڑھانے کے لئے نکلے تو لنگی اتنی اونچی باندھ رکھی تھی کہ آپؐ کی دونوں پنڈلیوں کی چمک نظر آرہی تھی۔

[۳۵۶۷-] حدثنا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ الْبَزَّارُ، ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيْثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لَأَحْصَاهُ.[انظر: ۳۵۶۸]

[۳۵۶۸-] وَقَالَ اللَّيْثُ: ثَنِيْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّهُ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: أَلَا يُعْجِبُكَ! أَبَا فُلَانٍ جَاءَ فَجَلَسَ إِلٰى جَانِبِ حُجْرَتِيْ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُسْمِعُنِيْ ذٰلِكَ، وَكُنْتُ أُسَبِّحُ، فَقَامَ قَبْلَ أَنْ أَقْضِيَ سُبْحَتِيْ، وَلَوْ أَدْرَكْتُهُ لَرَدَدْتُ عَلَيْهِ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَمْ يَكُنْ يَسْرُدُ الْحَدِيْثَ كَسَرْدِكُمْ.[راجع: ۳۵۶۷]

ترجمہ: صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب نبی ﷺ بات کرتے تو اگر کوئی الفاظ گننا چاہتا تو گن سکتا تھا، اور دوسری

حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہؓ: حضرت صدیقہؓ کو حدیثیں سنانے آئے، حجرہ سے باہر بیٹھ کر انھوں نے حدیثیں پڑھنا شروع کیں، فرفر حدیثیں پڑھ دیں، اور جب اندر سے کوئی جواب نہ ملا تو یہ سمجھے کہ صدیقہؓ نے حدیثیں قبول کرلیں، کوئی تنقید نہیں کی، وہ اٹھ کر چلے گئے، صدیقہؓ کی نیت بندھ رہی تھی، جب سلام پھیرا تو پوچھا: ابو ہریرہؓ ہیں؟ جواب ملا کہ چلے گئے، صدیقہؓ نے اپنے بھانجے عروہ سے کہا: کیا تجھے تعجب نہیں ہوتا! ابو ہریرہؓ آئے اور میرے کمرے کے پاس بیٹھ کر حدیثیں پڑھنی شروع کیں، وہ مجھے حدیثیں سنا رہے تھے، اور میں نفلیں پڑھ رہی تھی، پس وہ اٹھے اس سے پہلے کہ میں نفلیں پوری کرتی، اگر میں ان کو پاتی تو میں تنقید کرتی کہ نبی ﷺ حدیثیں فرفر بیان نہیں کرتے تھے، جیسے تم نے فرفر پڑھیں۔

ملحوظہ: حدیث میں أَبا فلان ہے، مراد حضرت ابو ہریرہؓ ہیں، اور قاعدہ سے أبو فلان ہونا چاہئے، یہ جاء کا فاعل ہے، مگر روایات میں اسی طرح آیا ہے اور حاشیہ میں لکھا ہے کہ یہ بھی ایک لغت قلیلہ ہے (فاعل حالت نصبی میں بھی آتا ہے)

فائدہ: جو لوگ عوام سے خطاب کریں، جیسے مقرر، مدرس وغیرہ وہ لوگ بہت تیز نہ بولیں، اس سے مخاطبین کو بات سمجھنے میں دشواری پیش آتی ہے، اسی طرح طلبہ حدیث شریف اتنی تیز نہ پڑھیں کہ کچھ سمجھ میں نہ آئے کہ کیا پڑھ رہے ہیں، اسی طرح حفاظ قرآن اتنا تیز نہ پڑھیں کہ یعلمون، تعلمون کے علاوہ کچھ سمجھ میں نہ آئے، نبی ﷺ کو قرآنِ کریم کے تعلق سے حکم دیا گیا ہے: ﴿وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً﴾: اور آپؐ قرآن کو خوب صاف صاف پڑھا کریں یعنی ایک ایک حرف الگ الگ ہو، اسی طرح حدیث شریف پڑھنی چاہئے، اور اسی طرح لوگوں سے خطاب کرنا چاہئے، یہ سنت ہے، اس سنت کا طلبہ خیال رکھیں۔

بَابٌ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم تَنَامُ عَيْنُهُ وَلاَ يَنَامُ قَلْبُهُ

نبی ﷺ کی آنکھیں سوتی تھیں، دل نہیں سوتا تھا

یہ تکمیلی باب ہے، ابھی نبی ﷺ کے احوال کا ذکر چل رہا ہے، انبیاء کرام کی نیند ناقض وضو نہیں ہوتی، کیونکہ انبیاء کا دل نہیں سوتا، وہ چوکنا سوتے ہیں، اگر کوئی ناقض وضو پیش آئے گا تو ان کو پتہ چل جائے گا، اور امت بھی اگر چوکنا سوئے تو اس کا بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔ نیند فی نفسہ ناقض وضوء نہیں، خروج ریح کا مظنہ ہونے کی وجہ سے ناقض ہے، تفصیل تحفۃ القاری (۵:۳-۴۷۵ اور ۱:۵۴۵) میں گذر چکی ہے۔

اور باب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا حوالہ ہے، یہ حدیث آگے (حدیث ۳۲۸۱) آرہی ہے، نبی ﷺ نے ایک خواب دیکھا، خواب میں فرشتوں نے کہا: آپؐ کی آنکھ سوئی ہوئی ہے، دل بیدار ہے، اور باب کی پہلی حدیث گذر چکی ہے، نبی ﷺ وتروں سے پہلے سوجاتے تھے، صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا، آپؐ نے جواب دیا: تَنَامُ عَيْنَيَّ وَلاَ يَنَامُ قَلْبِيْ: میری آنکھیں سوتی ہیں، میرا دل نہیں سوتا۔

اوردوسری حدیث نئی ہے، نبی ﷺ نے دوخواب دیکھے: ایک نبوت سے پہلے دوسرا نبوت کے بعد، آپؐ مسجدِحرام میں سوئے ہوئے تھے: تین فرشتے آئے، ایک نے کہا: وہ کون ہیں؟ درمیانی نے کہا: وہ وہ ہیں جوان میں بہترین ہیں، تیسرے نے کہا: ان کو لے چلو، فَكَانَتْ تِلْكَ: اس رات بس اتنا ہی خواب دیکھا، دوسرا خواب نبوت کے بعد دیکھا، آپؐ کی آنکھیں سوئی ہوئی تھیں اور دل بیدار تھا اور تمام انبیاء کا یہی حال ہوتا ہے، اس خواب میں حضرت جبرئیل علیہ السلام آپؐ کو معراج میں لے گئے ہیں، یہ بڑی معراج نہیں تھی، وہ تو بیداری میں ہوئی ہے یہ اس کے علاوہ منامی معراج ہے۔

[۲٤-] بَابٌ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم تَنَامُ عَيْنُهُ وَلاَ يَنَامُ قَلْبُهُ

رَوَاهُ سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[۳۵٦۹-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ: كَيْفَ كَانَتْ صَلاَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ رَمَضَانَ؟ فَقَالَتْ: مَاكَانَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلاَ فِيْ غَيْرِهِ عَلٰى إِحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً، يُصَلِّيْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ، فَلاَ تَسْأَلُ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلاَ تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ، ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلاَثًا، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوْتِرَ؟ قَالَ: "تَنَامُ عَيْنَيَّ وَلاَ يَنَامُ قَلْبِيْ" [راجع: ۱۱٤۷]

[۳۵۷۰-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، ثَنِيْ أَخِيْ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ نَمِرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يُحَدِّثُنَا عَنْ لَيْلَةٍ أُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ، جَاءَهُ ثَلاَثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ أَنْ يُوْحَى إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي مَسْجِدِ الْحَرَامِ، فَقَالَ أَوَّلُهُمْ: أَيُّهُمْ هُوَ؟ فَقَالَ أَوْسَطُهُمْ: هُوَ خَيْرُهُمْ؟ وَقَالَ آخِرُهُمْ: خُذُوْا خَيْرَهُمْ. فَكَانَتْ تِلْكَ.

فَلَمْ يَرَهُمْ حَتَّى جَاؤُا لَيْلَةً أُخْرَى فِيْمَا يَرَى قَلْبُهُ، وَالنَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم نَائِمَةٌ عَيْنَاهُ وَلاَ يَنَامُ قَلْبُهُ، وَكَذٰلِكَ الْأَنْبِيَاءُ تَنَامُ أَعْيُنُهُمْ وَلاَ تَنَامُ قُلُوْبُهُمْ، فَتَوَلَّاهُ جِبْرِيْلُ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ.

[انظر: ٤٩٦٤، ٥٦١٠، ٦٥٨١، ٧٥١٧]
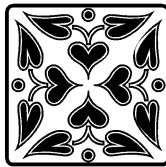
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ عَلاَمَاتِ النُّبُوَّةِ فِی الإِسْلاَمِ

معجزات کا بیان

علامات: علامة کی جمع ہے، عام نشانی، مراد نبوت کی نشانی یعنی معجزات، معجِزة (جیم مکسور) عاجز کرنے والی بات، یہ صفت: موصوف کے قائم مقام ہے اصل میں آیةٌ معجزةٌ تھا، اور معجزہ کی طرح کرامت بھی خرق عادت کا نام ہے، اگر نبی کے ہاتھ سے ظاہر ہو تو معجزہ ہے اور امتی کے ہاتھ سے ظاہر ہو تو کرامت ہے، کرامت کے معنی ہیں: اعزاز، اللہ تعالیٰ نیک بندے کے ہاتھ سے خرق عادت ظاہر کرکے اس کا اعزاز کرتے ہیں اس کی قدر بڑھاتے ہیں، اور کافر و فاسق کے ہاتھ سے ظاہر ہو تو اس کا نام استدراج ہے، یعنی ڈھیل دینا، جیسے بیل چر رہا ہو اور اس کی رسّی ہاتھ میں پکڑ رکھی ہو، پھر جوں جوں بیل آگے بڑھے رسّی ڈھیلی چھوڑی جائے: یہ استدراج ہے، پھر جب وقت آئے تو اتنی زور سے جھٹکا دیا جائے کہ بیل کو نانی یاد آجائے۔

نبی ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ قرآنِ کریم ہے، عربوں کو چیلنج دیا گیا تھا، جو فصیح ترین اور قادر الکلام تھے کہ قرآن جیسی ایک سورت ہی بنا کر لاؤ، مگر وہ عاجز رہ گئے اور یہ چیلنج آج بھی ہے، ہمیں میداں ہمیں چوگاں! آئے کوئی میدان میں! اور لائے قرآنِ کریم کی چھوٹی سی سورت جیسی کوئی سورت۔

اور قرآنِ کریم کے علاوہ نبی ﷺ کو اور بھی معجزات عنایت فرمائے گئے تھے، اور یہ بات تواتر معنوی سے ثابت ہے، ترجمان السنہ کی چوتھی جلد میں حضرت مولانا بدر عالم صاحب میرٹھی مدنی قدس سرہ نے معجزات کی روایتیں جمع کی ہیں جو تقریباً چار سو ہیں، یہ معجزات کی الگ الگ روایتیں ہیں ان کا قدر مشترک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو قرآنِ کریم کے علاوہ دیگر معجزات سے بھی سرفراز فرمایا تھا۔

اور یہ طویل باب ہے اس میں قرآنِ کریم کے علاوہ دیگر معجزات کا بیان ہے اور یہ باب فضائل الاصحاب تک چلے گا، آخر میں تین تکمیلی ابواب آئیں گے، اس باب میں اٹھتر حدیثیں ہیں، چھبیس نئی ہیں اور باون گذری ہوئی ہیں۔

فائدہ: سب سے بڑے معجزے (قرآنِ کریم) کا ذکر کتاب المغازی کے بعد آئے گا، کتاب التفسیر اور فضائل

القرآن اسی معجزہ کے بیان کے لئے ہیں، اور کتاب المناقب اس جلد کے ختم تک چلے گی، اس کتاب میں پہلے آپؐ کے فضائل ہیں، پھر اس امت کے اصفیاء (برگزیدہ حضرات) کا ذکر ہے، یعنی مہاجرین وانصار کے فضائل ہیں، پھر نبی ﷺ کی مکی زندگی کے احوال ہیں اور ہجرت کے کچھ بعد تک یہ سلسلہ دراز ہوا ہے، پھر کتاب المغازی (مہماتِ نبوی) میں مدنی زندگی کے احوال ہیں، پھر فضائل القرآن اور کتاب التفسیر میں آپؐ کے سب سے بڑے معجزہ کا بیان ہے، یہ کتابوں میں ارتباط ہے، اس کو خوب ذہن نشیں کرلیا جائے۔

۱- پانی میں برکت

پہلی روایت پہلے گذری ہے، اس کا ترجمہ تحفۃ القاری (۲:۱۵۴) میں ہے، مشکل الفاظ کے معانی بعد میں ہیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم

[٢٥-] بَابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلَامِ

[٣٥٧١-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، ثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ، ثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ: أَنَّهُمْ كَانُوْا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِيْ مَسِيْرٍ، فَأَدْلَجُوْا لَيْلَتَهُمْ، حَتَّى إِذَا كَانَ وَجْهُ الصُّبْحِ عَرَّسُوْا، فَغَلَبَتْهُمْ أَعْيُنُهُمْ حَتَّى ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ، فَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنْ مَنَامِهِ أَبُوْ بَكْرٍ، وَكَانَ لاَ يُوْقَظُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ مَنَامِهِ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ، فَاسْتَيْقَظَ عُمَرُ فَقَعَدَ أَبُوْ بَكْرٍ عِنْدَ رَأْسِهِ فَجَعَلَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ حَتَّى اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، فَنَزَلَ وَصَلَّى بِنَا الْغَدَاةَ، فَاعْتَزَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّ مَعَنَا، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: "يَا فُلاَنُ! مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَنَا؟" قَالَ: أَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَيَمَّمَ بِالصَّعِيْدِ، ثُمَّ صَلَّى وَجَعَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ رَكُوْبٍ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَقَدْ عَطِشْنَا عَطَشًا شَدِيْدًا، فَبَيْنَمَا نَحْنُ نَسِيْرُ إِذَا نَحْنُ بِامْرَأَةٍ سَادِلَةٍ رِجْلَيْهَا بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ، فَقُلْنَا لَهَا: أَيْنَ الْمَاءُ؟ فَقَالَتْ: إِنَّهُ لاَ مَاءَ، قُلْنَا: كَمْ بَيْنَ أَهْلِكِ وَبَيْنَ الْمَاءِ؟ قَالَتْ: يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ، فَقُلْنَا: انْطَلِقِيْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَتْ: وَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ؟ فَلَمْ نُمَلِّكْهَا مِنْ أَمْرِهَا حَتَّى اسْتَقْبَلْنَا بِهَا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَحَدَّثَتْهُ بِمِثْلِ الَّذِيْ حَدَّثَتْنَا، غَيْرَ أَنَّهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا مُؤْتِمَةٌ، فَأَمَرَ بِمَزَادَتَيْهَا، فَمَسَحَ بِالْعَزْلَاوَيْنِ، فَشَرِبْنَا عِطَاشًا أَرْبَعُوْنَ رَجُلاً حَتَّى رَوِيْنَا، فَمَلَأْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَعَنَا وَإِدَاوَةٍ، غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ نَسْقِ بَعِيْرًا، وَهِيَ تَكَادُ تَنِضُّ مِنَ الْمِلْءِ، ثُمَّ قَالَ: "هَاتُوْا مَا عِنْدَكُمْ" فَجُمِعَ لَهَا مِنَ الْكِسَرِ وَالتَّمْرِ، حَتَّى أَتَتْ أَهْلَهَا فَقَالَتْ: لَقِيْتُ أَسْحَرَ النَّاسِ، أَوْ هُوَ نَبِيٌّ كَمَا زَعَمُوْا، فَهَدَى اللّٰهُ ذَاكَ الصِّرْمَ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ فَأَسْلَمَتْ وَأَسْلَمُوْا [راجع: ٣٤٤]

لغات: اَدْلَجُوْا لَيْلَتَهُمْ: رات کے شروع حصہ میں چلتے رہے، أَدْلَجَ الْقَوم: إِذَا سَارُوْا فِي أَوَّلِ اللَّيْلِ............ التَّعْرِيْس: رات کے آخر میں آرام کے لئے اترنا............ سَادِلَةٍ رِجْلَيْهَا بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ: اپنے پیر دو پکھالوں کے درمیان لٹکائے ہوئے بیٹھی تھی، سَدَلَ ثَوْبَهُ: لٹکانا، المَزَادَة: الراوية: پکھال جو مشک سے بڑی ہوتی ہے............ مؤتمة: (تاء کا زبر اور زیر) یتیم بچوں والی یعنی بیوہ............ العزلاوين: عزلاء کا تثنیہ: پکھال کا نیچے کا منہ............ تَنَضُّ من المِلئ: بھرے ہوئے ہونے کی وجہ سے رس رہی تھی .... نَضَّ الْماءُ: پانی کا تھوڑا تھوڑا رسنا...... الصِّرم: چھوٹا محلّہ، چھوٹا گاؤں، الگ تھلک رہنے والی جماعت۔

❁ ❁ ❁

اس کے بعد چار حدیثیں ہیں: پہلی قتادہؒ کی، دوسری اسحاقؒ کی، تیسری حسن بصریؒ کی اور چوتھی حُمید طویلؒ کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایات ہیں، ان روایتوں میں دو باتوں میں اختلاف ہے: اول: یہ واقعہ مدینہ میں زوراء مقام میں پیش آیا (جس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اذان دی جاتی تھی) یا یہ واقعہ سفر میں پیش آیا؟ دوم: وضو کرنے والوں کی تعداد کیا تھی؟ پہلی روایت میں تین سو ہے، دوسری میں ستر اور چوتھی میں اسّی، پس ایک رائے یہ ہے کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے اور اختلاف واقعہ کے متعلقات کا ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ ان کو دو واقعے قرار دیا جائے، کیونکہ ابو نُعیم کی روایت میں ہے: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ إِلٰى قُبَاءٍ فَأُتِيَ مِنْ بَعْضِ بُيُوْتِهِمْ بِقَدَحٍ صَغِيْرٍ: (حاشیہ) معلوم ہوا کہ ایک مدینہ کا واقعہ ہے اور ایک قباء کا، اور وضو کرنے والوں کی تعداد کا اختلاف واقعہ کے متعلقات کا اختلاف ہے اور حدیثیں چاروں پہلے آچکی ہیں اور مِخْضَب کے معنی ہیں: لگن .... زُهاء: تقریباً............ من عند آخرهم: سبھی نے .... مخارج: مخرج کی جمع: نکلنے کی جگہ یعنی کسی سفر میں............ صَغُر الْمِخْضَبُ: برتن کی تلی تنگ تھی، اس لئے انگلیاں ملا کر رکھیں۔

[۳۵۷۲-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيْدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِإِنَاءٍ، وَهُوَ بِالزَّوْرَاءِ، فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الإِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ، فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ، قَالَ قَتَادَةُ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: ثَلاَثَ مِائَةٍ أَوْ زُهَاءَ ثَلاَثِ مِائَةٍ.[راجع: ١٦٩]

[۳۵۷۳-] حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَحَانَتْ صَلاَةُ الْعَصْرِ، فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوْءَ فَلَمْ يَجِدُوْهُ، فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم بِوَضُوْءٍ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ ذٰلِكَ الإِنَاءِ يَدَهُ، فَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَتَوَضَّؤُا مِنْهُ، فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ النَّاسُ حَتَّى تَوَضَّؤُا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ.[راجع: ١٦٩]

[۳۵۷٤-] حدثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ، ثَنَا حَزْمٌ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَسَنَ، ثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ،

قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِي بَعْضِ مَخَارِجِهِ، وَمَعَهُ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَانْطَلَقُوْا يَسِيْرُوْنَ فَحَضَرَتِ الصَّلاَ ةُ، وَلَمْ يَجِدُوْا مَاءً يَتَوَضَّؤُنَ، فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَجَاءَ بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ يَسِيْرٍ، فَأَخَذَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ مَدَّ أَصَابِعَهُ الْأَرْبَعَ عَلَى الْقَدَحِ، ثُمَّ قَالَ:" قُوْمُوْا فَتَوَضَّؤُا" فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ حَتَّى بَلَغُوْا فِيْمَا يُرِيْدُوْنَ مِنَ الْوُضُوْءِ، وَكَانُوْا سَبْعِيْنَ أَوْ نَحْوَهُ.[راجع: ۱۶۹]

[۳۵۷۵-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ، سَمِعَ يَزِيْدَ، أَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: حَضَرَتِ الصَّلاَ ةُ فَقَامَ مَنْ كَانَ قَرِيْبَ الدَّارِ مِنَ الْمَسْجِدِ يَتَوَضَّأُ، وَبَقِيَ قَوْمٌ. فَأُتِيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِمِخْضَبٍ مِنْ حِجَارَةٍ فِيْهِ مَاءٌ، فَوَضَعَ كَفَّهُ فَصَغُرَ الْمِخْضَبُ أَنْ يَبْسُطَ فِيْهِ كَفَّهُ، فَضَمَّ أَصَابِعَهُ فَوَضَعَهَا فِي الْمِخْضَبِ، فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا. قُلْتُ: كَمْ كَانُوْا؟ قَالَ: ثَمَانُوْنَ رَجُلاً.[راجع: ۱۶۹]

اس کے بعد حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے جو صلح حدیبیہ کے موقع کی ہے، حدیبیہ کے میدان میں پانی کے چشموں پر غیروں نے قبضہ کرلیا تھا، جہاں مسلمان ٹھہرے تھے وہاں ایک چھوٹا سا کھڈا تھا، لوگ پیاسے ہوئے، نبی ﷺ کے پاس ایک چھاگل لایا گیا، آپؐ نے وضو فرمایا، پس لوگ چھاگل کی طرف دوڑے (تاکہ اس میں بچا ہوا پانی حاصل کریں) آپؐ نے پوچھا: کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا: ہمارے پاس نہ وضو کے لئے پانی ہے نہ پینے کے لئے، بس یہی پانی ہے جو آپؐ کے پاس ہے، پس آپؐ نے چھاگل میں دست مبارک رکھا، پانی انگلیوں کے درمیان سے چشمے کی طرح پھوٹنے لگا، ہم سب نے پیا اور وضو کیا، راوی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ حضرات کتنے تھے؟ انھوں نے کہا: اگر ہم لاکھ ہوتے تب بھی پانی ہمارے لئے کافی ہوجاتا، ہم اس دن پندرہ سو تھے۔

دوسری حدیث حضرت براء رضی اللہ عنہ کی ہے، اس میں بھی حدیبیہ کا واقعہ ہے، حضرت براءؓ کہتے ہیں: ہم حدیبیہ میں چودہ سو تھے، اور حدیبیہ میں ایک کنواں تھا، پس ہم نے اس کا پانی کھینچ لیا، یہاں تک کہ اس میں ایک قطرہ بھی نہ رہا، نبی ﷺ کنویں کی مَن پر آئے اور پانی منگوایا، کلی کی اور کنویں میں ڈالی، ہم تھوڑی دیر ٹھہرے رہے، پھر ہم نے وہ پانی پیا، یہاں تک کہ ہم سب سیراب ہوگئے، اور ہم نے اپنی سواریوں کو سیراب کیا، یا کہا: سواریاں پانی پی کر لوٹیں۔

[۳۵۷۶-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ، ثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ، وَالنَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ، فَتَوَضَّأَ فَجَهِشَ النَّاسُ نَحْوَهُ، فَقَالَ:" مَالَكُمْ؟" قَالُوْا: لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ وَلاَ نَشْرَبُ إِلاَّ مَا بَيْنَ يَدَيْكَ، فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الرَّكْوَةِ، فَجَعَلَ الْمَاءُ يَثُوْرُ بَيْنَ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُوْنِ، فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا، قُلْتُ: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: لَوْ كُنَّا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا، كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً.

[انظر: ۴۱۵۲، ۴۱۵۳، ۴۱۵۴، ۴۸۴۰، ۵۶۳۹]

[۳۵۷۷-] حدثنا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، ثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ أَبِىْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: كُنَّا يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ، أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً، وَالْحُدَيْبِيَّةُ بِئْرٌ، فَنَزَحْنَاهَا حَتَّى لَمْ نَتْرُكْ فِيْهَا قَطْرَةً، فَجَلَسَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَلٰى شَفِيْرِ الْبِئْرِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَمَضْمَضَ وَمَجَّ فِي الْبِئْرِ، فَمَكَثْنَا غَيْرَ بَعِيْدٍ، ثُمَّ اسْتَقَيْنَا حَتَّى رَوِيْنَا وَرَوَتْ أَوْ: صَدَرَتْ رِكَابُنَا. [انظر: ۴۱۵۰، ۴۱۵۱]

۲-کھانے میں برکت

ایک مرتبہ نبی ﷺ مسجدِ نبوی میں تشریف فرما تھے، آپؐ کا کئی دن کا فاقہ تھا، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے سوتیلے والد ہیں، آپؐ کی آواز سے آپؐ کا فاقہ محسوس کیا، وہ گھر گئے اور اپنی اہلیہ ام سُلیم رضی اللہ عنہا سے پوچھا: گھر میں کھانے کے لئے کچھ ہے؟ میں نے آنحضور ﷺ کی آواز سے محسوس کیا ہے کہ آپؐ کا فاقہ ہے، حضرت ام سُلیمؓ نے رات کی چند باسی روٹیاں نکالیں اور ان کو اوڑھنی میں لپیٹا، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے بغل میں دبایا اور باقی کپڑا ان کے گلے میں لپیٹ دیا تاکہ روٹیاں گرا نہ دیں، وہ آنحضور ﷺ کے پاس آ کر کھڑے ہوئے، آپؐ نے پوچھا: کھانا لائے ہو؟ انسؓ نے جواب دیا: جی ہاں، آپؐ نے حاضرین سے فرمایا: چلو، ابوطلحہؓ کی دعوت ہے اور آپؐ نے حضرت انسؓ سے فرمایا: گھر پہنچ کر ہمارے آنے کی اطلاع دو، جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے سنا کہ آنحضور ﷺ کئی لوگوں کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں تو ان کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی، انھوں نے ام سُلیمؓ سے کہا: اب کیا ہوگا، ہمارے پاس اتنا کھانا نہیں کہ ہم سب کو کھلا سکیں، ام سُلیم نے کہا: اللہ اور اس کے رسول جانیں، ہم نے سب کو دعوت نہیں دی، آپؐ نے دعوت دی ہے، آنحضور ﷺ تشریف لائے اور آپؐ نے روٹیاں چورنے کا حکم دیا، روٹیاں ایک پیالہ میں توڑی گئیں پھر اس میں گھی ڈالا گیا، پھر اس کو خوب مل دیا تو ملیدہ تیار ہو گیا، پھر آپؐ نے اس میں دعا فرمائی اور کچھ پڑھ کر دم کیا، اور ابوطلحہؓ سے کہا: دس دس آدمیوں کو بلاؤ، گھر میں اتنے ہی آدمیوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہوگی، چنانچہ لوگ آتے رہے اور سب نے شکم سیر ہو کر کھالیا، کل ستر یا اسّی آدمی تھے، پھر آنحضور ﷺ نے نوش فرمایا اور گھر والوں نے بھی کھایا اور جو بچ گیا وہ تقسیم کیا گیا۔

[۳۵۷۸-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، أَنَا مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِىْ طَلْحَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُوْلُ: قَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ: لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ضَعِيْفًا، أَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ، فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيْرٍ، ثُمَّ أَخْرَجَتْ خِمَارًا لَهَا، فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ، ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِىْ، وَلَاثَتْنِىْ بِبَعْضِهِ، ثُمَّ أَرْسَلَتْنِىْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: فَذَهَبْتُ بِهِ، فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ، فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ فَقَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه ولم: "أَرْسَلَكَ أَبُوْ طَلْحَةَ؟" فَقُلْتُ: نَعَمْ،

قَالَ:" بِطَعَامٍ؟" فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لِمَنْ مَعَهُ:" قُوْمُوْا" فَانْطَلَقُوْا وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِالنَّاسِ، وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ؟ فَقَالَتْ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ! فَانْطَلَقَ أَبُوْ طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَأَبُوْ طَلْحَةَ مَعَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" هَلُمِّيْ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ" فَأَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ، فَأَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَفُتَّ، وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً فَأَدَمَتْهُ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْهِ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُوْلَ، ثُمَّ قَالَ:" اِئْذَنْ لِعَشَرَةٍ" فَأَذِنَ لَهُمْ، فَأَكَلُوْا حَتَّى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا، ثُمَّ قَالَ: "ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ" فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتَّى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا، ثُمَّ قَالَ:" ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ" فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتَّى شَبِعُوْا ثُمَّ خَرَجُوْا، ثُمَّ قَالَ:" ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ" فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوْا، وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ أَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلًا. [راجع: ٤٢٢]

۳- پانی میں برکت اور معجزات میں انذار کے ساتھ تبشیر بھی ہوتی ہے

سورۃ الاسراء آیت ۵۹ میں ہے: ﴿وَمَا نُرْسِلُ بِالْآيَاتِ إِلَّا تَخْوِيْفًا﴾: اور ہم معجزات صرف ڈرانے کے لئے بھیجا کرتے ہیں، یہ حصر کفار کے اعتبار سے ہے، ان کے حق میں مخصوص معجزات تخویف ہی ہوتے ہیں اور مؤمنین کے حق میں تبشیر کا پہلو بھی ہوتا ہے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم قدرتی نشانیوں کو برکت شمار کیا کرتے تھے اور تم ان کو ڈراوا شمار کرتے ہو، یعنی تم نے آیات کا ایک ہی پہلو لے لیا، آیات میں تبشیر کا پہلو بھی ہوتا ہے، ہم ایک سفر میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے، پانی نہیں رہا تو آپؐ نے فرمایا: تھوڑا سا پانی تلاش کرو، لوگ ایک برتن لائے جس میں تھوڑا سا پانی تھا، آپؐ نے اس میں ہاتھ رکھا، اور فرمایا: آؤ! بابرکت پانی کی طرف، اور اللہ کی برکت سے فائدہ اٹھاؤ، ابن مسعودؓ کہتے ہیں: میں نے دیکھا پانی نبی ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا تھا۔ (دوسرا معجزہ) اور بخدا واقعہ یہ ہے کہ ہم کھانے کی تسبیح سنا کرتے تھے درانحالیکہ وہ کھایا جارہا ہوتا تھا۔

[٣٥٧٩-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، ثَنَا أَبُوْ أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، ثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ الآيَاتِ بَرَكَةً وَأَنْتُمْ تَعُدُّوْنَهَا تَخْوِيْفًا، كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَاءُ، فَقَالَ:" اطْلُبُوْا فَضْلَةً مِنْ مَاءٍ" فَجَاؤُوْا بِإِنَاءٍ فِيْهِ مَاءٌ قَلِيْلٌ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي الإِنَاءِ، ثُمَّ قَالَ:" حَيَّ عَلَى الطَّهُوْرِ الْمُبَارَكِ، وَالْبَرَكَةِ مِنَ اللّٰهِ" فَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ.

۴-غلّہ میں برکت

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے والد ماجد جنگ احد میں شہید ہوئے، ان کے ذمہ یہود کا قرضہ تھا، جب باغ پھلا تو اس میں قرضہ کی بھرپائی نہیں تھی، جابرؓ نے حضور ﷺ سے سفارش کروائی، مگر یہود نہیں مانے، نبی ﷺ تشریف لے گئے اور کھجوروں کی ڈھیری کے گرد گھومے، پھر فرمایا: قرض خواہوں کو بلا کر قرضہ چکاؤ، چنانچہ سارا قرضہ چکانے کے بعد بھی اتنا بچا جتنا دیا تھا، یہ حدیث پہلے بار بار گذری ہے۔

[۳۵۸۰-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، ثَنَا زَكَرِيَّا، ثَنِيْ عَامِرٌ، ثَنِيْ جَابِرٌ، أَنَّ أَبَاهُ تُوُفِّيَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَقُلْتُ: إِنَّ أَبِيْ تَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا، وَلَيْسَ عِنْدِيْ إِلَّا مَا يُخْرِجُ نَخْلُهُ، وَلَا يَبْلُغُ مَا يُخْرِجُ سِنِيْنَ مَا عَلَيْهِ، فَانْطَلِقْ مَعِيْ لِكَيْ لَا يُفْحِشَ عَلَيَّ الْغُرَمَاءُ، فَمَشَى حَوْلَ بَيْدَرٍ مِنْ بَيَادِرِ التَّمْرِ، فَدَعَا، ثُمَّ آخَرَ، ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: "انْزِعُوْهُ" فَأَوْفَاهُمُ الَّذِيْ لَهُمْ، وَبَقِيَ مِثْلُ مَا أَعْطَاهُمْ. [راجع: ۲۱۲۷]

۵-برکت ہی برکت

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: اصحاب صفہ نادار اور غریب لوگ تھے، ان کے پاس کھانے پینے کے لئے کچھ نہیں تھا، صحابہ حسب گنجائش ان کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے اور کھانا کھلاتے تھے، ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تین طالب علموں کو شام کے وقت کھانے کے لئے گھر بھیج دیا، اور آنحضور ﷺ دس آدمیوں کو ساتھ لے گئے، اتفاق سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کوئی ضرورت پیش آئی اور وہ نبی ﷺ کے پاس رک گئے، آپؓ نے نبی ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا، حضرت عبدالرحمٰنؓ نے طلبہ کے سامنے کھانا پیش کیا، مگر انھوں نے انکار کیا اور کہا: ہم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھائیں گے، حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اصرار بھی کیا، مگر مہمانوں نے نہیں مانا، حضرت ابوبکرؓ دیر سے گھر پہنچے: دیکھا مہمان انتظار میں ہیں، انھوں نے کھانا نہیں کھایا، حضرت بہت بگڑے، بیوی صاحبہ ام رومان رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: ہم نے بہت اصرار کیا مگر وہ مُصر رہے کہ آپ کے ساتھ کھائیں گے، حضرت عبدالرحمٰنؓ ڈر کے مارے دُبک گئے، آپؓ نے ان کو آواز دی: او کمینے! کہاں ہے باہر نکل، اور خوب برا بھلا کہا، پھر مہمانوں کے سامنے کھانا پیش کیا اور قسم کھائی کہ میں نہیں کھاؤں گا، مہمانوں نے بھی قسم کھائی کہ ہم بھی آپؓ کے بغیر نہیں کھائیں گے، چنانچہ آپؓ نے قسم توڑ دی اور کھانا کھانے لگے تو کھانا بڑھنے لگا، جتنا کھاتے تھے کھانا اس سے زیادہ بڑھ جاتا تھا، حضرت نے اہلیہ سے فرمایا: دیکھ نہیں رہی جتنا کھاتے ہیں کھانا اس سے زیادہ بڑھ جاتا ہے، اہلیہ نے کہا: جی ہاں کھانا بڑھ رہا ہے، اب تگنا ہو گیا ہے، جب سب کھا چکے تو ایک کٹورہ میں وہ کھانا خدمتِ نبوی میں بھیجا گیا، چونکہ آپؐ اور گھر والے کھانا کھا چکے تھے، اس لئے وہ کھانا رکھا رہا، اگلے دن ایک قبیلہ کے

ساتھ میعادی معاہدہ تھا، معاہدہ کی تجدید کے لئے ان کا وفد آیا ہوا تھا وہ ستر آدمی تھے، سب نے اس پیالہ سے کھایا، اور شکم سیر ہوکر کھایا، پھر بھی کھانا بچ گیا۔

تشریح: پہلی مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے یہاں کھانا بڑھا، یہ کرامت تھی اور کرامت نبی کا معجزہ ہوتی ہے، اس طرح حدیث باب سے منطبق ہوگئی، یا یہ کہیں کہ پہلی مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے یہاں کھانا بڑھا پھر دوسری مرتبہ نبی ﷺ کے گھر بڑھا اور اتنا بڑھا کہ ستر آدمیوں نے کھالیا، یہ معجزہ ہے۔

[۳۵۸۱-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، ثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ أَبِيْهِ، ثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ، أَنَّـهُ حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ أَبِيْ بَكْرٍ: أَنَّ أَصْحَابَ الصُّفَّةِ كَانُوْا أُنَاسًا فُقَرَاءَ، وَأَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ مَرَّةً: "مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ، وَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ أَرْبَعَةٍ فَلْيَذْهَبْ بِخَامِسٍ أَوْ بِسَادِسٍ" أَوْ كَمَا قَالَ. وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ جَاءَ بِثَلَاثَةٍ، وَانْطَلَقَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِعَشَرَةٍ وَأَبُوْ بَكْرٍ ثَلَا ثَةً، قَالَ: فَهُوَ أَنَا وَأَبِيْ وَأُمِّيْ، وَلَا أَدْرِيْ هَلْ قَالَ: امْرَأَتِيْ وَخَادِمِيْ بَيْنَ بَيْتِنَا وَبَيْنَ بَيْتِ أَبِيْ بَكْرٍ، وَإِنَّ أَبَا بَكْرٍ تَعَشَّى عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، ثُمَّ لَبِثَ حَتَّى صَلَّى الْعِشَاءَ، ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتَّى تَعَشَّى رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم فَجَاءَ بَعْدَمَا مَضَى مِنَ اللَّيْلِ مَا شَاءَ اللهُ، قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: مَا حَبَسَكَ مِنْ أَضْيَافِكَ أَوْ: ضَيْفِكَ؟ قَالَ: أَوَ عَشَّيْتِهِمْ؟ قَالَتْ: أَبَوْا حَتَّى تَجِيْءَ، قَدْ عَرَضُوْا عَلَيْهِمْ فَغَلَبُوْهُمْ، قَالَ: فَذَهَبْتُ فَاخْتَبَأْتُ فَقَالَ: يَا غُنْثَرُ! فَجَدَّعَ وَسَبَّ، وَقَالَ: كُلُوْا، وَقَالَ: لَا أَطْعَمُهُ أَبَدًا. قَالَ: وَأَيْمُ اللهِ مَا كُنَّا نَأْخُذُ مِنَ اللُّقْمَةِ إِلَّا رَبَا مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا حَتَّى شَبِعُوْا، وَصَارَتْ أَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلُ، فَنَظَرَ أَبُوْ بَكْرٍ فَإِذَا شَيْئٌ أَوْ أَكْثَرُ، فَقَالَ لِامْرَأَتِهِ: يَا أُخْتَ بَنِيْ فِرَاسٍ، قَالَتْ: لَا وَقُرَّةِ عَيْنِيْ، لَهِيَ الْآنَ أَكْثَرُ مِمَّا قَبْلُ بِثَلَاثِ مِرَارٍ، فَأَكَلَ مِنْهَا أَبُوْ بَكْرٍ وَقَالَ: إِنَّمَا كَانَ الشَّيْطَانُ، يَعْنِيْ يَمِيْنَهُ، ثُمَّ أَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً، ثُمَّ حَمَلَهَا إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَأَصْبَحَتْ عِنْدَهُ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَهْدٌ، فَمَضَى الْأَجَلُ، فَتَعَرَّفْنَا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا، مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمْ أُنَاسٌ، اللهُ أَعْلَمُ كَمْ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ، غَيْرَ أَنَّـهُ بَعَثَ مَعَهُمْ قَالَ: أَكَلُوْا مِنْهَا أَجْمَعُوْنَ، أَوْ كَمَا قَالَ. [راجع: ٦٠٢]

قولہ: وأبوبکر ثلاثۃً: مسلم شریف (حدیث ۲۰۵۷) میں وأبوبکر بثلاثۃ ہے.........فَتَعَرَّفْنَا: ہم ترجمان (عریف) بنے، عبدالرحمٰن نے ان کے گروپ بنائے۔

۶- دعائے نبوی سے بارش شروع بھی ہوئی اور بند بھی ہوئی

نبی ﷺ کے زمانہ میں لوگوں کو قحط سالی پہنچی، ایک جمعہ میں آپؐ خطبہ دے رہے تھے، ایک بدّو کھڑا ہوا اور اس نے

عرض کیا: یارسول اللہ! مال ہلاک ہوگیا، اور بچے بھوک کا شکار ہو گئے، آپ بارش کے لئے دعا فرمائیں، آپ نے خطبہ میں دعا کی، فوراً بادل امنڈ آئے اور لوگ بھیگتے ہوئے گھر لوٹے، پھر پورا ہفتہ بارش ہوتی رہی، اگلے جمعہ میں خطبہ کے دوران ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! مکانات گر گئے اور مال ڈوب گیا، آپ ہمارے لئے دعا فرمائیں، آپ نے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا: ''اے اللہ! ہمارے اردگرد برسے اور ہم پر نہ برسے'' آپ اپنی انگلی سے بادل کے جس کونہ کی طرف اشارہ کرتے ادھر سے بال کھل جاتا، اور مدینہ میں بارش رک گئی اور بادل گول پھٹ گیا، جیسے مدینہ نے تاج پہن رکھا ہو، یہ بارش کا ہونا اور رکنا دو معجزے ہیں اور حدیث پہلے کتاب الجمعة میں گذری ہے۔

[۳۵۸۲-] حدثنا مُسَدَّدٌ، ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، عَنْ أَنَسٍ، وَعَنْ يُوْنُسَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: أَصَابَ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ قَحْطٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَبَيْنَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذْ قَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلَكَتِ الْكُرَاعُ، وَهَلَكَتِ الشَّاءُ، فَادْعُ اللّٰهَ يَسْقِيَنَا، فَمَدَّ يَدَيْهِ وَدَعَا، قَالَ أَنَسٌ: وَإِنَّ السَّمَاءَ كَمِثْلِ الزُّجَاجَةِ، فَهَاجَتْ رِيْحٌ أَنْشَأَتْ سَحَابًا ثُمَّ اجْتَمَعَ، ثُمَّ أَرْسَلَتِ السَّمَاءُ عَزَالِيَهَا، فَخَرَجْنَا نَخُوْضُ الْمَاءَ حَتّٰى أَتَيْنَا مَنَازِلَنَا، فَلَمْ نَزَلْ نُمْطَرُ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرٰى، فَقَامَ إِلَيْهِ ذٰلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهُ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تَهَدَّمَتِ الْبُيُوْتُ فَادْعُ اللّٰهَ يَحْبِسْهُ، فَتَبَسَّمَ ثُمَّ قَالَ: ''حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا'' فَنَظَرْتُ إِلَى السَّحَابِ تَصَدَّعَ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ كَأَنَّهُ إِكْلِيْلٌ. [راجع: ۹۳۲]

۷- کھجور کے خشک تنے کا فراقِ نبوی میں بلکنا

مسجدِ نبوی کھجور کے ایک باغ میں بنائی گئی تھی، درخت کٹوا دیئے اور تنوں کے ستون بنائے اور اس کے پتوں کا چھپر ڈالا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجدِ نبوی میں جب خطبہ دیتے تھے تو کھجور کے ایک تنے سے ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے، پھر جب منبر رکھا گیا اور آپ خطبہ دینے کے لئے منبر پر چڑھے تو وہ تنا بلکنے لگا، اس کی آواز سب حاضرین نے سنی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے اور تنے کے پاس تشریف لے گئے، اور اس کو سینہ سے لگایا تو اس نے رونا بند کیا، پھر وہ تنا اکھاڑ کر منبر کے نیچے دفن کیا گیا، خشک تنے کا بلکنا: آپ کا معجزہ ہے۔

[۳۵۸۳-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، أَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيْرٍ أَبُوْ غَسَّانَ، ثَنَا أَبُوْ حَفْصٍ اسْمُهُ عُمَرُ بْنُ الْعَلَاءِ أَخُوْ أَبِيْ عَمْرِو بْنِ الْعَلَاءِ، قَالَ: سَمِعْتُ نَافِعًا عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَخْطُبُ إِلٰى جِذْعٍ، فَلَمَّا اتُّخِذَ الْمِنبَرُ تَحَوَّلَ إِلَيْهِ، فَحَنَّ الْجِذْعُ فَأَتَاهُ فَمَسَحَ يَدَهُ عَلَيْهِ، وَقَالَ عَبْدُ الْحَمِيْدِ: أَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: أَنَا مُعَاذُ بْنُ الْعَلَاءِ، عَنْ نَافِعٍ بِهٰذَا، وَرَوَاهُ أَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ رَوَّادٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[٣٥٨٤-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَيْمَنَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِیْ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ النَّبِیَّ صلی الله علیه وسلم كَانَ يَقُوْمُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلٰی شَجَرَةٍ أَوْ: نَخْلَةٍ، فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، أَوْ: رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا نَجْعَلُ لَكَ مِنْبَرًا؟ قَالَ: " إِنْ شِئْتُمْ" فَجَعَلُوْا لَهُ مِنْبَرًا، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ دُفِعَ إِلٰی الْمِنْبَرِ، فَصَاحَتِ النَّخْلَةُ صِيَاحَ الصَّبِیِّ، ثُمَّ نَزَلَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم فَضَمَّهَا إِلَيْهِ، تَئِنُّ أَنِيْنَ الصَّبِیِّ الَّذِیْ يُسَكَّنُ، قَالَ: " كَانَتْ تَبْكِیْ عَلٰی مَا كَانَتْ تَسْمَعُ مِنَ الذِّكْرِ عِنْدَهَا"[راجع: ٤٤٩]

[٣٥٨٥-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، ثَنِیْ أَخِیْ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ يَحْيَی بْنِ سَعِيْدٍ، أَخْبَرَنِیْ حَفْصُ ابْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ: كَانَ الْمَسْجِدُ مَسْقُوْفًا عَلٰی جُذُوْعٍ مِنْ نَخْلٍ، فَكَانَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم إِذَا خَطَبَ يَقُوْمُ إِلٰی جِذْعٍ مِنْهَا، فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ، فَكَانَ عَلَيْهِ، فَسَمِعْنَا لِذٰلِكَ الْجِذْعِ صَوْتًا كَصَوْتِ الْعِشَارِ، حَتّٰی جَاءَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا فَسَكَنَتْ.[راجع: ٤٤٩]

وضاحت: پہلی حدیث کے راوی ابوحفص عمر بن العلاء مشہور قاری ابوعمرو بن العلاء کے بھائی ہیں، اور حاشیہ میں لکھا ہے کہ اصح یہ ہے کہ ان کا نام عمر نہیں تھا معاذ تھا جیسا کہ دوسری سند میں ہے............مَسَحَ يَدَهُ عليه: اس پر اپنا ہاتھ پھیرا...... حَنَّ الْجِذْعُ: تنا بلکنے لگا..........دُفع إلی الْمِنْبَرِ: منبر کی طرف دھکا دیئے گئے، یعنی منبر پر جا کر خطبہ دینا شروع کیا.......... تَئِنُّ أَنِيْنَ الصَّبِیِّ الَّذِیْ يُسَكَّنُ: أَنَّ يَإِنُّ أَنًّا وَأَنِيْنًا: ایں ایں کرنا، تنا اس بچہ کی طرح ایں ایں کرنے لگا جس کو تھپکی دی جاتی ہے، سلایا جاتا ہے..........قوله: فَكَانَ عَلَيْهِ: یعنی آپ منبر پر کھڑے ہوکر خطبہ دینے لگے.......... العِشَار: عُشَرَاءُ کی جمع ہے: دس مہینہ کی گابھن اونٹنی جو بیاہنے کی قریب ہوتی ہے اور بلکتی ہے، اس طرح کی آواز تنے سے نکلنے لگی۔

۸- ملکی اور سیاسی فتنہ کی پیشین گوئی

پہلے (تحفۃ القاری ۲: ۳۸۴ میں) حدیث تفصیل سے گذری ہے، نبی ﷺ نے اس فتنہ کی پیشین گوئی فرمائی جو سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مارتا ہوا آئے گا، یعنی حکومت کا نظام بگڑ جائے گا اور لوگ ناحق حکومت کی حرص کریں گے، اور یہ فتنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد شروع ہوگا، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد فتنوں کا جو تانتا بندھا وہ تاریخ کا ہر طالب علم جانتا ہے، اس دن سے فتنے رکنے کا نام نہیں لیتے، اور قیامت تک رکیں گے بھی نہیں، کیونکہ دروازہ توڑ دیا گیا، پس فتنوں پر بند لگانے کی کوئی صورت نہیں۔

[٣٥٨٦-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا ابْنُ أَبِیْ عَدِیٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِیْ وَائِلٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: أَيُّكُمْ يَحْفَظُ حَدِيْثَ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم فِی الْفِتْنَةِ، ح: وَحَدَّثَنِیْ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، ثَنَا

مُحَمَّدٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ: أَيُّكُم يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي الْفِتْنَةِ؟ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: أَنَا أَحْفَظُ كَمَا قَالَ، قَالَ: هَاتِ إِنَّكَ لَجَرِيْءٌ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِي أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلاَ ةُ وَالصَّدَقَةُ وَالأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ" قَالَ: لَيْسَتْ هٰذِهِ، وَلٰكِنِ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ، قَالَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! لاَ بَأْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا، إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا، قَالَ: يُفْتَحُ الْبَابُ أَوْ يُكْسَرُ؟ قَالَ: لاَ بَلْ يُكْسَرُ، قَالَ: ذٰلِكَ أَحْرَى أَنْ لاَ يُغْلَقَ، قُلْنَا: عَلِمَ عُمَرُ الْبَابَ؟ قَالَ: نَعَمْ، كَمَا أَنَّ دُوْنَ غَدٍ اللَّيْلَةَ، إِنِّيْ حَدَّثْتُهُ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالأَغَالِيْطِ، فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَهُ، وَأَمَرْنَا مَسْرُوْقًا فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: مَنِ الْبَابُ؟ فَقَالَ: عُمَرُ. [راجع: ٥٢٥]

۹-عجمیوں کے ساتھ جنگ کی پیشین گوئی

نبی ﷺ کے زمانہ میں عرب جزیرۃ العرب میں محدود تھے، عجمیوں تک ان کی حکومت پہنچے گی اس کا تصور بھی نہیں تھا، نبی ﷺ نے اس کی پیشین گوئی فرمائی، یہ آپ کا معجزہ ہے۔

[٣٥٨٧-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، أَنَا شُعَيْبٌ، ثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" لاَتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ، وَحَتَّى تُقَاتِلُوْا التُّرْكَ، صِغَارَ الأَعْيُنِ، حُمْرَ الْوُجُوْهِ، ذُلْفَ الأُنُوْفِ، كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ"[راجع: ٢٩٢٨]

[٣٥٨٨-] "وَتَجِدُوْنَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ أَشَدَّهُمْ كَرَاهِيَةً لِهٰذَا الأَمْرِ حَتَّى يَقَعَ فِيْهِ، وَالنَّاسُ مُعَادِنُ: خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الإِسْلاَمِ"[راجع: ٣٤٩٣]

[٣٥٨٩-] "وَلَيَأْتِيَنَّ عَلٰى أَحَدِكُمْ زَمَانٌ، لَأَنْ يَرَانِيْ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ لَهُ مِثْلُ أَهْلِهِ وَمَالِهِ"

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ تم جنگ کرو ایسے لوگوں سے جن کے چپل: بال ہیں، یعنی قیامت سے پہلے ان کے ساتھ جنگ ضرور ہوگی، اور یہاں تک کہ جنگ کرو تم ترکوں سے، جن کی آنکھیں چھوٹی، چہرے سرخ اور ناک چپٹی ہوگی، گویا ان کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالیں ہیں، اور پاؤ گے تم لوگوں میں بہترین اس شخص کو جوان میں سب سے زیادہ ناپسند کرتا ہوگا اس معاملہ کو، یعنی حکومت کے بڑے عہدوں کو، یہاں تک کہ واقع ہو وہ اس میں یعنی عہدہ سر آپڑنے کے بعد ناگواری باقی نہیں رہنی چاہئے، اب پوری دلچسپی سے عہدہ کی ذمہ داری پوری کرنی چاہئے۔ تفصیل پہلے (حدیث ۳۴۹۳ میں) گذری ہے، اور لوگ کھانیں ہیں، جوان میں زمانۂ جاہلیت میں بہتر تھا وہ زمانۂ اسلام میں بھی بہتر ہے (جبکہ وہ دین کی سمجھ حاصل کرے، اس کی تفصیل بھی پہلے آچکی ہے) اور بخدا! ضرور آئے گا تم میں سے ایک پر ایسا زمانہ

کہ وہ مجھے دیکھے یہ بات اس کو زیادہ پسند ہوگی، اس سے کہ ہو اس کے لئے اس کی فیملی اور اس کے مال کے مانند، یعنی گھر اور مال قربان کر کے میرا جلوہ دیکھ لے، یہ اس کو زیادہ پسند ہوگا۔

[۳۵۹۰-] حدثنا يَحْيىَ، ثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، أَنَّ النَّبِیَّ صلی الله عليه وسلم قَالَ:" لاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تُقَاتِلُوْا خُوْزًا وَكِرْمَانَ مِنَ الْأَعَاجِمِ، حُمْرَ الْوُجُوْهِ، فُطْسَ الْأُنُوْفِ، صِغَارَ الْأَعْيُنِ، كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُ الْمُطْرَقَةُ، نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ" تَابَعَهُ غَيْرُهُ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ. [راجع: ۲۹۲۸]

[۳۵۹۱-] حدثنا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، ثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: قَالَ إِسْمَاعِيْلُ: أَخْبَرَنِیْ قَيْسٌ قَالَ: أَتَيْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ، فَقَالَ: صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله عليه وسلم ثَلاَثَ سِنِيْنَ لَمْ أَكُنْ فِیْ سِنِیَّ أَحْرَصَ عَلٰی أَنْ أَعِیَ الْحَدِيْثَ مِنِّیْ فِيْهِنَّ، سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ، وَقَالَ هٰكَذَا بِيَدِهِ:" بَيْنَ يَدَیِ السَّاعَةِ تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ" وَهُوَ هٰذَا الْبَارِزُ، وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: وَهُمْ أَهْلُ الْبَارِزِ"[راجع: ۲۹۲۸]

[۳۵۹۲-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، ثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ، سَمِعْتُ الْحَسَنَ يَقُوْلُ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" بَيْنَ يَدَیِ السَّاعَةِ تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا يَنْتَعِلُوْنَ الشَّعْرَ، وَتُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا كَأَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ"[راجع: ۲۹۲۷]

حدیث (۱): نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ جنگ کرو تم عجمیوں کے شہروں میں سے خوز اور کرمان سے، جن کے چہرے سرخ، ناک چپٹی اور آنکھیں چھوٹی ہونگی، گویا ان کے چہرے تہہ بہ تہہ کوٹی ہوئی ڈھالیں ہیں، ان کے چپل: بال ہونگے، یہ حدیث یحییٰ کے علاوہ دیگر روات بھی عبدالرزاق سے روایت کرتے ہیں۔

حدیث (۲): قیس بن ابی حازم کہتے ہیں: ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھے، انھوں نے فرمایا: میں نے تین سال نبی ﷺ کی صحبت پائی ہے (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۷ ہجری میں مسلمان ہوئے ہیں) نہیں تھا میں میرے ان سالوں میں زیادہ حریص اس بات کا کہ محفوظ کروں میں حدیث کو ان سالوں میں مجھ سے، یعنی ان تین سالوں میں میری سب سے بڑی خواہش نبی ﷺ کی حدیثیں یاد کرنے کی تھیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ تمہید اس لئے قائم کی ہے کہ اگلی بات جو وہ بیان کریں گے وہ ان کو خوب محفوظ ہے، میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے اور انھوں نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا (اشارہ کی کیفیت معلوم نہیں) کہ قیامت سے پہلے تم جنگ کرو گے ایسے لوگوں سے جن کے چپل بال ہونگے، اور وہ یہ کھلے ہوئے لوگ ہیں اور سفیان بن عیینہؒ نے کبھی کہا: أهلُ البارز: یعنی أهل بڑھایا، بارز کے معنی ہیں: کھلا، اور مراد عجمی لوگ ہیں ان سے تمہاری جنگ ہوگی۔

لغت: الْمُطْرَقَة: باب افعال اور الْمُطَرَّقَة: باب تفعیل: دونوں سے پڑھا جاسکتا ہے، کوٹا ہوا چمڑا، چمڑے کو تہہ بہ تہہ کرکے کوٹ کر ایک جان کردیتے ہیں .... **قوله: لم أَكُنْ فِي سِنِّيَّ إلخ: مني: أحرص** سے جڑے گا، مفضّل اور مفضّل علیہ: حضرت ابو ہریرہؓ ہیں، تین سالوں کے اعتبار سے مفضل ہیں اور باقی زندگی کے اعتبار سے مفضل علیہ ہیں۔

۱۰- یہود کے ساتھ جنگ کی پیشین گوئی

جب دجال کا زمانہ آئے گا تو یہود کے ساتھ سخت معرکہ پیش آئے گا جس میں یہود کو کہیں پناہ نہیں ملے گی، نبی ﷺ نے اس بات کی خبر دی ہے اور حدیث پہلے گذری ہے۔

[۳۵۹۳-] حدثنا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ، أَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "تُقَاتِلُكُمُ الْيَهُوْدُ، فَتُسَلَّطُوْنَ عَلَيْهِمْ، حَتَّى يَقُوْلَ الْحَجَرُ: يَا مُسْلِمُ! هٰذَا يَهُوْدِيٌّ وَرَائِيْ فَاقْتُلْهُ"[راجع: ۲۵۲۹]

۱۱- صحابہ اور تابعین کی برکت سے فتح ہوگی

حدیث پہلے گذری ہے، نبی ﷺ نے خبر دی کہ ایسا زمانہ آئے گا جب مسلمان دشمن سے لوہا لیں گے، اور صحابہ اور تابعین کی برکت سے فتح ہوگی، اور جس طرح کرامت نبی کا معجزہ ہوتی ہے صحابہ اور تابعین کی برکت سے فتح نصیب ہونا بھی نبی ﷺ کی بعد الوفات برکت ہے، یہی معجزہ ہے۔

[۳۵۹٤-] حدثنا قُتَيْبَةُ، ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَغْزُوْنَ، فَيُقَالُ لَهُمْ: هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ الرَّسُوْلَ صلى الله عليه وسلم؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ يَغْزُوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ: هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَحِبَ مَنْ صَحِبَ الرَّسُوْلَ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ"[راجع: ۲۸۹۷]

۱۲- حالات بدلنے کی پیشین گوئی

نبی ﷺ نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی: (۱) اگر تمہاری حیات دراز ہوئی تو تم دیکھو گے کہ حیرۃ سے ایک ہودج نشیں عورت مکہ کا سفر کرے گی، اور کعبہ کا طواف کرے گی، اس کو اللہ کے علاوہ کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔ (۲) اور اگر تمہاری حیات دراز ہوئی تو تم دیکھو گے کہ مسلمانوں کے لئے کسری کے خزانے فتح کئے گئے ہیں۔ (۳) اور اگر تمہاری حیات دراز ہوئی تو تم دیکھو گے کہ مال کی ریل پیل ہوگی اور اس کو قبول کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔ (۴) پھر آپؐ نے قیامت کی منظر کشی فرمائی، اور فرمایا کہ دوزخ سے بچو، چاہے کھجور کا ایک ٹکڑا خیرات کرکے ہو۔

حضرت عدیؓ کہتے ہیں: پہلی دو باتیں تو میں نے دیکھ لیں، حیرہ سے عورت مکہ تک تنہا بے خطر سفر کرتی ہے اور کسری کے خزانے فتح کرنے والوں میں میں بھی تھا، اور تیسری بات ابھی میں نے نہیں دیکھی، تمہاری زندگی دراز ہوئی تو تم یہ بات بھی دیکھ لوگے۔

[۳۵۹۵-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ، أَنَا النَّضْرُ، أَنَا إِسْرَائِيْلُ، أَنَا سَعْدٌ الطَّائِيُّ، أَنَا مُحِلُّ بْنُ خَلِيْفَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم إِذْ أَتَاهُ رَجُلٌ فَشَكَا إِلَيْهِ الْفَاقَةَ، ثُمَّ أَتَاهُ آخَرُ فَشَكَا إِلَيْهِ قَطْعَ السَّبِيْلِ، فَقَالَ:" يَا عَدِيُّ! هَلْ رَأَيْتَ الْحِيْرَةَ؟" قُلْتُ: لَمْ أَرَهَا، وَقَدْ أُنْبِئْتُ عَنْهَا، قَالَ:" فَإِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتَّى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ، لَا تَخَافُ أَحَدًا إِلَّا اللّٰهَ" قُلْتُ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَ نَفْسِيْ: فَأَيْنَ دُعَّارُ طَيِّءٍ الَّذِيْنَ قَدْ سَعَّرُوْا الْبِلَادَ؟ "وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتُفْتَحَنَّ كُنُوْزُ كِسْرَى" قُلْتُ: كِسْرَى بْنُ هُرْمُزَ؟ قَالَ:" كِسْرَى بْنُ هُرْمُزَ" وَلَئِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ لَتَرَيَنَّ الرَّجُلَ يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ يَطْلُبُ مَنْ يَقْبَلُهُ مِنْهُ فَلَا يَجِدُ أَحَدًا يَقْبَلُهُ مِنْهُ، وَلَيَلْقَيَنَّ اللّٰهَ أَحَدُكُمْ يَوْمَ يَلْقَاهُ، وَلَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ يُتَرْجِمُ لَهُ فَيَقُوْلَنَّ لَهُ: أَلَمْ أَبْعَثْ إِلَيْكَ رَسُوْلاً فَيُبَلِّغَكَ؟ فَيَقُوْلُ: بَلٰى، فَيَقُوْلُ: أَلَمْ أُعْطِكَ مَالاً وَوَلَدًا، وَأُفْضِلْ عَلَيْكَ؟ فَيَقُوْلُ: بَلٰى، فَيَنْظُرُ عَنْ يَمِيْنِهِ فَلَا يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ، وَيَنْظُرُ عَنْ يَسَارِهِ فَلَا يَرَى إِلَّا جَهَنَّمَ" قَالَ عَدِيٌّ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" اتَّقُوْا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ شِقَّ تَمْرَةٍ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ" قَالَ عَدِيٌّ: فَرَأَيْتُ الظَّعِيْنَةَ تَرْتَحِلُ مِنَ الْحِيْرَةِ حَتَّى تَطُوْفَ بِالْكَعْبَةِ لَا تَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ، وَكُنْتُ فِيْمَنِ افْتَتَحَ كُنُوْزَ كِسْرَى بْنِ هُرْمُزَ، وَلَئِنْ طَالَتْ بِكُمْ حِيَاةٌ لَتَرَوُنَّ مَاقَالَ النَّبِيُّ أَبُوْ الْقَاسِمِ صلى الله عليه وسلم:" يُخْرِجُ مِلْءَ كَفِّهِ"[راجع: ۱۴۱۳]

حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ، أَنَا سَعْدَانُ بْنُ بِشْرٍ، ثَنَا أَبُوْ مُجَاهِدٍ، ثَنَا مُحِلُّ بْنُ خَلِيْفَةَ، سَمِعْتُ عَدِيًّا كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

۱۳- پیش آنے والے احوال کی خبریں

(الف) امت دنیا حاصل کرنے میں ریس کرے گی

[۳۵۹۶-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ شُرَحْبِيْلٍ، ثَنَا لَيْثٌ، عَنْ يَزِيْدَ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم:" خَرَجَ يَوْمًا فَصَلّٰى عَلٰى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ:" إِنِّيْ فَرَطُكُمْ، وَأَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلٰى حَوْضِي الْآنَ، وَإِنِّيْ قَدْ أُعْطِيْتُ

مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ، وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ بَعْدِيْ أَنْ تُشْرِكُوْا، وَلٰكِنْ أَخَافُ أَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا" [راجع: ١٣٤٤]

وضاحت: وفات کے قریب نبی ﷺ صحابہ کو لیکر میدانِ احد میں تشریف لے گئے اور شہداء کی (باقاعدہ) نمازِ جنازہ پڑھی، پھر واپس تشریف لائے، اور منبر سے خطاب فرمایا کہ میں تمہارا پیش رَو ہوں، اور میں تمہارے حق میں گواہی دوں گا، اور بخدا! میں اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں، اور میں زمین کے خزانوں کی چابیاں دیا گیا ہوں، یعنی زمین کے خزانے امت کے ہاتھ آئیں گے، اور بخدا! میں اپنے بعد اس سے نہیں ڈرتا کہ تم شرک میں مبتلا ہو جاؤ گے، بلکہ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ تم دنیا حاصل کرنے میں ایک دوسرے کی ریس کرو گے۔

[٣٥٩٧-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أُسَامَةَ، قَالَ: أَشْرَفَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَلٰى أُطُمٍ مِنَ الآطَامِ فَقَالَ:" هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى؟ إِنِّيْ أَرَى الْفِتَنَ تَقَعُ خِلَالَ بُيُوْتِكُمْ مَوَاقِعَ الْقَطْرِ"[راجع: ١٨٧٨]

(ب) فتنے بارش کی طرح برسیں گے

نبی ﷺ مدینہ کے ایک قلعہ پر چڑھے اور فرمایا: کیا تم وہ چیز دیکھتے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں، میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں جو تمہارے گھروں کے درمیان گر رہے ہیں، بارش کے قطروں کی طرح۔

[٣٥٩٨-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، أَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِيْ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ، أَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتَ أَبِيْ سُفْيَانَ حَدَّثَتْهَا، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا، يَقُوْلُ:" لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ، فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ مِثْلُ هٰذَا" وَحَلَّقَ بِأُصْبُعِهِ وَبِالَّتِيْ تَلِيْهَا، فَقَالَتْ زَيْنَبُ: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ؟ قَالَ: "نَعَمْ، إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ"[راجع: ٣٣٤٦]

[٣٥٩٩-] وَعَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَتْنِيْ هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ، أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ، قَالَ: اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ:"سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ وَمَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْفِتَنِ؟"[راجع: ١١٥]

(ج) فتنے اور خزانے ساتھ ساتھ

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی ﷺ ان کے پاس گھبرائے ہوئے آئے، فرمایا: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں! عربوں کے لئے ہلاکت ہے اس برائی سے جو قریب آچکی ہے، آج یاجوج ماجوج کی دیوار سے اتنا کھول دیا گیا، اور آپؐ

نے اپنی انگلی سے اوراس کے پاس والی انگلی سے حلقہ بنایا، حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: کیا ہم ہلاک ہونگے درانحالیکہ ہم میں نیک لوگ ہونگے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں، جب گندگی زیادہ ہوجائے گی (یہ آپؐ نے ایک خواب دیکھا تھا حقیقۃً دیوار کا کھلنا مراد نہیں)

[۳۶۰۰-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ الْمَاجِشُوْنَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ لِيْ: إِنِّيْ أَرَاكَ تُحِبُّ الْغَنَمَ وَتَتَّخِذُهَا، فَأَصْلِحْهَا وَأَصْلِحْ رُعَاتَهَا، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ تَكُوْنُ الْغَنَمُ فِيْهِ خَيْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ، يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ، أَوْ: سَعَفَ الْجِبَالِ فِي مَوَاقِعِ الْقَطْرِ، يَفِرُّ بِدِيْنِهِ مِنَ الْفِتَنِ"[راجع: ۱۹]

(د) پرفتن زمانہ آرہا ہے

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن سے کہا: میں تجھے دیکھتا ہوں کہ تجھے بکریوں سے محبت ہے اور تو بکریاں پالتا ہے، پس بکریوں کو سنوار اور ان کی ناک صاف کر، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: وہ زمانہ جلدی آرہا ہے کہ مسلمان کا بہترین مال وہ بکریاں ہونگی، جن کو وہ لئے ہوئے پھرے گا، پہاڑوں کی چوٹیوں پر، اور بارش کی جگہوں میں وہ اپنا دین لے کر فتنوں سے بھاگے گا (حدیث کی شرح تحفۃ القاری ۱: ۲۲۶ میں ہے)

[۳۶۰۱-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ الْأُوَيْسِيُّ، ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "سَتَكُوْنُ فِتَنٌ: الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ، وَالْقَائِمُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِيْ، وَالْمَاشِيْ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِيْ، مَنْ تُشْرِفْ لَهَا يَسْتَشْرِفْهُ، وَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ: مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ"[انظر: ۷۰۸۱، ۷۰۸۲]

[۳۶۰۲-] وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ، ثَنِيْ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُطِيْعِ ابْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ نَوْفَلِ بْنِ مُعَاوِيَةَ مِثْلَ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ هٰذَا، إِلَّا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ يَزِيْدُ:" مِنَ الصَّلَاةِ صَلَاةٌ مَنْ فَاتَتْهُ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ"

(ھ) فتنوں سے جو جتنا دور رہے گا وہ بہتر ہوگا

نبی ﷺ نے فرمایا: عنقریب (بڑے بڑے) فتنے ہونگے، اس وقت جو بیٹھا ہوا ہوگا وہ کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا (کیونکہ کھڑا ہوا دور تک فتنے دیکھے گا اور بیٹھے ہوئے کو اتنے فتنے نظر نہیں آئیں گے) اور اس زمانہ میں کھڑا ہوا

(فتنوں کی طرف) چلنے والے سے بہتر ہوگا، اوراس زمانہ میں (فتنوں کی طرف) چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا اور جو شخص فتنوں کی طرف جھانکے گا فتنہ اس کو اپنی زد میں لے لیگا، اور جو شخص کوئی جائے پناہ پائے تو چاہئے کہ وہ اس کے ساتھ چپک جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہی حدیث ایک اور سند سے بھی مروی ہے، اس میں ابوبکر بن عبدالرحمٰنؒ یہ مضمون بڑھاتے ہیں: ''نمازوں میں سے ایک نماز ہے جس کے ہاتھ سے وہ نکل گئی تو گویا اس کی فیملی اوراس کے مال پر آفت آن پڑی، یعنی دونوں تباہ ہوگئے (یہ عصر کی نماز ہے، اور حدیث کی شرح تحفہ ۲:۴۱۲ میں ہے)

لغت: تَشَرَّفَ لِلشَّيْءِ: نظر اٹھا کر دیکھنا، اور أَشْرَفَ عَلَيْهِ: اوپر سے دیکھنا، مَن متضمن معنی شرط ہے، اس لئے تُشْرِفْ (بابِ افعال سے) مجزوم ہے، اور اسْتَشْرَفَ لِلشَّيْءِ کے معنی ہیں: کسی چیز کا نشانہ بننا، زد میں آنا۔

[۳۶۰۳-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، أَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " سَتَكُوْنُ أَثَرَةٌ وَأُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا" قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَمَاتَأْمُرُنَا؟ قَالَ: " تُؤَدُّوْنَ الْحَقَّ الَّذِيْ عَلَيْكُمْ، وَتَسْأَلُوْنَ اللّٰهَ الَّذِيْ لَكُمْ"[انظر: ۷۰۵۲]

(و) ترجیح اور نا گوار باتیں پیش آئی گی

نبی ﷺ نے فرمایا: عنقریب ترجیح اور ایسی باتیں پیش آئیں گی جن کو تم اوپرا سمجھوگے، لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ! (اس وقت) آپؐ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: وہ حق ادا کرنا جو تمہارے ذمہ ہے، اور اللہ سے وہ حق مانگنا جو تمہارے لئے ہے۔

لغت: أَثَرَة (بفتحتین) اور اُثْرة (ہمزہ کا پیش اور ثا کا سکون) ترجیح، جو مال مشترک ہے اس کے ساتھ کسی کا خاص ہوجانا، یا کسی کو خاص کردینا، اقرباء پروری، جب ایسا زمانہ آئے تو امیر سے بغاوت نہ کرنا، اس کا حکم سننا اور ماننا، اور جو تمہاری حق تلفی ہورہی ہے اس کو اللہ کے حوالے کرنا، اس کا بدلہ تمہیں اللہ کے یہاں ملے گا۔

[۳۶۰۴-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ، ثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، ثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ التَّيَّاحِ، عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "يُهْلِكُ النَّاسَ هٰذَا الْحَيُّ مَنْ قُرَيْشٍ" قَالُوْا: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ قَالَ: " لَوْ أَنَّ النَّاسَ اعْتَزَلُوْهُمْ" وَقَالَ مُحْمُوْدٌ: ثَنَا أَبُوْ دَاوُدَ: أَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ.[انظر: ۳۶۰۵، ۷۰۵۸]

[۳۶۰۵-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَكِّيُّ، ثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْأُمَوِيُّ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ، فَسَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ الصَّادِقَ الْمَصْدُوْقَ صلى الله عليه

وسلم يَقُوْلُ:" هَلاَكُ أُمَّتِيْ عَلٰى يَدَىْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ" فَقَالَ مَرْوَانُ: غِلْمَةٌ؟ قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: إِنْ شِئْتَ أَنْ أُسَمِّيَهُمْ: بَنِيْ فُلاَنٍ، وَبَنِيْ فُلاَنٍ. [راجع: ٣٦٠٤]

(ز) قریش کے جوان امت کو تباہ کریں گے

نبی ﷺ نے فرمایا: قریش کا یہ قبیلہ لوگوں کو تباہ کرے گا (یہ قبیلہ: شاید بنوامیہ) لوگوں نے پوچھا: آپؐ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: کاش لوگ ان سے جدا ہوجائیں!

دوسری حدیث میں ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے صادق ومصدوق ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میری امت کی تباہی قریش کے جوانوں کے ہاتھوں ہوگی، مروان نے کہا: جوانوں کے؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر میں چاہوں تو ان کو نامزد کردوں کہ فلاں کا بیٹا اور فلاں کا بیٹا!

تشریح: مروان مدینہ کا گورنر تھا، جوان اور بنوامیہ کے خاندان سے تھا، اس نے محسوس کیا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس پر چوٹ کررہے ہیں، اس لئے اس نے کہا: جوانوں؟ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا: جی ہاں، جوانوں! اور اگر آپ چاہیں تو میں اس کا نام اور اس کے باپ کا نام بتادوں، مروان چپکا ہوگیا، چور کی ڈاڑھی میں تنکا!

[٣٦٠٦-] حدثنا يَحْيَى بْنُ مُوْسَى، ثَنَا الْوَلِيْدُ، ثَنِيْ ابْنُ جَابِرٍ، ثَنِيْ بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْحَضْرَمِيُّ، ثَنِيْ أَبُوْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلاَنِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ حُذَيْفَةَ بْنَ الْيَمَانِ يَقُوْلُ: كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ، مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِيْ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَاءَ نَا اللّٰهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ، فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ:" نَعَمْ" قُلْتُ: وَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ:" نَعَمْ، وَفِيْهِ دَخَنٌ" قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ:" قَوْمٌ يَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِيْ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ" قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ:" نَعَمْ، دُعَاةٌ عَلٰى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ، مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا" قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! صِفْهُمْ لَنَا؟ فَقَالَ:" هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا، وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِأَلْسِنَتِنَا" قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِيْ إِنْ أَدْرَكَنِيْ ذٰلِكَ؟ قَالَ:" تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِمَامَهُمْ" قُلْتُ: فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلاَ إِمَامٌ؟ قَالَ:" فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ بِأَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰى يُدْرِكَكَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلٰى ذٰلِكَ!" [انظر: ٣٦٠٧، ٧٠٨٤]

[٣٦٠٧-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، ثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، ثَنِيْ قَيْسٌ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: تَعَلَّمَ أَصْحَابِيْ الْخَيْرَ وَتَعَلَّمْتُ الشَّرَّ. [راجع: ٣٦٠٦]

۱۴-فتنوں کی پیش خبری

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میرے ساتھی خیر سیکھتے تھے اور میں شر (برائی) سیکھتا تھا، یعنی دوسرے صحابہ احکامِ شرع معلوم کر کے محفوظ کرتے تھے اور میں فتنوں کے بارے میں دریافت کر کے محفوظ کرتا تھا، میں فتنوں کے بارے میں اس اندیشہ سے پوچھتا تھا کہ وہ شر مجھے پالے (فتنوں کے جاننے کا یہی فائدہ ہے، جب فتنہ رونما ہو اور آدمی پہلے سے باخبر ہو تو وہ اس فتنہ کے شر سے بچ جائے گا)

حذیفہؓ کا سوال (۱): یارسول اللہ! ہم زمانۂ جاہلیت میں برے احوال میں تھے، اللہ تعالیٰ ہمارے پاس یہ خیر (اسلام) لائے، پس کیا اس خیر کے بعد کوئی شر (برا حال) آئے گا؟

جوابِ نبوی: ہاں۔

حذیفہؓ کا سوال (۲): کیا اُس شر کے بعد کوئی خیر آئے گی؟

جوابِ نبوی: ہاں! اور اس میں دھواں ہوگا، یعنی وہ خیر محض نہیں ہوگی، بلکہ اس میں کدورت ہوگی، جیسے آگ میں دھواں ہو تو وہ خالص آگ نہیں ہوتی (اس کا مصداق تحکیم کا واقعہ ہے)

حذیفہؓ کا سوال (۳): اس خیر میں دھواں کیا ہوگا؟

جوابِ نبوی: کچھ لوگ ہونگے جو میرے طریقہ کے علاوہ پر چلیں گے، ان کی کچھ باتیں تم جانو گے اور کچھ باتیں اوپری ہونگی، یعنی بعض باتیں جائز اور بعض باتیں ناجائز ہونگی۔

حذیفہؓ کا سوال (۴): کیا اس خیر کے بعد پھر شر آئے گی؟

جوابِ نبوی: ہاں، جہنم کے دروازوں پر (گمراہی کی طرف) کچھ پکارنے والے ہونگے، جو جہنم میں جانے کے لئے ان کی بات پر لبیک کہے گا وہ اسے جہنم میں ڈال دیں گے، یعنی وہ گمراہی کی طرف داعی ہونگے، اور طرح طرح کی تلبیسات سے سنتِ نبوی سے روکیں گے (اس کا مصداق فرقِ باطلہ ہیں)

حذیفہؓ کا سوال (۵): یارسول اللہ! ہمارے لئے ان کے احوال بیان کیجئے۔

جوابِ نبوی: وہ ہمارے خاندان کے ہونگے اور ہماری زبان بولتے ہونگے۔

حذیفہؓ کا سوال (۶): اگر مجھے وہ زمانہ پالے تو آپؐ مجھے کیا ہدایت دیتے ہیں؟

جوابِ نبوی: مسلمانوں کی جماعت سے اور ان کے امام سے چپکے رہنا۔

حذیفہؓ کا سوال (۷): اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت اور کوئی امام نہ ہو؟

جوابِ نبوی: ان تمام فرقوں سے جدا رہنا، اور اگر یہ بات ممکن ہو کہ تم کسی درخت کی جڑ کو کاٹو یہاں تک کہ تمہیں موت

آجائے اورتم اسی حال پر ہو (تو ایسا کرنا۔ بیضاویؒ کہتے ہیں: درخت کی جڑ کاٹنا کنایہ ہے مشقتیں برداشت کرنے سے)

لغت: اَلْجِلْدَۃ: کنبہ، خاندان، کہا جاتا ہے: فلانٌ من بَنِیْ جِلْدَتِنَا: فلاں آدمی ہمارے کنبہ کا ہے۔

[۳۶۰۸-] حدثنا الْحَکَمُ بْنُ نَافِعٍ، أَنَا شُعَیْبٌ، عَنِ الزُّھْرِیِّ، أَخْبَرَنِیْ أَبُوْ سَلَمَۃَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ أَبَا ھُرَیْرَۃَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: "لَاتَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَقْتَتِلَ فِئَتَانِ، دَعْوَاھُمَا وَاحِدَۃٌ"

[۳۶۰۹-] حدثنا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ ھَمَّامٍ، عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: " لَاتَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یَقْتَتِلَ فِئَتَانِ، فَیَکُوْنُ بَیْنَھُمَا مَقْتَلَۃٌ عَظِیْمَۃٌ، دَعْوَاھُمَا وَاحِدَۃٌ، وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ قَرِیْبًا مِنْ ثَلَاثِیْنَ، کُلُّھُمْ یَزْعُمُ أَنَّہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ"

۱۵- جنگِ صفین اور تیس جھوٹے نبیوں کی پیشین گوئی

۱- نبی ﷺ نے فرمایا: نہیں برپا ہوگی قیامت یہاں تک کہ لڑیں گی دو جماعتیں جن کا دعوی ایک ہوگا، یعنی ہر ایک حق پر ہونے کا دعوی کرے گا، حالانکہ ایک صواب پر ہوگا اور دوسرا خطاء پر، جیسا جنگِ جمل اور جنگِ صفین میں ہوا، مگر چونکہ خطاء اجتہادی تھی، اس لئے کوئی گنہ گار نہیں ہوا، حدیث میں ہے: إِذَا أَصَابَ فَلَہُ أَجْرَانِ وَإِذَا أَخْطَأَ فَلَہُ أَجْرٌ: فیصلہ کرنے والا درست فیصلہ کرے تو دو ثواب ملتے ہیں، اور درست بات چوک جائے تو ایک ثواب ملتا ہے۔

۲- نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت برپا نہیں ہوگی، یہاں تک کہ دو جماعتیں لڑیں گی اور ان کے درمیان کشتوں کے پشتے لگ جائیں گے، دونوں کا دعوی ایک ہوگا (یہ جنگِ صفین کی طرف اشارہ ہے) اور قیامت برپا نہیں ہوگی، یہاں تک کہ بھیجے جائیں گے مہا مکار، مہا جھوٹے تقریباً تیس آدمی، ہر ایک دعوی دار ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

تشریح: جھوٹی نبوت کا فتنہ مسیلمہ کذاب سے شروع ہوا، اس سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مقابلہ کیا اور اس کو نیست و نابود کیا، مگر جھوٹی نبوت کا فتنہ ختم نہیں ہوا، یہ فتنہ قیامت تک جاری رہنے والا فتنہ ہے، اور جس طرح سچی نبوت رحمت ہے جھوٹی نبوت لعنت ہے، اور تیس کی تعداد سنگین فتنہ پردازوں کی ہے، یعنی ایسے متنبّی جن کی پارٹیاں ہونگی، جن کا سلسلہ چلے گا وہ تقریباً تیس ہونگے، اور وہ لوگوں کے لئے فتنہ بنیں گے، رہے برساتی مینڈک تو ان کا کوئی شمار نہیں، ہر زمانہ میں ایسے متنبّی پیدا ہوتے رہتے ہیں، اور نبی ﷺ نے امت کو دوٹوک بتا دیا ہے کہ آخری پیغمبر آپ ﷺ ہیں، آپؐ کے بعد کسی قسم کی کوئی نئی نبوت نہیں، اگر مسلمان اس حقیقت کو سمجھ لیں تو جھوٹی نبوت کے فتنے سے محفوظ ہو جائیں۔

[۳۶۱۰-] حدثنا أَبُوْ الْیَمَانِ، أَنَا شُعَیْبٌ، عَنِ الزُّھْرِیِّ، أَخْبَرَنِیْ أَبُوْ سَلَمَۃَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ أَبَا سَعِیْدٍ الْخُدْرِیَّ قَالَ: بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم وَھُوَ یَقْسِمُ قَسْمًا [إِذْ] أَتَاہُ ذُوالْخُوَیْصِرَۃِ، وَھُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ، فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ! اعْدِلْ، فَقَالَ: " وَیْلَکَ، وَمَنْ یَعْدِلُ إِذَا لَمْ

أَعْدِلْ؟ قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ" فَقَالَ عُمَرُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ائْذَنْ لِيْ فِيْهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ، فَقَالَ لَهُ:" دَعْهُ فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلاَ تَهُ مَعَ صَلاَتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يُنْظَرُ إِلٰى نَصْلِهِ فَلاَ يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْئٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى رِصَافِهِ فَلاَ يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْئٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى نَضِيِّهِ – وَهُوَ قِدْحُهُ – فَلاَ يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْئٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى قُذَذِهِ فَلاَ يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْئٌ، قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ، آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ، إِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ أَوْ: مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ، وَيَخْرُجُوْنَ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ" قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: فَأَشْهَدُ أَنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم، وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلَيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ، فَأَمَرَ بِذٰلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَأُتِيَ بِهِ حَتّٰى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلٰى نَعْتِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیه وسلم الَّذِيْ نَعَتَهُ. [راجع: ۳۳۴۴]

[۳۶۱۱-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، أَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم فَلَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ، وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ، فَإِنَّ الْحَرْبَ خُدْعَةٌ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیه وسلم يَقُوْلُ:" يَأْتِيْ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَاءُ الْأَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْأَحْلاَمِ، يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الإِسْلاَمِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لاَ يُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، فَأَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" [انظر: ۵۰۵۷، ۶۹۳۰]

۱۶- فرقۂ خوارج کے بارے میں پیشین گوئی

حدیث (۱): حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اس درمیان کہ ہم نبی ﷺ کے پاس تھے اور آپؐ کوئی مال تقسیم کررہے تھے، اچانک آپؐ کے پاس ذوالخویصرہ آیا اور وہ قبیلہ بنوتمیم کا ایک شخص تھا، پس اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! انصاف کیجئے، آپؐ نے فرمایا: تیرا ناس ہو! کون انصاف کرے گا اگر میں انصاف نہیں کروں گا؟ تو رہیں نقصان اور گھاٹے میں رہیں گے اگر میں نے انصاف نہیں کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس کے بارے میں مجھے اجازت دیجئے کہ اس کی گردن ماردوں، آپؐ نے ان سے فرمایا: اسے چھوڑو، اس کے لئے کچھ ساتھی ہونگے، معمولی سمجھے گا تم میں سے ایک اپنی نماز کو ان کی نماز کے سامنے، اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے سامنے، پڑھیں گے وہ قرآن کو نہیں بڑھے گا وہ ان کی ہنسلیوں سے، نکل جائیں گے وہ دین سے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے، دیکھا جاتا ہے اس کا پھل داخل کرنے کی جگہ پر بندھی ہوئی تانت کی طرف، پس اس میں کوئی نشان نہیں پایا جاتا، پھر

دیکھا جاتا ہے تیر کے پیکان اور پَر کے درمیان کے حصہ کی طرف ـــــ جس کو عربی میں قِدح (تیر کی لکڑی) بھی کہتے ہیں ـــــ پس اس میں کوئی نشان نہیں پایا جاتا، پھر دیکھا جاتا ہے تیر میں لگے ہوئے پَر کی طرف، اس میں بھی کوئی نشان نہیں پایا جاتا، تیر گوبر اور خون سے آگے بڑھ جاتا ہے، ان کی علامت ایک کالا آدمی ہے اس کے دو بازوؤں میں سے ایک بازو عورت کی پستان کی طرح ہوگا، یا فرمایا: گوشت کے ٹکڑے کی طرح ہوگا، جو ہل رہا ہوگا، اور نکلیں گے وہ لوگوں میں اختلاف کے وقت، راوی حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں گواہی دیتا ہوں یعنی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے یہ حدیث نبی ﷺ سے سنی ہے، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی، درانحالیکہ میں ان کے ساتھ تھا، اور حضرت علیؓ نے اس آدمی کو ڈھونڈھنے کا حکم دیا، وہ ڈھونڈھا گیا، پس اسے لایا گیا، یہاں تک کہ میں نے اس کو دیکھا اس حالت پر جو نبی ﷺ نے بیان فرمائی تھی۔

لغات: التَّرْقُوَۃ: ہنسلی کی ہڈی، یہ دو ہڈیاں ہوتی ہیں، مجازاً گلا .... رَمِیَّۃ: بمعنی مَرْمِیَّۃ: مارا ہوا، شکار .... النَّصل: تیر کی اَنّی، پیکان، پھل، اگلا نوک دار لوہا .... الرِّصَاف: وہ تانت جو تیر کے پھل کے داخل کرنے کی جگہ باندھی جاتی ہے .... نَضِیُّ السَّھْم: تیر کے پیکان اور پَر کے درمیان کا حصہ .... القِدْح: بے پر اور بلا پھل کا تیر .... قُذَذ: جمع القُذّۃ کی: تیر میں لگانے کے لئے تیار کیا ہوا گدھ وغیرہ کا پَر .... الفرث: گوبر جب تک معدہ میں ہو .... عَضُد: بازو .... البَضْعَۃ: گوشت کا ٹکڑا .... تَدَرْدَرُ: پھڑکنا، تھرکنا۔

حدیث (۲): حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں تم سے نبی ﷺ کی حدیث بیان کروں تو یقیناً یہ بات کہ میں آسمان سے گر پڑوں، مجھے زیادہ پسند ہے، اس سے کہ میں آپؐ پر جھوٹ باندھوں، اور جب میں تم سے بیان کروں میرے اور تمہارے درمیان کوئی بات، پس جنگ ایک چال ہے، یعنی جب میں حدیث بیان کروں گا تو کچھ ملاوٹ نہیں کروں گا، جو میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے وہی بیان کروں گا، حدیث میں اپنی بات ملانا مجھے ہرگز پسند نہیں، میں آسمان سے گر کر مر جاؤں یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے، البتہ جب میں اپنی طرف سے کوئی بات کہوں تو وہ سیاسی بات ہوسکتی ہے، یہ تمہید قائم کر کے پھر حدیث سنائی کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہوں گے جو نو جوان ہونگے، عقلوں کے اوچھے ہونگے مخلوق کی بہترین بات کے قائل ہونگے، یعنی کلمہ پڑھتے ہونگے، وہ اسلام سے نکل جائیں گے، جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے، ان کا ایمان ان کی ہنسلیوں سے آگے نہیں بڑھے گا، پس جہاں بھی تم ان کو پاؤ ان کو قتل کرو، اس لئے کہ ان کے قتل میں قیامت کے دن ثواب ہے، اس شخص کے لئے جو ان کو قتل کرے۔

تشریح: ان حدیثوں میں فرقۂ خوارج کی خبر ہے، پہلے (حدیث ۳۳۴۴) بھی ان کا تذکرہ آیا ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں نے ان کو پایا تو میں ان کو قوم عاد کی طرح قتل کروں گا'' جنگِ صفین میں تحکیم کے بعد دونوں طرف کے لشکروں میں سے یہ نو جوان، عقل کے اوچھے علاحدہ ہوئے اور اپنی پارٹی بنائی، اور حروراء مقام میں اپنا سینٹر قائم کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ

نے ان سے لوہا لیا، اوران کو پوری طرح قتل کیا، جو بچ گئے وہ بھاگ گئے، آج تک اس فرقہ کے جراثیم باقی ہیں۔ نبی ﷺ نے اس فرقہ کی خبر دی ہے، یہی پیشین گوئی آپؐ کا معجزہ ہے، یہ لوگ إِنِ الْحُکْمُ إِلَّا لِلّٰهِ کا نعرہ لگاتے تھے، اور جو آیتیں مشرکوں اور کافروں کے باب میں نازل ہوئی ہیں، ان کو مسلمانوں پر چسپتے تھے، اور محدث پٹنی رحمہ اللہ نے کہا: ان سے بدتر وہ لوگ ہیں جو اُن آیتوں کو جو یہود کے باب میں نازل ہوئی ہیں، علماءِ امتِ محمدیہ پر چسپتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی نجاست سے زمین کو پاک کرے (لغات الحدیث کتاب ح ص: ۳۲ تصنیف مولانا وحید الزماں لکھنوی)

[۳۶۱۲-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، ثَنَا يَحْيَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ: ثَنَا قَيْسٌ، عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ قَالَ: شَكَوْنَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ، فَقُلْنَا: أَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا؟ أَلَا تَدْعُوْ اللّٰهَ لَنَا؟ قَالَ: "كَانَ الرَّجُلُ فِيْمَنْ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهَا فَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهِ فَيُشَقُّ بِاثْنَتَيْنِ وَمَا يَصُدُّهُ عَنْ دِيْنِهِ، وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِهِ مِنْ عَظْمٍ أَوْ عَصَبٍ وَمَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهِ، وَاللّٰهُ لَيُتِمَّنَّ هٰذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلٰى حَضْرَ مَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ أَوِ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهِ، وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ" [انظر: ۳۸۵۲، ۶۹۴۳]

۱۷- حالات ضرور پلٹیں گے!

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے نبی ﷺ کی خدمت میں شکوہ کیا، آپؐ اپنی چادر کا تکیہ بنا کر کعبہ کے سایہ میں لیٹے ہوئے تھے، ہم نے عرض کیا: کیا آپؐ ہمارے لئے مدد طلب نہیں کرتے؟ کیا آپؐ ہمارے لئے اللہ سے دعا نہیں کرتے؟ آپؐ نے فرمایا: گذشتہ امتوں میں سے ایک آدمی کے لئے زمین میں کھڈا کھودا جاتا تھا اور وہ اس میں دبایا جاتا تھا، پھر آرہ لایا جاتا، اور اس کے سر پر رکھا جاتا، اس کو دو حصوں میں چیر دیا جاتا، اور یہ بات اس کو دین سے نہیں پھیرتی تھی، اور لوہے کی کنگھیوں سے نوچ لیا جاتا تھا، جو کچھ اس کے گوشت کے نیچے ہوتا تھا، ہڈیوں اور پٹھوں سے (مَادُوْنَ لَحْمِهِ: أَيْ مَا تَحْتَهُ مِنَ الْعَظْمِ) اور یہ بات اس کو اس کے دین سے نہیں روکتی تھی، بخدا! ضرور یہ دین تکمیل پذیر ہوگا، یہاں تک کہ اونٹ سوار صنعاء یمن سے حضر موت تک چلے گا، اسے اللہ کے علاوہ یا بکریوں پر بھیڑیے کے علاوہ کوئی ڈر نہیں ہوگا، مگر تم جلدی چاہتے ہو (ہتھیلی پر سرسوں جمانا چاہتے ہو، تھوڑا انتظار کرو، حالات ضرور پلٹیں گے، چنانچہ ایسا ہی ہوا، اور یہ پیشین خبری آپؐ کا معجزہ بنی)

[۳۶۱۳-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: ثَنَا أَزْهَرُ بْنُ سَعْدٍ: أَنَا ابْنُ عَوْنٍ، أَنْبَأَنِيْ مُوْسَى بْنُ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنَا أَعْلَمُ لَكَ عِلْمَهُ، فَأَتَاهُ فَوَجَدَهُ جَالِسًا فِيْ بَيْتِهِ مُنَكِّسًا رَأْسَهُ، فَقَالَ: مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ: شَرٌّ، كَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ

فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَأَتَى الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ كَذَا وَكَذَا، فَقَالَ مُوْسَى بْنُ أَنَسٍ: فَرَجَعَ الْمَرَّةَ الآخِرَةَ بِبِشَارَةٍ عَظِيْمَةٍ، فَقَالَ:" اذْهَبْ إِلَيْهِ، فَقُلْ لَهُ: إِنَّكَ لَسْتَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ وَلكِنْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ"[انظر: ٤٨٤٦]

۱۸-حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت

سورۃ الحجرات کی دوسری آیت ہے:﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لاَتَرْفَعُوْا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلاَ تَجْهَرُوْا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لاَ تَشْعُرُوْنَ ﴾:اے ایمان والو!تم اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے بلند مت کرو،اور نہ ان سے ایسے کھل کر بولا کرو، جیسے تم آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بولا کرتے ہو،کبھی تمہارے اعمال برباد ہوجائیں اورتم کو خبر بھی نہ ہو۔جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی ﷺ نے ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو گم پایا، وہ نبی ﷺ کے خطیب (مقرر) تھے،آپؐ نے ان کے بارے میں دریافت کیا،ایک شخص نے کہا: میں جانتا ہوں آپؐ کے لئے اس کا علم،یعنی میں پتہ لگا کر آتا ہوں کہ وہ کہاں ہیں؟ وہ ان کے پاس گئے،ثابتؓ اپنے گھر میں سر جھکائے بیٹھے تھے، ان سے پوچھا:تمہارا کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا: بہت براحال ہے؟ وہ اپنی آواز نبی ﷺ کی آواز سے بلند کیا کرتے تھے،اس لئے یقیناً ان کا عمل برباد ہوگیا،اور وہ دوزخ والوں میں سے ہوگئے،پس وہ صاحب آئے اور نبی ﷺ کو اطلاع دی کہ وہ ایسا ایسا کہتے ہیں،آپؐ نے ان کو دوسری مرتبہ بڑی خوشخبری کے ساتھ ان کی طرف بھیجا، فرمایا: ان کے پاس جاؤ اور ان سے کہو:تم دوزخیوں میں سے نہیں ہو، بلکہ جنتیوں میں سے ہو(یہ ایسی بات ہے جو نبی ہی کہہ سکتا ہے،اوراس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دینی زندگی گذاریں گےاور شہید ہونگے،چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وہ یمامہ میں شہید ہوئے)

[٣٦١٤-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا غُنْدَرٌ، ثنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، قَالَ: قَرَأَ رَجُلٌ الْكَهْفَ وَفِي الدَّارِ دَابَّةٌ، فَجَعَلَتْ تَنْفِرُ، فَسَلَّمَ الرَّجُلُ، فَإِذَا ضَبَابَةٌ أَوْ: سَحَابَةٌ غَشِيَتْهُ، فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ:" اقْرَأْ فُلاَنُ فَإِنَّهَا السَّكِيْنَةُ نَزَلَتْ لِلْقُرْآنِ أَوْ: تَنَزَّلَتْ لِلْقُرْآنِ"

[انظر: ٤٨٣٩، ٥٠١١]

۱۹-صحابی کی کرامت نبی کا معجزہ

حضرت اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ رات میں سورۂ کہف پڑھ رہے تھے،گھر میں گھوڑا بندھا ہوا تھا،اچانک گھوڑا بدکنے لگا،انھوں نے نماز پوری کر کے سلام پھیر دیا، کیونکہ قریب میں ان کا لڑکا لیٹا ہوا تھا،ان کو خطرہ ہوا کہ گھوڑا اس کو زد نہیں پہنچائے،پس اچانک ایک بادل ان پر چھایا ہوا تھا(ضَبابة اور سَحابَة کے ایک معنی ہیں)انھوں نے یہ بات نبی ﷺ سے

ذکر کی، آپؐ نے فرمایا: پڑھتے رہتے، وہ بادل سکینت تھی، جو قرآن پڑھنے کی وجہ سے نازل ہوئی تھی (نَزَلَتْ اور تنَزَّلَتْ میں تھوڑا فرق ہے: نَزَلَتْ: اتری، تنَزَّلَتْ: آہستہ آہستہ اتری) یہ حضرت اُسیدؓ کی کرامت تھی، اور امتی کی کرامت نبی کا معجزہ ہوتی ہے، اس لئے یہ روایت اس باب میں لائے ہیں۔

[۳۶۱۵-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، ثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ أَبُوْ الْحَسَنِ الْحَرَّانِيُّ، ثَنَا زُهَيْرُ ابْنُ مُعَاوِيَةَ، ثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، يَقُوْلُ: جَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ إِلَى أَبِيْ فِيْ مَنْزِلِهِ، فَاشْتَرَى مِنْهُ رَحْلاً، فَقَالَ لِعَازِبٍ: ابْعَثِ ابْنَكَ يَحْمِلْهُ مَعِيْ، قَالَ: فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ، وَخَرَجَ أَبِيْ يَنْتَقِدُ ثَمَنَهُ، فَقَالَ لَهُ أَبِيْ: يَا أَبَا بَكْرٍ! حَدِّثْنِيْ كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِيْنَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَ: نَعَمْ، أَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْغَدِ حَتَّى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ، وَخَلاَ الطَّرِيْقُ لاَ يَمُرُّ فِيْهِ أَحَدٌ، فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيْلَةٌ لَهَا ظِلٌّ لَمْ تَأْتِ عَلَيْهَا الشَّمْسُ، فَنَزَلْنَا عِنْدَهُ وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مَكَانًا بِيَدِى يَنَامُ عَلَيْهِ، وَبَسَطْتُ عَلَيْهِ فَرْوَةً، وَقُلْتُ: نَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَأَنَا أَنْفُضُ لَكَ مَاحَوْلَكَ، فَنَامَ وَخَرَجْتُ أَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ، فَإِذَا أَنَا بِرَاعٍ مُقْبِلٍ بِغَنَمِهِ إِلَى الصَّخْرَةِ، يُرِيْدُ مِنْهَا مِثْلَ الَّذِىْ أَرَدْنَا، فَقُلْتُ لَهُ: لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلاَمُ؟ فَقَالَ: لِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ أَوْ: مَكَّةَ، قُلْتُ: أَفِيْ غَنَمِكَ لَبَنٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: أَفَتَحْلُبُ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَخَذَ شَاةً، فَقُلْتُ: انْفُضِ الضَّرْعَ مِنَ التُّرَابِ وَالشَّعْرِ وَالْقَذَى، قَالَ: فَرَأَيْتُ الْبَرَاءَ يَضْرِبُ إِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى يَنْفُضُ، فَحَلَبَ فِيْ قَعْبٍ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ، وَمَعِيْ إِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَرْتَوِىْ مِنْهَا: يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّأُ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَكَرِهْتُ أَنْ أُوْقِظَهُ، فَوَافَقْتُهُ حِيْنَ اسْتَيْقَظَ، فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ، فَقُلْتُ: اشْرَبْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيْتُ ثُمَّ قَالَ: " أَلَمْ يَأْنِ لِلرَّحِيْلِ؟" قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: فَارْتَحَلْنَا بَعْدَمَا مَالَتِ الشَّمْسُ وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ فَقُلْتُ: أُتِيْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: " لاَتَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا" فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، فَارْتَطَمَتْ بِهِ فَرَسُهُ إِلَى بَطْنِهَا - أُرَى فِي جَلَدٍ مِنَ الْأَرْضِ، شَكَّ زُهَيْرٌ- فَقَالَ: إِنِّىْ أُرَاكُمَاقَدْ دَعَوْتُمَا عَلَيَّ، فَادْعُوَا اللّٰهَ لِيْ وَاللّٰهُ لَكُمَا أَنْ أَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ، فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَنَجَا، فَجَعَلَ لاَ يَلْقَى أَحَدًا إِلاَّ قَالَ: قَدْ كَفَيْتُكُمْ مَاهُنَا، فَلاَ يَلْقَى أَحَدًا إِلاَّ رَدَّهُ، قَالَ: وَوَفَى لَنَا. [راجع: ۲۴۳۹]

۲۰-سراقہ بن مالک کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا

حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میرے والد کے پاس ان کے گھر آئے، اور ان سے ایک

کجاوہ (۱۳درہم میں) خریدا، اور میرے ابا سے کہا: اپنے بیٹے کو میرے ساتھ کردیں تاکہ وہ کجاوہ اٹھا کر میرے گھر پہنچائے، حضرت براءؓ کہتے ہیں: پس میں اس کو اٹھا کر ان کے ساتھ چلا، اور میرے ابا بھی سات چلے تاکہ کجاوہ کے پیسے وصول کریں، میرے ابا نے (راستہ میں) ان سے کہا: مجھے سنائیں کہ کس طرح آپ دونوں نے کیا جب آپؓ رات کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے، یعنی غارِ ثور سے نکل کر مدینہ کی طرف چلے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم ہماری پوری رات چلتے رہے اور اگلے دن بھی یہاں تک کہ دوپہر ہوگئی اور راستہ خالی ہوگیا، اس پر کوئی چلنے والا نہ رہا، پس ہمیں ایک بڑی چٹان نظر آئی، اس کا سایہ تھا، اس پر دھوپ نہیں آئی تھی، ہم اس کے پاس اترے اور میں نے نبی ﷺ کے لئے ایک جگہ ٹھیک کی، تاکہ آپؐ وہاں آرام کریں، اور میں نے اس جگہ پوستین بچھادی، اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آرام فرمائیں، میں آپؐ کے لئے ارد گرد کو جھاڑتا ہوں، یعنی ارد گرد کا جائزہ لیتا ہوں، آپؐ سو گئے اور میں ماحول کو جھاڑنے کے لئے نکلا، اچانک مجھے ایک چرواہا مل گیا جو اپنی بکریاں لے کر چٹان کی طرف آرہا تھا وہ چٹان سے چاہتا تھا جیسا ہم چاہتے تھے، یعنی وہ چٹان کے سایہ میں بکریاں بٹھانا چاہتا تھا، میں نے اس سے پوچھا: تو کس کا غلام ہے؟ اس نے کہا شہر (مکہ) والوں میں سے فلاں کا، میں نے پوچھا: تیری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا: ہے، میں نے کہا: کیا تو دوہے گا؟ اس نے کہا: ہاں، اس نے ایک بکری پکڑی، میں نے کہا: مٹی، بالوں اور تنکوں سے اس کا تھن جھاڑ۔ راوی ابو اسحاق کہتے ہیں: پس میں نے براء رضی اللہ عنہ کو دیکھا، انھوں نے ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا وہ جھاڑ رہے ہیں، پس اس نے لکڑی کے پیالہ میں دودھ کی ایک مقدار دوہی، اور میرے ساتھ چھاگل تھی، وہ میں نے نبی ﷺ کے لئے ساتھ لی تھی کہ آپؐ اس سے نوش فرمائیں، پئیں اور وضو کریں، پس میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور میں نے ناپسند کیا کہ آپؐ کو بیدار کروں اور اتفاقاً میں آپؐ کے پاس پہنچا، جب آپؐ بیدار ہو چکے تھے، میں نے دودھ پر پانی ڈالا، یہاں تک کہ وہ نیچے تک ٹھنڈا ہوگیا، پھر میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! نوش فرمایئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آپؐ نے نوش فرمایا، یہاں تک کہ میں راضی ہوگیا، پھر فرمایا: کیا کوچ کا وقت نہیں ہوا؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، حضرت ابوبکرؓ کہتے ہیں: پس ہم نے سورج ڈھلنے کے بعد کوچ کیا اور ہمارا سراقہ بن مالک نے پیچھا کیا، میں نے عرض کیا: آئے گئے ہم یعنی ہم پکڑے گئے اے اللہ کے رسول! آپؐ نے فرمایا: غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہیں، آپؐ نے اس کے لئے بددعا کی، پس اس کے ساتھ اس کا گھوڑا دھنس گیا اپنے پیٹ تک —— گمان کرتا ہوں میں سخت زمین میں، اس جملہ میں زہیر کو شک ہے —— پس اس نے کہا: میرا گمان ہے کہ تم نے میرے لئے بددعا کی ہے، پس میرے لئے دعا کرو، اور میں تم دونوں کو اللہ کا عہد دیتا ہوں کہ طلب کو تم دونوں سے پھیر دوں گا، پس نبی ﷺ نے اس کے لئے دعا کی، پس اس نے نجات پائی، پھر وہ جس سے بھی ملاقات کرتا اس سے کہتا: میں تمہارے لئے کافی ہوگیا ہوں، اس جانب سے، پس نہیں ملاقات کرتا تھا وہ کسی سے مگر اس کو واپس کردیتا تھا، ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا وہ وفا کیا (یہ گھوڑے کا سخت زمین میں دھنس جانا آپؐ کا معجزہ تھا اور یہ حدیث پہلے بھی

آئی ہے، مگر مختصر آئی ہے)

[۳۶۱۶-] حدثنا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، ثنا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم دَخَلَ عَلٰى أَعْرَابِيٍّ يَعُوْدُهُ، قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا دَخَلَ عَلٰى مَرِيْضٍ يَعُوْدُهُ، قَالَ: " لَا بَأْسَ! طَهُوْرٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ" فَقَالَ لَهُ: " لَا بَأْسَ! طَهُوْرٌ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ" قَالَ: قُلْتَ: طَهُوْرٌ؟ كَلَّا: بَلْ هِيَ حُمَّى تَفُوْرُ- أَوْ: تَثُوْرُ- عَلٰى شَيْخٍ كَبِيْرٍ، تُزِيْرُهُ الْقُبُوْرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " فَنَعَمْ إِذًا"[انظر: ۵۶۵۶، ۵۶۶۲، ۷۴۷۰]

۲۱- ایک بدّو نے دعا کو بددعا سے بدل لیا

نبی ﷺ ایک بدو کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے، ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: نبی ﷺ جب کسی بیمار کے پاس بیمار پرسی کے لئے تشریف لے جاتے تو فرماتے: لَابَأْسَ: فکر کی کوئی بات نہیں! طَهُوْرٌ إِنْ شَاءَ اللّٰه: اگر اللہ نے چاہا تو بیماری پاکی کا سبب بنے گی، چنانچہ آپؐ نے اس بدو سے بھی یہی کہا: لَابَأْسَ! طَهُوْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰه: اس نے کہا: آپؐ نے طَهُوْر فرمایا؟ ہرگز نہیں، بیماری ایسا بخار ہے جو جوش مار رہا ہے جو بہت بوڑھے شخص کو چڑھا ہوا ہے، جو اس کو قبر میں پہنچا کر رہے گا! نبی ﷺ نے فرمایا: تب ایسا ہو! یعنی اگر تو یہ چاہتا ہے تو ایسا ہو، چنانچہ وہ اسی بخار میں مر گیا، اور یہ آپؐ کا معجزہ بنا۔

لغت: تُزِيْرُهُ: أَزَارَه (افعال) زیارت کرانا، ملاقات کرانا، دورہ کرانا۔

[۳۶۱۷-] حدثنا أَبُوْ مَعْمَرٍ، ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رُجُلٌ نَصْرَانِيٌّ، فَأَسْلَمَ وَقَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ، فَكَانَ يَكْتُبُ لِنَبِيِّ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَعَادَ نَصْرَانِيًّا، فَكَانَ يَقُوْلُ: مَا يَدْرِيْ مُحَمَّدٌ إِلَّا مَا كَتَبْتُ لَهُ، فَأَمَاتَهُ اللّٰهُ فَدَفَنُوْهُ، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، فَقَالُوْا: هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ، لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ، نَبَشُوْا عَنْ صَاحِبِنَا فَأَلْقُوْهُ، فَحَفَرُوْا لَهُ فَأَعْمَقُوْا لَهُ فِي الْأَرْضِ مَااسْتَطَاعُوْا، فَأَصْبَحَ وَقَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، فَقَالُوْا: هٰذَا فِعْلُ مُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ، نَبَشُوْا عَنْ صَاحِبِنَا لَمَّا هَرَبَ مِنْهُمْ، فَأَلْقُوْهُ، فَحَفَرُوْا لَهُ، فَأَعْمَقُوْا لَهُ فِي الْأَرْضِ مَااسْتَطَاعُوْا، فَأَصْبَحَ قَدْ لَفَظَتْهُ الْأَرْضُ، فَعَلِمُوْا أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ فَأَلْقَوْهُ.

۲۲- ایک مرتد کا انجام بد

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک عیسائی شخص تھا وہ مسلمان ہوا اور اس نے سورہ بقرہ اور سورہ آلِ عمران

پڑھی، اور وہ نبی ﷺ کے لئے لکھا کرتا تھا، پھر وہ پلٹ کر عیسائی بن گیا، وہ کہا کرتا تھا: محمد نہیں جانتے مگر جو میں ان کے لئے لکھ دیتا ہوں، پس اللہ تعالیٰ نے اس کو موت دی، لوگوں نے اس کو دفن کیا، پس صبح کی اس نے درانحالیکہ زمین نے اس کو باہر پھینک دیا تھا، لوگوں نے کہا: یہ محمد اور ان کے ساتھیوں کی حرکت ہے، کیونکہ وہ ان سے بھاگا تھا، انھوں نے ہمارے ساتھی کی قبر کھود ڈالی، اور باہر ڈال دیا، چنانچہ انھوں نے اس کے لئے قبر کھودی اور حتی الامکان زمین میں اس کو گہرا بنایا (اور اس کو دفن کیا) پس صبح کی اس نے اور تحقیق باہر پھینک دیا تھا اس کو زمین نے، پس لوگوں نے کہا: یہ محمد اور ان کے ساتھیوں کی حرکت ہے، انھوں نے ہمارے ساتھی کی قبر کھود ڈالی، کیونکہ وہ ان سے بھاگا تھا، اور اسے باہر ڈال دیا، چنانچہ انھوں نے اس کے لئے قبر کھودی، اور اس کو گہرا بنایا جتنا ان کے بس میں تھا، پس صبح کی اس نے اور بخدا اس کو زمین نے باہر پھینک دیا تھا، پس جان لیا ان لوگوں نے کہ یہ کسی انسان کی حرکت نہیں، پس اس کو ویسے ہی پڑا رہنے دیا (زمین کا اس کو بار بار باہر پھینک دینا نبی ﷺ کا معجزہ تھا، جب وہ مرتد ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو سزا دی تا کہ لوگوں پر حجت قائم ہو، اور نبی ﷺ کے سچے رسول ہونے کی دلیل بنے)

[۳۶۱۸-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، ثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: وَأَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلاَ كِسْرَى بَعْدَهُ، وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلاَ قَيْصَرَ بَعْدَهُ، وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَتُنْفَقُنَّ كُنُوْزُهُمَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" [راجع: ۳۰۲۷]

[۳۶۱۹-] حدثنا قَبِيْصَةُ، ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، يَرْفَعُهُ، قَالَ: "إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلاَ كِسْرَى بَعْدَهُ، وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلاَ قَيْصَرَ بَعْدَهُ، وَذَكَرَ: وَقَالَ: " لَتُنْفَقُنَّ كُنُوْزُهُمَا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" [راجع: ۳۱۲۱]

۲۳- قیصر و کسری کی حکومتوں کے خاتمہ کی اطلاع

دونوں حدیثیں پہلے گذری ہیں، نبی ﷺ نے اطلاع دی کہ جب کسری کی حکومت ختم ہوگی تو کسری نہیں ہوگا، یعنی دوبارہ اس کی حکومت قائم نہیں ہوگی، چنانچہ ایران کی حکومت ختم ہوگئی اور آج تک دوبارہ قائم نہیں ہوئی، اور جب بھی قیصر ہلاک ہوگا اس کے بعد قیصر نہیں ہوگا، قیصر کی حکومت ابھی تک بالکلیہ ختم نہیں ہوئی، مگر جب بھی ختم ہوگی دوبارہ قائم نہیں ہوگی، اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمدؐ کی جان ہے! ضرور ان دونوں کے خزانے راہِ خدا میں خرچ کئے جائیں گے (یہ بات پائی جاچکی ہے، ایران کے سارے خزانے جہاد میں استعمال ہوگئے، اور قیصر کے خزانے بھی بڑے مقدار میں فتح ہوگئے، اور جہاد میں استعمال کر لئے گئے)

[٣٦٢٠-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، أَنَا شُعَيْبٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ حُسَيْنٍ: ثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَدِمَ مُسَيْلَمَةُ الْكَذَّابُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَجَعَلَ يَقُوْلُ: إِنْ جَعَلَ لِيْ مُحَمَّدٌ الْأَمْرَ مِنْ بَعْدِهِ تَبِعْتُهُ، وَقَدِمَهَا فِيْ بَشَرٍ كَثِيْرٍ مِنْ قَوْمِهِ، فَأَقْبَلَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَمَعَهُ ثَابِتُ ابْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ، وَفِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قِطْعَةُ جَرِيْدٍ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى مُسَيْلَمَةَ فِيْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ:" لَوْ سَأَلْتَنِيْ هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا، وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللّٰهِ فِيْكَ، وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ، وَإِنِّيْ لَأَرَاكَ الَّذِيْ أُرِيْتُ فِيْكَ مَا رَأَيْتُ"[انظر: ٤٣٧٣، ٤٣٧٨، ٧٠٣٣، ٧٤٦١]

[٣٦٢١-] فَأَخْبَرَنِيْ أَبُوْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ فِيْ يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ، فَأَهَمَّنِيْ شَأْنُهُمَا، فَأُوْحِيَ إِلَيَّ فِي الْمَنَامِ أَنِ انْفُخْهُمَا، فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا، فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ بَعْدِيْ، فَكَانَ أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيَّ وَالآخَرُ مُسَيْلَمَةَ صَاحِبَ الْيَمَامَةِ"

[انظر: ٤٣٧٤، ٤٣٧٥، ٤٣٧٩، ٧٠٣٤، ٧٠٣٧]

۲۴- مسیلمہ کذاب کو اس کے انجام بد کی خبر دی

پہلی حدیث: مسیلمہ کذاب نبی ﷺ کے زمانہ میں مدینہ آیا، وہ کہنے لگا: اگر محمدؐ اپنے بعد میرے لئے خلافت طے کردیں تو میں ان کی پیروی کروں، اور وہ مدینہ آیا تھا اپنی قوم کی بہت بڑی تعداد کے ساتھ، پس نبی ﷺ اس کے پاس گئے اور آپؐ کے ساتھ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ تھے (جو آپؐ کے مقرر تھے) اور نبی ﷺ کے ہاتھ میں کھجور کی ٹہنی کا ٹکڑا تھا، آپؐ مسیلمہ اور اس کے ساتھیوں کے پاس پہنچے اور فرمایا: اگر تو مجھ سے یہ لکڑی کا ٹکڑا مانگے تو بھی میں نہیں دوں گا، اور تو ہرگز نہیں بڑھے گا اللہ کے فیصلہ سے جو تیرے حق میں ہے، اور اگر تو نے پیٹھ پھیری تو ضرور اللہ تعالیٰ تجھ کو زخمی کریں گے، اور بیشک میں تجھے گمان کرتا ہوں وہ جو خواب میں دکھلایا گیا ہوں، جو کچھ دکھلایا گیا ہوں۔

دوسری حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: اس درمیان کہ میں سویا ہوا تھا، میں نے اپنے دونوں ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے، پس فکر مند کیا مجھ کو ان دونوں کی حالت نے (مرد کے ہاتھ میں سونے کی چوڑیاں ہونا اچھی بات نہیں) پس خواب میں میری طرف وحی کی گئی کہ دونوں کو پھونکئے، میں نے دونوں پر پھونک ماری تو دونوں اڑ گئے، پس میں نے ان دونوں کی تعبیر نکالی دو جھوٹے جو میرے بعد نکلیں گے، پس ان میں سے ایک اسود عنسی تھا اور دوسرا یمامہ والا مسیلمہ کذاب تھا۔

تشریح: نبی ﷺ نے اس کے حق میں لَيَعْقِرَنَّكَ اللّٰه فرمایا، عَقَرَ الحيوان کے معنی ہیں: زخمی کرنا، ذبح کرنا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسیلمہ کے ساتھ جنگ ہوئی، وہ میدان سے بھاگ کر ایک باغ میں جا گھسا، وحشی رضی اللہ عنہ نے اس کو چھوٹا نیزہ مارا جس سے وہ زخمی ہوگیا، اور اس کا کام تمام ہوگیا۔

[۳۶۲۲-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، ثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ بُرْدَةَ، عَنْ جَدِّهِ أَبِیْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِیْ مُوْسَى، أُرَاهُ عَنِ النَّبِیِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" رَأَيْتُ فِی الْمَنَامِ أَنِّیْ أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلٰى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ، فَذَهَبَ وَهَلِیْ إِلٰى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ، فَإِذَا هِیَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ.
وَرَأَيْتُ فِی رُؤْيَایَ هٰذِهِ أَنِّیْ هَزَزْتُ سَيْفًا، فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ، فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيْبَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ أُحُدٍ، ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ، فَإِذَا هُوَ مَاجَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَرَأَيْتُ فِيْهَا بَقَرًا، وَاللّٰهُ خَيْرٌ، فَإِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْخَيْرِ وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِیْ آتَانَا اللّٰهُ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ"[انظر: ۳۹۸۷، ۴۰۸۱، ۷۰۳۵، ۷۰۴۱]

۲۵- نبی ﷺ کے دوخواب جوواقعہ بنے

پہلاخواب: نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ہجرت کررہاہوں، ایسی سرزمین کی طرف جہاں کھجور کے درخت ہیں، پس میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ جگہ یمامہ یا ہجر ہے، پس اچانک وہ شہر یثرب تھا، یعنی نبی ﷺ نے خواب میں اپنا ہجرت کا مقام دیکھا، اوراسی کی طرف ہجرت واقع ہوئی۔

دوسراخواب: اور میں نے اپنے اس خواب میں دیکھا کہ میں نے تلوار ہلائی، پس اس کا اوپر کا حصہ ٹوٹ گیا، پس وہ شکست تھی، جو مسلمانوں کو پہنچی جنگِ احد میں، پھر میں نے دوسری مرتبہ اس کو ہلایا تو وہ اسی طرح اچھی ہوگئی۔ پس وہ وہ فتح تھی جواللہ تعالیٰ لائے اور مسلمانوں کا اکٹھا ہوجانا تھا، اور میں نے اس خواب میں ایک گائے دیکھی (جوذبح کی جارہی تھی، یہ احد میں صحابہ کی شہادت کا منظر تھا) اوراللہ تعالیٰ بہتر ہیں (یعنی شہادت صحابہ کے حق میں بہتر ہے) پس اچانک وہ احد کے دن مسلمان ہیں یعنی ان کی شہادت ہے اوراچانک خیروہ ہے جواللہ تعالیٰ لائے، اور سچ کا ثواب وہ ہے جواللہ تعالیٰ نے ہمیں عطافرمایابدر کے دن کے بعد۔

تشریح: اس حدیث میں دوخواب ہیں، پہلے خواب میں آپؐ نے اپنی ہجرت کا مقام دیکھا، اورآپؐ نے اورصحابہ نے اس کی طرف ہجرت فرمائی، اوردوسرے خواب میں دومنظر دیکھے: پہلا منظر: آپؐ نے خواب میں تلوار کوحرکت دی تواس کا بالائی حصہ ٹوٹ گیا، یہ خواب آپؐ نے جنگِ احد سے پہلے دیکھا تھا، اورتلوار کاٹوٹ جانا وہ شکست تھی جو جنگِ احد میں پیش آئی، اوردوسری مرتبہ تلوار کوحرکت دی تو وہ شاندار ہوگئی، یہ وہ کامیابی تھی جو جنگِ احد میں بعد میں حاصل ہوئی اور مسلمان بکھر جانے کے بعد اکٹھا ہوگئے، اوراس خواب میں آپؐ نے گائے کوذبح ہوتے ہوئے بھی دیکھا، یہ جنگِ احد میں صحابہ کی شہادت تھی، وہ مسلمانوں کے حق میں بہتر تھی، جنگِ بدر میں صرف چودہ صحابہ شہید ہوئے تھے جبکہ بہت سے صحابہ شہادت کی تمنا لے کر گئے تھے، یہ تمنا اللہ تعالیٰ نے جنگِ احد میں پوری فرمائی، اورایمان میں کھرے پن کا ثواب اللہ تعالیٰ نے ان کو

جنگِ بدر کے بعد احد میں عنایت فرمایا۔

لغات: وَهْلٌ: خیال، وہم .... هَجَر: بحرین کا مرکزی شہر .... بعض روایات میں رَأَيْتُ بَقَرًا تُنْحَرُ ہے، گائے ذبح کئے جانے سے مراد صحابہ کی شہادت ہے .... وَ اللّٰهُ (مرفوع) خَيْرٌ: اللہ تعالیٰ نے شہید ہونے والے مؤمنین کے ساتھ جو معاملہ فرمایا وہ ان کے لئے زندگی سے بہتر ہے، أَيْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ: اور اگر واللہ مجرور ہے تو قسم ہے اور خیرٌ مبتدا محذوف کی خبر ہے، أَيْ وَاللّٰهِ مَا جَرٰى عَلَى الْبَقَرِ مِنَ الذَّبْحِ وَالْقَتْلِ خَيْرٌ۔

[۳٦۲۳-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، ثَنَا زَكَرِيَّا، عَنْ فِرَاسٍ، عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِيْ، كَأَنَّ مِشْيَتَهَا مِشْيُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ" ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِيْنِهِ أَوْ: عَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيْثًا، فَبَكَتْ، فَقُلْتُ لَهَا: لَمَ تَبْكِيْنَ؟ ثُمَّ أَسَرَّ إِلَيْهَا حَدِيْثًا فَضَحِكَتْ، فَقُلْتُ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ فَرَحًا أَقْرَبَ مِنْ حُزْنٍ، فَسَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ: فَقَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، حَتَّى قُبِضَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَسَأَلْتُهَا عَمَّا قَالَ. [انظر: ۳٦۲۵، ۳۷۱۵، ٤٤۳۳، ٦۲۸۵]

[۳٦۲٤-] فَقَالَتْ: أَسَرَّ إِلَيَّ "أَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُنِيْ الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَأَنَّهُ عَارَضَنِيْ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلَا أُرَاهُ إِلَّا حَضَرَ أَجَلِيْ، وَإِنَّكِ أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِيْ لَحَاقًا بِيْ" فَبَكَيْتُ فَقَالَ: "أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَوْ: نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ فَضَحِكْتُ لِذٰلِكَ"

[انظر: ۳٦۲٦، ۳۷۱٦، ٤٤۳٤، ٦۲۸٦]

[۳٦۲۵-] حدثنا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَعَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِيْ شَكْوَاهُ الَّتِيْ قُبِضَ فِيْهِ، فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ، فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ، قَالَتْ فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذٰلِكَ. [راجع: ۳٦۲۳]

[۳٦۲٦-] فَقَالَتْ: سَارَّنِيْ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَأَخْبَرَنِيْ أَنَّهُ يُقْبَضُ فِيْ وَجَعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ، فَبَكَيْتُ، ثُمَّ سَارَّنِيْ فَأَخْبَرَنِيْ أَنِّيْ أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ أَتْبَعُهُ، فَضَحِكْتُ. [راجع: ۳٦۲٤]

۲٦- نبی ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دو باتیں بتائیں جو واقعہ بنیں

پہلی حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں وہ چل رہی تھیں گویا ان کی چال نبی ﷺ کی چال ہے، پس نبی ﷺ نے فرمایا: میں اپنی بیٹی کو خوش آمدید کہتا ہوں، پھر آپؐ نے ان کو اپنے دائیں یا بائیں بٹھایا، پھر ان سے رازدارانہ طور پر ایک بات کہی پس وہ روئیں، میں نے ان سے پوچھا: آپؓ کیوں روئیں؟ (انھوں نے کوئی

جواب نہیں دیا) پھر آپؐ نے ان سے راز دارانہ طور پر دوسری بات کہی تو وہ ہنسیں، میں نے (دل میں) کہا: نہیں دیکھا میں نے آج جیسا دن خوشی کے اعتبار سے زیادہ نزدیک غم سے یعنی ابھی تو رو رہی تھیں ابھی ہنس پڑیں، یہ کیا بات ہوئی! پس میں نے ان سے وہ بات پوچھی جو نبی ﷺ نے فرمائی، تو انھوں نے کہا: نہیں تھی میں کہ پھیلاتی رسول اللہ ﷺ کے راز کو، یہاں تک کہ نبی ﷺ کی وفات ہوگئی، پس میں نے ان سے اس بات کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے کہا: مجھ سے آپؐ نے راز دارانہ طور پر فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام میرے ساتھ قرآن کا دور کیا کرتے تھے، ہر سال ایک مرتبہ، اور انھوں نے اس سال میرے ساتھ دو مرتبہ دور کیا ہے، اور نہیں دیکھتا میں اس کو مگر یہ کہ میری موت کا وقت قریب آگیا ہے (اس پر میں روئی) اور بیشک تم میرے خاندان میں میرے ساتھ ملنے کے اعتبار سے سب سے پہلی ہو، پس میں روئی، پھر آپؐ نے فرمایا: کیا تم خوش نہیں ہو اس پر کہ جنتی عورتوں کی یا فرمایا مسلمانوں کی عورتوں کی سردار ہو؟، پس میں اس بات سے ہنسی۔

دوسری حدیث: صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی ﷺ نے اپنی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا، اپنی اس بیماری میں جس میں آپؐ کی وفات ہوئی، پس ان سے راز دارانہ طور پر ایک بات کہی تو وہ روئیں، پھر ان کو بلایا، اور ان سے راز کی بات کہی تو وہ ہنسیں، صدیقہؓ کہتی ہیں: میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: نبی ﷺ نے مجھ سے چپکے سے کہا، آپؐ نے مجھے بتلایا کہ آپؐ کی روح قبض کی جائے گی، آپؐ کی اس بیماری میں جس میں آپؐ کی وفات ہوئی ہے، پس میں روئی پھر آپؐ نے چپکے سے مجھ سے کہا: پس مجھے بتلایا کہ میں آپؐ کے خاندان میں پہلی وہ ہوں جو آپؐ کے پیچھے جاؤں گی، پس میں ہنسی۔

تشریح: دونوں باتیں اسی طرح واقع ہوئیں جس طرح آپؐ نے بتائی تھیں: (۱) اُسی بیماری میں آپؐ کی وفات ہوئی (۲) اور آپؐ کی وفات کے چھ ماہ بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا۔

اور آپؐ نے دوسری مرتبہ میں دو باتیں فرمائی تھیں، جو حدیثوں میں الگ الگ ہوگئی ہیں، ایک: فاطمہ رضی اللہ عنہا جنت کی عورتوں کی سردار ہونگی، دوم: نبی ﷺ کے بعد خاندان میں سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوگا، ان دونوں باتوں پر وہ خوش ہوئیں اور ہنسیں۔

[۳۶۲۷-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُدْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: إِنَّ لَنَا أَبْنَاءً مِثْلَهُ، فَقَالَ: إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ تَعْلَمُ! فَسَأَلَ عُمَرُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هٰذِهِ الآيَةِ: ﴿إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَقَالَ: أَجَلُ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم، أَعْلَمَهُ إِيَّاهُ، قَالَ: مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ.

[انظر: ٤٢٩٤، ٤٤٣٠، ٤٩٦٩، ٤٩٧٠]

۲۷-سورۃ النصر کے ذریعہ قربِ وفات کی اطلاع

سورۃ النصر میں ارشاد پاک ہے: ''جب اللہ کی مدد اور مکہ کی فتح آجائے یعنی واقع ہوجائے اور آپؐ لوگوں کو دیکھیں کہ وہ اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہورہے ہیں تو آپؐ اپنے پروردگار کی تسبیح وتحمید کریں، اور درخواست کریں کہ وہ آپ کو اپنی رحمت میں لے لیں، بیشک وہ بڑے توبہ قبول کرنے والے ہیں''

تفسیر: مکہ مکرمہ کی فتح بڑی فیصلہ کن چیز تھی، سب قبائل کی نظریں اس پر لگی ہوئی تھیں، چنانچہ فتح مکہ کے بعد لوگ تیزی سے اسلام میں داخل ہونے لگے، پس اس سورت کے ذریعہ آپؐ کو اطلاع دی گئی کہ سفر آخرت قریب ہے، کیونکہ دنیا میں رہنے کا اور بعثت کا مقصد پورا ہوگیا، اکابر صحابہ بھی اس سورت کے نزول کا یہی مقصد سمجھے تھے، مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہ سورت سن کر رو پڑے اور انھوں نے اپنے ماں باپ کو آپؐ پر قربان کیا، لوگوں کو اس پر حیرت ہوئی مگر جب اس سورت کے نزول کے چند ماہ کے بعد آپؐ کی وفات ہوگئی تو صحابہ نے کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ ہم سے زیادہ علم رکھتے تھے۔

روایت مع وضاحت: حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اکابر صحابہ کی مجلس میں اپنے قریب رکھتے تھے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمارے بھی اس عمر کے لڑکے ہیں، آپؓ ان کو قریب نہیں کرتے، عبداللہؓ کو کیوں قریب کرتے ہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: عبداللہ کا علمی مقام وہ ہے جو آپ جانتے ہیں، پھر ایک دن اہل مجلس سے آپؓ نے سوال کیا کہ سورۃ النصر کا کیا مقصد ہے؟ سب نے کہا: یہ سورت ایک مژدہ ہے کہ اسلام کا بول بالا ہوگا، تمام عرب حلقہ بگوش اسلام ہونگے، اور جہاد کی طویل محنت کا ثمرہ برآمد ہوگا، آخر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا: کیا اس سورت کا مقصد نزول یہی ہے؟ ابن عباسؓ نے کہا: نہیں، اس سورت کے ذریعہ نبی ﷺ کو دنیا کی زندگی پوری ہونے کی خبر دی گئی ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی اس سورت کا یہی مقصد سمجھتا ہوں، پس ابن عباسؓ کا علمی مقام اکابر صحابہ کو معلوم ہوگیا۔ اور اس سورت کے نزول کے بعد آپؐ کی وفات وحی کی صداقت کی دلیل بنی اور یہی آپؐ کا معجزہ ہے۔

[۳۶۲۸-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، ثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ حَنْظَلَةَ بْنِ الْغَسِيْلِ، ثنا عِكْرِمَةُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ مَرَضِهِ الَّذِىْ مَاتَ فِيْهِ، بِمِلْحَفَةٍ قَدْ عُصِّبَ رَأْسُهُ بِعِصَابَةٍ دَسْمَاءَ، حَتّٰى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ:" أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّ الْأَنْصَارُ حَتّٰى يَكُوْنُوْا فِى النَّاسِ بِمَنْزِلَةِ الْمِلْحِ فِى الطَّعَامِ، فَمَنْ وَلِىَ مِنْكُمْ شَيْئًا يَضُرُّ فِيْهِ قَوْمًا وَيَنْفَعُ فِيْهِ آخَرِيْنَ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيْئِهِمْ" فَكَانَ آخِرَ مَجْلِسٍ جَلَسَ فِيْهِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم. [راجع: ۹۲۷]

۲۸- آپؐ نے اطلاع دی کہ لوگ بڑھیں گے اور انصار گھٹیں گے

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ اپنی اس بیماری میں جس میں آپؐ کا انتقال ہوا، چادر اوڑھ کر مسجد میں تشریف لائے، آپؐ نے اپنا سر ایک چکنے کپڑے کی پٹی سے کس کر باندھ رکھا تھا، کیونکہ آپؐ کے سر میں شدید درد تھا، آپؐ منبر پر بیٹھے اور اللہ کی خوب تعریف کی پھر فرمایا: لوگ بڑھتے جائیں گے اور انصار گھٹتے جائیں گے (چنانچہ ایسا ہی ہوا اور یہی اطلاع آپؐ کا معجزہ بنی) یہاں تک کہ رہ جائیں گے انصار لوگوں میں کھانے میں نمک کے بقدر، پس جو شخص ذمہ دار بنے تم میں سے کسی ایسے عہدہ کا جس میں وہ کسی قوم کو نقصان پہنچائے اور دوسری قوم کو نفع پہنچائے، یعنی بااختیار عہدہ کا مالک بنے تو چاہئے کہ وہ انصار کے نیکوکاروں سے قبول کرے اور ان میں سے کوتاہیاں کرنے والوں سے درگذر کرے، اور یہ آخری مجلس تھی، جس میں نبی ﷺ نے خطاب فرمایا، اور حدیث پہلے گذری ہے۔

تشریح: انصار سے مراد مدینہ کے وہ صحابہ ہیں جنھوں نے ابتدائے اسلام میں نبی ﷺ کا ساتھ دیا، وہ دن بہ دن گھٹتے جائیں گے، یہاں تک کہ ایک وقت آئے گا کہ ان میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا، اور ترمذی شریف میں جو روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما، اور انصار کی اولاد کی مغفرت فرما اور ان کی اولاد کی اولاد کی بھی اور ان کی عورتوں کی بھی'' (حدیث ۳۹۳۲) یہ الحاق ہے، یہ اولاد قیامت تک بڑھتی جائے گی، مگر ان کی فضیلت صرف الحاق ہے، اصل انصار ان کی پہلی جماعت ہے، وہ گھٹتے جائیں گے۔

[۳۶۲۹-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، ثَنَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ، قَالَ: أَخْرَجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ذَاتَ يَوْمٍ الْحَسَنَ فَصَعِدَ بِهِ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: '' ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ'' [راجع: ۲۷۰۴]

۲۹- آپؐ نے خبر دی کہ حضرت حسنؓ کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں مصالحت ہوگی

حدیث پہلے گذری ہے، ایک دن آپؐ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو لے کر منبر پر تشریف لائے اور حاضرین سے فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے، اور ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ معاملات سنوار دیں، مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں کے درمیان (چنانچہ ایسا ہی ہوا) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت حسنؓ نے صلح کر لی اور امت بڑے خون خرابے سے بچ گئی۔

[۳۶۳۰-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم نَعَى جَعْفَرًا وَزَيْدًا قَبْلَ أَنْ يَجِيْءَ خَبَرُهُمْ، وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ.

[راجع: ۱۲٤٦]

۳۰-آپ ﷺ نے شہدائے موتہ کی اطلاع دی

حدیث پہلے گذری ہے، موتہ میں جنگ ہو رہی تھی اور نبی ﷺ منبر پر بیٹھ کر وہاں کا حال سنا رہے تھے کہ اب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، اب فلاں شہید ہوا، اب فلاں شہید ہوا، اور آپؐ کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، ظاہر ہے آپؐ وحی کے ذریعہ اطلاع دے رہے تھے، کیونکہ آپؐ عالم الغیب نہیں تھے، پس یہ اطلاع دینا علامات نبوت میں سے تھا۔

[۳٦۳۱-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، ثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، ثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "هَلْ لَكُمْ مِنْ أَنْمَاطٍ؟" قُلْتُ: وَأَنّٰى يَكُوْنُ لَنَا الْأَنْمَاطُ؟ قَالَ: "أَمَّا إِنَّهُ سَتَكُوْنُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ" فَأَنَا أَقُوْلُ لَهَا- يَعْنِى امْرَأَتَهُ - أَخِّرِىْ عَنَّا أَنْمَاطَكِ، فَتَقُوْلُ: أَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّهَا سَتَكُوْنُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ؟" فَأَدَعُهَا.[انظر: ٥١٦١]

۳۱-آپ ﷺ نے اطلاع دی کہ انصار کے گھروں میں غالیچے ہونگے

ایک دن نبی ﷺ نے انصار سے پوچھا: تمہارے گھروں میں غالیچے ہیں؟ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ہمارے گھروں میں غالیچے کہاں سے آئے؟ آپؐ نے فرمایا: سنو! عنقریب تمہارے لئے غالیچے ہونگے، چنانچہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے گھر میں غالیچہ بچھا ہوا تھا اور وہ اپنی بیوی سے کہتے: مجھ سے اپنا غالیچہ دور کرو، یعنی اس کو گھر سے نکال دو، بیوی جواب دیتی: کیا نبی ﷺ نے نہیں فرمایا کہ عنقریب تمہارے لئے غالیچے ہونگے، پس میں اس کو رہنے دیتا۔

[۳٦۳۲-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ، ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسَى، ثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ أَبِىْ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: انْطَلَقَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ مُعْتَمِرًا، قَالَ: فَنَزَلَ عَلٰى أُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ أَبِىْ صَفْوَانَ، وَكَانَ أُمَيَّةُ إِذَا انْطَلَقَ إِلَى الشَّامِ فَمَرَّ بِالْمَدِيْنَةِ نَزَلَ عَلٰى سَعْدٍ، فَقَالَ أُمَيَّةُ لِسَعْدٍ: انْتَظِرْ حَتَّى إِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ وَغَفَلَ النَّاسُ انْطَلَقْتَ فَطُفْتَ، فَبَيْنَا سَعْدٌ يَطُوْفُ إِذَا أَبُوْ جَهْلٍ، فَقَالَ: مَنْ هٰذَا الَّذِىْ يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ؟ فَقَالَ سَعْدٌ: أَنَا سَعْدٌ، فَقَالَ أَبُوْ جَهْلٍ: تَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ آمِنًا وَقَدْ آوَيْتُمْ مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَتَلَاحَيَا بَيْنَهُمَا، فَقَالَ أُمَيَّةُ لِسَعْدٍ: لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ عَلٰى أَبِى الْحَكَمِ فَإِنَّهُ سَيِّدُ أَهْلِ الْوَادِىْ، ثُمَّ قَالَ سَعْدٌ: وَاللّٰهِ لَئِنْ مَنَعْتَنِىْ أَنْ أَطُوْفَ بِالْبَيْتِ لَأَقْطَعَنَّ مَتْجَرَكَ بِالشَّامِ، قَالَ: فَجَعَلَ أُمَيَّةُ يَقُوْلُ لِسَعْدٍ: لَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ، فَجَعَلَ يُمْسِكُهُ، فَغَضِبَ سَعْدٌ، فَقَالَ: دَعْنَا عَنْكَ فَإِنِّىْ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صلى الله عليه وسلم يَزْعَمُ أَنَّهُ قَاتِلُكَ، قَالَ: إِيَّاىَ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَاللّٰهِ مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ إِذَا حَدَّثَ، فَرَجَعَ إِلٰى امْرَأَتِهِ فَقَالَ: أَمَا تَعْلَمِيْنَ مَا قَالَ لِىْ أَخِى الْيَثْرِبِىُّ؟ قَالَتْ: وَمَا قَالَ؟ قَالَ:

زَعَمَ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدًا يَزْعُمُ أَنَّهُ قَاتِلِيْ، قَالَتْ: فَوَ اللّٰهِ مَا يَكْذِبُ مُحَمَّدٌ، قَالَ: فَلَمَّا خَرَجُوْا إِلٰى بَدْرٍ وَجَاءَ الصَّرِيْخُ، قَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ: أَمَا ذَكَرْتَ مَا قَالَ لَكَ أَخُوْكَ الْيَثْرِبِيُّ؟ قَالَ: فَأَرَادَ أَنْ لاَ يَخْرُجَ، فَقَالَ لَهُ أَبُوْ جَهْلٍ: إِنَّكَ مِنْ أَشْرَافِ الْوَادِيْ، فَسِرْ يَوْمًا أَوْ يَوْمَيْنِ فَسَارَ مَعَهُمْ فَقَتَلَهُ اللّٰهُ. [انظر: ۳۹۵۰]

۳۲- آپ ﷺ نے امیہ بن خلف کے قتل کی اطلاع دی

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ عمرہ کے لئے چلے اور مکہ میں حضرت صفوان رضی اللہ عنہ کے والد امیہ بن خلف کے مہمان بنے (دونوں میں تعلقات تھے) امیہ جب شام جاتا تھا اور مدینہ سے گذرتا تھا تو حضرت سعدؓ کے پاس ٹھہرتا تھا، امیہ نے حضرت سعدؓ سے کہا: ذرا انتظار کریں، یہاں تک کہ جب دو پہر ہو جائے اور لوگوں کی آمد و رفت بند ہو جائے تو آپ چل کر طواف کریں، پس دریں اثنا کہ حضرت سعدؓ طواف کر رہے تھے، اچانک ابو جہل آ گیا، اس نے پوچھا: کعبہ کا طواف کرنے والا یہ شخص کون ہے؟ حضرت سعدؓ نے کہا: میں سعد ہوں، ابو جہل نے کہا: تو کعبہ کا اطمینان سے طواف کر رہا ہے اور تو نے محمد کو اور ان کے ساتھیوں کو پناہ دی ہے؟! حضرت سعدؓ نے کہا: ہاں، پس دونوں کے درمیان جھگڑا ہوا، امیہ نے حضرت سعدؓ سے کہا: ابو الحکم کے سامنے آپ زور سے نہ بولیں، اس لئے کہ یہ مکہ کا سردار ہے، پس حضرت سعدؓ نے کہا: بخدا! اگر روکے گا تو مجھے بیت اللہ کا طواف کرنے سے تو ضرور کاٹ دوں گا میں تیرا شام کی طرف تجارت کا راستہ، پس امیہ حضرت سعدؓ سے کہتا رہا آپ زور سے نہ بولیں اور اس نے حضرت سعدؓ کو روکنا شروع کیا، حضرت سعدؓ کو غصہ آیا اور فرمایا: ابے چھوڑ! میں نے محمد ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ وہ تجھے قتل کریں گے، اس نے کہا: مجھے؟ حضرت سعدؓ نے کہا: ہاں، امیہ نے کہا: بخدا! محمد جھوٹ نہیں بولتے، جب وہ بات کرتے ہیں، پس وہ اپنی بیوی کی طرف لوٹا اور کہا: کیا نہیں جانتی تو وہ بات جو مجھ سے میرے یثربی بھائی نے کہی؟ بیوی نے پوچھا: اس نے کیا کہا: امیہ نے کہا: اس نے کہا کہ اس نے محمد کو سنا ہے، وہ کہتے ہیں کہ وہ مجھے قتل کریں گے، بیوی نے کہا: بخدا! محمد جھوٹ نہیں بولتے، پھر جب مکہ والے بدر کی طرف نکلے اور اعلان کرنے والا آیا تو امیہ سے اس کی بیوی نے کہا: کیا آپ کو یاد نہیں وہ بات جو آپ سے آپ کے یثربی بھائی نے کہی تھی؟ راوی کہتا ہے: پس امیہ نے ارادہ کیا کہ بدر کے لئے نہ نکلے، پس اس سے ابو جہل نے کہا: آپ مکہ کے معزز لوگوں میں سے ہیں (آپ پیچھے رہیں گے تو اور بھی لوگ پیچھے رہیں گے) لہٰذا ہمارے ساتھ ایک دن یا دو دن چلئے (پھر واپس لوٹ جائیں) چنانچہ وہ ان کے ساتھ چلا، اور اس کو اللہ تعالیٰ نے موت کی گھاٹ اتار دیا۔

[۳۶۳۴-] حدثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شَيْبَةَ، أَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُغِيْرَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " رَأَيْتُ النَّاسَ مُجْتَمِعِيْنَ فِيْ صَعِيْدٍ، فَقَامَ أَبُوْ بَكْرٍ، فَنَزَعَ ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ، وَفِي بَعْضِ نَزْعِهِ ضَعْفٌ، وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ، ثُمَّ أَخَذَهَا

عُمَرُ فَاسْتَحَالَتْ بِيَدِهِ غَرْبًا، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا فِي النَّاسِ يَفْرِىْ فَرِيَّهُ، حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ" وَقَالَ هَمَّامٌ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" فَنَزَعَ أَبُوْ بَكْرٍ ذَنُوْبَيْنِ"
[انظر: ٣٦٧٦، ٣٦٨٢، ٧٠١٩، ٧٠٢٠]

۳۳- آپ ﷺ نے اپنے خلفاء کے احوال بیان کئے

نبی ﷺ نے خواب دیکھا کہ لوگ ایک زمین میں اکٹھا ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی ہیں، انھوں نے ایک ڈول یا دو ڈول کنویں میں سے کھینچے، اور ان کے ڈول نکالنے میں کچھ کمزوری تھی، اور اللہ تعالیٰ ان کو معاف فرمائیں، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے ڈول لے لیا تو وہ ڈول ان کے ہاتھ میں کوس بن گیا، پس نہیں دیکھا میں نے لوگوں میں کسی ہیرو کو جس نے ان جیسا کارنامہ انجام دیا ہو، یہاں تک کہ لوگ اونٹوں کو سیراب کر کے سایہ میں بٹھانے کے لئے لے گئے۔

تشریح: پہلے ڈول نبی ﷺ کے ہاتھ میں تھا، آپؐ کنویں سے پانی کھینچ رہے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپؐ کے ہاتھ سے ڈول لے کر پانی کھینچنا شروع کیا وہ ڈول مشکل سے نکالتے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت دو سال ہے اور اس میں بھی بعض عربوں کے مرتد ہوجانے کی وجہ سے اضطراب رہا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت دس سال رہی، اور انھوں نے اپنی خلافت میں جو کارنامے انجام دیئے اس سے تاریخ کا ہر طالب علم واقف ہے۔

[٣٦٣٣-] حدثنا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ النَّرْسِيُّ، ثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ، ثنا أَبُوْ عُثْمَانَ، قَالَ: أُنْبِئْتُ أَنَّ جِبْرِيْلَ أَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، وَعِنْدَهُ أُمُّ سَلَمَةَ، فَجَعَلَ يُحَدِّثُ، ثُمَّ قَامَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِأُمِّ سَلَمَةَ:" مَنْ هٰذَا؟" أَوْ كَمَا قَالَ: قَالَ: قَالَتْ: هٰذَا دِحْيَةُ، فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: أَيْمُ اللّٰهِ! مَا حَسِبْتُهُ إِلَّا إِيَّاهُ، حَتَّى سَمِعْتُ خُطْبَةَ نَبِيِّ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِخَبَرِ جِبْرِيْلَ- أَوْ كَمَا قَالَ – قَالَ: فَقُلْتُ لِأَبِيْ عُثْمَانَ: مِمَّنْ سَمِعْتَ هٰذَا؟ قَالَ: مِنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ. [انظر: ٤٩٨٠]

۳۴- حضرت جبرئیل علیہ السلام کا نبی ﷺ کی خدمت میں انسانی شکل میں آنا

حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپؐ کے پاس حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپؐ سے باتیں کیں، پھر چلے گئے، نبی ﷺ نے حضرت ام سلمہؓ سے پوچھا: یہ کون شخص تھا؟ حضرت ام سلمہؓ نے کہا: دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ تھے (آپؐ خاموش ہوگئے) حضرت ام سلمہؓ کہتی ہیں: قسم بخدا! نہیں گمان کیا میں نے ان کو مگر دحیہؓ یہاں تک کہ میں نے نبی ﷺ کی تقریر سنی، جس میں انھوں نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کا ذکر کیا، کہ وہ آئے تھے اور یہ وحی لائے (حضرت جبرئیل علیہ السلام کا خدمتِ نبوی میں آنا علاماتِ نبوت میں سے ہے)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿يَعْرِفُوْنَهُ كَمَا يَعْرِفُوْنَ أَبْنَاءَ هُمْ، وَإِنَّ فَرِيْقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾

۳۵- یہود آپؐ کو بیٹوں کی طرح پہچانتے تھے مگر بات چھپاتے تھے

تحویلِ قبلہ کے سلسلہ میں سورۃ البقرہ کی آیت ۱۴۶ ہے: ﴿الَّذِيْنَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْرِفُوْنَهُ كَمَا يَعْرِفُوْنَ أَبْنَاءَ هُمْ، وَإِنَّ فَرِيْقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾: جن لوگوں کو ہم نے آسمانی کتاب (تورات) دی وہ ان کو پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں، مگر ان کی ایک جماعت حق بات کو جان بوجھ کر چھپاتی ہے۔

تفسیر: اہل کتاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب وقبیلہ، مولد ومسکن، صورت وشکل اور اوصاف واحوال کو جانتے تھے، جیسے لوگ بہت سے لڑکوں میں اپنے بیٹوں کو فوراً پہچان لیتے ہیں، مگر اس بات کو بعض لوگ ظاہر کرتے تھے اور بعض لوگ جان بوجھ کر چھپاتے تھے، یہ آپؐ کے جملہ احوال کا اہل کتاب کی کتابوں میں ہونا آپؐ کے سچے نبی ہونے کی علامت ہے۔

حدیث: پہلے گذری ہے، خیبر کے یہودیوں میں زنا کا ایک واقعہ پیش آیا، ان میں سزا دینے میں اختلاف ہوا، وہ یہ معاملہ لے کر مدینہ آئے انھوں نے خیال کیا کہ نبی آخر الزماں کی شریعت معتدل ہے، اس لئے وہ کوئی ہلکی سزا دیں گے، تورات کی سخت سزا سے زانی اور زانیہ بچ جائیں گے، اور ہم اللہ کے یہاں کہہ سکیں گے کہ آپ کے نبی نے سزا دیدی، اس لئے ہم تورات کی سزا کے مکلّف نہیں رہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا: تورات میں رجم کی سزا ہے یا نہیں؟ انھوں نے کہا: تورات میں زنا کی سزا یہ ہے کہ زانی اور زانیہ کو رسواء کیا جائے اور ان کو کوڑے مارے جائیں، حضرت عبداللہ بن سلامؓ جو پہلے یہودی تھے، انھوں نے تکذیب کی کہ تورات میں سنگساری کی سزا ہے، چنانچہ وہ تورات لائے اور اس کو کھول کر پڑھنے لگے، ان میں سے ایک نے اپنا ہاتھ رجم کی آیت پر رکھ دیا اور آگے پیچھے کی عبارت پڑھتے رہے، حضرت عبداللہ بن سلامؓ نے کہا: اپنا ہاتھ اٹھا اور اس کے نیچے جو ہے وہ پڑھ، چنانچہ اس نے ہاتھ اٹھایا تو اس کے نیچے رجم کی آیت تھی، اور انھوں نے اعتراف کیا کہ تورات میں سنگساری کا حکم ہے، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زانی اور زانیہ کے بارے میں حکم دیا اور وہ دونوں سنگسار کئے گئے، حدیث کے راوی ابن عمرؓ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ زانی زانیہ پر جھکا ہوا تھا، اس کو پتھروں سے بچا رہا تھا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

[۲٦-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿يَعْرِفُوْنَهُ كَمَا يَعْرِفُوْنَ أَبْنَاءَ هُمْ، وَإِنَّ فَرِيْقًا مِنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾

[۳٦۳۵-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، أَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ الْيَهُوْدَ

جَاؤُا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَذَكَرُوْا لَهُ أَنَّ رَجُلاً مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَيَا، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " مَاتَجِدُوْنَ فِي التَّوْرَاةِ فِيْ شَأْنِ الرَّجْمِ؟" فَقَالُوْا: نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُوْنَ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: كَذَبْتُمْ، إِنَّ فِيْهَا الرَّجْمَ، فَأَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوْهَا، فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلٰى آيَةِ الرَّجْمِ، فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا. فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: ارْفَعْ يَدَكَ، فَرَفَعَ يَدَهُ فَإِذَا فِيْهَا آيَةُ الرَّجْمِ، فَقَالُوْا: صَدَقَ يَا مُحَمَّدُ، فِيْهَا آيَةُ الرَّجْمِ، فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَرُجِمَا، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَرَأَيْتُ الرَّجُلَ يَحْنِيْ عَلٰى الْمَرْأَةِ، يَقِيْهَا الْحِجَارَةَ.[راجع: ۱۳۲۹]

قوله: يَحْنِيْ: خطابی کہتے ہیں: حَنٰى يَحْنِيْ حَنْيًا کے معنی ہیں: موڑنا یعنی زانی خودکو زانیہ پر جھکائے ہوئے تھا، مگر حدیث میں صحیح لفظ يَجْنَأُ (جیم کے ساتھ) ہے، اور جَنَأَ (ف) جُنُوْءً ا کے معنی ہیں: کسی پر اوندھا ہوجانا۔

بَابُ سُؤَالِ الْمُشْرِكِيْنَ أَنْ يُرِيَهُمُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم آيَةً، فَأَرَاهُمْ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ

۳۶۔مشرکین نے معجزہ طلب کیا، آپؐ نے چاند کے دوٹکڑے کر کے دکھائے

ہجرت سے پہلے نبی ﷺ منیٰ میں تشریف فرما تھے، مشرکین نے آپؐ سے کوئی نشانی طلب کی، آپؐ نے فرمایا: آسمان کی طرف دیکھو، آپؐ نے شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا، چاند پھٹ کر دوٹکڑے ہوگیا، جب سب نے یہ معجزہ دیکھ لیا تو دونوں ٹکڑے آپس میں مل گئے، مشرکین کہنے لگے: محمد نے (چاند پر یا ہم پر) جادو کردیا! اس معجزہ کو شق القمر کا معجزہ کہتے ہیں، اس معجزہ کا بیان کتاب مناقب الأنصار باب انشقاق القمر میں بھی آئے گا۔

[۲۷-] بَابُ سُؤَالِ الْمُشْرِكِيْنَ أَنْ يُرِيَهُمُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم آيَةً، فَأَرَاهُمْ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ

[۳۶۳۶-] حدثنا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، أَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِيْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم شِقَّتَيْنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " اشْهَدُوْا"[انظر: ۳۸۶۹، ۳۸۷۰، ٤٨٦٤، ٤٨٦٥]

[۳۶۳۷-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثَنَا يُوْنُسُ، ثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ: ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، ثَنَا سَعِيْدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّهُ حَدَّثَهُمْ أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً، فَأَرَاهُمْ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ.[انظر: ۳۸۶۸، ٤٨٦٧، ٤٨٦٨]

[۳۶۳۸-] حدثنا خَلَفُ بْنُ خَالِدٍ الْقُرَشِيُّ، ثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ

مَالِكٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیه وسلم.[انظر: ۳۸۷۰، ٤٨٦٦]

بَابٌ

۳۷- دوصحابہ کی لاٹھیاں روشن ہوگئیں

یہ باب کالفصل من الباب السابق نہیں ہے، یہاں باب لگانا ہے، میں نے لگایا ہے، اور صرف ایک حدیث کا اس باب سے تعلق ہے، باقی حدیثیں جنرل باب: بابُ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ فِي الإِسْلَامِ سے متعلق ہیں، اور حدیث پہلے گذری ہے، حضرت عبّاد اور حضرت اُسید رضی اللہ عنہما ایک تاریک رات میں دیر سے نبی ﷺ کے پاس سے نکلے، دونوں کے ہاتھوں میں لاٹھیاں تھیں، دونوں میں سے ایک کی لاٹھی روشن ہوگئی، دونوں اس کی روشنی میں چلتے رہے، آگے چل کر جب راستے الگ ہوئے تو دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہوگئی، اس طرح دونوں روشنی میں اپنے اپنے گھر پہنچے، اور امت کی کرامت نبی کا معجزہ ہوتی ہے۔

[۲۸-] بَابٌ

[۳٦۳۹-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، ثنَا مُعَاذٌ، ثَنِيْ أَبِيْ، عَنْ قَتَادَةَ، ثنَا أَنَسٌ، أَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ، وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَيْنِ يُضِيْئَانِ بَيْنَ أَيْدِيْهِمَا، فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَ مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا وَاحِدٌ، حَتَّى أَتَى أَهْلَهُ.[راجع: ٤٦٥]

تنبیہ: مَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَيْنِ: مآل کے اعتبار سے کہا ہے، پہلے ایک لاٹھی روشن ہوئی تھی۔

۳۸- آپؐ نے خبر دی کہ امت تا فیصلہ خداوندی غالب رہے گی

ظَهَرَ فُلَانًا: کسی کی پیٹھ پر مارنا، ظَهَرَ عَلَيْهِ: غالب آنا، الظَّهْر: کمر، پیٹھ، سورۃ الصّف آیت ۹ میں ہے: ﴿لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ﴾: اللہ کے رسول اللہ کے دین کو تمام دینوں پر غالب کردیں گے، ان کی پیٹھوں پر سوار کردیں گے، جیسے اکھاڑے میں پہلوان دوسرے پہلوان کو چت کرتا ہے، اس کی پیٹھ پر بیٹھ جاتا ہے، اس میں اشارہ ہے کہ ادیانِ باطلہ ختم نہیں ہونگے، مغلوب ہوجائیں گے، اسلام ان کی پیٹھ پر سوار ہوجائے گا، غالب آجائے گا، اور یہ بات اللہ کے مقرر کئے ہوئے وقت تک ہوگی، پھر کفر غالب آجائے گا، اور جب کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہیں رہے گا تب قیامت برپا ہوگی۔

حدیث: فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ برابر غالب رہیں گے (’کچھ‘ میں گمراہ فرقوں کی طرف اشارہ ہے اور کچھ

سے مراد اہلِ حق یعنی اہل السنہ والجماعہ ہیں) یہاں تک کہ آجائے ان کے پاس اللہ کا فیصلہ درانحالیکہ وہ غالب ہوں (أَمرُ اللّٰہ سے مراد تقدیر الٰہی ہے، جب تک اسلام کا بقاء منظور ہے مسلسل اسلام غالب رہے گا، آج ہم پندرھویں صدی میں ہیں، اب تک اسلام ہی اپنے دلائل کے ذریعہ غالب ہے)

[۳۶۴۰-] حدثنا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ أَبِیْ الْأَسْوَدِ، ثَنَا یَحْیٰی، عَنْ إِسْمَاعِیْلَ، ثَنَا قَیْسٌ، قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِیْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ:" لَایَزَالُ النَّاسُ مِنْ أُمَّتِیْ ظَاهِرِیْنَ، حَتّٰی یَأْتِیَهُمْ أَمْرُ اللّٰہِ وَهُمْ ظَاهِرُوْنَ"[انظر: ۷۳۱۱، ۷۴۵۹]

آئندہ حدیث: میری امت کا ایک گروہ برابر اللہ کے حکم کو تھامے رہے گا (یعنی اللہ کی شریعت، اللہ کے دین اور نبی ﷺ کے طریقہ کو مضبوط پکڑے رہے گا) نہیں نقصان پہنچا سکیں گے ان کو وہ لوگ جو ان کو رسوا کرنا چاہیں گے، اور نہ وہ لوگ جو ان کی مخالفت کریں گے، یہاں تک کہ فیصلہ خداوندی آجائے، اور وہ اسی حال پر ہوں۔

سند: یہ حدیث عُمیر نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، عُمیر نے اس حدیث میں دوسری سند سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا قول وَهُمْ بِالشَّامِ بڑھایا ہے یعنی اللہ کے دین کو مضبوط تھامنے والے یہ لوگ ملک شام میں ہونگے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ مالک بن یخامر کہتے ہیں: انھوں نے معاذؓ سے وَهُمْ بِالشَّامِ سنا ہے، حضرت معاویہؓ نے اس سے اپنے سیاسی موقف کے برحق ہونے پر استدلال کیا ہے، حالانکہ حدیث کا تعلق سیاسی امور سے نہیں ہے، دینی امور سے ہے اور دین کو مضبوط تھامنے والے دنیا کے ہر خطہ میں ہوسکتے ہیں، شام میں بھی ہونگے، جو بھی اہل السنہ والجماعہ ہیں اور دین کو مضبوط تھامے ہوئے ہیں وہ حدیث کا مصداق ہیں۔

[۳۶۴۱-] حدثنا الْحُمَیْدِیُّ، ثَنَا الْوَلِیْدُ، ثَنِی ابْنُ جَابِرٍ، ثَنِیْ عُمَیْرُ بْنُ هَانِئٍ، أَنَّـهُ سَمِعَ مُعَاوِیَةَ یَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ:" لَایَزَالُ مِنْ أُمَّتِیْ أُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللّٰہِ، لَایَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ، حَتّٰی یَأْتِیَ أَمْرُ اللّٰہِ وَهُمْ عَلٰی ذٰلِكَ" قَالَ عُمَیْرُ بْنُ هَانِئٍ، فَقَالَ مَالِكُ بْنُ یُخَامِرَ: قَالَ مُعَاذٌ: وَهُمْ بِالشَّامِ، فَقَالَ مُعَاوِیَةُ: هٰذَا مَالِكٌ یَزْعُمُ أَنَّـهُ سَمِعَ مُعَاذًا یَقُوْلُ:" وَهُمْ بِالشَّامِ"[راجع: ۷۱]

۳۹- آپؐ نے حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ کو دعا دی اور اس کا اثر ظاہر ہوا

حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ نے بکرا خریدنے کے لئے ایک دینار دیا، انھوں نے اپنی مہارت سے ایک دینار میں دو بکرے خریدے، پھر ایک بکرا ایک دینار میں بیچ دیا اور نبی ﷺ کے پاس بکرا اور دینار لے کر حاضر ہوئے، اور آپؐ کو پورا واقعہ بتایا، آپؐ نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہاری خرید وفروخت میں برکت فرمائیں، اس دعا کی برکت سے وہ کوفہ کے بازار کُناسہ نامی میں کاروبار کرتے تھے، غلام باندی خریدتے بیچتے تھے، صبح خالی ہاتھ جاتے تھے، اور شام کو بہت سارا مال

لے کر لوٹتے تھے، کوفہ کے بڑے مالداروں میں ان کا شمار ہوتا تھا۔

[٣٦٤٢-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، ثَنَا سُفْيَانُ، ثَنَا شَبِيْبُ بْنُ غَرْقَدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَيَّ يَتَحَدَّثُوْنَ عَنْ عُرْوَةَ هُوَ الْبَارِقِيُّ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أَعْطَاهُ دِيْنَارًا يَشْتَرِيْ لَهُ بِهِ شَاةً، فَاشْتَرَى لَهُ بِهِ شَاتَيْنِ، فَبَاعَ إِحْدَاهُمَا بِدِيْنَارٍ، فَجَاءَهُ بِدِيْنَارٍ وَشَاةٍ، فَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ فِيْ بَيْعِهِ، فَكَانَ لَوِ اشْتَرَى التُّرَابَ لَرَبِحَ فِيْهِ.

قَالَ سُفْيَانُ: كَانَ الْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ جَاءَنَا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعَهُ شَبِيْبٌ مِنْ عُرْوَةَ، فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ شَبِيْبٌ: إِنِّيْ لَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ عُرْوَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَيَّ يُخْبِرُوْنَهُ عَنْهُ.

[٣٦٤٣-] وَلٰكِنْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "الْخَيْرُ مَعْقُوْدٌ بِنَوَاصِيْ الْخَيْلِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" قَالَ: وَقَدْ رَأَيْتُ فِيْ دَارِهِ سَبْعِيْنَ فَرَسًا، قَالَ سُفْيَانُ: يَشْتَرِيْ لَهُ شَاةً كَأَنَّهَا أُضْحِيَّةٌ. [راجع: ٢٨٥٠]

وضاحت: یہ حدیث سفیان بن عیینہؒ: شبیب بن غرقدۃ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: میں نے قبیلہ والوں سے سنا وہ حضرت عروہؓ سے حدیث روایت کرتے تھے، سفیانؒ کہتے ہیں: حسن بن عمارہ (جو بالاتفاق متروک راوی ہے) ہمارے پاس یہ حدیث شبیب سے لایا، اور اس نے کہا: یہ حدیث شبیب نے حضرت عروہؓ سے سنی ہے، پس سفیانؒ شبیب کے پاس تصدیق کے لئے گئے تو شبیب نے کہا: میں نے یہ حدیث عروہ سے نہیں سنی، محلّہ کے لوگوں سے سنی ہے، جو حضرت عروہؓ سے روایت کرتے تھے، ہاں میں نے ان سے ایک دوسری حدیث سنی ہے، عروہؓ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ خیر گھوڑوں کی پیشانی میں بندھی ہوئی ہے، قیامت کے دن تک، سفیان بن عیینہؒ کہتے ہیں: میں نے حضرت عروہؓ کے گھر میں ستر گھوڑے بندھے ہوئے دیکھے اور سفیان مذکورہ حدیث میں یَشْتَرِیْ لَهُ شَاةً کے بعد كَأَنَّهَا أُضْحِيَّةٌ بھی بڑھاتے تھے، یعنی نبی ﷺ نے حضرت عروہؓ کو جو دینار دیا تھا وہ قربانی کا بکرا خریدنے کے لئے دیا تھا، مگر یہ بات قطعی نہیں۔

سوال: حدیث کی سند میں قبیلہ والے مجہول راوی ہیں، پھر امام بخاری رحمہ اللہ یہ حدیث اپنی صحیح میں کیوں لائے؟

جواب: یہ استفاضہ (شہرت) کی صورت ہے اور استفاضہ: فلانٌ عن فلان سے قوی ہے، اس لئے اس روایت کی تخریج کی ہے۔

۴۰- نبی ﷺ نے خبر دی کہ جہاد قیامت تک چلے گا

حدیث پہلے گذری ہے کہ گھوڑوں کی پیشانی میں قیامت تک خیر بندھی ہوئی ہے، یعنی جہاد قیامت تک چلے گا، خواہ با قاعدہ چلے یا بے قاعدہ، اور یہ حدیث حضرت ابن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، پھر اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث لائے ہیں، جو پہلے گذر چکی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: گھوڑے تین ہیں، کسی کے لئے ثواب

ہیں، کسی کے لئے پردہ ہیں اور کسی کے لئے گناہ ہیں، جو شخص جہاد کے لئے گھوڑا پالتا ہے: گھوڑا اس کے لئے باعث اجر ہے۔ اس حدیث سے بھی یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ سلسلۂ جہاد ہمیشہ جاری رہے گا۔

[٣٦٤٤-] حدثنا مُسَدَّدٌ، ثَنَا يَحْيىَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ"[راجع: ٢٨٤٩]

[٣٦٤٥-] حدثنا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، ثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم:" اَلْخَيْلُ مَعْقُوْدٌ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ" [راجع: ٢٨٥١]

[٣٦٤٦-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" اَلْخَيْلُ ثَلاَ ثَةٌ: لِرَجُلٍ أَجْرٌ، وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ، وَعَلٰى رَجُلٍ وِزْرٌ، فَأَمَّا الَّذِيْ لَهُ أَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَأَطَالَ لَهَا فِيْ مَرْجٍ أَوْ: رَوْضَةٍ، فَمَا أَصَابَتْ فِيْ طِيَلِهَا مِنَ الْمَرْجِ أَوِ: الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهُ حَسَنَاتٍ، وَلَوْ أَنَّهَا قَطَعَتْ طِيَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا أَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ أَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَهُ، وَلَوْ أَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ وَلَمْ يُرِدْ أَنْ يَسْقِيَهَا كَانَ ذٰلِكَ لَهُ حَسَنَاتٍ، وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَسِتْرًا وَتَعَفُّفًا وَلَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِي رِقَابِهَا وَظُهُوْرِهَا، فَهِيَ لَهُ كَذٰلِكَ سِتْرٌ، وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَرِيَاءً وَنِوَاءً لِأَهْلِ الإِسْلاَمِ فَهِيَ وِزْرٌ لَهُ" وَسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ:" مَا أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيْهَا إِلَّا هٰذِهِ الآيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ ﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ﴾[الزلزلة:٧و٨] [راجع: ٢٣٧١]

ترجمہ: گھوڑے تین ہیں: کسی کے لئے ثواب ہیں، کسی کے لئے پردہ پوشی اور کسی پر گناہ، رہا وہ شخص جس کے لئے ثواب ہیں وہ وہ شخص ہے جس نے گھوڑا راہِ خدا میں پالا، پس رسّی لمبی کی اس کے لئے سبزہ زار میں، پس جو کچھ چرے گا وہ اپنی رسّی میں سبزہ زار سے، بنے گا وہ اس کے لئے نیکیاں اور اگر ہو یہ بات کہ وہ اپنی رسّی توڑ دے پس ایک ٹیلہ یا دو ٹیلے کودے تو اس کے مالک کے لئے نیکیاں ہوگا، اور اگر ہو یہ بات کہ گھوڑا کسی نہر پر گذرے اور پانی پیئے اور مالک نے اس کو پلانے کا ارادہ نہ کیا ہو تو بھی وہ پینا اس کے لئے نیکیاں ہوگا، اور دوسرے شخص نے گھوڑا پالا مالداری، پردہ پوشی اور سوال سے بچنے کے لئے یعنی معیشت کے طور پر تو وہ گھوڑا اس کے لئے اسی طرح ہوگا، یعنی اس کا مقصد پورا ہوگا، اور تیسرا شخص جس نے گھوڑا پالا بڑائی جتلانے کے لئے اور دکھلانے کے لئے اور مسلمانوں کی دشمنی کے طور پر تو وہ گھوڑا اس کے لئے گناہ ہے، اور نبی ﷺ سے گدھوں کے بارے میں پوچھا گیا (کہ ان میں زکوۃ ہے یا نہیں؟) آپؐ نے فرمایا: مجھ پر گدھوں کے بارے میں نہیں اتاری گئی، مگر یہ انوکھی جامع آیت کہ جو شخص ذرہ بھر نیکی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا، اور جو ذرہ بھر برائی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا۔

ملحوظہ: گھوڑوں کی گردن میں اللہ کا حق زکوٰۃ ہے، پس یہ حدیث امام اعظم رحمہ اللہ کی دلیل ہے کہ گھوڑوں میں زکوٰۃ واجب ہے۔

۴۱- خیبر کے بارے میں آپؐ نے خبر دی کہ وہ اجڑا!

حدیث پہلے گذری ہے، نبی ﷺ صبح سویرے خیبر پہنچے، جب قلعوں کے دروازے کھلے اور لوگ پھاوڑے کدال لے کر نکلے اور نبی ﷺ کو دیکھا تو انھوں نے کہا: محمد بہت بڑا لشکر لے کر آ گئے، اور وہ دوڑ کر قلعوں میں گھس گئے، نبی ﷺ نے فرمایا: اللهُ أكبر! خربت خيبر: اللہ کی شان بڑی ہے، خیبر ویران ہوا! ہم جب کسی قوم کے آنگن میں اترتے ہیں تو ڈرائے ہوؤں کی صبح بہت بری ہوتی ہے۔

[۳۶۴۷-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، ثَنَا سُفْيَانُ، ثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُوْلُ: صَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم خَيْبَرَ بُكْرَةً، وَقَدْ خَرَجُوْا بِالْمَسَاحِيْ، فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوْا: مُحَمَّدٌ وَالْخَمِيْسُ، وَأَحَالُوْا إِلَى الْحِصْنِ يَسْعَوْنَ، فَرَفَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَدَيْهِ وَقَالَ: "اللّٰهُ أَكْبَرُ! خَرِبَتْ خَيْبَرُ، إِنَّا إِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ" [راجع: ۳۷۱]

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: دَعْ: فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَإِنِّيْ أَخْشَى أَنْ لَاتَكُوْنَ مَحْفُوْظًا، وَإِنْ كَانَ فِيْهِ: فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَإِنَّهُ غَرِيْبٌ جِدًّا.

وضاحت: اس حدیث میں رَفَعَ يَدَيْهِ ہے یعنی نبی ﷺ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اللہ اکبر کہا، نعرۂ تکبیر بلند کیا، امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فَرَفَعَ يَدَيْه کو چھوڑ و، مجھے ڈر ہے کہ یہ لفظ محفوظ نہیں، اور اگر روایت میں یہ لفظ ہے تو نہایت انوکھا ہے، پس ان لفظوں سے نعرۂ تکبیر پر استدلال درست نہیں۔

۴۲- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے چادر پھیلائی اور سینہ سے لگائی تو کوئی حدیث نہیں بھولے

حدیث پہلے گذری ہے، حضرت ابو ہریرہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپؐ سے بہت سی باتیں سنتا ہوں اور بھول جاتا ہوں، آپؐ نے فرمایا: اپنی چادر بچھاؤ، میں نے اس کو بچھایا، پس آپؐ نے اپنے ہاتھ سے چلّو بھر کر اس میں ڈالا، پھر فرمایا: اسے ملا لو، میں نے اس کو ملا لیا، پس میں اس کے بعد کوئی حدیث نہیں بھولا، یہ نبی ﷺ کا معجزہ ہے، اور نبوت کی علامت ہے۔

[۳۶۴۸-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، ثَنَا ابْنُ أَبِيْ فُدَيْكٍ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ ذِئْبٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ سَمِعْتُ مِنْكَ حَدِيْثًا كَثِيْرًا فَأَنْسَاهُ، قَالَ: "ابْسُطْ رِدَاءَكَ" فَبَسَطْتُهُ فَغَرَفَ بِيَدِهِ فِيْهِ، ثُمَّ قَالَ: "ضُمَّهُ" فَضَمَمْتُهُ فَمَا نَسِيْتُ حَدِيْثًا بَعْدُ. [راجع: ۱۱۸]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب فضائل الصحابة

نبی ﷺ کے فضائل ومناقب کے بعد اب امت کے اصفیاء (برگزیدہ لوگوں) کا تذکرہ شروع کرتے ہیں، جس طرح درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے، نبی ﷺ کا مقام ومرتبہ آپ کی امت کے احوال سے آشکارا ہوتا ہے، پس اصفیاء کا تذکرہ بھی مناقبِ نبوی کا جزء ہے، یعنی ابھی نئی کتاب شروع نہیں ہوئی، کتاب المناقب ہی چل رہی ہے۔

بَابُ فَضَائِلِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل

احادیث میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل وارد ہوئے ہیں، ان کی چند بنیادیں ہیں:

پہلی بنیاد: نبی ﷺ کسی کی ایسی قلبی کیفیت پر مطلع ہوں جو دخولِ جنت کا باعث ہو، جیسے:

۱- آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: آپؓ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو تکبر کی بناء پر ایسا کرتے ہیں، یعنی تہبند گھسیٹتے ہیں (بخاری، مشکوٰۃ حدیث ۴۳۶۹)

۲- اور آپ ﷺ نے یہ بات بھی جانی کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کمالات وخصائل حمیدہ کی تکمیل کر لی ہے جن کی وجہ سے ان کے لئے جنت کے سبھی باب وَا ہو جائیں گے، چنانچہ آپؐ نے فرمایا: میں امید کرتا ہوں کہ آپؓ انہی لوگوں میں سے ہیں (مشکوٰۃ حدیث ۱۸۹۰) یعنی آپؓ ان لوگوں میں سے ہیں جن کو جنت کے سبھی دروازوں سے پکارا جائے گا (رحمۃ اللہ: ۴: ۱۴۶)

۳- اور آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ''شیطان تمہیں جس راستہ پر چلتا ہوا دیکھتا ہے: وہ تمہاری راہ چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کر لیتا ہے'' (متفق علیہ، مشکوٰۃ حدیث ۶۰۲۷)

۴- اور آپ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ اگر میری امت میں کوئی مُحَدَّث (ملہم) ہے تو وہ عمرؓ ہیں (متفق علیہ، مشکوٰۃ حدیث ۶۰۲۶)

دوسری بنیاد: خواب میں نبی ﷺ دیکھیں یا آپؐ کے دل میں یہ بات ڈالی جائے کہ فلاں شخص دین میں راسخ القدم ہے، جیسے:

۱- آپ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جنت میں آپؐ کے آگے چل رہے ہیں۔ (رحمۃ اللہ ۳:۵۲۱)

۲- اور آپ ﷺ نے جنت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا محل دیکھا (مشکوٰۃ حدیث ۶۰۲۸)

۳- اور خواب میں آپ ﷺ کے سامنے لوگ پیش کئے گئے، جنھوں نے کرتے پہن رکھے تھے، کسی کا کرتا چھاتی تک تھا، کسی کا اس سے نیچے، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیش کئے گئے، انھوں نے اتنا لمبا کرتا پہن رکھا تھا کہ وہ زمین پر گھسٹتا تھا، لوگوں نے پوچھا: اس کی تعبیر کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: دین! (متفق علیہ، مشکوٰۃ حدیث ۶۰۲۹) یعنی دین میں آپؓ راسخ القدم ہیں۔

۴- اور خواب میں آپ ﷺ کے سامنے دودھ کا پیالہ پیش کیا گیا، آپؐ نے خوب چھک کر پیا، اور بچا ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا، لوگوں نے پوچھا: اس کی تعبیر کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: 'علم' (متفق علیہ، مشکوٰۃ حدیث ۶۰۳۰) یعنی علم دین میں آپؓ کا مقام بلند ہے۔

تیسری بنیاد: نبی ﷺ کسی سے محبت کریں یا اس کی تعظیم وتکریم کریں یا اس کے ساتھ ہمدردی کریں یا اس نے اسلام کی طرف سبقت کی ہو، تو یہ سب باتیں اس بات کی علامت ہیں کہ اس کا دل ایمان سے لبریز ہے، جیسے:

۱- ایک مرتبہ آپ ﷺ لیٹے ہوئے تھے، پنڈلیاں کھلی تھیں، ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما یکے بعد دیگرے آئے، آپؐ نے اسی حال میں ان کو اجازت دیدی، پھر جب عثمان رضی اللہ عنہ آئے تو آپؐ بیٹھ گئے، کپڑے درست کر لئے پھر ان کو اجازت دی (رواہ مسلم، مشکوٰۃ حدیث ۶۰۶۰) یہ تکریم کی مثال ہے۔

۲- حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ غزوۂ خندق میں زخمی ہوئے، آپؐ نے ان کی خبر گیری کے لئے ان کا خیمہ مسجدِ نبوی کے پاس لگوایا، یہ ہمدردی کی مثال ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم پر اعتماد کیوں ضروری ہے؟

ملتِ اسلامیہ: زمانہ کے طول وعرض میں نقل وتوارث کے ذریعہ ثابت ہوئی ہے، یعنی جہاں آئندہ نسل کو دین صحابہ نے پہنچایا ہے: وہیں جزیرۃ العرب سے باہر پوری دنیا میں دین صحابہ نے پہنچایا ہے، پس اگر صحابہ کی توقیر وتعظیم نہیں کی جائے گی اور ان لوگوں کو قابل اعتماد قرار نہیں دیا جائے گا جنھوں نے مواقع وحی کو دیکھا ہے، وحی کا مطلب سمجھا ہے، سیرتِ طیبہ کا مشاہدہ کیا ہے اور ملت کی ہر طرح سے حفاظت کی ہے، نہ اس میں غلو کیا ہے نہ عمل میں سستی کی ہے، نہ اس کو دوسری ملت کے

ساتھ خلط ملط کیا ہے: تو نقل و توارث سے اعتماد اٹھ جائے گا، اور دین کا استناد ختم ہو جائے گا۔

صحابی کی تعریف: مَنْ لَقِیَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم مُؤْمِنًا بِہٖ، وَمَاتَ عَلٰی الإِسْلَامِ: جس نے نبی ﷺ سے ایمان کی حالت میں ملاقات کی اور اسلام پر اس کی وفات ہوئی، ایمان کے بعد ساتھ رہنا شرط نہیں، بعض حضرات نے صحبت (ساتھ رہنے کی) شرط لگائی ہے، مگر اصح مختار قول یہ ہے کہ یہ بات شرط نہیں، جس نے بھی بحالت ایمان نبی ﷺ کو دیکھا ہے اگرچہ ایک جھلک ہی دیکھی ہو اور اسلام پر اس کی وفات ہوئی ہو، مرتد نہ ہوا ہو تو وہ صحابی ہے۔

اسی طرح جس مؤمن نے کسی بھی صحابی کو بحالتِ ایمان دیکھا اور ایمان پر اس کا خاتمہ ہوا، تو وہ تابعی ہے، اور جس نے اسی طرح کسی تابعی کو دیکھا: وہ تبع تابعی ہے، اس کے بعد فضیلت کا سلسلہ ختم! البتہ ایک شاذ رائے یہ ہے کہ فضیلت کا یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا، اگرچہ مرتبہ گھٹتا رہے گا، مگر یہ رائے حدیث کے خلاف ہے، اور یہ بات پہلے (تحفہ ۱:۶۷۱ حاشیہ) آچکی ہے کہ خیر القرون (بہترین زمانے) زمانہ کے طول و عرض میں ایک ساتھ چلتے ہیں، نبی ﷺ کی حیاتِ مبارکہ میں جن مسلمانوں نے بحالتِ ایمان نبی ﷺ کی زیارت کی: وہ صحابہ تھے، مگر سب مسلمانوں نے نبی ﷺ کی زیارت نہیں کی تھی، مدینہ منورہ سے جو دور رہتے تھے: ان میں سے اکثر کو آپ کی زیارت نصیب نہیں ہوئی، پھر ان کے قبیلہ میں کوئی صحابی کسی ضرورت سے گئے تو انھوں نے صحابی کی زیارت کی، پس وہ تابعی ہو گئے، پھر جن مسلمانوں نے ان تابعین کو دیکھا وہ تبع تابعی ہوئے، اور جنھوں نے تابعی کو بھی نہیں دیکھا وہ چوتھے قرن کے لوگ ہیں، ان کے لئے کوئی فضیلت نہیں۔

حدیث (۱): پہلے آچکی ہے، لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ مجاہدین جہاد کے لئے نکلیں گے، وہ پوچھیں گے: لشکر میں کوئی صحابی ہیں؟ کہا جائے گا؟ ہیں، پس ان کی برکت سے فتح ہوگی، پھر ایک زمانہ آئے گا مجاہدین کا لشکر نکلے گا پس پوچھا جائے گا؟ لشکر میں کوئی تابعی ہیں؟ کہا جائے گا: ہیں، پس ان کی برکت سے فتح ہوگی، پھر ایک زمانہ آئے گا مجاہدین جہاد کے لئے نکلیں گے، پس پوچھا جائے گا: لشکر میں کوئی تبع تابعی ہیں؟ کہا جائے گا: ہیں، پس لوگوں کو ان کی برکت سے فتح ملے گی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۶۲– [کتاب فَضَائِلِ أَصْحَابِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم]

[۱–] بَابُ فَضَائِلِ أَصْحَابِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم

وَمَنْ صَحِبَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم أَوْ رَآہُ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَھُوَ مِنْ أَصْحَابِہٖ.

[۳۶۴۹–] حدثنا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ، ثَنَا سُفْیَانُ، عَنْ عَمْرٍو، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ، یَقُوْلُ: ثَنَا أَبُوْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیُّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: " یَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ، فَیَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ، فَیُقَالُ: فِیْکُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فَیَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ، فَیُفْتَحُ لَھُمْ، ثُمَّ

يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ، فَيُقَالُ: هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ، ثُمَّ يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ فَيَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ، فَيُقَالُ: هَلْ فِيْكُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ فَيَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ، فَيُفْتَحُ لَهُمْ"[راجع: ۲۸۹۷]

آئندہ حدیثیں: بھی پہلے گذری ہیں، آپؐ نے فرمایا: میری امت کا بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر وہ لوگ ہیں جو ان سے متصل ہیں، پھر وہ لوگ ہیں جو ان سے متصل ہیں، حضرت عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے یاد نہیں رہا کہ نبی ﷺ نے اپنے زمانہ کے بعد دو زمانوں کا ذکر کیا یا تین کا (حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں دو ہی زمانوں کا ذکر ہے) پھر ان کے بعد ایسے لوگ ہونگے جو گواہی دیں گے اور وہ گواہ نہیں بنائے گئے ہونگے یعنی وہ گواہ بنانے کے قابل نہیں ہونگے، اور خیانت کریں گے، امانت داری سے کام نہیں لیں گے، منتیں مانیں گے اور وفا نہیں کریں گے، اور ان میں موٹا پا ظاہر ہوگا۔

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کے آخر میں ہے کہ تین قرنوں کے بعد ایسے لوگ پیدا ہونگے کہ ان میں سے ایک کی گواہی اس کی قسم سے آگے بڑھے گی اور اس کی قسم اس کی گواہی سے آگے بڑھے گی، یعنی نہ ان کو گواہی میں باک ہوگا نہ قسم کھانے میں، ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمارے اساتذہ ہماری پٹائی کیا کرتے اگر ہم أَشْهَدُ بِاللّٰه یا بِعَهْدِ اللّٰه کہتے، کیونکہ بچپن میں جو بات زبان پر چڑھ جاتی ہے وہ بے خبری میں نکل جاتی ہے، پس بچوں کی دینی تربیت کرنی چاہئے، بچے گالی گلوچ بکیں تو ان پر سختی کرنی چاہئے۔

[۳۶۵۰-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ رَاهْوَيْهِ، ثَنَا النَّضْرُ، أَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ، سَمِعْتُ زَهْدَمَ بْنَ مُضَرِّبٍ، سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "خَيْرُ أُمَّتِيْ قَرْنِيْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ" قَالَ عِمْرَانُ: فَلَا أَدْرِيْ أَذَكَرَ بَعْدَ قَرْنِهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، "ثُمَّ إِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ، وَيَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ، وَيَنْذُرُوْنَ وَلَا يَفُوْنَ، وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ"[راجع: ۲۶۵۱]

[۳۶۵۱-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، أَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَبِيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِيْنَهُ وَيَمِيْنُهُ شَهَادَتَهُ" قَالَ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ: وَكَانُوْا يَضْرِبُوْنَنَا عَلَى الشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ وَنَحْنُ صِغَارٌ.[راجع: ۲۶۵۲]

بَابُ مَنَاقِبِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَفَضْلِهِمْ

مہاجرین کے فضائل

سورۃ الحشر میں مالِ فئے کے مصارف بیان کئے ہیں، جو مال جنگ کئے بغیر حاصل ہو وہ اللہ کے لئے، اللہ کے رسول کے لئے، رسول کے رشتہ داروں کے لئے، یتیموں کے لئے، غریبوں کے لئے، مسافروں کے لئے، حاجت مند مہاجرین کے لئے، انصار کے لئے اور بعد میں آنے والے مسلمانوں کے لئے ہے، یہ مضمون چار آیتوں (۷-۱۰) میں بیان ہوا ہے، جس آیت میں مہاجرین کا ذکر ہے وہ یہ ہے: ﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ أُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِنَ اللهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهُ، أُولٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُوْنَ﴾: اور (مالِ فئے) ان حاجت مند مہاجرین کے لئے ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکالے گئے، وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کے طلب گار ہیں، اور وہ اللہ اور اس کے رسول کی مدد کرتے ہیں، یہی لوگ (ایمان میں) سچے ہیں۔

تفسیر: اس آیت کریمہ میں مہاجرین کے چار وصف بیان کئے گئے ہیں، یہی چار باتیں ان کے فضائل ہیں: ایک: وہ اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے نکالے گئے، یہ دین کی وجہ سے ان پر ظلم وزیادتی ہوئی۔ دوم: وہ اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے گھر بار چھوڑ کر مدینہ آ گئے، ان کا اس کے سواء کوئی مقصد نہیں تھا۔ سوم: وہ اللہ اور اللہ کے رسول کی مدد میں لگے ہوئے ہیں، مدینہ میں آ کر اپنی دنیا بنانے میں مشغول نہیں ہوئے، دین کی سربلندی کے لئے ہر وقت کوشاں ہیں۔ چہارم: ان کے ایمان پر قرآن نے مہر ثبت کی کہ وہی لوگ ایمان میں سچے ہیں، یہی چار باتیں مہاجرین کے فضائل ہیں، حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے اسی غرض سے یہ آیت لکھی ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی عبد اللہ، کنیت ابو بکر (کنیت ہی سے آپؓ معروف ہیں، نام بہت کم لوگ جانتے ہیں) والد کا نام: عثمان، کنیت: ابو قحافہ (آپ بھی کنیت سے جانے جاتے ہیں) لقب: صدیق اور عتیق، نسبت: تیمی اور قریشی، ولادت: ہجرت سے اکیاون سال پہلے، وفات: تیرہ ہجری میں، گیارہ ہجری میں وفاتِ نبوی کے بعد خلیفہ بنائے گئے، مدت خلافت دو سال ساڑھے تین ماہ، صدیق لقب واقعہ معراج کی تصدیق کرنے کی وجہ سے پڑا، آپؓ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں، آپؓ کے بے شمار فضائل ہیں اور باجماع امت آپؓ تمام صحابہ میں افضل ہیں۔

آپؓ کی فضیلت کی خاص آیت سورۃ التوبہ کی آیت ۴۰ ہے: ﴿إِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهِ لَاتَحْزَنْ إِنَّ اللهَ مَعَنَا، فَأَنْزَلَ اللهُ سَكِيْنَتَهُ عَلَيْهِ وَأَيَّدَهُ بِجُنُوْدٍ لَمْ

تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا السُّفْلٰى ، وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا، وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ﴾:

ترجمہ: اگر تم اللہ کے رسول کی مدد نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ اس وقت ان کی مدد کر چکے ہیں جب کافروں نے ان کو (مکہ سے) نکال دیا تھا جبکہ وہ دو میں کا ایک تھا، جب وہ (کوہِ ثور کی) غار میں تھے،، جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے: غم مت کرو، اللہ تعالیٰ یقیناً ہمارے ساتھ ہیں، پھر اللہ نے اس (ساتھی) پر اپنی خاص تسلی نازل فرمائی اور ایسے لشکروں سے ان کی تائید فرمائی جو تمہیں نظر نہیں آئے، اور کافروں کی بات نیچی کر دی، اور اللہ ہی کا بول بالا رہا، اللہ تعالیٰ زبردست بڑی حکمت والے ہیں۔

تفسیر: غزوۂ تبوک میں جو لوگ پیچھے رہے تھے سورۃ توبہ میں ان کو لتاڑ پڑی ہے کہ اگر تم جہاد میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نہیں دو گے تو ان کا کیا نقصان ہوگا؟ اللہ تعالیٰ آڑے وقت میں ان کی مدد کر چکے ہیں، ہجرت کے وقت جبکہ سلامتی کے تمام امکانات مفقود تھے، اللہ نے اپنے رسول کی مدد کی، اور ان کو صحیح سلامت مدینہ پہنچا دیا۔

ہجرت کے موقع پر نبی ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے، مکہ سے نکل کر دونوں کوہِ ثور کی چوٹی پر ایک تنگ غار میں روپوش ہوگئے، صبح خون کے پیاسے دشمن نشاناتِ قدم دیکھتے ہوئے غار کے دہانے تک پہنچ گئے، وہاں ایک آپ ﷺ کا وجود مبارک تھا اور ایک یارِ غار تھا، جب ساتھی نے دشمن کے قدموں کی آہٹ پائی تو سہم گیا کہ اب میں اللہ کے رسول کو کیسے بچاؤں گا؟! اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اگر ان لوگوں نے ذرا جھک کر اپنے قدموں کی طرف دیکھ لیا تو وہ ہمیں دیکھ لیں گے، اس وقت آپؐ نے اپنے رفیق کو تسلی دی اور فرمایا: ''ابوبکرؓ! ان دو کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے''، یعنی جب اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں تو پھر ڈر کا ہے کا؟ اس سے رفیق محترم کو تسلی ہوگئی، دوسری طرف اللہ نے فرشتے اتار دیئے، جنھوں نے دشمنوں کی آنکھوں کو اندھا کر دیا، اور کفار کے تمام منصوبے خاک میں مل گئے، اور اللہ کا بول بالا ہوا، اللہ کے نبی محفوظ رہے، اور بسلامت مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

غرض اس نازک گھڑی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی مدد کی، اس وقت غار میں آپؐ کے ساتھ صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تھے، یہ بات حضرات عائشہ، ابوسعید خدری اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے بیان کی ہے کہ غار میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ ان کی حدیثوں کے حوالے حاشیہ میں ہیں۔

[۲-] بَابُ مَنَاقِبِ الْمُهَاجِرِيْنَ وَفَضْلِهِمْ

مِنْهُمْ أَبُوْ بَكْرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ قُحَافَةَ التَّيْمِيُّ

[۱-] وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ﴾ الآيَةَ [الحشر: ۸]

[۲-] وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿إِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ﴾ الآيَةَ [التوبة: ٤٠]

[۳-] وَقَالَتْ عَائِشَةُ وَأَبُوْ سَعِيْدٍ وَابْنُ عَبَّاسٍ: وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الْغَارِ.

[۳۶۵۲-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ، ثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: اشْتَرَى أَبُوْ بَكْرٍ مِنْ عَازِبٍ رَحْلاً بِثَلاَ ثَةَ عَشَرَ دِرْهَمًا، فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ لِعَازِبٍ: مُرِ الْبَرَاءَ فَلْيَحْمِلْ إِلَيَّ رَحْلِيْ، فَقَالَ عَازِبٌ: لاَ، حَتَّى تُحَدِّثَنَا كَيْفَ صَنَعْتَ أَنْتَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حِيْنَ خَرَجْتُمَا مِنْ مَكَّةَ وَالْمُشْرِكُوْنَ يَطْلُبُوْنَكُمْ؟ قَالَ: ارْتَحَلْنَا مِنْ مَكَّةَ، فَأَحْيَيْنَا أَوْ: سَرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَيَوْمَنَا حَتَّى أَظْهَرْنَا، وَقَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ، فَرَمَيْتُ بِبَصَرِى هَلْ أَرَى مِنْ ظِلٍّ فَآوِى إِلَيْهِ؟ فَإِذَا صَخْرَةٌ أَتَيْتُهَا، فَنَظَرْتُ بَقِيَّةَ ظِلٍّ لَهَا فَسَوَّيْتُهُ ثُمَّ فَرَشْتُ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْهِ، ثُمَّ قُلْتُ لَهُ: اضْطَجِعْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! فَاضْطَجَعَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم، ثُمَّ انْطَلَقْتُ أَنْظُرُ مَا حَوْلِيْ، هَلْ أَرَى مِنَ الطَّلَبِ أَحَدًا؟ فَإِذَا أَنَا بِرَاعِيْ غَنَمٍ يَسُوْقُ غَنَمَهُ إِلَى الصَّخْرَةِ، يُرِيْدُ مِنْهَا الَّذِيْ أَرَدْنَا، فَسَأَلْتُهُ فَقُلْتُ: لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلاَمُ؟ فَقَالَ: لِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ، سَمَّاهُ فَعَرَفْتُهُ، فَقُلْتُ: هَلْ فِيْ غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: فَهَلْ أَنْتَ حَالِبٌ لَنَا؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَمَرْتُهُ فَاعْتَقَلَ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ، ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَنْفُضَ ضَرْعَهَا مِنَ الْغُبَارِ، ثُمَّ أَمَرْتُهُ أَنْ يَنْفُضَ كَفَّيْهِ، فَقَالَ هٰكَذَا ضَرَبَ إِحْدَى كَفَّيْهِ بِالْأُخْرَى، فَحَلَبَ لِيْ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ، وَقَدْ جَعَلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِدَاوَةً عَلٰى فَمِهَا خِرْقَةٌ، فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ، فَانْطَلَقْتُ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَوَافَقْتُهُ قَدِ اسْتَيْقَظَ، فَقُلْتُ: اشْرَبْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيْتُ، ثُمَّ قُلْتُ: قَدْ آنَ الرَّحِيْلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: "بَلٰى" فَارْتَحَلْنَا وَالْقَوْمُ يَطْلُبُوْنَنَا، فَلَمْ يُدْرِكْنَا أَحَدٌ مِنْهُمْ غَيْرُ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ عَلٰى فَرَسٍ لَهُ، فَقُلْتُ: هٰذَا الطَّلَبُ قَدْ لَحِقَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: ﴿لَاتَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾[راجع: ۲۴۳۹]

[۳۶۵۳-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أَبِيْ بَكْرٍ، قَالَ: "قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَإِنَّا فِي الْغَارِ: لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ لَأَبْصَرَنَا! فَقَالَ: مَا ظَنُّكَ يَا أَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا؟"[انظر: ۳۹۲۲، ۴۶۶۳]

وضاحت: حدیث کا ترجمہ ابھی اسی جلد میں (حدیث ۳۶۱۵) گذرا ہے اور دوسری حدیث کا ترجمہ واضح ہے، اور دونوں حدیثوں سے یہ استدلال کیا ہے کہ سفر ہجرت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ساتھ تھے، غار میں بھی اور مکہ سے مدینہ تک سفر میں بھی۔

تشریح: ثور پہاڑ کی چوٹی پر دو غار ہیں، ایک بڑا غار ہے، ایک چٹان قدرتی طور پر تراشی ہوئی ہے اور اس میں ریت بچھی ہوئی ہے، اور دو طرف غار کھلا ہوا ہے، اس میں پانچ دس آدمی لیٹ سکتے ہیں، گائڈ زائرین کو عام طور پر یہی غار دکھاتے

ہیں کہ نبی ﷺ اس میں چھپے تھے، حالانکہ اس میں چھپنے کی کوئی صورت نہیں، وہ غار تو دونوں طرف سے کھلا ہے، بلکہ اس غار سے دس گز کے فاصلہ پر جہاں پہاڑ ختم ہوتا ہے اور خطرناک ڈھلان شروع ہوتا ہے ایک دوسرا غار ہے جس کا دہانہ اتنا تنگ ہے کہ اس میں لیٹ کر ہی داخل ہو سکتے ہیں، میں اس میں گیا ہوں، لیٹ کر میں نے پیر داخل کئے اور گھسٹتا ہوا اس میں داخل ہوا، اندر دو جگہیں ہیں جس میں دو آدمی دبک کر بیٹھ سکتے ہیں اور غار کے درمیان میں اوپر چٹان میں چھوٹا سا سوراخ ہے اگر اس چٹان پر کوئی آ کر کھڑا ہو تو چھپے ہوئے آدمی نظر نہیں آئیں گے، البتہ بیٹھ کر پیروں کے پاس سے دیکھے تو وہ چھپے ہوئے آدمی نظر آئیں گے، مشرکین یہاں پہنچے اور اس چٹان پر کھڑے ہو کر ڈھلان کی طرف دیکھا، جہاں کوئی اتر ہی نہیں سکتا تھا، اور بعض تاریخی روایات میں ہے کہ غار پر مکڑی نے جالا تن دیا، اور کبوتر نے گھونسلا بنا کر انڈے دیدیئے، مشرکین نے سوچا: اس غار میں گھس کر دیکھا جائے، دوسروں نے کہا: غار کے منہ پر مکڑی کا جالا ہے، کبوتر بیٹھا ہے، اگر کوئی اندر گیا ہوتا تو جالا ٹوٹ جاتا، اور کبوتر یہاں نہ بیٹھتا، چنانچہ وہ لوگ وہاں سے واپس لوٹ گئے۔

بہرحال یہ وہ غار ہے جس میں سرورِ کونین ﷺ اور ان کے ساتھی چھپ کر بیٹھ گئے تھے، نازک وقت میں یہاں قیام رہا، باقی وقت باہر جو بڑا غار ہے اس میں گذرتا ہوگا، میں اس غار میں جا کر لیٹا تو ریت اتنی ٹھنڈی تھی کہ مجھے نیند آ گئی۔

دوسری حدیث میں اسی تنگ غار کا تذکرہ ہے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے عرض کیا درانحالیکہ وہ غار میں تھے: اگر ان میں سے کوئی اپنے پیروں کی طرف دیکھے گا یعنی بیٹھ کر دیکھے گا تو وہ ہمیں دیکھ لیگا۔ نبی ﷺ نے تسلی دی: ابوبکر! ہم دو نہیں ہیں، ہمارے ساتھ تیسرا اللہ ہے، وہ ہماری حفاظت کرے گا، چنانچہ مشرکین کھڑے کھڑے چاروں طرف دیکھ کر نامراد واپس لوٹ گئے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "سُدُّوْا الْأَبْوَابَ إِلَّا بَابَ أَبِيْ بَكْرٍ"

ابوبکرؓ کے دریچے کے علاوہ تمام دریچے بند کردیئے جائیں (حدیث)

باب میں ترمذی کی روایت کے الفاظ ہیں مگر وہ روایت ضعیف ہے، تفصیل تحفۃ الالمعی (۳۲۱:۸) میں ہے، صحیح لفظ خَوْخَۃ: (دریچہ، کھڑکی) ہے، باب (دروازہ) صحیح لفظ نہیں، مسجد سے متصل مکانات کے دروازے مسجد میں کھلتے تھے، پہلے ان کو بند کرا دیا، مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دروازہ مستثنیٰ کیا، کیونکہ ان کے گھر کا دروازہ دوسری طرف کھولنے کی کوئی صورت نہیں تھی، چنانچہ حسب حکم لوگوں نے گھروں کے دروازے دوسری طرف پھیر لئے، مگر مسجدِ نبوی میں آنے جانے کے لئے مسجد کی طرف دریچے بنا دیئے، وفاتِ نبوی کے قریب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دریچے کے علاوہ باقی دریچے بند کرا دیئے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث پہلے (حدیث ۴۶۶) گذری ہے، وہاں بھی لفظ خَوْخَۃ ہے۔

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے لوگوں کے سامنے تقریر فرمائی، اور ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندہ کو دنیا کے درمیان اور ان نعمتوں کے درمیان جو اللہ کے پاس ہیں اختیار دیا، پس اس نے ان نعمتوں کو پسند کیا جو اللہ کے پاس ہیں، ابوسعیدؓ کہتے ہیں: پس ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے، ہمیں ان کے رونے پر حیرت ہوئی کہ نبی ﷺ ایک بندہ کے بارے میں خبر دے رہے ہیں کہ اس کو اختیار دیا گیا (اس میں رونے کی کیا بات ہے؟) پس نبی ﷺ ہی اختیار دیئے ہوئے تھے (یعنی ابوبکرؓ بات کی تہہ تک پہنچ گئے تھے) اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی ہم میں زیادہ جاننے والے تھے، پس نبی ﷺ نے فرمایا: بیشک لوگوں میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والا ساتھ دینے میں اور مال خرچ کرنے میں ابوبکرؓ ہیں، اگر میں کسی کو جگری دوست بناتا میرے پروردگار کے علاوہ تو میں ابوبکرؓ کو جگری دوست بناتا، مگر اسلامی اخوت اور اسلامی محبت ہے، ہرگز مسجد نبوی میں کوئی دروازہ باقی نہ رکھا جائے مگر بند کر دیا جائے ابوبکرؓ کے دروازہ کے علاوہ۔

تشریح: نبی ﷺ نے اپنی آخری بیماری میں تقریر فرمائی کہ ایک آدمی کو اس کے پروردگار نے دو باتوں میں اختیار دیا:

۱- وہ دنیا میں جتنی زندگی چاہے گذارے اور دنیا میں جو چیز چاہے کھائے۔

۲- وہ اپنے رب سے ملاقات کرے (اور وہاں کی نعمتوں سے متمتع ہو) پس اس بندہ نے اپنے پروردگار سے ملنے کو پسند کیا، یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے، صحابہ نے کہا: کیا تمہیں تعجب نہیں ہوتا ان حضرت پر رسول اللہ ﷺ ایک بندہ کا تذکرہ کر رہے ہیں اور یہ حضرت رو رہے ہیں، اس میں رونے کی کیا بات ہے؟ لیکن جب چند دنوں کے بعد نبی ﷺ کی وفات ہوگئی تو صحابہ نے جانا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان لوگوں سے زیادہ جانتے تھے، اس بات کو جو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھی۔

اس موقع پر نبی ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تسلی دیتے ہوئے تین باتیں فرمائیں:

۱- لوگوں میں ابوبکرؓ سے زیادہ کوئی نہیں مجھ پر احسان کرنے والا، ساتھ رہنے میں اور مال خرچ میں۔

۲- اور اگر میں کسی کو دلی دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو دلی دوست بناتا، مگر قلبی محبت اور ایمانی اخوت! یعنی بس یہی ہے۔

۳- مسجد نبوی میں جو دریچے کھلتے ہیں وہ سب بند کر دیے جائیں، ابوبکرؓ کے دریچے کے علاوہ (کیونکہ ان کو خلیفہ بلا فصل ہونا تھا، پس ان کو مسجد میں آنے کے لئے کھڑکی کی ضرورت ہوگی)

[۳-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " سُدُّوْا الْأَبْوَابَ إِلَّا بَابَ أَبِيْ بَكْرٍ "

قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[۳٦٥٤-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ، ثنا فُلَيْحٌ، ثَنِيْ سَالِمٌ أَبُوْ النَّضْرِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم النَّاسَ، وَقَالَ: " إِنَّ اللّٰهَ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، فَاخْتَارَ ذٰلِكَ الْعَبْدُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ " قَالَ: فَبَكَى أَبُوْ بَكْرٍ، فَعَجِبْنَا لِبُكَائِهِ

أَنْ يُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ عَبْدٍ خُيِّرَ، فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم هُوَ الْمُخَيَّرُ، وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ هُوَ أَعْلَمَنَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُوْ بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلاً غَيْرَ رَبِّيْ لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيْلاً، وَلٰكِنْ أُخُوَّةُ الإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ، لَايَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ إِلَّا سُدَّ إِلَّا بَابُ أَبِيْ بَكْرٍ"[راجع: ٤٦٦]

بَابُ فَضْلِ أَبِيْ بَكْرٍ بَعْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کے بعد یعنی آپ کو مستثنیٰ کر کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم نبی ﷺ کے زمانہ میں لوگوں کے درمیان ترجیح قائم کیا کرتے تھے، پس ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ترجیح دیتے تھے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو، اور طبرانی کی روایت میں اضافہ ہے: پس نبی ﷺ اس کو سنتے تھے اور کوئی نکیر نہیں فرماتے تھے (حاشیہ)

لغت: خَيَّرَ بَيْنَ الأَشْيَاءِ: چند چیزوں میں سے ایک کو باقی پر ترجیح دینا۔

[٤-] بَابُ فَضْلِ أَبِيْ بَكْرٍ بَعْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

[٣٦٥٥-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، ثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَنُخَيِّرُ أَبَا بَكْرٍ، ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، ثُمَّ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ. [انظر: ٣٦٩٨]

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم:" لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلاً"

دلی دوست بنانے کے قابل ابوبکرؓ ہی ہیں

ابھی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث (نمبر ۳۶۵۴) گذری ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: اگر میں کسی کو دلی دوست بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا، مگر قلبی محبت اور ایمانی اخوت! یعنی وہ کافی ہے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے: لیکن وہ میرے دینی بھائی اور غار کے ساتھی ہیں، اور دوسرے طریق میں ہے: دلی دوست بنانے کے بجائے دینی بھائی ہونا زیادہ فضیلت کی بات ہے۔

اور کوفہ سے عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما کو دادا کی میراث کے سلسلہ میں لکھا، عبداللہ بن الزبیرؓ نے جواب دیا: وہ صحابی جن کے حق میں نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر میں اس امت میں سے کسی کو

دلی دوست بناتا تو ضرور ان کو بناتا یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دادا کو باپ کی جگہ اتارا ہے، یعنی اگر میت کا باپ نہ ہو تو دادا بمنزلہ باپ ہے، جو میراث باپ کو ملتی ہے وہی دادا کو ملے گی۔

[٥-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلاً"

قَالَهُ أَبُوْ سَعِيْدٍ.

[٣٦٥٦-] حدثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، ثَنَا وُهَيْبٌ، ثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلاً لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ، وَلٰكِنْ أَخِيْ وَصَاحِبِيْ"[راجع: ٤٦٧]

[٣٦٥٧-] حدثنا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، وَمُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالاَ: ثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ أَيُّوْبَ، وَقَالَ: "لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلاً لَاتَّخَذْتُهُ خَلِيْلاً، وَلٰكِنْ أُخُوَّةُ الإِسْلَامِ أَفْضَلُ"[راجع: ٤٦٧]

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ أَيُّوْبَ مِثْلَهُ.

[٣٦٥٨-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، قَالَ: كَتَبَ أَهْلُ الْكُوْفَةِ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ فِي الْجَدِّ، فَقَالَ: أَمَّا الَّذِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ خَلِيْلاً لَاتَّخَذْتُهُ" أَنْزَلَهُ أَبًا، يَعْنِيْ أَبَا بَكْرٍ.

بَابٌ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دیگر فضائل

۱- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ نے اپنا قائم مقام بنایا

ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی، اس نے آپؐ سے کسی چیز کے بارے میں گفتگو کی، یعنی مدد طلب کی، آپؐ نے اس کے لئے کسی چیز کا حکم دیا، اور دوسرے وقت آنے کے لئے کہا، اور تعاون کا وعدہ کیا، اس عورت نے پوچھا: یارسول اللہ! اگر میں آپؐ کو نہ پاؤں؟ یعنی حسب وعدہ آؤں اور آپؐ کی وفات ہوگئی ہو؟ آپؐ نے فرمایا: اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابوبکر کے پاس آنا (اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ آپؐ کے بعد خلیفہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہونگے)

[٦-] بَابٌ

[٣٦٥٩-] حدثنا الْحُمَيْدِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالاَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: أَتَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ

إِلَيْهِ، قَالَتْ: أَرَأَيْتَ إِنْ جِئْتُ وَلَمْ أَجِدْكَ؟ كَأَنَّهَا تَقُوْلُ: الْمَوْتَ، قَالَ: " إِنْ لَمْ تَجِدِيْنِيْ فَأْتِي أَبَا بَكْرٍ"
[انظر: ۷۲۲۰، ۷۳٦۰]

۲-حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آزاد مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں

حضرت عمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا درانحالیکہ آپؐ کے ساتھ نہیں تھے، مگر پانچ غلام اور دو عورتیں اور ابوبکر رضی اللہ عنہم۔

تشریح: پانچ غلام یہ ہیں: حضرات بلال، زید بن حارثہ، عامر بن فُهَيْرَة، أَبُوْ فُكَيْهَةْ اور حضرت عمار کے والد یاسر رضی اللہ عنہم اور دو عورتیں یہ ہیں: حضرت خدیجہ اور حضرت عمار کی والدہ سمیہ رضی اللہ عنہما۔ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آزاد مردوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔

[۳٦٦۰-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الطَّيِّبِ، ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُجَالِدٍ، ثَنَا بَيَانُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ وَبَرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ هَمَّامٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمَّارًا يَقُوْلُ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَا مَعَهُ إِلَّا خَمْسَةُ أَعْبُدٍ، وَامْرَأَتَانِ، وَأَبُوْ بَكْرٍ. [انظر: ۳۸۵۷]

۳-جب لوگوں نے نبی ﷺ کی تکذیب کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تصدیق کی

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اچانک ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے، وہ اپنے کپڑے کا پلّہ اٹھائے ہوئے تھے، یہاں تک کہ ان کے دونوں گھٹنے نظر آرہے تھے، جب نبی ﷺ نے ان کو دیکھا تو فرمایا: ''تمہارا ساتھی کسی سے لڑکر آرہا ہے'' حضرت ابوبکرؓ نے سلام کیا اور عرض کیا: میرے اور عمر کے درمیان ایک بات پیش آئی، میں نے جلد بازی کی، یعنی زیادتی کی، پھر مجھے پشیمانی ہوئی تو میں نے ان سے معافی مانگی، انھوں نے معاف کرنے سے انکار کردیا، اس لئے میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں، پس نبی ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: ''اے ابوبکر! اللہ آپ کو معاف کریں!'' پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ندامت ہوئی وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر گئے اور پوچھا: کیا یہاں ابوبکرؓ ہیں؟ گھر والوں نے کہا: نہیں، پس وہ نبی ﷺ کے پاس آئے تو نبی ﷺ کا چہرہ بدلنے لگا، یہاں تک کہ حضرت ابوبکر کو اندیشہ ہوا، وہ اپنے دونوں گھٹنوں پر بیٹھ گئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! بخدا! میں ہی زیادہ ناانصافی کرنے والا تھا، یہ بات انھوں نے دو مرتبہ کہی، پس نبی ﷺ نے فرمایا: اللہ نے مجھے آپ لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا تو آپ لوگوں نے کہا: تو جھوٹا ہے اور ابوبکرؓ نے کہا: آپؐ نے سچ فرمایا، اور انھوں نے اپنی جان اور مال سے میری غم خواری کی، پس کیا تم میرے ساتھی کو چھوڑ دوگے! یہ بات آپؐ نے دو مرتبہ فرمائی، چنانچہ اس واقعہ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ستائے نہیں گئے۔

لغات: غَامَرَ فُلَانًا: جان کی پروا کئے بغیر لڑنا ...... تَمَعَّرَ وَجْهُه: چہرہ بدل جانا، غصہ آنا ...... أَسَا (ن) أَسْوًا وَأَسًا فلانًا: غم دور کرنا، غم خواری کرنا، واؤ ہمزہ سے بدلا ہوا ہے ...... تارکوالی صاحبی: لی کے ذریعہ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان فصل کیا گیا ہے، جس کا مقصود اختصاص و تعظیم ہے۔

[٣٦٦١-] حدثنا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ، ثَنَا صَدَقَةُ بْنُ خَالِدٍ، ثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَائِذِ اللّٰهِ أَبِيْ إِدْرِيْسَ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، إِذْ أَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ آخِذًا بِطَرَفِ ثَوْبِهِ، حَتَّى أَبْدَى عَنْ رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " وَأَمَّا صَاحِبُكُمْ فَقَدْ غَامَرَ" فَسَلَّمَ، فَقَالَ إِنِّيْ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ ابْنِ الْخَطَّابِ شَيْئٌ، فَأَسْرَعْتُ إِلَيْهِ ثُمَّ نَدِمْتُ، فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَغْفِرَ لِيْ فَأَبَى عَلَيَّ ذٰلِكَ، فَأَقْبَلْتُ إِلَيْكَ، فَقَالَ: " يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ!" ثَلَاثًا، ثُمَّ إِنَّ عُمَرَ نَدِمَ فَأَتَى مَنْزِلَ أَبِيْ بَكْرٍ، فَسَأَلَ: أَثَمَّ أَبُوْ بَكْرٍ؟ فَقَالُوْا: لَا، فَأَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَجَعَلَ وَجْهُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَتَمَعَّرُ، حَتَّى أَشْفَقَ أَبُوْ بَكْرٍ، فَجَثَا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ أَنَا كُنْتُ أَظْلَمَ، مَرَّتَيْنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِيْ إِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ: كَذَبْتَ، وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: صَدَقَ، وَوَاسَانِيْ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُوْلِيْ صَاحِبِيْ؟" مَرَّتَيْنِ، فَمَا أُوْذِيَ بَعْدَهَا. [انظر: ٤٦٤٠]

۴- نبی ﷺ کو مردوں میں سب سے زیادہ محبوب ابوبکر رضی اللہ تھے

حدیث: غزوہ ذات السلاسل میں نبی ﷺ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا، لشکر میں حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے، حضرت عمرو ابھی نئے مسلمان ہوئے تھے، یہ غزوہ سن ۸ ہجری میں پیش آیا، جب غزوہ سے فائز المرام ہو کر لشکر واپس آیا تو حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے پوچھا: یارسول اللہ! آپؐ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا: عائشہؓ، انھوں نے پوچھا: مردوں میں سے؟ آپؐ نے فرمایا: ان کے ابا، انھوں نے پوچھا: پھر؟ آپؐ نے فرمایا: عمرؓ، اس طرح آپؐ نے کئی آدمیوں کے نام لئے اور ایک روایت میں ہے: حضرت عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں خاموش ہو گیا اس اندیشہ سے کہ کہیں میرا نام سب سے آخر میں نہ آئے۔

تشریح: حضرت عمرو رضی اللہ عنہ نئے مسلمان ہوئے تھے اور تربیت کے لئے ان کو لشکر کا امیر بنایا تھا، اور شیخین رضی اللہ عنہما کو فوج میں شامل کیا گیا تھا، اس لئے ان کو غلط فہمی ہوئی کہ میں سب سے زیادہ محبوب ہوں، چنانچہ انھوں نے مذکورہ سوالات کئے اور آپؐ نے حقیقتِ حال بیان کی۔

[٣٦٦٢-] حدثنا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ الْمُخْتَارِ، ثَنَا خَالِدُ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ، ثَنِيْ عَمْرُو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم بَعَثَهُ عَلٰى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ، فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ: أَيُّ

النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ؟ قَالَ: "عَائِشَةُ" فَقُلْتُ: مِنَ الرِّجَالِ؟ فَقَالَ: "أَبُوْهَا" قَالَ: فَقُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: "ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ" فَعَدَّ رِجَالاً. [انظر: ٤٣٥٨]

۵-قوتِ ایمانی میں آپؐ نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ ملایا

حدیث پہلے دو مرتبہ گذر چکی ہے، ایک مرتبہ آپؐ نے بیان فرمایا کہ ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا، بھیڑیے نے ان پر حملہ کیا اور ایک بکری لے کر چل دیا، چرواہا پیچھے دوڑا، بھیڑیے نے مڑ کر کہا: درندوں کے دن بکریوں کی کون حفاظت کرے گا جس دن بکریوں کا میرے علاوہ کوئی چرواہا نہیں ہوگا؟ سامعین نے کہا: سبحان اللہ! بھیڑیا بولا! آپؐ نے فرمایا: میں اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اس کو مانتے ہیں۔

اور ایک دوسرے واقعہ میں ایک آدمی گائے یا بیل ہانک کر جا رہا تھا اور اس پر بوجھ لاد رکھا تھا یا خود سوار تھا، بیل نے اس کی طرف دیکھا اور کہا: میں اس کام کے لئے نہیں پیدا کیا گیا، میں کھیتی کے لئے پیدا کیا گیا ہوں، سامعین نے کہا: سبحان اللہ! بیل بولا! آپؐ نے فرمایا: میں اور ابوبکر وعمر اس کو مانتے ہیں (اور اس وقت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما مجلس میں موجود نہیں تھے، مگر آپؐ نے ان کی قوت ایمانی پر اعتماد کرتے ہوئے ان کو بھی مصدقین میں شامل فرمایا)

[٣٦٦٣-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، أَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، ثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "بَيْنَمَا رَاعٍ فِيْ غَنَمِهِ عَدَا عَلَيْهِ الذِّئْبُ، فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً، فَطَلَبَهُ الرَّاعِيْ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الذِّئْبُ فَقَالَ: مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِيْ؟ وَبَيْنَمَا رَجُلٌ يَسُوْقُ بَقَرَةً قَدْ حَمَلَ عَلَيْهَا، فَالْتَفَتَتْ إِلَيْهِ فَكَلَّمَتْهُ، فَقَالَتْ: إِنِّيْ لَمْ أُخْلَقْ لِهٰذَا لٰكِنِّيْ خُلِقْتُ لِلْحَرْثِ" فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "فَإِنِّيْ أُوْمِنُ بِذٰلِكَ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. [راجع: ٢٣٢٤]

۶-دورِ صدیقی اور دورِ فاروقی کی منظر کشی

حدیث: نبی ﷺ نے ایک خواب دیکھا، آپؐ ایک کنویں پر ہیں، اس پر ڈول رکھا ہے، آپؐ نے جتنا اللہ نے چاہا کنویں میں سے ڈول نکالے، پھر ڈول حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لے لیا، انھوں نے ایک یا دو ڈول نکالے، اور ذرا مشکل سے نکالے، اللہ ان کے ضعف کو معاف فرمائے! پھر ڈول کوس بن گیا، اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے لے لیا، پس میں نے لوگوں میں کوئی ایسا ہیرو نہیں دیکھا جس نے عمر رضی اللہ عنہ کی طرح ڈول نکالے ہوں، یہاں تک کہ لوگ اپنے اونٹوں کو پانی پلا کر بٹھانے کی جگہ لے گئے۔

تشریح: اس خواب میں تینوں حضرات کی مدت خلافت اوران کے کاموں کی منظرکشی کی گئی ہے، نبی ﷺ امیر المؤمنین رہیں گے جب تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے، پھرابوبکررضی اللہ عنہ امیر المؤمنین ہونگے اوران کی خلافت دوسال ہوگی اوران کی امارت کے زمانہ میں حالات ڈانواڈول رہیں گے، چنانچہ آپؓ کوئی اقدامی کاروائی نہیں کرسکیں گے،اور حالات کے بگاڑ میں آپؓ کا کوئی دخل نہیں ہوگا،اس لئے آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کی کمزوری کو معاف فرمائیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ امیر المؤمنین بنیں گے اور وہ وہ کارنامہ انجام دیں گے جوکسی کے بس میں نہیں، پڑوسی ممالک فتح کریں گے اور مسلمان سکون کا سانس لیں گے۔

[۳٦٦٤-] حدثنا عَبْدَانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي عَلٰى قَلِيْبٍ عَلَيْهَا دَلْوٌ، فَنَزَعْتُ مِنْهَا مَاشَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ، فَنَزَعَ مِنْهَا ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ، وَفِي نَزْعِهِ ضَعْفٌ، وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ ضَعْفَهُ! ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا، فَأَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ، حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ"[انظر: ۷۰۲۱، ۷۰۲۲، ۷۴۷۵]

۷-حضرت ابوبکررضی اللہ عنہ تکبر سے لنگی نہیں گھسیٹتے تھے

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءُ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: جس نے اپنا کپڑا تکبر سے گھسیٹا اس کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نظرِ رحمت نہیں فرمائیں گے، حضرت ابوبکررضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے کپڑے کی ایک جانب ڈھیلی پڑجاتی ہے، مگر یہ کہ میں اس کا پورا خیال رکھوں، آپؐ نے فرمایا: تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو، جو تکبر کے طور پر یہ کام کرتے ہیں، موسیٰ بن عقبہ نے اپنے استاذ سالم سے پوچھا: ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث میں مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ ہے؟ سالم نے کہا: میں نے إِلَّا ثَوْبَه ہی ابن عمرؓ سے سنا ہے۔

تشریح: کپڑا لٹکانے کی ممانعت لنگی کے ساتھ خاص نہیں، اسبال ہر کپڑے میں ہوتا ہے، کرتے کے دامن میں بھی، آستین میں بھی اور ٹوپی پگڑی میں بھی، ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ کی روایت میں اس کی صراحت ہے (حاشیہ) اور شوافع کی کتابوں میں یہ مسئلہ تکبر کی قید کے ساتھ مذکور ہے اور حنفیہ کی کتابوں میں یہ قید نہیں لی گئی، کیونکہ کوئی شخص اعتراف نہیں کرتا کہ وہ تکبر کے طور پر یہ کام کرتا ہے، اس لئے عالمگیری میں ہے کہ اگر اسبال تکبر کے طور پر ہے تو مکروہ تحریمی ہے اور اتفاقاً ہے تو مکروہ تنزیہی ہے۔

[۳٦٦۵-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ" فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ ثَوْبِيْ يَسْتَرْخِيْ إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذٰلِكَ خُيَلَاءَ" قَالَ مُوْسَى: قُلْتُ لِسَالِمٍ: أَذَكَرَ عَبْدُ اللّٰهِ: مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ؟ قَالَ: لَمْ أَسْمَعْهُ ذَكَرَ إِلَّا" ثَوْبَهُ"[انظر: ۵۷۸۳، ۵۷۹۱، ۶۰۶۲]

۸-حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرشتے جنت کے ہر دروازے سے بلائیں گے

حدیث: پہلے گذری ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص اللہ کی راہ میں جوڑا یا بار بار خرچ کرتا ہے اس کو جنت کے (متعدد) دروازوں سے بلایا جائے گا: اے بندۂ خدا! یہ دروازہ تیرے لئے بہتر ہے (اس دروازہ سے جنت میں آجا) پس جو شخص نمازیوں میں سے ہوگا یعنی جس کو نفل نماز سے دلچسپی ہوگی اس کو نماز کے دروازہ سے بلایا جائے گا، اور جس کو جہاد سے دلچسپی ہوگی، اس کو جہاد کے دروازہ سے بلایا جائے گا، اور جس کو صدقہ سے دلچسپی ہوگی اس کو خیرات کے دروازہ سے بلایا جائے گا اور جس کو روزوں سے دلچسپی ہوگی اس کو سیرابی کے دروازہ سے بلایا جائے گا، پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اگر کوئی ان میں سے کسی بھی دروازہ سے بلایا جائے تو کچھ ضرورت نہیں، یعنی کافی ہے مگر کیا کوئی ایسا شخص بھی ہوگا جسے سبھی دروازوں سے بلایا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اور مجھے امید ہے: تم ان میں سے ہو (حدیث کی شرح تحفۃ القاری ۴:۵۷۴، اور رحمۃ اللہ الواسعہ ۴:۴۶ میں ہے)

[۳۶۶۶-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، أَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ مِنْ شَيْئٍ مِنَ الْأَشْيَاءِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ دُعِيَ مِنْ أَبْوَابٍ - يَعْنِيْ: الْجَنَّةَ -: يَا عَبْدَ اللّٰهِ! هٰذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصِّيَامِ: بَابِ الرَّيَّانِ" فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: مَا عَلٰى هٰذَا الَّذِيْ يُدْعَى مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ، وَقَالَ: هَلْ يُدْعَى مِنْهَا كُلِّهَا أَحَدٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ:" نَعَمْ، وَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ يَا أَبَا بَكْرٍ"[راجع: ۱۸۹۷]

۹-وفاتِ نبوی کے وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے امت کو سنبھال لیا اور خلافت کے لئے آپؓ کی نامزدگی

باب کی حدیث پہلے مختصر آئی ہے، صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی ﷺ کی وفات ہوئی، درانحالیکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عوالی کے گاؤں سُنح میں تھے (وفات کی خبر سنتے ہی لوگ مسجدِ نبوی میں جمع ہوگئے) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کھڑے ہوئے اور کہا: بخدا! نبی ﷺ کی وفات نہیں ہوئی ـــــ صدیقہؓ کہتی ہیں: اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ بخدا! میرے دل میں نہیں آئی مگر یہی بات، یعنی حضرت عمرؓ نے یہ بات تصنّع کے طور پر نہیں فرمائی تھی، بلکہ وہ یہی سمجھتے تھے کہ آپؐ کی آخری وفات نہیں ہوئی ـــــ اور البتہ ضرور اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو دوبارہ زندہ کریں گے، پس وہ ضرور کاٹیں گے کچھ لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں، یعنی منافقین کو لگام دیں گے، پس ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور نبی ﷺ کا چہرہ کھولا اور آپؐ کو چوما اور کہا: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! آپؐ جب زندہ تھے تب بھی ستھرے تھے اور اب مرنے کے بعد بھی (اس میں اشارہ تھا کہ آپؐ کی وفات ہوگئی) اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! نہیں چکھائیں گے آپؐ کو اللہ تعالیٰ دو موتیں کبھی بھی (اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تردید تھی) پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لے گئے اور کہا: اے قسم کھانے والے ذرا ٹھہرو! پھر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تقریر شروع کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی خوب تعریف کی، پھر فرمایا: سنو! جو شخص محمد ﷺ کی پوجا کرتا ہے وہ جان لے کہ محمد ﷺ کی وفات ہوگئی، اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے وہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہیں، کبھی مریں گے نہیں، پھر آپؓ نے سورۃ الزمر کی آیت ۳۰ پڑھی: ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ﴾: اور آپؐ کو بھی مرنا ہے اور ان کو (آپؐ کے مخالفین کو) بھی مرنا ہے، پھر آپؓ نے سورۂ آلِ عمران کی آیت ۱۴۴ پڑھی: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ، قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ، أَفَائِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشَّاكِرِيْنَ﴾: اور محمدؐ صرف رسول ہی ہیں، آپؐ سے پہلے اور بہت سے رسول گذر چکے ہیں، پس اگر آپؐ کا انتقال ہوجائے یا آپؐ شہید ہوجائیں تو کیا تم لوگ الٹے پھر جاؤ گے؟ اور جو شخص الٹا پھر جائے گا وہ اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان نہیں کرے گا، اور اللہ تعالیٰ عنقریب حق شناسوں کو عوض دیں گے، راوی کہتا ہے: پس لوگوں کی روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔

راوی کہتا ہے: انصار بنوساعدہ کے چھپر میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس اکٹھا ہوئے اور انھوں نے کہا: ہم میں سے ایک امیر ہو اور تم میں سے ایک امیر! پس ان کے پاس حضرات ابوبکر، عمر اور ابوعبیدۃ رضی اللہ عنہم گئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تقریر کرنا چاہا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو روک دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: بخدا! نہیں چاہا تھا میں نے اس تقریر سے مگر یہ کہ میں نے ایک کلام ذہن میں تیار کیا تھا جو مجھے بہت پسند تھا اور مجھے اندیشہ تھا کہ اس مضمون تک ابوبکر رضی اللہ عنہ نہیں پہنچیں گے، یعنی میں شاندار تقریر سوچ کر گیا تھا، پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تقریر کی اور نہایت شاندار تقریر کی، آپؓ نے اپنی تقریر میں فرمایا: ہم ہی امراء (فرمان روا) ہونگے اور آپ حضرات وزراء (مددگار) ہونگے، پس حضرت حباب رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، بخدا! ہم ایسا نہیں کریں گے، ہم میں سے ایک امیر ہوگا اور تم میں سے ایک۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں، بلکہ ہم ہی امراء ہونگے، اور آپ حضرات وزاء ہونگے، وہ (قریش) عربوں میں گھر کے اعتبار سے سب سے افضل ہیں (وہ مکہ کے باشندے ہیں) اور خاندانی خوبیوں کے اعتبار سے سب سے

زیادہ واضح ہیں، پس بیعت کرو تم عمرؓ سے یا ابوعبیدۃ سے، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بلکہ ہم آپؓ سے بیعت کرتے ہیں، آپؓ ہمارے آقا ہیں، ہم میں افضل ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو آپؓ ہم سے زیادہ محبوب تھے، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور ان سے بیعت کرلی، اور لوگوں نے بھی ان سے بیعت کی، پس کسی کہنے والے نے کہا: تم نے سعد بن عبادہؓ کو مار دیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ اسے ماریں!

صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی ﷺ کی نگاہ اوپر کو اٹھ گئی اور فرمایا: فِي الرَّفِيْقِ الأَعْلٰى: مجھے ملاء اعلی میں شامل فرما! تین مرتبہ یہ بات فرمائی، پھر حضرت عائشہؓ نے وفاتِ نبوی کا واقعہ بیان کیا، اور آخر میں فرمایا: پس نہیں تھی دونوں حضرات کی تقریروں میں سے کوئی تقریر مگر اللہ نے اس کے ذریعہ نفع پہنچایا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دھمکایا اور لوگوں میں یقیناً نفاق تھا، پس اللہ نے ان کو لوٹا دیا، اس دھمکی کے ذریعہ، یعنی ان کو سانپ سونگھ گیا، وہ کوئی فتنہ برپا نہ کرسکے، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو دکھائی ہدایت کی بات اور ان کو پہچانوایا وہ حق جن پر لوگ تھے، اور لوگ نکلے آیتِ کریمہ: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلاَّ رَسُوْلٌ﴾: پڑھتے ہوئے۔

وضاحتیں:

۱- عوالی کے گاؤں سُنح میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک اہلیہ تھیں، حضرت ابوبکرؓ ان کے پاس کئی دن سے نہیں گئے تھے، نبی ﷺ کی بیماری کی وجہ سے مدینہ ہی میں رکے رہے تھے، وفات والے دن موت کا سنبھالا آیا، اور آپؐ کی طبیعت بہت اچھی ہوگئی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اجازت لے کر اس گاؤں میں تشریف لے گئے۔

۲- **قولہ: فَتَكَلَّمَ أَبْلَغُ النَّاس:** پس لوگوں میں سے بلیغ ترین نے تقریر کی، یہ ترجمہ فاعل ہونے کی صورت میں ہے، اور اگر منصوب بنزع خافض پڑھیں تو ترجمہ ہوگا: ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تقریر کی بلیغ ترین آدمی کی تقریر کی طرح۔

۳- أَوْسَط: بمعنی أَفْضَل ہے، یعنی قریش کا وطن مکہ ہے، اور أَعْوَب کے معنی ہیں: أَبْيَن، أَوْضَح: صاف، واضح، مدلل ومفصل، اور حَسب کے معنی ہیں: خاندانی خوبیاں۔

۴- حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں حاشیہ میں لکھا ہے کہ انھوں نے آخر تک حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت نہیں کی، وہ شام کی طرف نکل گئے، اور وہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں وفات پائی اور حاشیہ میں ان کی وفات کے سلسلہمیں ایک شعر بھی لکھا ہے۔

۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حدیث کے آخر میں بہت قیمتی بات فرمائی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا موقف بھی امت کے حق میں بہتر موقف ثابت ہوا، انھوں نے جو منافقین کو لتاڑا تو منافقین کوئی ریشہ دوانی نہ کرسکے، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حقیقت حال کھولی کہ نبی ﷺ خدا نہیں، ان کو بھی موت آنی تھی، جو آگئی۔

حیاتِ انبیاء علیہم السلام:

حاشیہ میں حیاتِ انبیاء کا مسئلہ چھیڑا ہے، جاننا چاہئے کہ موت کے بعد انبیاء کی حیات اہل السنہ والجماعہ کے نزدیک اجماعی اور قطعی ہے، اس کا جو منکر ہے وہ اہل السنہ والجماعہ سے خارج ہے، جیسے عذابِ قبر تواتر معنوی سے ثابت ہے اور قطعی ہے، جو اس کا منکر ہے وہ اہل السنہ والجماعہ سے خارج ہے، مگر یہ دونوں عقیدے اجمالی ہیں، ان کی تفصیل میں اختلاف ہوسکتا ہے، چنانچہ اپنے اکابر میں سے حضرت نانوتوی اور حضرت مدنی قدس سرہما موت کے بعد انبیاء کی حیات کو دنیا کی حیات کی طرح مانتے تھے اور حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ برزخی حیات مانتے تھے (۱) اور حضرت نانوتوی قدس سرہ نے اپنے ایک رسالہ کے آخر میں لکھا ہے کہ مجھے اپنے موقوف پر اصرار نہیں اور میں اپنی بات ہر جگہ گاتا نہیں پھرتا کوئی پوچھتا ہے تو بتادیتا ہوں (۲)

اور دونوں نظریوں میں فرق یہ ہے کہ دنیا کی حیات منقطع ہوئی یا نہیں؟ پہلی جماعت کے نزدیک منقطع نہیں ہوئی، اور دوسری جماعت کے نزدیک منقطع ہوگئی، پہلی صورت میں سوال پیدا ہوگا کہ انبیاء کی موت تو قطعی طور پر قرآنِ کریم سے ثابت

(۱) حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ کفایت المفتی، دوسرا باب، انبیاء علیہم السلام (۱:۱۲۰) میں تحریر فرماتے ہیں:

''انبیاء کرام صلوات اللہ علیہم اجمعین اپنی قبور میں زندہ ہیں، مگر ان کی زندگی دنیاوی زندگی نہیں ہے بلکہ برزخی اور تمام دوسرے لوگوں کی زندگی سے ممتاز ہے، اسی طرح شہداء کی زندگی بھی برزخی ہے، اور انبیاء کی زندگی سے نیچے درجہ کی ہے، دنیا کے اعتبار سے تو وہ سب اموات میں داخل ہیں ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ﴾ اس کی صریح دلیل ہے۔

اور کفایت المفتی دوسرا باب (۱:۱۴۲) میں تحریر فرماتے ہیں:

''جماہیر امت محمدیہ کا یہ قول ہے کہ آنحضرت ﷺ قبر اطہر میں حیاتِ مخصوص کے ساتھ حیات ہیں، باقی یہ بات کہ اس حیات کی حقیقت کیا ہے؟ یہ حضرتِ حق کو ہی معلوم ہے، وہ حیات حضور انور پر میت کے اطلاق کے منافی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ نے خود قرآن میں حضور ﷺ کو خطاب کرکے فرمایا: ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ﴾: اور دوسری جگہ فرمایا: ﴿أَفَإِنْ مَّاتَ أَوْ قُتِلَ﴾: اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی وفات کے بعد مجمع صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو خطاب کرکے فرمایا: مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ''

(۲) لطائف قاسمی ص:۵ میں حضرت نانوتوی قدس سرہ نے لکھا ہے:

''ایسا یاد پڑتا ہے اکثر احادیث باب حیات ضعیف ہیں، زیادہ کیا عرض کروں، ہاں اتنا عرض کئے دیتا ہوں کہ گو عقیدہ تو یہی ہے اور میں جانتا ہوں ان شاء اللہ تعالیٰ ایسا ہی رہے گا مگر اس عقیدہ کو عقائد ضروریہ میں سے نہیں سمجھتا، نہ تعلیم ایسی باتوں کی کرتا ہوں، نہ منکروں سے دست وگریباں ہوتا ہوں، خود کسی سے کہتا نہیں پھرتا، کوئی پوچھتا ہے اور اندیشۂ فساد نہیں ہوتا تو اظہار میں دریغ بھی نہیں کرتا، آپ اس امر کو ملحوظ رکھیں تو بہتر ہے۔ فقط''

ہے، پھر عدم انقطاع حیات کی کیا صورت ہوگی؟ یہ مسئلہ میں نے حضرت علامہ محمد ابراہیم صاحب بلیاوی قدس سرہ سابق صدر المدرسین دارالعلوم دیوبند سے طالب علمی کے زمانہ میں پوچھا تھا، حضرت نے فرمایا: لالٹین بجھانے کی تین صورتیں ہیں: (اس زمانہ میں طلبہ لالٹین کی روشنی میں پڑھتے تھے) ایک: لالٹین گل کردی، بالکل بجھادی، دوم: لالٹین مدہم کردی، کمرے میں روشنی بالکل نہ رہی، مگر فی نفسہ جل رہی ہے، سوم: ساتھیوں کی طرف موٹا گتّا لگا دیا کہ ادھر سے روشنی منقطع ہوگئی، اور پڑھنے والا پڑھتا رہا، فرمایا: اول عام مؤمنین اور عام انسانوں کی موت ہے، اور دوم شہداء کی اور سوم انبیاء کرام کی، ان کی حیات کے آثار دنیا سے برزخ کی طرف پھیر دیئے جاتے ہیں، لیکن حیات بحالہ باقی رہتی ہے، پس دنیا کی طرف اس کا رخ نہیں رہتا، اس لئے نبی ﷺ کی وفات کے بعد کوئی ان کی زیارت کرے تو وہ صحابی نہیں ہوگا۔

میں نے پوچھا: حضرت اس کی کیا دلیل ہے کہ انبیاء کی حیات موت کے بعد بھی بحالہ باقی رہتی ہے؟ حضرت نے فرمایا: روح کا بدن سے تدبیری تعلق ہے، جیسے بادشاہ کا ملک سے تدبیری تعلق ہے، جب تک روح بدن میں رہتی ہے بدن کو تین امتناعات حاصل ہوتے ہیں: امتناعِ تخریب، امتناعِ تزویج اور امتناعِ توریث، جب تک انسان زندہ ہے چاہے بے ہوش ہو، اس کا بدن گلتا سڑتا نہیں، اس کی بیوی سے کوئی نکاح نہیں کرسکتا، اور اس کے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا، انبیاء کرام کو موت کے بعد بھی یہ تینوں امتناعات حاصل ہیں، روایات میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے اجسام کو حرام کر دیا ہے: مٹی انبیاء کے اجسام کو کھاتی نہیں، اور انبیاء کی ازواج سے ان کی وفات کے بعد بھی کوئی نکاح نہیں کرسکتا اور انبیاء کے چھوڑے ہوئے مال میں میراث جاری نہیں ہوتی، یہ تین امتناعات دلیل ہیں کہ روح کا بدن سے تدبیری تعلق باقی ہے۔

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ حیات انبیاء کا عقیدہ بالاجمال ہی ماننا چاہئے، تفصیل میں داخل نہیں ہونا چاہئے، پڑوسی ملک میں کچھ حضرات تفصیل میں داخل ہوئے تو حیاتی اور مماتی فرقے وجود میں آگئے، اور ایک دوسرے کی تکفیر کرنے لگے، یہ طریقہ ٹھیک نہیں۔

اس کی نظیر: صفاتِ متشابہات کا مسئلہ ہے، سلف کا موقف تنزیہہ مع التفویض ہے، یعنی استوی علی العرش کو مان لو، اور اس کی کیفیت کو اللہ کے حوالہ کرو، البتہ بیمار اذہان کے لئے اشاعرہ اور ماتریدیہ کے نزدیک تاویل یعنی درجہ احتمال میں اللہ کے شایانِ شان صفات کا مطلب بیان کرنا جائز ہے، مگر پھر دونوں فریق علی طرفی نقیض ہوگئے، آج کے سلفی کَمَا یَلِیْقُ بِشَأْنِه کہتے جاتے ہیں، اور صفات کے بارے میں گفتگو کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ تجسیم اور تشبیہ تک پہنچ جاتے ہیں، اور متکلمین تاویل میں اتنے دور نکل جاتے ہیں کہ مبدأ کا ثبوت بھی نہیں مانتے، تاویل ہی تاویل رہ جاتی ہے، حالانکہ صحیح موقوف یہ تھا کہ قرآن وحدیث میں جو صفات آئی ہیں وہ تسلیم کی جائیں اور ان کی کیفیت کو اللہ کے حوالہ کیا جائے، جیسے سورۃ الملک میں آیا ہے: ﴿أَأَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ﴾: اس صفت کو ماننا ضروری ہے مگر اس کی کیفیت نہیں جان سکتے۔ اور کوئی مناسب تاویل کرے اور کہے کہ علو (بلندی) مراد ہے تو یہ تاویل جائز ہے، صفت کا ثبوت ماننے کے ساتھ، اسی طرح

حیات انبیاء کا عقیدہ اجماعی اور قطعی ہے، اس کا ماننا ضروری ہے، اور کیفیت کو اللہ کے حوالہ کرنا چاہئے، اس میں بحث نہیں کرنی چاہئے، اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ نے حجۃ اللہ کے شروع میں تحریر فرمایا ہے کہ ایسے نظری مسائل میں حق یہ ہے کہ ان کو نہ چھیڑا جائے، اور اگر چھیڑا جائے تو ان کو حق وباطل کا معیار نہ بنایا جائے۔(۱)

[۳۶۶۷-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، ثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَاتَ وَأَبُوْ بَكْرٍ بِالسُّنْحِ - قَالَ إِسْمَاعِيْلُ: يَعْنِي بِالْعَالِيَةِ - فَقَامَ عَمَرُ يَقُوْلُ: وَاللّٰهِ مَا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم - قَالَتْ: وَقَالَ عُمَرُ: وَاللّٰهِ مَاكَانَ يَقَعُ فِيْ نَفْسِيْ إِلَّا ذَاكَ- وَلَيَبْعَثَنَّهُ اللّٰهُ، فَلَيُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَ رِجَالٍ وَأَرْجُلَهُمْ، فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ، فَكَشَفَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَبَّلَهُ، فَقَالَ: بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ! طِبْتَ حَيًّا وَمَيِّتًا! وَاللّٰهِ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَا يُذِيْقُكَ اللّٰهُ الْمَوْتَتَيْنِ أَبَدًا، ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ: أَيُّهَا الْحَالِفُ عَلٰى رِسْلِكَ، فَلَمَّا تَكَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ جَلَسَ عُمَرُ. [راجع: ١٢٤١]

[۳۶۶۸-] فَحَمِدَ اللّٰهَ أَبُوْ بَكْرٍ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَقَالَ: أَلَا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَإِنَّ مُحَمَّدًا صلى الله عليه وسلم قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ، وَقَالَ: ﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ﴾ وَقَالَ: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ، قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ، أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشَّاكِرِيْنَ﴾ قَالَ: فَنَشَجَ النَّاسُ يَبْكُوْنَ.

قَالَ: وَاجْتَمَعَتِ الْأَنْصَارُ إِلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ، فَقَالُوْا: مِنَّا أَمِيْرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيْرٌ، فَذَهَبَ إِلَيْهِمْ أَبُوْ بَكْرٍ، وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، وَأَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ، فَذَهَبَ عُمَرُ يَتَكَلَّمُ فَأَسْكَتَهُ أَبُوْ بَكْرٍ، وَكَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ: وَاللّٰهِ مَا أَرَدْتُ بِذٰلِكَ إِلَّا أَنِّيْ قَدْ هَيَّأْتُ كَلَامًا قَدْ أَعْجَبَنِيْ، خَشِيْتُ أَنْ لَا يَبْلُغَهُ أَبُوْ بَكْرٍ، ثُمَّ تَكَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ فَتَكَلَّمَ أَبْلَغَ النَّاسِ، فَقَالَ فِيْ كَلَامِهِ: نَحْنُ الْأُمَرَاءُ وَأَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ. فَقَالَ حُبَابُ بْنُ الْمُنْذِرِ: لَا وَاللّٰهِ لَا نَفْعَلُ، مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيْرٌ، فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: لَا، وَلٰكِنَّا الْأُمَرَاءُ، وَأَنْتُمُ الْوُزَرَاءُ، هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ دَارًا، وَأَعْرَبُهُمْ أَحْسَابًا، فَبَايِعُوْا عُمَرَ أَوْ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ، فَقَالَ عُمَرُ: بَلْ نُبَايِعُكَ أَنْتَ، فَأَنْتَ سَيِّدُنَا وَخَيْرُنَا وَأَحَبُّنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَأَخَذَ عُمَرُ بِيَدِهِ فَبَايَعَهُ وَبَايَعَهُ النَّاسُ، فَقَالَ قَائِلٌ: قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ، فَقَالَ عُمَرُ: قَتَلَهُ اللّٰهُ! [راجع: ١٢٤٢]

[۳۶۶۹-] وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَالِمٍ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ: أَخْبَرَنِي الْقَاسِمُ: أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: شَخَصَ بَصَرُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، ثُمَّ قَالَ: "فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى" ثَلَاثًا وَقَصَّ

الْحَدِيْثَ، قَالَتْ: فَمَا كَانَتْ مَنْ خُطْبَتِهِمَا مِنْ خُطْبَةٍ إِلَّا نَفَعَ اللّٰهُ بِهَا، لَقَدْ خَوَّفَ عُمَرُ النَّاسَ وَإِنَّ فِيْهِمْ لَنِفَاقًا فَرَدَّهُمُ اللّٰهُ بِذٰلِكَ. [راجع: ۱۲٤۱]

[۳٦۷۰-] ثُمَّ لَقَدْ بَصَّرَ أَبُوْ بَكْرٍ النَّاسَ الْهُدَى، وَعَرَّفَهُمُ الْحَقَّ الَّذِىْ عَلَيْهِمْ، وَخَرَجُوْا بِهِ يَتْلُوْنَ ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ، قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ﴾ إِلٰى ﴿الشَّاكِرِيْنَ﴾ [راجع: ۱۲٤۲]

۱۰- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو افضل امت قرار دیا

محمد بن الحنفیہؒ نے اپنے ابا سے پوچھا: نبی ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ، صاحبزادے نے پوچھا: پھر؟ فرمایا: عمر رضی اللہ عنہ، صاحبزادے کہتے ہیں: اگلے سوال کے جواب میں وہ کہیں گے عثمان رضی اللہ عنہ، اس لئے میں نے پوچھا: پھر آپ؟ فرمایا: نہیں ہوں میں، مگر مسلمانوں میں سے ایک آدمی (یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی غایت درجہ تواضع ہے اور حاشیہ میں لکھا ہے کہ اہل السنہ والجماعہ کا اجماع ہے کہ خلفائے راشدین کی فضیلت اسی ترتیب پر ہے جس ترتیب پر ان کی خلافت ہے اور دلائل حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی کتاب إزالة الخفاء عن خلافة الخلفاء میں ہیں)

[۳٦۷۱-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، أَنَا سُفْيَانُ، ثَنَا جَامِعُ بْنُ أَبِىْ رَاشِدٍ، ثَنَا أَبُوْ يَعْلٰى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَةِ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِىْ: أَىُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَ: أَبُوْ بَكْرٍ، قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ، وَخَشِيْتُ أَنْ يَقُوْلَ: عُثْمَانُ، قُلْتُ: ثُمَّ أَنْتَ؟ قَالَ: مَا أَنَا إِلَّا رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ.

۱۱- خاندانِ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی برکت

حدیث پہلے گذری ہے، غزوۂ بنو المصطلق میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوگیا تھا، تلاش کے لئے قافلہ روک دیا گیا، فجر کا وقت ہوا تو پانی نہیں تھا، پس تیمّم کا حکم نازل ہوا، اس وقت حضرت اُسید بن الحُضیر اوسی رضی اللہ عنہ نے صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: مَاهِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِىْ بَكْرٍ: اے صدیقہ! یہ آپؓ کی پہلی برکت نہیں ہے (اس سے پہلے بھی آپؓ کی وجہ سے امت کے لئے سہولتیں نازل ہوئی ہیں)

تشریح: اَلْوَلَدُ سِرٌّ لِأَبِيْهِ: اولاد باپ کا راز ہوتی ہے، صدیقہؓ کی برکتیں ان کے والد کے طفیل تھیں، یہی حدیث کی باب سے مناسبت ہے اور لفظ آل زائد ہے، مراد صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

[۳٦۷۲-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِىْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ، حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ:

بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي، فَأَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلٰى الْتِمَاسِهِ، وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ، وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ وَلَيْس مَعَهُم مَاءٌ، فَأَتَى النَّاسُ أَبَا بَكْرٍ، فَقَالُوْا: أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ؟ أَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَبِالنَّاسِ مَعَهُ، وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ وَلَيْس مَعَهُمْ مَاءٌ، فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلٰى فَخِذِيْ قَدْ نَامَ، فَقَالَ: حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَالنَّاسَ، وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ، وَلَيْس مَعَهُمْ مَاءٌ؟ قَالَتْ: فَعَاتَبَنِيْ وَقَالَ مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُوْلَ، وَجَعَلَ يَطْعَنُنِيْ بِيَدِهِ فِيْ خَاصِرَتِيْ، فَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلٰى فَخِذِيْ، فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حَتَّى أَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَاءٍ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوْا، فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ: مَاهِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِيْ بَكْرٍ! فَقَالَتْ عَائِشَةُ: فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ. [راجع: ٣٣٤]

۱۲- صحابہ کا انفاق اور امت کا انفاق برابر نہیں

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کو برا مت کہو، اس لئے کہ اگر تم میں سے ایک احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو بھی نہیں پہنچے گا، میرے صحابہ کے ایک مد کو نہ آدھے مد کو!

تشریح: یہ خطاب صحابہ کے بعد کے لوگوں سے موجود فرض کر کے بھی ہوسکتا ہے اور اصحاب سے مخصوص اصحاب بھی مراد ہوسکتے ہیں، جنھوں نے اسلام کی طرف سبقت کی، حاشیہ میں دونوں احتمال لکھے ہیں، اور أصحابی کے عموم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ داخل ہیں، یہی حدیث کی باب سے مناسبت ہے۔

[٣٦٧٣-] حدثنا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، قَالَ: سَمِعْتُ ذَكْوَانَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "لَا تَسُبُّوْا أَصْحَابِيْ فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهُ" تَابَعَهُ جَرِيْرٌ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنِ دَاوُدَ، وَأَبُوْ مُعَاوِيَةَ، وَمُحَاضِرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ.

لغت: نصف اور نصیف ہم معنی ہیں.......... مدّ: دو رطل۔

۱۳- خلفائے راشدین کو جنت کی خوش خبری

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں وضو کیا، پھر نکلے اور دل میں سوچا: ضرور میں نبی ﷺ کے ساتھ رہوں گا اور ضرور میں آپؐ کے ساتھ ہوؤں گا میرے اس دن میں (دونوں جملوں کا ایک مطلب ہے) راوی کہتا ہے: پس وہ

مسجدِ نبوی میں آئے اور نبی ﷺ کے بارے میں دریافت کیا، لوگوں نے بتایا: آپؐ نکلے ہیں اور اس طرف کا رخ کیا ہے، پس میں آپؐ کے نشانِ قدم پر چلا، آپؐ کے بارے میں پوچھتا ہوا یہاں تک کہ آپ بیر اریس میں داخل ہوئے، پس میں دروازہ پر بیٹھ گیا، اور اس کا دروازہ کھجور کی ٹہنیوں کا تھا، یہاں تک کہ نبی ﷺ نے قضائے حاجت فرمائی، پھر وضو کیا تو میں آپؐ کے پاس پہنچا، پس اچانک آپؐ بیر اریس پر بیٹھے ہوئے تھے اور اس کی مینڈ کے درمیان میں تھے، اور پنڈلیاں کھول رکھی تھیں، اور دونوں پیر کنویں میں لٹکا رکھے تھے، پس میں نے آپؐ کو سلام کیا اور میں واپس لوٹ گیا، اور دروازہ کے پاس بیٹھ گیا، اور میں نے دل میں کہا: آج ضرور نبی ﷺ کا دربان بنوں گا، پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور دروازہ کو دھکا دیا، میں نے پوچھا: کون؟ انھوں نے کہا: ابوبکرؓ، میں نے کہا: ٹھہرو، پھر میں گیا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ ابوبکرؓ اجازت چاہتے ہیں، آپؐ نے فرمایا: ان کو اجازت دیدو، اور ان کو جنت کی خوشخبری دو، پس میں آیا، میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: تشریف لایئے اور نبی ﷺ آپ کو جنت کی خوش خبری دیتے ہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور نبی ﷺ کے ساتھ دائیں جانب بیٹھ گئے، کنویں کی مینڈ پر، اور اپنے دونوں پیر کنویں میں لٹکا لئے جس طرح نبی ﷺ نے لٹکائے تھے، اور اپنی دونوں پنڈلیاں کھول لیں، پھر میں واپس لوٹا اور دروازہ پر بیٹھ گیا اور میں اپنے بھائی کو وضو کرتا ہوا چھوڑ کر آیا تھا، اور وہ مجھ سے ملنے ہی والے تھے، پس میں نے دل میں کہا: اگر اللہ کو فلاں کے ساتھ ـــــ وہ اپنے بھائی کو مراد لے رہے ہیں ـــــ خیر منظور ہوگی تو اللہ ان کو لے آئیں گے، پس اچانک ایک انسان دروازہ ہلا رہا ہے، میں نے پوچھا: کون؟ اس نے کہا: عمر بن الخطاب، میں نے کہا: ٹھہرو، پھر میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپؐ کو سلام کیا اور میں نے کہا: یہ عمرؓ اجازت مانگ رہے ہیں، آپؐ نے فرمایا: ان کو اجازت دیدو، اور ان کو جنت کی خوش خبری دو، پس میں آیا اور کہا: تشریف لایئے، اور نبی ﷺ آپ کو جنت کی خوش خبری دے رہے ہیں، پس وہ داخل ہوئے اور نبی ﷺ کے ساتھ بائیں طرف مینڈ پر بیٹھ گئے اور دونوں پیر کنویں میں لٹکا لئے، پھر میں واپس آیا اور بیٹھ گیا، میں نے کہا: اگر اللہ کو فلاں کے ساتھ خیر منظور ہوگی تو اس کو لے آئیں گے، پس ایک انسان آیا وہ دروازہ ہلا رہا ہے، میں نے پوچھا: کون؟ اس نے کہا: عثمان بن عفانؓ، میں نے کہا: ٹھہرو، اور میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپؐ کو بتلایا، آپؐ نے فرمایا: ان کو اجازت دیدو اور ان کو جنت کی خوش خبری دو ایک آزمائش کے ساتھ جو ان کو پہنچے گی، پس میں ان کے پاس آیا اور میں نے ان سے کہا: تشریف لایئے اور آپ کو نبی ﷺ جنت کی خوش خبری دے رہے ہیں ایک آزمائش کے ساتھ جو آپ کو پہنچے گی، وہ داخل ہوئے اور انھوں نے کنویں کی مینڈ کو پایا کہ بھر گئی ہے، پس وہ آپؐ کے سامنے دوسری طرف بیٹھے، حدیث کے راوی شریک کہتے ہیں: حضرت سعید بن المسیبؒ نے فرمایا: پس میں نے اس واقعہ کا مطلب سمجھا ہے ان کی قبریں یعنی نبی ﷺ کی اور شیخین رضی اللہ عنہما کی قبریں ساتھ ہونگی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر علاحدہ قبرستان میں بنے گی۔

وضاحت: وَجَّہَ: تَوَجَّہَ کے معنی میں ہے............ بیر اریس مدینہ کا مشہور کنواں تھا، اسی کنویں میں حضرت عثمان رضی

اللہ عنہ کی انگلی سے نبی ﷺ کی انگوٹھی گرگئی تھی، اور کوشش کے باوجود نہیں ملی تھی ....قُفّ: کنویں کا کنارہ، مینڈ ....حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے دو بھائی تھے: ابورُہم اور ابو بردہ، ان میں سے کوئی ایک مراد ہے.......... بَلوی: آزمائش، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی شہید کئے گئے، مگر جو آزمائش حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچی وہ کچھ اور ہی طرح کی تھی ....اور واقعات خارجیہ کی بھی تعبیر اور تاویل ہوتی ہے، حضرت سعیدؒ نے اس واقعہ کی تعبیر یہ بیان کی کہ تین حضرات کی قبریں ساتھ ہوں گی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی قبر علاحدہ بنے گی، مگر یہ نکتہ بعد الوقوع ہے۔

[۳٦٧٤-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مِسْكِيْنٍ أَبُوْ الْحَسَنِ، ثَنِيْ يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ، ثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ شَرِيْكِ ابْنِ أَبِيْ نَمِرٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيُّ أَنَّـهُ تَوَضَّأَ فِيْ بَيْتِهِ، ثُمَّ خَرَجَ فَقُلْتُ: لَأَلْزَمَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَلَأَكُوْنَنَّ مَعَهُ يَوْمِيْ هٰذَا، قَالَ: فَجَاءَ الْمَسْجِدَ، فَسَأَلَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالُوْا: خَرَجَ وَوَجَّهَ هَاهُنَا، فَخَرَجْتُ عَلٰى إِثْرِهِ أَسْأَلُ عَنْهُ، حَتَّى دَخَلَ بِئْرَ أَرِيْسٍ، فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ وَبَابُهَا مِنْ جَرِيْدٍ، حَتَّى قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حَاجَتَهُ فَتَوَضَّأَ فَقُمْتُ إِلَيْهِ، فَإِذَا هُوَ جَالِسٌ عَلٰى بِئْرِ أَرِيْسٍ وَتَوَسَّطَ قُفَّهَا، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ، وَدَلَّاهُمَا فِي الْبِئْرِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَجَلَسْتُ عِنْدَ الْبَابِ فَقُلْتُ: لَأَكُوْنَنَّ بَوَّابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْيَوْمَ، فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ فَدَفَعَ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: أَبُوْ بَكْرٍ، فَقُلْتُ: عَلٰى رِسْلِكَ، ثُمَّ ذَهَبْتُ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا أَبُوْ بَكْرٍ يَسْتَأْذِنُ، فَقَالَ:" ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" فَأَقْبَلْتُ حَتَّى قُلْتُ لِأَبِيْ بَكْرٍ: ادْخُلْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُبَشِّرُكَ بِالْجَنَّةِ، فَدَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ فَجَلَسَ عَنْ يَمِيْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَعَه فِي الْقُفِّ، وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ كَمَا صَنَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، وَكَشَفَ عَنْ سَاقَيْهِ، ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ وَقَدْ تَرَكْتُ أَخِيْ يَتَوَضَّأُ وَيَلْحَقُنِيْ، فَقُلْتُ إِنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ - يُرِيْدُ أَخَاهُ - خَيْرًا يَأْتِ بِهِ، فَإِذَا إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقُلْتُ: عَلٰى رِسْلِكَ، ثُمَّ جِئْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: هٰذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسْتَأْذِنُ، فَقَالَ:" ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" فَجِئْتُ قُلْتُ: ادْخُلْ وَبَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِالْجَنَّةِ، فَدَخَلَ فَجَلَسَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي الْقُفِّ عَنْ يَسَارِهِ، وَدَلّٰى رِجْلَيْهِ فِي الْبِئْرِ، ثُمَّ رَجَعْتُ فَجَلَسْتُ فَقُلْتُ: إِنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِفُلَانٍ خَيْرًا يَأْتِ بِهِ، فَجَاءَ إِنْسَانٌ يُحَرِّكُ الْبَابَ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ، فَقُلْتُ: عَلٰى رِسْلِكَ، وَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ:" ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوَى تُصِيْبُهُ" فَجِئْتُهُ فَقُلْتُ لَهُ: ادْخُلْ وَبَشَّرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِالْجَنَّةِ عَلٰى بَلْوَى تُصِيْبُكَ، فَدَخَلَ فَوَجَدَ الْقُفَّ قَدْ

مُلِئَ فَجلَس وُجَاهَهُ مِنَ الشِّقِّ الآخَرِ. قَالَ شَرِيْكٌ: قَالَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ: فَأَوَّلْتُها قُبُوْرَهُمْ.
[انظر: ۳۶۹۳، ۳۶۹۵، ۶۲۶۱، ۷۰۹۷، ۷۲۶۲]

۱۴- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا صدیق لقب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے ثلاثہ احد پہاڑ پر چڑھے، وہ ان کے ساتھ زور زور سے ہلنے لگا، آپؐ نے فرمایا: اے احد! تھم جا! تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

[۳۶۷۵-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا يَحْيىَ، عَنْ سَعِيْدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم صَعِدَ أُحُدًا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ بِهِمْ، فَقَالَ: " اثْبُتْ أُحُدُ! فَإِنَّمَا عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ "[انظر: ۳۶۸۶، ۳۶۹۷]

۱۵- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے مغفرت کی

حدیث میں وہ خواب ہے جو ابھی گذرا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک کنویں پر ہیں، اور پانی کھینچ رہے ہیں، آپؐ کے پاس ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما آئے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ڈول لے لیا اور ایک ڈول یا دو ڈول کھینچے اور ان کے کھینچنے میں کمزوری تھی، یعنی مشکل سے ڈول کھینچے، اللہ تعالیٰ ان کی بخشش فرمائیں (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حکومت کا زمانہ بڑا نازک تھا، اندرونی حالات پر کنٹرول کرنے ہی میں سارا وقت گذر گیا، کوئی بڑا اقدام نہیں کرسکے، مگر یہ حالات کی نزاکت تھی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اس میں کوئی قصور نہیں تھا، اس لئے آپؐ نے ان کے لئے مغفرت کی دعا کی (الی آخرہ)

[۳۶۷۶-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ، ثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ، ثَنَا صَخْرٌ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " بَيْنَمَا أَنَا عَلىٰ بِئْرٍ أَنْزِعُ مِنْهَا، جَاءَ نِيْ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَأَخَذَ أَبُوْ بَكْرٍ الدَّلْوَ، فَنَزَعَ ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ، وَفِيْ نَزْعِهِ ضَعْفٌ، وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ! ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ مِنْ يَدَىْ أَبِيْ بَكْرٍ، فَاسْتَحَالَتْ فِي يَدِهِ غَرْبًا، فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَفْرِىْ فَرِيَّهُ، فَنَزَعَ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ " قَالَ وَهْبٌ: الْعَطَنُ: مَبْرَكُ الإِبِلِ، يَقُوْلُ: حَتَّى رَوِيَتِ الإِبِلُ فَأَنَاخَتْ. [راجع: ۳۶۳۴]

لغت: اَلْعَطَن: اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ، اور جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اونٹ سیراب ہوگئے اور ان کو بیٹھنے کی جگہ میں بٹھا دیا۔

۱۶- نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ حضرات ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو ملایا کرتے تھے

ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں لوگوں کے ساتھ کھڑا تھا، اور لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے دعا

کررہے تھے، اوران کی میت کونہلانے کے لئے چارپائی پر رکھا گیا تھا، اچانک ایک آدمی نے میرے پیچھے سے اپنی کہنی میرے مونڈھے پر رکھی اور کہنے لگا: اللہ آپؓ پر مہربانی فرمائیں! میں امید باندھا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپؓ کو اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ملائیں گے (دفن کی جگہ میں یا آخرت کے مراتب میں) اس لئے کہ میں بارہا نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کرتا تھا: میں اورابوبکروعمر تھے، میں نے اورابوبکروعمر نے کیا، میں اورابوبکروعمر چلے اور بیشک شان یہ ہے کہ میں امید کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپؓ کوان دونوں کے ساتھ ملائیں گے، ابن عباسؓ کہتے ہیں: پس میں نے مڑکر دیکھا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

[۳۶۷۷-] حدثنا الْوَلِيْدُ بْنُ صَالِحٍ: ثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ: ثنا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ الْحُسَيْنِ الْمَكِّيُّ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنِّيْ لَوَاقِفٌ فِيْ قَوْمٍ، فَدَعُوْا اللّٰهَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَقَدْ وُضِعَ عَلٰى سَرِيْرِهِ، إِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِيْ قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهُ عَلٰى مَنْكِبِيْ يَقُوْلُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُوْ أَنْ يَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، لِأَنِّيْ كَثِيْرًا مَّا كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "كُنْتُ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَفَعَلْتُ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَانْطَلَقْتُ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ" وَإِنْ كُنْتُ لَأَرْجُوْ أَنْ يَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَهُمَا، فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ. [انظر: ۳۶۸۵]

۱۷- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپؐ سے حملہ ہٹایا

حضرت عروہؒ نے عبداللہ بن عمروؓ سے اس سخت سے سخت برتاؤ کے بارے میں پوچھا جو مشرکین نے آپؐ کے ساتھ کیا، حضرت عبداللہؓ نے کہا: میں نے عقبہ بن ابی معیط کو دیکھا وہ آیا اور نبی ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، پس اس نے اپنی چادر آپؐ کی گردن میں ڈالی اوراس کے ذریعہ آپؐ کا گلا بہت ہی سخت گھونٹا، پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے، یہاں تک کہ اس کو آپؐ سے ہٹایا اور فرمایا: کیا تم ایک ایسے شخص کو محض اس بات پر مار ڈالوگے کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے دلیل لے کر آیا ہے؟ یعنی سورۃ المؤمن کی آیت ۲۸ پڑھی۔

[۳۶۷۸-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ الْكُوْفِيُّ، ثَنَا الْوَلِيْدُ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو عَنْ أَشَدِّ مَا صَنَعَ الْمُشْرِكُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَ: رَأَيْتُ عُقْبَةَ بْنَ أَبِيْ مُعَيْطٍ جَاءَ إِلٰى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ يُصَلِّيْ، فَوَضَعَ رِدَاءَهُ فِيْ عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ بِهَا خَنْقًا شَدِيْدًا، فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ حَتَّى دَفَعَهُ عَنْهُ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: ﴿أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلاً أَنْ يَقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ﴾

[انظر: ۴۸۱۵، ۵۸۵۶]

مَنَاقِبُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَبِیْ حَفْصٍ الْقُرَشِیِّ الْعَدَوِیِّ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل

اسم گرامی عمر، کنیت ابو حفص، والد کا نام خطاب بن نُفیل، نسبت قُرشی، عدوی، ولادت ہجرت سے چالیس سال پہلے، وفات ۲۳ ہجری مطابق ۵۸۴-۶۴۴ عیسوی، دوسرے خلیفہ راشد، سب سے پہلے امیر المؤمنین آپؓ کو کہا گیا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ رسول کہا جاتا تھا، ۱۳ ہجری میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کے دن خلیفہ بنے، مدت خلافت دس سال چند ماہ، آپؓ کے زمانہ میں ایران، شام، عراق، قُدس، مدائن، مصر اور جزیرہ فتح ہوئے اور آپؓ کے حکم سے کوفہ اور بصرہ بسائے گئے، آپؓ نے ملک وملت کی تنظیم کے لئے بہت سے کارنامے انجام دیئے، آپؓ کے بے شمار فضائل ہیں، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل کی روایات میں بھی آپؓ کے فضائل آئے ہیں، آپؓ کی ایک بڑی فضیلت یہ ہے کہ آپؓ کے اسلام کے لئے نبی ﷺ نے خصوصی دعا فرمائی۔ ٦ ہجری میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام سے تین دن بعد آپؓ مسلمان ہوئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے سے اسلام اور مسلمانوں کو بڑی قوت حاصل ہوئی۔

۱- جنت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا محل

نبی ﷺ نے خواب میں تین منظر دیکھے: اول: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت ام سُلیم رضی اللہ عنہا کو آپؐ نے جنت میں دیکھا، ان کا لقب رُمَیْصَاء اور نام سہلہ بنت ملحان تھا۔ دوم: نبی ﷺ نے جنت میں اپنے سامنے آہٹ (چاپ) سنی، پوچھا: یہ کون ہے؟ بتایا گیا یہ بلال رضی اللہ عنہ ہیں۔ سوم: آپؐ نے جنت میں ایک محل دیکھا جس کے آنگن میں ایک لڑکی وضو کررہی تھی، آپؐ نے پوچھا: یہ محل کس کا ہے؟ بتایا گیا: حضرت عمر رضی اللہ عنہا کا، آپؐ نے چاہا کہ اندر جا کر اس محل کو دیکھیں مگر آپؐ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت یاد آئی تو آپؐ اندر نہیں گئے، جب آپؐ نے یہ خواب سنایا تو حضرت عمرؓ رونے لگے اور کہا: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! اے اللہ کے رسول! کیا مجھے آپؐ کی وجہ سے بیوی پر غصہ آئے گا؟

[٦-] مَنَاقِبُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَبِیْ حَفْصٍ الْقُرَشِیِّ الْعَدَوِیِّ

[٣٦٧٩-] حدثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، ثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ الْمَاجِشُوْنِ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْکَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم: "رَأَیْتُنِیْ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِالرُّمَیْصَاءِ امْرَأَةِ أَبِیْ طَلْحَةَ، وَسَمِعْتُ خَشْفَةً، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: هٰذَا بَلَالٌ، وَرَأَیْتُ قَصْرًا بِفِنَائِهِ جَارِیَةٌ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا؟ فَقَالَ: لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَأَرَدْتُ أَنْ أَدْخَلَهُ فَأَنْظُرَ إِلَیْهِ، فَذَکَرْتُ غَیْرَتَكَ" فَقَالَ عُمَرُ: بِأَبِیْ وَأُمِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَعَلَیْكَ أَغَارُ؟ [انظر: ٥٢٢٦، ٧٠٢٤]

[۳۶۸۰-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ أَبِىْ مَرْيَمَ، ثَنَا اللَّيْثُ، ثَنِىْ عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِىْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذْ قَالَ:" بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِىْ فِى الْجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلٰى جَانِبِ قَصْرٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذَا الْقَصْرُ؟ قَالُوْا: لِعُمَرَ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا" فَبَكَى عُمَرُ وَقَالَ: أَعَلَيْكَ أَغَارُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟[راجع: ۳۲۴۲]

۲- نبی ﷺ نے اپنے علم میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا

نبی ﷺ نے ایک خواب دیکھا، آپؐ کے پاس دودھ کا پیالہ لایا گیا، آپؐ نے اس کو نوش فرمایا، یہاں تک کہ آپؐ نے دیکھا کہ سیرابی آپؐ کے ناخنوں سے نکل رہی ہے، یعنی آپؐ کا رواں رواں سیراب ہوگیا پس آپؐ نے بچا ہوا دودھ حضرت عمرؓ کو عنایت فرمایا۔ صحابہ نے پوچھا: اس کی تعبیر کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: علم (حدیث اور اس کی شرح تحفۃ ۱:۳۶۲ میں ہے)

[۳۶۸۱-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ أَبُوْ جَعْفَرٍ الْكُوْفِىُّ، ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ الزُّهْرِىِّ، أَخْبَرَنِىْ حَمْزَةُ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ شَرِبْتُ يَعْنِى اللَّبَنَ، حَتَّى أَنْظُرَ إِلَى الرِّىِّ يَجْرِىْ فِىْ ظُفُرِىْ أَوْ: فِىْ أَظْفَارِىْ، ثُمَّ نَاوَلْتُ عُمَرَ" قَالُوْا: فَمَا أَوَّلْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ:" الْعِلْمَ"[راجع: ۸۲]

۳- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ کارنامہ انجام دیا جو کوئی انجام نہیں دے سکا

حدیث ابھی گذری ہے۔ قوله: أَنْزِعُ بِدلوِ بَكْرَةٍ عَلٰى قَلِيْبٍ: میں کسی کنویں پر چرخی کے ڈول سے پانی نکال رہا ہوں، کنویں پر دو لکڑیاں کھڑی کر کے ان کے درمیان چرخی باندھتے ہیں اور اس سے پانی نکالتے ہیں .... استحالت غربا: ڈول کوس سے بدل گیا، یعنی ڈول بہت بڑا ہوگیا .... الْعَبْقَرِىُّ: ہیرو، باکمال اور بے مثال آدمی، یا بے مثال چیز، غیر معمولی اوصاف وکمالات کا حامل آدمی، نادرۂ روزگار، سورۃ الرحمٰن آیت ۷۶ ہے: ﴿مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَعَبْقَرِىٍّ حِسَانٍ﴾: جنتی سبز مُشَجَّر (وہ کپڑا جس پر درختوں کی تصویر ہوں) اور عجیب خوبصورت کپڑوں پر ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے ہونگے، اور سورۃ الغاشیہ کی آیت ۱۶ ہے: ﴿وَزَرَابِىُّ مَبْثُوْثَةٌ﴾: اور سب طرف قالین ہی قالین بچھے ہوئے ہونگے، ابن جبیر نے العبقری کے معنی: عِتَاقُ الزَّرَابِىّ: شاندار قالین کئے ہیں، اور یحییٰ فراء نحوی نے الزرابی کے معنی کئے ہیں: وہ قالین جس کے کناروں پر باریک جھالر ہوں، اور مبثوثہ: پھیلے ہوئے یعنی بہت زیادہ۔

[۳۶۸۲-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، ثَنِىْ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ سَالِمٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِىَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: رَأَيْتُ فِى الْمَنَامِ أَنِّىْ أَنْزِعُ

بِدَلْوِ بَكْرَةٍ عَلٰى قَلِيْبٍ، فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ فَنَزَعَ ذَنُوْبًا أَوْ ذَنُوْبَيْنِ نَزْعًا ضَعِيْفًا، وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ! ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ فَاسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا يَفْرِىْ فَرِيَّهُ حَتّٰى رَوِىَ النَّاسُ وَضَرَبُوْا بِعَطَنٍ"

قَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ: الْعَبْقَرِيُّ: عِتَاقُ الزَّرَابِيِّ. وَقَالَ يَحْيٰى: الزَّرَابِيُّ: الطَّنَافِسُ لَهَا خَمْلٌ رَقِيْقٌ ﴿مَبْثُوْثَةٌ﴾: كَثِيْرَةٌ، وَهُوَ سَيِّدُ الْقَوْمِ أَعْنِىْ الْعَبْقَرِيَّ. [راجع: ٣٦٣٤]

۴- حضرت عمر رضی اللہ عنہ جس کوچہ سے گذرتے تھے شیطان وہ کوچہ چھوڑ دیتا تھا

حدیث پہلے (نمبر ۳۲۹۴) گذری ہے، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے پاس آنے کی اجازت مانگی، آپؐ کے پاس قریش کی عورتیں تھیں، یعنی آپؐ کے خاندان کی بیویاں تھیں، وہ آپؐ سے کسی معاملہ میں بات کر رہی تھیں، اور آپؐ سے کسی چیز کی زیادتی کا مطالبہ کر رہی تھیں، ان کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں، پس جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت مانگی تو وہ سب اٹھ کر پردہ میں چلی گئیں، نبی ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اجازت دی، وہ آئے تو آپؐ ہنس رہے تھے، حضرت عمرؓ نے کہا: اللہ تعالیٰ آپؐ کے دانتوں کو ہنسائیں یعنی خوش رکھیں اے اللہ کے رسول! آپؐ کیوں ہنسے؟ آپؐ نے فرمایا: مجھے حیرت ہوئی ان عورتوں پر جو میرے پاس تھیں، جب انھوں نے آپؓ کی آواز سنی تو وہ ایک دم پردہ میں چلی گئیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپؐ اے اللہ کے رسول! زیادہ حقدار تھے کہ وہ آپؐ سے ڈرتیں، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اپنی ذاتوں کی دشمنو! کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول اللہ ﷺ سے نہیں ڈرتیں! انھوں نے جواب دیا: تم بد اخلاق اور سخت مزاج ہو، نبی ﷺ ایسے نہیں ہیں (ازواج نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سخت جواب دیا، نبی ﷺ کو اندیشہ ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ترکی بہ ترکی جواب دیں گے، پس آپؐ نے ایک ایسی بات فرمائی جس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دل ڈھل گیا) آپؐ نے فرمایا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے: نہیں ملاقات کرتا آپ سے شیطان کبھی کسی کشادہ گلی میں مگر چلتا ہے وہ اس گلی کے علاوہ گلی میں"، یعنی تم جس گلی سے گذرتے ہو، شیطان وہاں سے دم دبا کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔

[٣٦٨٣-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، ثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، ثَنَا أَبِىْ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِىْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ سَعْدِ بْنِ أَبِىْ وَقَّاصٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُكَلِّمْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ، عَالِيَةً أَصْوَاتُهُنَّ عَلٰى صَوْتِهِ، فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قُمْنَ فَبَادَرْنَ الْحِجَابَ، فَأَذِنَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَدَخَلَ عُمَرُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَضْحَكُ فَقَالَ عُمَرُ: أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ

النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: " عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَآءِ اللاّٰتِیْ كُنَّ عِنْدِیْ، فَلَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ ابْتَدَرْنَ الْحِجَابَ" فَقَالَ عُمَرُ: فَأَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَهَبْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ثُمَّ قَالَ عُمَرُ: يَا عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ! أَتَهَبْنَنِیْ وَلاَ تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقُلْنَ: نَعَمْ، أَنْتَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: " إِيْهٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ إِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ"[راجع: ۳۲۹٤]

لغت: إِيْهٍ (تنوین کے ساتھ) بمعنی حَسْبُكَ: بس کرو، بس بس یعنی عمر! بس کرو، جواب کا جواب مت دو۔

۵- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام سے مسلمانوں کا سر اونچا ہوا

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، ہم برابر باعزت (طاقت ور) رہے، اور حضرت ابن مسعودؓ کا قول دوسری جگہ ہے: ہم خانۂ کعبہ کے پاس نماز پڑھنے پر قادر نہیں تھے، یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا، اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے تو اسلام پردہ سے باہر آیا، اس کی علانیہ دعوت دی گئی، ہم حلقے بنا کر بیت اللہ کے پاس بیٹھے اور بیت اللہ کا طواف کیا اور جس نے ہم پر سختی کی اس سے انتقام لیا اور کفار کے بعض مظالم کا جواب دیا (تاریخ عمر لابن الجوزی)

[۳٦٨٤-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، ثَنَا يَحْيىٰ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، ثَنَا قَيْسٌ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ: مَا زِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ. [انظر: ۳۸٦۳]

٦- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے اعمال کی تمنا کی

یہ روایت ابھی گذری ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غسل دینے کے لئے تختہ پر رکھا گیا تو لوگوں نے ان کو گھیر لیا، وہ دعائیں کر رہے تھے، اس سے پہلے کہ ان کا جنازہ اٹھایا جائے، ابن عباسؓ کہتے ہیں: میں بھی لوگوں میں تھا، پس نہیں گھبراہٹ میں ڈالا مجھے مگر ایک آدمی نے جس نے میرا شانہ پکڑ رکھا تھا، پس اچانک وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے، انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے رحمت کی اور کہا: آپؓ نے اپنے پیچھے کسی ایسے شخص کو نہیں چھوڑا جو مجھے زیادہ پسند ہو کہ میں اللہ سے ملاقات کروں اس کے عمل کے مانند کے ساتھ، آپؓ کے علاوہ، اور بخدا! میں گمان کیا کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ آپؓ کو اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ ملائیں گے، اس لئے کہ میں بار بار سنا کرتا تھا: آپؐ فرماتے تھے: میں ابوبکرؓ اور عمرؓ گئے، میں ابوبکرؓ اور عمرؓ داخل ہوئے، میں ابوبکرؓ اور عمر نکلے۔ مِنْكَ: مفضل منہ ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آرزو کی کہ کاش وہ بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسا عمل کر کے اللہ کے یہاں پہنچیں۔

[۳۶۸۵-] حدثنا عَبْدَانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِىْ مُلَيْكَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُوْلُ: وُضِعَ عُمَرُ عَلٰى سَرِيْرِهِ، فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُوْنَ وَيُصَلُّوْنَ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ وَأَنَا فِيْهِمْ، فَلَمْ يَرُعْنِىْ إِلَّا رَجُلٌ آخِذٌ مَنْكِبِىْ فَإِذَا عَلِيٌّ، فَتَرَحَّمَ عَلٰى عُمَرَ، وَقَالَ: مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللّٰهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ، وَأَيْمُ اللّٰهِ! إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ، وَحَسِبْتُ أَنِّىْ كُنْتُ كَثِيْرًا أَسْمَعُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ" [راجع: ۳۶۷۷]

۷- حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہیں

روایت پہلے گذری ہے، جب احد پہاڑ نے جنبش کی تو نبی ﷺ نے فرمایا: تھم جا، تجھ پر ایک نبی، صدیق یا فرمایا: شہید ہے۔

[۳۶۸۶-] حدثنا مُسَدَّدٌ، ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، ثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِىْ عَرُوْبَةَ، وَقَالَ لِىْ خَلِيْفَةُ: ثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ سَوَاءٍ، وكَهْمَسُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَا: ثَنَا سَعِيْدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: صَعِدَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أُحُدًا وَمَعَهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ بِهِمْ، فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ، وَقَالَ: "اثْبُتْ أُحُدُ! فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ أَوْ شَهِيْدٌ. [راجع: ۳۶۷۵]

قوله: أو شهيد: أو بمعنى واو ہے اور مراد جنس شہید ہے، پس عمر و عثمان دونوں شہید کا مصداق ہیں۔

۸- حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے دورِ خلافت میں نہایت چست اور بے حد سخی تھے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام اسلم رحمہ اللہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کچھ احوال پوچھے، انھوں نے بتائے، پس ابن عمرؓ نے فرمایا: نہیں دیکھا میں نے کسی کو کبھی بھی نبی ﷺ کی وفات کے بعد جو اپنی پوری زندگی میں زیادہ چست اور زیادہ سخی ہو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے۔

لغت: أَجَدَّ: (اسم تفضیل) جِدّ سے: کوشش کرنا .... أَجْوَدُ: (اسم تفضیل) جُوْد سے: سخی .... حَتَّى انْتَهَى: أَى إِلٰى آخِرِ عُمُرِهِ: آخر حیات تک، زندگی بھر۔

[۳۶۸۷-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ سُلَيْمَانَ، ثَنِىْ ابْنُ وَهْبٍ، ثَنِىْ عُمَرُ، هُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ، أَنَّ زَيْدَ بْنَ أَسْلَمَ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: سَأَلَنِىْ ابْنُ عُمَرَ عَنْ بَعْضِ شَأْنِهِ يَعْنِىْ عُمَرَ، فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا قَطُّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ حِيْنَ قُبِضَ كَانَ أَجَدَّ وَأَجْوَدَ حَتَّى انْتَهَى مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

۹- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا نبی ﷺ اور شیخین سے محبت کرنا

ایک شخص نے نبی ﷺ سے قیامت کے بارے میں پوچھا کہ قیامت کب آئے گی؟ آپؐ نے فرمایا: تونے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ (یہ سوال پرنکیر ہے، قیامت کی تیاری کے بارے میں پوچھنا چاہئے، قیامت کے بارے میں بے تاب نہیں رہنا چاہئے؟) اس نے (بہت اچھا جواب دیا) کہا: میرے پاس کوئی تیاری نہیں، مگر میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں، پس آپؐ نے فرمایا: ''تو ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے تو محبت کرتا ہے'' حضرت انسؓ کہتے ہیں: پس نہیں خوش ہوئے ہم کسی بات پر ہمارے خوش ہونے کی طرح نبی ﷺ کے اس ارشاد پر کہ تو ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے تو محبت کرتا ہے، حضرت انسؓ نے فرمایا: پس میں نبی ﷺ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے محبت کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ میں (جنت میں) ان کے ساتھ ہوں گا، میرے ان سے محبت کرنے کی وجہ سے اگرچہ میں نے ان کے جیسے اعمال نہیں کئے۔

[۳۶۸۸-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم عَنِ السَّاعَةِ، فَقَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: "وَمَاذَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟" قَالَ: لَاشَيْءَ، إِلَّا أَنِّيْ أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: "أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ" قَالَ أَنَسٌ: فَمَا فَرِحْنَا بِشَيْءٍ فَرَحَنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ" قَالَ أَنَسٌ: فَأَنَا أُحِبُّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَأَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ، وَأَرْجُوْ أَنْ أَكُوْنَ مَعَهُمْ بِحُبِّيْ إِيَّاهُمْ، وَإِنْ لَمْ أَعْمَلْ بِمِثْلِ أَعْمَالِهِمْ.

[انظر: ۶۱۶۷، ۶۱۷۱، ۷۱۵۳]

۱۰- حضرت عمر رضی اللہ عنہ محدَّث (ملہم) تھے

حدیث پہلے گذری ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: گذشتہ امتوں میں کچھ لوگ تھے جو باتیں کئے جاتے تھے، پس اگر میری امت میں ایسا کوئی ہے تو وہ عمرؓ ہیں، اور دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں: تم سے پہلے بنی اسرائیل میں کچھ لوگ ہوئے ہیں جو باتیں کئے جاتے تھے یعنی ان سے فرشتے باتیں کرتے تھے، اس کے بغیر کہ وہ نبی ہوں، یعنی وہ انبیاء نہیں تھے، پس اگر میری امت میں ایسے لوگوں میں سے کوئی ہے تو وہ عمرؓ ہیں۔

ملحوظہ: سورۃ الحج کی آیت ۵۲ ہے: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُوْلٍ وَلَا نَبِيٍّ﴾: اس آیت میں حضرت ابن عباسؓ نے وَلَا مُحَدَّثٍ بھی پڑھا ہے۔

[۳۶۸۹-] حدثنا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لَقَدْ كَانَ فِيْمَا كَانَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْأُمَمِ نَاسٌ مُحَدَّثُوْنَ، فَإِنْ

يَكُنْ فِيْ أُمَّتِي أَحَدٌ فَإِنَّهُ عُمَرُ" زَادَ زَكَرِيَّاءُ بْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ، عَنْ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" قَدْ كَانَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ رِجَالٌ يُكَلَّمُوْنَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَكُوْنُوْا أَنْبِيَاءَ، فَإِنْ يَكُ فِيْ أُمَّتِيْ مِنْهُمْ أَحَدٌ فَعُمَرُ"
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ:" مِنْ نَبِيٍّ وَلاَ مُحَدَّثٍ"[راجع: ٣٤٦٩]

۱۱- قوتِ ایمانی میں نبی ﷺ نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ ملایا

حدیث ابھی گذری ہے، جب بھیڑیا بولا تھا تو لوگوں کو تعجب ہوا تھا، آپؐ نے فرمایا: میرا اور ابوبکر وعمر کا اس پر ایمان ہے، حالانکہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما اس وقت وہاں موجود نہیں تھے (مگر ان کی قوت ایمانی پر اعتماد کر کے نبی ﷺ نے ان کو اپنے ساتھ ملایا)

[٣٦٩٠-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، ثَنَا اللَّيْثُ، ثَنَا عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالاَ: سَمِعْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "بَيْنَمَا رَاعٍ فِي غَنَمِهِ عَدَا الذِّئْبُ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهَا حَتَّى اسْتَنْقَذَهَا، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الذِّئْبُ، فَقَالَ لَهُ: مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ؟ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِيْ" فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" فَإِنِّيْ أُوْمِنُ بِهِ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ" وَمَا ثَمَّ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ.[راجع: ٢٣٢٤]

۱۲- حضرت عمر رضی اللہ عنہ دین داری میں بلند پایہ تھے

نبی ﷺ نے فرمایا: میں نے خواب میں لوگوں کو دیکھا: وہ میرے سامنے پیش کئے جارہے ہیں، درانحالیکہ انھوں نے کُرتے پہن رکھے ہیں، کسی کا کُرتا پستانوں تک پہنچا ہوا ہے کسی کا اس سے نیچے تک، اور میرے سامنے عمر بن الخطابؓ پیش کئے گئے درانحالیکہ انھوں نے ایسا کُرتا پہن رکھا ہے جس کو وہ گھسیٹ رہے ہیں، صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ! آپؐ نے اس کی تعبیر کیا لی؟ آپؐ نے فرمایا: دین داری! (یہ حدیث تحفہ ۱:۲۳۲ میں گذری ہے، اور وہاں اس سوال کا جواب بھی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر فضیلت لازم آتی ہے)

[٣٦٩١-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، ثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ ابْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ عُرِضُوْا عَلَيَّ، وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ فَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ، وَمِنْهَا مَا يَبْلُغُ دُوْنَ ذٰلِكَ، وَعُرِضَ عَلَيَّ عُمَرُ وَعَلَيْهِ قَمِيْصٌ اجْتَرَّهُ" قَالُوْا: فَمَا أَوَّلْتَهُ؟ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ:" الدِّيْنُ"[راجع: ٢٣]

۱۳- حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نبی ﷺ، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ خوش تھے

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خنجر مارے گئے تو آپؓ درد محسوس کرنے لگے، پس ان سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: — اور گویا وہ ان کو تسلی دے رہے ہیں — اے امیر المؤمنین! بخدا اگر تھا وہ یعنی آپؓ کا زخمی کیا جانا تو واقعہ یہ ہے کہ آپؓ نے نبی ﷺ کی صحبت پائی ہے، پس آپؓ نے اس صحبت کو بہترین کیا یعنی صحبت کا حق ادا کیا، پھر آپؓ ان سے جدا ہوئے درانحالیکہ وہ آپؓ سے خوش تھے، پھر آپؓ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت پائی تو اس صحبت کا بھی حق ادا کیا، پھر آپؓ ان سے جدا ہوئے درانحالیکہ وہ آپؓ سے خوش تھے، پھر آپؓ نے نبی ﷺ کے ساتھیوں کی صحبت پائی پس آپؓ نے ان کی صحبت اچھی کی، یعنی ان کی صحبت کا بھی حق ادا کیا، اور بخدا! اگر آپؓ ان سے جدا ہونگے تو ضرور ان سے جدا ہونگے درانحالیکہ وہ آپؓ سے خوش ہونگے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: رہی وہ بات جو آپؓ نے بیان کی نبی ﷺ کی صحبت سے اور ان کے خوش ہونے سے تو وہ اللہ کا ایک احسان تھا جو اللہ نے مجھ پر کیا اور رہی وہ بات جو آپؓ نے بیان کی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رفاقت اور ان کی خوشنودی سے تو وہ بھی اللہ کا ایک احسان تھا جو اللہ نے مجھ پر کیا، اور رہی وہ گھبراہٹ جو تم میرے ساتھ دیکھ رہے ہو تو وہ تیری وجہ سے اور تیرے ساتھیوں کی وجہ سے ہے یعنی میرے بعد تیرا اور تیرے ساتھیوں کا کیا ہوگا؟ کیونکہ فتنوں کا دروازہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے، جو توڑ دیا گیا، اب فتنوں کا سیل رواں آئے گا، بخدا! اگر میرے لئے زمین بھر کر سونا ہوتا تو میں ضرور اس کو اللہ کے عذاب کے بدلہ میں دیدیتا، اس سے پہلے کہ مجھے عذاب سے سابقہ پڑے۔

[۳۶۹۲-] حدثنا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، أَنَا أَيُّوْبُ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ، قَالَ: لَمَّا طُعِنَ عُمَرُ جَعَلَ يَأْلَمُ، فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ - وَكَأَنَّهُ يُجَزِّعُهُ -: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! وَلَئِنْ كَانَ ذَاكَ، لَقَدْ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ، ثُمَّ فَارَقْتَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، ثُمَّ صَحِبْتَ أَبَا بَكْرٍ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُ، ثُمَّ فَارَقْتَ وَهُوَ عَنْكَ رَاضٍ، ثُمَّ صَحِبْتَ صَحَبَتَهُمْ فَأَحْسَنْتَ صُحْبَتَهُمْ، وَلَئِنْ فَارَقْتَهُمْ لِتُفَارِقَنَّهُمْ وَهُمْ عَنْكَ رَاضُوْنَ، قَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذٰلِكَ مَنٌّ مِنَ اللّٰهِ مَنَّ بِهِ عَلَيَّ، وَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ صُحْبَةِ أَبِيْ بَكْرٍ وَرِضَاهُ فَإِنَّمَا ذٰلِكَ مَنٌّ مِنَ اللّٰهِ جَلَّ ذِكْرُهُ مَنَّ بِهِ عَلَيَّ، وَأَمَّا مَا تَرَى مِنْ جَزَعِيْ فَهُوَ مِنْ أَجْلِكَ وَمِنْ أَجْلِ أَصْحَابِكَ، وَاللّٰهِ لَوْ أَنَّ لِيْ طِلَاعَ الْأَرْضِ ذَهَبًا، لَافْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ قَبْلَ أَنْ أَرَاهُ، قَالَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ: ثَنَا أَيُّوْبُ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عُمَرَ، بِهٰذَا.

۱۴- نبی ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت دی

حدیث ابھی گذری ہے جب نبی ﷺ ایک باغ میں بیر اریس پر تشریف فرما تھے اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ دربانی کر رہے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو نبی ﷺ نے ان کو اجازت دی اور فرمایا: ان کو جنت کی خوشخبری دو، اور جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جنت کی خوش خبری دی تو یہ بھی بتایا کہ ان کو دنیا میں ایک آزمائش پیش آئے گی، پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ المستعان: اللہ تعالیٰ مدد خواستہ ہیں، یعنی میں اس آزمائش میں ہمت سے کام لوں گا اور صبر کروں گا۔

[۳۶۹۳-] حدثنا یُوْسُفُ بْنُ مُوْسَی، ثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، ثَنِیْ عُثْمَانُ بْنُ غِیَاثٍ، ثَنِیْ أَبُوْ عُثْمَانَ النَّهْدِیُّ، عَنْ أَبِیْ مُوْسَی، قَالَ: کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم فِیْ حَائِطٍ مِنْ حِیْطَانِ الْمَدِیْنَةِ، فَجَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیه وسلم: " افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" فَفَتَحْتُ لَهُ، فَإِذَا هُوَ أَبُوْ بَکْرٍ فَبَشَّرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیه وسلم فَحَمِدَ اللّٰهَ، ثُمَّ جَاءَ رَجُلٌ فَاسْتَفْتَحَ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیه وسلم: " افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" فَفَتَحْتُ لَهُ، فَإِذَا هُوَ عُمَرُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیه وسلم فَحَمِدَ اللّٰهَ، ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ فَقَالَ لِیْ: " افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلٰی بَلْوَی تُصِیْبُهُ" فَإِذَا عُثْمَانُ فَأَخْبَرْتُهُ بِمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ قَالَ: اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ. [راجع: ۳۶۷٤]

۱۵- نبی ﷺ کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بے تکلفی

عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور آپؐ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر چل رہے تھے (یہ غایت درجہ محبت اور بے تکلفی کی دلیل ہے اور حدیث تفصیل سے آگے (حدیث ۶۶۳۲) آئے گی۔ ان شاء اللہ)

[۳۶۹٤-] حدثنا یَحْیَی بْنُ سُلَیْمَانَ، ثَنِیْ ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِیْ حَیْوَةُ، ثَنِیْ أَبُوْ عَقِیْلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ هِشَامٍ، قَالَ: کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم وَهُوَ آخِذٌ بِیَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. [انظر: ٦٢٦٤، ٦٦٣٢]

مَنَاقِبُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَبِیْ عَمْرٍو الْقُرَشِیِّ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل

اسم گرامی: عثمان، والد کا نام: عفان بن ابی العاص بن امیہ، نسبت: قرشی، اموی، کنیت: ابوعمرو اور ابوعبداللہ، لقب: ذوالنورین (کیونکہ آپؓ کے نکاح میں نبی ﷺ کی دو صاحبزادیاں (رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما) یکے بعد دیگرے آئی

ہیں) ولادت: مکہ میں ہجرت سے ۴۷ سال پہلے، شہادت مدینہ میں ۳۵ ہجری میں، مطابق ۵۷۷-۶۵۶ عیسوی، تیسرے خلیفہ راشد، عشرۂ مبشرہ میں سے ایک، ۲۳ ہجری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد خلیفہ چنے گئے مدت خلافت بارہ سال، آپؓ کے زمانہ میں آرمینیہ، قوقاز، خراسان، کرمان، سجستان، افریقہ اور قبرص فتح ہوئے۔

۱- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بیر رومہ خرید کر وقف کیا

بیر رومہ ایک یہودی کا تھا، وہ مسلمانوں کو پانی بھرنے نہیں دیتا تھا، پیسے لیتا تھا، اس کا پانی شیریں تھا، نبی ﷺ نے مسلمانوں کو ترغیب دی کہ جو کوئی یہ کنواں خرید کر وقف کردے اس کے لئے جنت ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ کنواں بیس ہزار درہم میں خرید کر وقف کیا۔

اور غزوۂ تبوک میں نبی ﷺ نے چندہ کی تحریک کی کہ کون مقبول خیرات دیتا ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انھوں نے چندہ میں سو اونٹ ان کے ٹاٹوں اور کجاووں کے ساتھ لکھوائے، آپؐ نے پھر ترغیب دی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پھر دوسرے سو اونٹ لکھوائے، پھر نبی ﷺ منبر سے ایک سیڑھی نیچے اترے، اور پھر ترغیب دی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اور سو اونٹ ان کے ٹاٹوں اور کجاووں کے ساتھ لکھوائے، اس دن نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: آج کے بعد عثمانؓ جو کچھ بھی کریں اس کا ضرر ان کو نہیں پہنچے گا۔

[۷-] مَنَاقِبُ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ أَبِیْ عَمْرٍو الْقُرَشِیِّ

وَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: "مَنْ یَحْفِرْ بِئْرَ رُوْمَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ" فَحَفَرَهَا عُثْمَانُ، وَقَالَ: "مَنْ جَهَّزَ جَیْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ" فَجَهَّزَهُ عُثْمَانُ.

۲- نبی ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت دی

حدیث ابھی گذری ہے، جب آپؐ بیر اریس پر تشریف فرما تھے تو تیسرے نمبر پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آئے، ان کو جنت کی خوش خبری سنائی اور یہ بھی بتایا کہ ان کو دنیا میں ایک آزمائش پیش آئے گی۔

اور دوسری روایت کے آخر میں ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو نبی ﷺ نے اپنے گھٹنے ڈھانک لئے اس لئے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہت شرمیلے تھے، حضور ﷺ کو اندیشہ ہوا کہ شاید وہ اس ہیئت کو مناسب نہ سمجھیں، اس لئے گھٹنوں کا زیریں حصہ جو کھلا ہوا تھا اس کو آپؐ نے ڈھانک لیا (اس اضافہ میں راوی کا وہم ہے، یہ بات اس موقعہ پر نہیں فرمائی تھی، یہ دوسرا واقعہ ہے اور گھر کا ہے)

[۳۶۹۵-] حدثنا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، ثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ أَیُّوْبَ، عَنْ أَبِیْ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِیْ مُوْسَی، أَنَّ النَّبِیَّ

صلى الله عليه وسلم دَخَلَ حَائِطًا وَأَمَرَنِيْ بِحِفْظِ بَابِ الْحَائِطِ، فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَأْذِنُ، فَقَالَ: "ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" فَإِذَا أَبُوْ بَكْرٍ، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ يَسْتَأْذِنُ فَقَالَ:" ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" فَإِذَا عُمَرُ، ثُمَّ جَاءَ آخَرُ يَسْتَأْذِنُ فَسَكَتَ هُنَيْهَةً ثُمَّ قَالَ:" ائْذَنْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ عَلَى بَلْوَى سَتُصِيْبُهُ" فَإِذَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ. [راجع: ۳٦٧٤]

قَالَ حَمَّادٌ: ثَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، وَعَلِيُّ بْنُ الْحَكَمِ: سَمِعَا أَبَا عُثْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى بِنَحْوِهِ. وَزَادَ فِيْهِ عَاصِمٌ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ قَاعِدًا فِيْ مَكَانٍ فِيْهِ مَاءٌ قَدْ انْكَشَفَ عَنْ رُكْبَتَيْهِ أَوْ: رُكْبَتِهِ فَلَمَّا دَخَلَ عُثْمَانُ غَطَّاهَا.

وضاحت: قَاعِدًا فِي مَكَانٍ فِيْهِ مَاء: یعنی بیر اریس پر تشریف فرما تھے، یہ عاصم کا وہم ہے، گھٹنہ ڈھانکنے کا واقعہ گھر کا ہے، اس موقعہ کا نہیں ہے (حاشیہ)

۳- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے اخیافی بھائی ولید پر حد جاری کی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جھوٹی شکایت کی وجہ سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی گورنری سے معزول کیا، پھر تحقیق حال کے بعد دوبارہ ان کو گورنر بنانا چاہا تو وہ تیار نہیں ہوئے، انھوں نے کہا: جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ میں نماز بھی ڈھنگ سے نہیں پڑھاتا ان کا حاکم میں نہیں بننا چاہتا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب خلافت کے لئے چھ آدمیوں کی کمیٹی بنائی تو متوقع خلیفہ کو وصیت کی کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے حکومت کے کاموں میں مدد لے، چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر بنایا، وہاں کے بیت المال کے ذمہ دار حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تھے، حضرت سعدؓ نے بیت المال سے کوئی قرضہ لیا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی واپسی کا مطالبہ کیا تو دونوں میں نزاع ہوا، پس حضرت عثمانؓ نے حضرت سعدؓ کو معزول کیا، اور اپنے اخیافی بھائی ولید بن عقبہ کو جو جزیرہ کا گورنر تھا کوفہ کا گورنر مقرر کیا، اس نے شراب پی کر فجر کی چار رکعتیں پڑھائیں، یہ معاملہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا آپؓ نے اس کو بلا کر قید کر دیا، اور تحقیقات شروع کیں، اس میں کچھ دیر لگی تو لوگوں میں چہ میگوئیاں ہوئیں کہ حضرت سعدؓ کو جو عشرۂ مبشرہ میں سے تھے معزول کر دیا، اور اس کی جگہ ایک فاسق کو گورنر مقرر کیا، پھر اس کا جرم پکڑا گیا تو سزا جاری نہیں کرتے، بھائی ہے اس لئے لیت ولعل کر رہے ہیں، چنانچہ مسور اور عبدالرحمٰن بن الاسود نے عبید اللہ بن عدی بن الخیار سے کہا: تم حضرت عثمانؓ سے ان کے بھائی ولید کے معاملہ میں گفتگو نہیں کرتے؟ لوگ اس معاملہ میں بہت زیادہ چہ میگوئیاں کر رہے ہیں عبید اللہ کہتے ہیں: پس میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا، جب وہ نماز پڑھانے کے لئے آرہے تھے، میں نے کہا: مجھے آپؓ سے ایک ضروری بات کرنی ہے اور وہ آپؓ کے لئے خیر خواہی ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے

کہا: او مانس! میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، پس عبید اللہ لوٹ آئے، نماز کے بعد وہ مسور اور عبد الرحمٰن کے ساتھ بیٹھے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قاصد آیا، عبید اللہ خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ مجھے کیا نصیحت کرنا چاہتے تھے؟ عبید اللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، اور ان پر قرآنِ کریم نازل کیا اور آپؓ ان لوگوں میں سے ہیں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی بات پر لبیک کہا، پھر آپؓ نے دو ہجرتیں کیں، اور آپؓ نبی ﷺ کی صحبت میں رہے، اور آپؓ نے ان کا طریقہ دیکھا، اور لوگ ولید کے معاملہ میں طرح طرح کی باتیں کر رہے ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا: آپ نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ پایا ہے؟ عبید اللہ نے کہا: نہیں، لیکن مجھ تک پہنچی ہیں آپؐ کی وہ تعلیمات جو کنواری لڑکی تک پہنچ چکی ہیں، اس کے پردہ میں یعنی دین کی بنیادی تعلیمات سے میں واقف ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سنو! اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، پس میں ان لوگوں میں تھا جنھوں نے اللہ رسول کی دعوت پر لبیک کہا، اور میں اس دین پر ایمان لایا جس کے ساتھ آپؐ بھیجے گئے، اور میں نے دو ہجرتیں کیں، جیسا آپ نے کہا، اور میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہا اور آپؐ سے بیعت کی، پس بخدا! میں نے آپؐ کی نافرمانی نہیں کی نہ ملاوٹ سے کام لیا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو وصول کیا، پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ میرا ایسا ہی معاملہ رہا، پھر عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی میرا ایسا ہی معاملہ رہا، پھر میں خلیفہ بنایا گیا تو کیا میرے لئے وہ حق نہیں جو ان خلفاء کے لئے تھا؟ عبید اللہ نے کہا: کیوں نہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر یہ کیا باتیں ہیں جو مجھے تمہاری طرف سے پہنچ رہی ہیں؟ رہی وہ بات جو تم نے ولید کے معاملہ میں کہی ہے تو عنقریب اگر اللہ نے چاہا تو اس کے معاملہ میں برحق بات کو ہم لیں گے، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو حکم دیا کہ ولید کو کوڑے ماریں، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو اسّی کوڑے مارے (یہ یونس کی روایت ہے اور معمر کی روایت میں ہے کہ چالیس کوڑے مارے، فتح الباری میں ہے کہ یہ روایت اصح ہے، شرابی کو اسّی کوڑے مارے جائیں یا چالیس؟ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک چالیس کوڑے مارے جائیں اور دوسرے ائمہ کے نزدیک اسّی، نبی ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں چالیس کوڑے مارے جاتے تھے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسّی کوڑے کر دیئے، اس لئے فقہاء میں اختلاف ہوا)

[٣٦٩٦-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبِ بْنِ سَعِيْدٍ، ثَنَا أَبِىْ، عَنْ يُوْنُسَ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِىْ عُرْوَةُ، أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عِدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ: أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ، قَالَا: مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُكَلِّمَ عُثْمَانَ لِأَخِيْهِ الْوَلِيْدِ فَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِيْهِ؟ فَقَصَدْتُ لِعُثْمَانَ حَتّٰى خَرَجَ إِلَى الصَّلَاةِ، قُلْتُ: إِنَّ لِىْ إِلَيْكَ حَاجَةً وَهِىَ نَصِيْحَةٌ لَكَ، قَالَ: يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ!- قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: أُرَاهُ قَالَ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ - فَانْصَرَفْتُ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِمْ إِذْ جَاءَ رَسُوْلُ عُثْمَانَ فَأَتَيْتُهُ، فَقَالَ: مَا نَصِيْحَتُكَ؟ فَقُلْتُ: إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صلى الله عليه وسلم بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ وَكُنْتَ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ

وَلِرَسُوْلِهِ صلی اللہ علیه وسلم، فَهَاجَرْتَ الْهِجْرَتَيْنِ، وَصَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم، وَرَأَيْتَ هَدْيَهُ، وَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِيْ شَأْنِ الْوَلِيْدِ، قَالَ: أَدْرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم؟ قُلْتُ: لَا، وَلٰكِنْ خَلُصَ إِلَيَّ مِنْ عِلْمِهِ مَا يَخْلُصُ إِلَى الْعَذْرَاءِ فِي سِتْرِهَا، قَالَ: أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیه وسلم بِالْحَقِّ، فَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ، وَآمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهِ، وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ كَمَا قُلْتَ، وَصَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم وَبَايَعْتُهُ فَوَ اللّٰهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ أَبَا بَكْرٍ مِثْلُهُ ثُمَّ عُمَرَ مِثْلُهُ ثُمَّ اسْتُخْلِفْتُ، أَفَلَيْسَ لِيْ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِيْ لَهُمْ؟ قُلْتُ: بَلٰى، قَالَ: فَمَا هٰذِهِ الْأَحَادِيْثُ الَّتِيْ تَبْلُغُنِيْ عَنْكُمْ، أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ شَأْنِ الْوَلِيْدِ فَسَنَأْخُذُ فِيْهِ بِالْحَقِّ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، ثُمَّ دَعَا عَلِيًّا فَأَمَرَهُ أَنْ يَجْلِدَ فَجَلَدَهُ ثَمَانِيْنَ. [انظر: ۳۸۷۲، ۳۹۲۷]

۴- خلفائے ثلاثہ میں تفاضل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں گردانتے تھے، پھر عمر رضی اللہ عنہ کو پھر عثمان رضی اللہ عنہ کو (رکھتے تھے) پھر ہم صحابہ کو چھوڑ دیتے تھے، ان میں تفاضل نہیں کرتے تھے۔

[۳۶۹۷-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيْعٍ، ثَنَا شَاذَانُ، ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ الْمَاجِشُوْنُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كُنَّا فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیه وسلم لَا نَعْدِلُ بِأَبِيْ بَكْرٍ أَحَدًا، ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ، ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیه وسلم لَا نُفَاضِلُ بَيْنَهُمْ. تَابَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ. [راجع: ۳۶۵۵، ۳۱۳۰]

۵- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تین اعتراضات اور ان کے جوابات

حدیث: عثمان بن عبداللہ بن موہب سے مروی ہے کہ مصر کے لوگوں میں سے ایک شخص نے بیت اللہ کا حج کیا، اس نے (مسجد حرام میں) کچھ لوگوں کو بیٹھا ہوا دیکھا، اس نے پوچھا: یہ لوگ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا: یہ قریش کے لوگ ہیں، اس نے پوچھا: ان میں یہ حضرت کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا: یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہیں، پس وہ آپؓ کے پاس آیا اور اس نے کہا: میں آپؓ سے ایک بات پوچھتا ہوں آپ مجھے اس کا جواب دیں:

پہلا اعتراض: میں آپؓ کو اس گھر کی عزت وعظمت کی قسم دیتا ہوں! کیا آپؓ جانتے ہیں کہ عثمانؓ جنگ احد میں بھاگے تھے؟ آپؓ نے فرمایا: ہاں!

دوسرا اعتراض: اس نے پوچھا: کیا آپؓ جانتے ہیں کہ وہ جنگِ بدر سے غائب رہے تھے؟ پس اس میں شریک نہیں

ہوئے تھے؟ آپؓ نے فرمایا: ہاں!

تیسرا اعتراض: اس نے پوچھا: کیا آپؓ جانتے ہیں کہ وہ بیعتِ رضوان سے غائب رہے تھے، پس اس میں شریک نہیں ہوئے تھے؟ آپؓ نے فرمایا: ہاں!

پس اس شخص نے کہا: اللہ اکبر! یعنی تینوں اعتراضات صحیح نکلے، ابن عمرؓ نے ان کا اعتراف کرلیا، پس اس سے ابن عمرؓ نے کہا: آ، یہاں تک کہ میں واضح کروں تیرے لئے وہ باتیں جو تو نے پوچھی ہیں، یعنی اپنے اعتراضات کے جوابات بھی لیتا جا!

پہلے اعتراض کا جواب: رہا ان کا جنگِ احد کے موقع پر بھاگنا، تو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کردیا ہے اور ان کو بخش دیا ہے۔

تشریح: سورہ آلِ عمران کی آیت (۱۵۵) ہے: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ: إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَاكَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ، إِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَحِيْمٌ﴾: تم میں سے جن لوگوں نے پشت پھیری جس دن دو جماعتیں باہم مقابل ہوئیں: ان کو شیطان ہی نے پھسلایا، ان کے بعض اعمال کی وجہ سے (تیر اندازوں کے مورچہ چھوڑنے کی وجہ سے) اور بالیقین جان لو کہ اللہ تعالیٰ نے معاف کردیا اور اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے، بڑے بردبار ہیں؟

بعض معاندین صحابہ نے اس واقعہ سے صحابہ پر، خصوصاً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا ہے اور اس سے یہ بات مستنبط کی ہے کہ وہ خلافت کے اہل نہیں تھے، لیکن یہ مہمل اعتراض ہے، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کردیا تو اب دوسروں کو مؤاخذہ کرنے کا کیا حق ہے؟ اور خلافت کے لئے اہل حق کے نزدیک عصمت شرط نہیں۔

دوسرے اعتراض کا جواب: اور رہا ان کا جنگِ بدر سے غیر حاضر رہنا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے نکاح میں نبی ﷺ کی صاحبزادی (حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا تھیں، اور وہ سخت علیل تھیں، چنانچہ آپؐ نے حضرت اسامہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کو تیمارداری کے لئے گھر رہنے کا حکم دیا) اور ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمہیں اس شخص کا ثواب ملے گا جو جنگِ بدر میں شریک ہوا ہے اور اس کا حصہ ملے گا"

تیسرے اعتراض کا جواب: اور رہا ان کا بیعتِ رضوان سے غیر حاضر رہنا، تو اگر کوئی شخص مکہ میں عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ معزز ہوتا تو رسول اللہ ﷺ عثمان کی جگہ اس کو بھیجتے (مگر ایسا کوئی نہیں تھا، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو بھیجا، اور بیعتِ رضوان عثمان رضی اللہ عنہ کے مکہ جانے کے بعد ہوئی تھی) ابن عمرؓ کہتے ہیں: پس رسول اللہ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا: "یہ عثمان کا ہاتھ ہے" اور اس کو اپنے بائیں ہاتھ پر مارا اور فرمایا: "یہ عثمانؓ کے لئے (بیعت) ہے!" —— پھر ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سائل سے فرمایا: اب یہ جوابات اپنے ساتھ لے کر جا!

[۳۶۹۸-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، ثَنَا عُثْمَانُ هُوَ ابْنُ مَوْهَبٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ مِصْرَ وَحَجَّ الْبَيْتَ، فَرَأَى قَوْمًا جُلُوْسًا، فَقَالَ: مَنْ هٰؤُلَآءِ الْقَوْمُ؟ فَقَالُوْا: هٰؤُلَآءِ قُرَيْشٌ، قَالَ:

فَمَنِ الشَّيْخُ فِيْهِمْ؟ قَالُوْا: عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: يَا ابْنَ عُمَرَ، إِنِّیْ سَائِلُكَ عَنْ شَيْئٍ فَحَدِّثْنِیْ عَنْهُ هَلْ تَعْلَمُ أَنَّ عُثْمَانَ فَرَّ يَوْمَ أُحُدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: تَعْلَمُ أَنَّـهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ وَلَمْ يَشْهَدْ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: تَعْلَمُ أَنَّـهُ تَغَيَّبَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: اللّٰهُ أَكْبَرُ! قَالَ ابْنُ عُمَرَ: تَعَالَ أُبَيِّنْ لَكَ، أَمَّا فِرَارُهُ يَوْمَ أُحُدٍ: فَأَشْهَدُ أَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَ لَهُ، وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَدْرٍ: فَإِنَّـهُ كَانَ تَحْتَهُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَكَانَتْ مَرِيْضَةً، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " إِنَّ لَكَ أَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهُ" وَأَمَّا تَغَيُّبُهُ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ: فَلَوْ كَانَ أَحَدٌ أَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ لَبَعَثَهُ مَكَانَهُ، فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عُثْمَانَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمَانُ إِلٰى مَكَّةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِيَدِهِ الْيُمْنٰى: " هٰذِهِ يَدُ عُثْمَانَ" فَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهِ فَقَالَ: " هٰذِهِ لِعُثْمَانَ" فَقَالَ لَهُ ابْنُ عُمَرَ: اذْهَبْ بِهَا الآنَ مَعَكَ.

۶- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی پیشین گوئی

حدیث گذری ہے، نبی ﷺ احد پہاڑ پر چڑھے، آپؐ کے ساتھ خلفائے ثلاثہ تھے، پہاڑ نے جنبش کی تو آپؐ نے ایڑ ماری اور فرمایا: تھم جا! تجھ پر نبی، صدیق اور دو شہید ہی ہیں۔

[۳۶۹۹-] حدثنا مُسَدَّدٌ، ثَنَا يَحْيَى، عَنْ سَعِيْدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ، قَالَ صَعِدَ النَّبِیُّ صلى الله عليه وسلم أُحُدًا وَمَعَهُ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَرَجَفَ، فَقَالَ اسْكُنْ أُحُدُ! أَظُنُّهُ ضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ، فَلَيْسَ عَلَيْكَ إِلَّا نَبِیٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ. [راجع: ۳۶۷۵]

بَابُ قِصَّةِ الْبَيْعَةِ وَالاِتِّفَاقِ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، وَفِيْهِ مَقْتَلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت پر لوگوں کا اتفاق

[۸-] بَابُ قِصَّةِ الْبَيْعَةِ وَالاِتِّفَاقِ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، وَفِيْهِ مَقْتَلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

[۳۷۰۰-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، ثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ، قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَبْلَ أَنْ يُصَابَ بِأَيَّامٍ بِالْمَدِيْنَةِ، وَوَقَفَ عَلٰى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ وَعُثْمَانَ ابْنِ حُنَيْفٍ، قَالَ: كَيْفَ فَعَلْتُمَا؟ أَتَخَافَانِ أَنْ تَكُوْنَا قَدْ حَمَّلْتُمَا الأَرْضَ مَالاَ تُطِيْقُ؟ قَالاَ: حَمَّلْنَاهَا أَمْرًا هِيَ لَهُ مُطِيْقَةٌ، مَا فِيْهَا كَبِيْرُ فَضْلٍ، قَالَ: انْظُرَا أَنْ تَكُوْنَا حَمَّلْتُمَا الأَرْضَ مَا لاَ تُطِيْقُ، قَالَ: قَالاَ: لاَ، فَقَالَ عُمَرُ: لَئِنْ سَلَّمَنِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَأَدَعَنَّ أَرَامِلَ أَهْلِ الْعِرَاقِ لاَ يَحْتَجْنَ إِلٰى رَجُلٍ بَعْدِیْ أَبَدًا.

ترجمہ: عمرو بن میمون اودی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کئے جانے سے چند دن پہلے مدینہ میں دیکھا کہ وہ حضرت حذیفہ اور حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہما کے پاس کھڑے ہوئے، فرمایا: کیا کیا تم دونوں نے؟ کیا ڈرتے ہو تم دونوں کہ تم نے عراق کی زمین پر وہ محصول لادا ہو جس کی زمین میں طاقت نہ ہو؟ دونوں نے کہا: ہم نے لادا ہے اس پر ایسا محصول جس کی اس میں پوری طاقت ہے، نہیں ہے اس محصول میں کچھ غیر معمولی زیادتی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: دونوں غور کرلو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم دونوں نے زمین پر وہ محصول لگایا ہو جس کی زمین میں طاقت نہ ہو، راوی کہتا ہے: دونوں نے کہا نہیں، یعنی ہم نے زمین کی طاقت سے زیادہ محصول نہیں لگایا، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بخدا! اگر سلامت رکھا مجھ کو اللہ نے تو ضرور عراق والوں کی بیواؤں کو کردونگا کہ وہ نہیں محتاج ہونگی میرے بعد کسی کی کبھی بھی!

تشریح: پہلے بیان کیا ہے کہ جب عراق فتح ہوا تو میدان میں جو غنیمت ہاتھ آئی وہ فوج میں تقسیم کردی گئی، مگر فوج نے مطالبہ کیا کہ عراق کی زمینیں بھی ہمیں تقسیم کر کے دی جائیں، جس طرح نبی ﷺ نے خیبر کی زمینیں فوج کو تقسیم کر کے دی تھیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس میں شرح صدر نہیں تھا، پہلے انھوں نے اکابر صحابہ سے مشورہ کیا، پھر ایک ماہ تک استخارہ کیا اور ان کو سورۂ حشر کی آیات یاد آئیں، چنانچہ ان کے مطابق عراق کی زمینوں کو مالِ فئے قرار دیا، اور حضرت حذیفہ اور عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہما کو عراق بھیجا کہ وہ پورے ملک کی زمینوں کی پیمائش کریں، نوعیت مقرر کریں اور لگان تجویز کریں، وہ حضرات کام سے فارغ ہو کر مدینہ آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ان سے ملاقات ہوئی اور وہ گفتگو ہوئی جو حدیث میں ہے کہ آپ حضرات نے بھاری لگان تو مقرر نہیں کیا؟ اگر ایسا ہے تو ہلکا کرو، دونوں نے کہا: ہم نے مناسب لگان لگایا ہے۔ اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں چند دن اور زندہ رہا تو عراق کی بیواؤں کو خود کفیل کردوں گا، وہ میرے بعد کسی کی محتاج نہیں رہیں گی، معلوم نہیں حضرت کے ذہن میں کیا پلان تھا؟ بعد کے خلفاء نے بھی ایسا کوئی انتظام نہیں کیا۔

قَالَ: فَمَا أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا رَابِعَةٌ حَتَّى أُصِيْبَ، قَالَ: إِنِّيْ لَقَائِمٌ، مَا بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ إِلَّا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ غَدَاةَ أُصِيْبَ، وَكَانَ إِذَا مَرَّ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ قَالَ: اسْتَوُوْا، حَتَّى إِذَا لَمْ يَرَ فِيْهِنَّ خَلَلاً تَقَدَّمَ فَكَبَّرَ، وَرُبَّمَا قَرَأَ بِسُوْرَةِ يُوْسُفَ أَوِ النَّحْلِ أَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ فِيْ الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى حَتَّى يَجْتَمِعَ النَّاسُ، فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ كَبَّرَ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: قَتَلَنِيْ أَوْ: أَكَلَنِيْ الْكَلْبُ، حِيْنَ طَعَنَهُ، فَطَارَ الْعِلْجُ بِسِكِّيْنٍ ذَاتِ طَرَفَيْنِ، لَا يَمُرُّ عَلٰى أَحَدٍ يَمِيْنًا وَلَا شِمَالاً إِلَّا طَعَنَهُ، حَتَّى طَعَنَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلاً، مَاتَ مِنْهُمْ سَبْعَةٌ، فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ طَرَحَ عَلَيْهِ بُرْنُسًا، فَلَمَّا ظَنَّ الْعِلْجُ أَنَّهُ مَأْخُوْذٌ نَحَرَ نَفْسَهُ، وَتَنَاوَلَ عُمَرُ يَدَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ فَقَدَّمَهُ، فَمَنْ يَلِي عُمَرَ فَقَدْ رَأَى الَّذِيْ أَرَى، وَأَمَّا نَوَاحِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُمْ لَا يَدْرُوْنَ، غَيْرَ أَنَّهُمْ قَدْ فَقَدُوْا صَوْتَ عُمَرَ، وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! سُبْحَانَ اللّٰهِ! فَصَلَّى بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُوْفٍ صَلَاةً خَفِيْفَةً، فَلَمَّا انْصَرَفُوْا قَالَ: يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! انْظُرْ مَنْ قَتَلَنِيْ؟ فَجَالَ سَاعَةً ثُمَّ جَاءَ، فَقَالَ:

غُلَامُ الْمُغِيْرَةِ، قَالَ: الصَّنَعُ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: قَاتَلَهُ اللّٰهُ! لَقَدْ أَمَرْتُ بِهِ مَعْرُوْفًا، الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَمْ يَجْعَلْ مِيْتَتِىْ بِيَدِ رَجُلٍ يَدَّعِى الإِسْلَامَ، قَدْ كُنْتَ أَنْتَ وَأَبُوْكَ تُحِبَّانِ أَنْ تَكْثُرَ الْعُلُوْجُ بِالْمَدِيْنَةِ، وَكَانَ الْعَبَّاسُ أَكْثَرَهُمْ رَقِيْقًا، فَقَالَ: إِنْ شِئْتَ فَعَلْتُ، أَىْ إِنْ شِئْتَ قَتَلْنَا، فَقَالَ: كَذَبْتَ، بَعْدَمَا تَكَلَّمُوْا بِلِسَانِكُمْ وَصَلُّوْا قِبْلَتَكُمْ وَحَجُّوْا حَجَّكُمْ؟

ترجمہ: راوی کہتا ہے، پس نہیں گذرے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر مگر چار دن یہاں تک کہ وہ زخمی کیئے گئے، راوی کہتا ہے: میں (نماز میں) کھڑا تھا، میرے درمیان اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان صرف عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے، جس صبح میں وہ زخمی کیئے گئے، اور جب آپؓ دوصفوں کے درمیان سے گذرتے تھے تو کہتے تھے: صفیں سیدھی کرلو، یہاں تک کہ جب صفوں میں کوئی خلل نہیں دیکھتے تھے تو آگے بڑھتے اور تکبیر کہتے، اور کبھی پہلی رکعت میں سورہ یوسف یا سورۂ نحل یا اس کے مانند پڑھتے، تاکہ لوگ اکٹھا ہوجائیں، پس نہیں تھا وہ مگر یہ کہ تکبیر کہی انھوں نے، پس میں نے آپؓ کو کہتے سنا: ماردیا مجھے یا فرمایا: کھالیا مجھے کتے نے، جب خنجر مارا گیا ان کو، پس بھاگا عجمی کافر دودھاری چھری کے ساتھ، نہیں گذرتا تھا وہ کسی پر دائیں بائیں مگر اس پر وار کرتا تھا، یہاں تک کہ تیرہ آدمیوں کو زخمی کیا، ان میں سے سات آدمی مرگئے، پس جب ایک مسلمان نے یہ صورت حال دیکھی تو اس نے اس پر ڈالا وہ کپڑا جس کے ساتھ سر ڈھانکنے والا بڑا حصہ جڑا ہوا ہوتا ہے، پس جب عجمی کافر نے گمان کیا کہ وہ پکڑا گیا تو اس نے اپنے آپ کو ذبح کرلیا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور ان کو آگے کردیا، پس جو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے متصل تھے، انھوں نے دیکھی وہ بات جو میں نے دیکھی، اور رہے مسجد کے کنارے تو ان لوگوں کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا، البتہ انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز گم پائی، وہ کہنے لگے: سبحان اللہ! سبحان اللہ! پس ان کو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے ہلکی نماز پڑھائی، پھر جب لوگ نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن عباس! دیکھ کس نے مجھے قتل کیا؟ پس وہ تھوڑی دیر گھومے پھر آئے اور کہا: مغیرہؓ کے غلام نے، آپؓ نے پوچھا: کاریگر؟ ابن عباسؓ نے کہا: ہاں، حضرت عمرؓ نے کہا: اللہ اس کا ناس کرے! میں نے اس کو بھلی بات ہی کا حکم دیا تھا، تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے میری موت نہیں گردانی کسی ایسے آدمی کے ہاتھ سے جو اسلام کا دعوی کرتا ہو، تو اور تیرے ابا پسند کرتے تھے کہ عجمی کافر مدینہ میں بکثرت ہوں، اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ لوگوں میں غلام کے اعتبار سے بہت زیادہ تھے، ابن عباسؓ نے کہا: اگر آپؓ چاہیں تو میں کروں، یعنی اگر آپؓ چاہیں تو ہم ان کو قتل کردیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تم غلط کہتے ہو، اس کے بعد کہ وہ تمہاری زبان بولنے لگے، اور تمہارے قبلہ کی طرف نماز پڑھنے لگے اور تمہاری طرح حج کرنے لگے (کیسے قتل کروگے؟)

فَاحْتُمِلَ إِلٰى بَيْتِهِ فَانْطَلَقْنَا مَعَهُ، وَكَأَنَّ النَّاسَ لَمْ تُصِبْهُمْ مُصِيْبَةٌ قَبْلَ يَوْمِئِذٍ، فَقَاتِلٌ يَقُوْلُ: لَا بَأْسَ،

وَقَاتِلٌ يَقُوْلُ: أَخَافُ عَلَيْهِ، فَأُتِيَ بِنَبِيْذٍ فَشَرِبَهُ فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهِ، ثُمَّ أُتِيَ بِلَبَنٍ فَشَرِبَ فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهِ. فَعَرَفُوْا أَنَّهُ مِيِّتٌ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ، وَجَاءَ النَّاسُ فَجَعَلُوْا يُثْنُوْنَ عَلَيْهِ، وَجَاءَ رَجُلٌ شَابٌّ فَقَالَ: أَبْشِرْ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! بِبُشْرَى اللّٰهِ لَكَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَقِدَمٍ فِي الإِسْلاَمِ مَا قَدْ عَلِمْتَ، ثُمَّ وُلِّيْتَ فَعَدَلْتَ، ثُمَّ شَهَادَةٌ. قَالَ: وَدِدْتُ أَنَّ ذٰلِكَ كَفَافٌ لاَ عَلَيَّ وَلاَ لِي. فَلَمَّا أَدْبَرَ إِذَا إِزَارُهُ يَمَسُّ الأَرْضَ، قَالَ: رُدُّوْا عَلَيَّ الْغُلاَمَ، قَالَ: ابْنَ أَخِي! ارْفَعْ ثَوْبَكَ، فَإِنَّهُ أَنْقَى لِثَوْبِكَ، وَأَتْقَى لِرَبِّكَ.

ترجمہ: پس عمر رضی اللہ عنہ اٹھائے گئے ان کے گھر کی طرف، اور ہم ان کے ساتھ چلے اور گویا لوگوں کو آج سے پہلے کوئی مصیبت نہیں پہنچی، پس کوئی کہنے والا کہتا تھا: خطرہ کی کوئی بات نہیں، اور کوئی کہنے والا کہتا تھا: مجھے ان کے بارے میں ڈر ہے، پس آپؓ کے پاس نبیذ لائی گئی، آپؓ نے اس کو پیا، وہ آپؓ کے پیٹ سے نکل گئی، پھر دودھ لایا گیا، اس کو پیا تو وہ بھی پیٹ سے نکل گیا، پس لوگ سمجھ گئے کہ آپؓ زندہ نہیں رہیں گے، پس ہم آپؓ کے پاس گئے اور لوگ آئے، سب لوگ آپؓ کی تعریف کرنے لگے، اور ایک جوان آیا اس نے کہا: خوش خبری سن لیجئے اے امیر المؤمنین! اللہ کی طرف سے خوش خبری آپؓ کے لئے، آپؓ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت پائی اور آپؓ اسلام میں کتنے پرانے ہیں، وہ یقیناً آپؓ جانتے ہیں، پھر آپؓ حاکم بنائے گئے، پس آپؓ نے انصاف کیا، پھر آپؓ کو شہادت نصیب ہوئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میری تمنا ہے کہ وہ حکومت ادلا بدلا ہو جائے نہ مجھ پر کچھ وبال پڑے نہ مجھے کچھ نفع پہنچے، پس جب جوان نے پیٹھ پھیری تو اچانک اس کی لنگی زمین کو چھو رہی تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: لڑکے کو میرے پاس واپس لاؤ، پس فرمایا: بھتیجے! اپنا کپڑا اونچا اٹھا، اس لئے کہ اس میں تیرے کپڑے کی زیادہ صفائی ہے اور تیرے پروردگار سے زیادہ ڈرنا ہے۔

يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ: انْظُرْ مَا عَلَيَّ مِنَ الدَّيْنِ؟ فَحَسَبُوْهُ فَوَجَدُوْهُ سِتَّةً وَثَمَانِيْنَ أَلْفًا، أَوْ نَحْوَهُ، قَالَ: إِنْ وَفٰى لَهُ مَالُ آلِ عُمَرَ فَأَدِّهِ مِنْ أَمْوَالِهِمْ، وَإِلاَّ فَسَلْ فِيْ بَنِيْ عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ، فَإِنْ لَمْ تَفِ أَمْوَالُهُمْ فَسَلْ فِيْ قُرَيْشٍ وَلاَ تَعْدُهُمْ إِلٰى غَيْرِهِمْ فَأَدِّ عَنِّيْ هٰذَا الْمَالَ.

ترجمہ: اے عبداللہ بن عمر! دیکھو مجھ پر کتنا قرض ہے؟ پس خاندان کے لوگوں نے اس کو گنا تو وہ چھیاسی ہزار یا اس کے مانند تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر پورا ہو جائے اس کے لئے میرے خاندان کا مال تو اس کو ادا کر دو ان کے اموال سے، ورنہ میرے خاندان بنو عدی سے مانگو، پس اگر پورا نہ کریں ان کے اموال تو قریش سے مانگو، اور قریش کے علاوہ کی طرف نہ بڑھنا، پس ادا کرو تم میری طرف سے یہ مال۔

انْطَلِقْ إِلٰى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَقُلْ: يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ السَّلاَمَ، وَلاَ تَقُلْ: أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَإِنِّيْ لَسْتُ الْيَوْمَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ أَمِيْرًا، وَقُلْ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ، فَسَلَّمَ وَاسْتَأْذَنَ ثُمَّ دَخَلَ

عَلَيْهَا، فَوَجَدَهَا قَاعِدَةً تَبْكِي، فَقَالَ: يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ السَّلَامَ، وَيَسْتَأْذِنُ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ، فَقَالَتْ: كُنْتُ أُرِيْدُهُ لِنَفْسِي، وَلَأُوْثِرَنَّ بِهِ الْيَوْمَ عَلٰى نَفْسِي، فَلَمَّا أَقْبَلَ قِيْلَ: هٰذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ جَاءَ، قَالَ: ارْفَعُوْنِي، فَأَسْنَدَهُ رَجُلٌ إِلَيْهِ، فَقَالَ: مَا لَدَيْكَ؟ قَالَ: الَّذِي تُحِبُّ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! قَدْ أَذِنَتْ، قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ! مَا كَانَ شَيْئٌ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ، فَإِذَا أَنَا قُبِضْتُ فَاحْمِلُوْنِي ثُمَّ سَلِّمْ فَقُلْ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَإِنْ أَذِنَتْ لِي فَأَدْخِلُوْنِي، وَإِنْ رَدَّتْنِي فَرُدُّوْنِي إِلٰى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِيْنَ.

ترجمہ: (اے عبداللہ!) ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور کہو: عمرؓ آپ کو سلام کہتے ہیں اور امیر المؤمنین نہ کہنا، اس لئے کہ میں آج مسلمانوں کا امیر نہیں ہوں اور کہو: عمر اجازت چاہتے ہیں کہ اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن کئے جائیں، پس ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سلام کیا اور اجازت چاہی، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچے تو ان کو پایا کہ بیٹھی ہوئی رو رہی ہیں، پس ابن عمرؓ نے کہا: آپ کو عمر بن الخطاب سلام کہتے ہیں اور اس بات کی اجازت چاہتے ہیں کہ وہ اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن کئے جائیں، صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس جگہ کو میں اپنی ذات کے لئے چاہتی تھی اور بخدا! ضرور ترجیح دوں گی میں آج ان کو اپنی ذات پر، پس جب ابن عمرؓ آئے تو کہا گیا: یہ عبداللہ آگئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے اٹھاؤ، پس ایک شخص نے آپؓ کو ٹیک لگا کر بٹھایا، آپؓ نے پوچھا: کیا خبر لائے؟ ابن عمرؓ نے کہا: وہ خبر جس کو آپؓ پسند کریں گے اے امیر المؤمنین! صدیقہؓ نے اجازت دیدی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں! نہیں تھی مجھے کسی بات کی زیادہ فکر اس جگہ سے، پس جب میری روح قبض ہو جائے تو مجھے اٹھانا، پھر سلام کرنا اور کہنا: عمر بن الخطابؓ اجازت چاہتے ہیں اگر وہ میرے لئے اجازت دیدیں تو مجھے اندر لے جانا اور اگر وہ مجھے پھیر دیں تو مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں لے جانا۔

فائدہ: اور جو بات مشہور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ﷺ کے پہلو میں دفن ہونگے یہ بات احادیث صحیحہ سے ثابت نہیں، حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمانا کہ باقی جگہ میں نے اپنے لئے تجویز کر رکھی تھی دلیل ہے کہ جس روایت میں یہ آیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپؐ کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت طلب کی وہ روایت بھی ثابت نہیں، اور اس سلسلہ کی دیگر روایات پر بحث تحفۃ الالمعی (۸:۴۷۴) میں ہے۔

وَجَاءَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ حَفْصَةُ، وَالنِّسَاءُ تَسِيْرُ مَعَهَا، فَلَمَّا رَأَيْنَاهَا قُمْنَا، فَوَلَجَتْ عَلَيْهِ فَبَكَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً، وَاسْتَأْذَنَ الرِّجَالُ فَوَلَجَتْ دَاخِلًا لَهُمْ، فَسَمِعْنَا بُكَاءَهَا مِنَ الدَّاخِلِ، فَقَالُوْا: أَوْصِ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اسْتَخْلِفْ، قَالَ: مَا أَجِدُ أَحَقَّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْ هٰؤُلَآءِ النَّفَرِ أَوِ: الرَّهْطِ الَّذِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ، فَسَمَّى عَلِيًّا، وَعُثْمَانَ، وَالزُّبَيْرَ، وَطَلْحَةَ، وَسَعْدًا، وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ، وَقَالَ: يَشْهَدُكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، وَلَيْسَ لَهُ مِنَ الْأَمْرِ شَيْئٌ، كَهَيْئَةِ التَّعْزِيَةِ لَهُ، فَإِنْ أَصَابَتِ الْإِمْرَةُ

سَعْدًا فَهُوَ ذَاكَ، وَإِلَّا فَلْيَسْتَعِنْ بِهِ أَيُّكُمْ مَا أُمِّرَ، فَإِنِّي لَمْ أَعْزِلْهُ مِنْ عَجْزٍ وَلَا خِيَانَةٍ، وَقَالَ: أُوْصِي الْخَلِيْفَةَ مِنْ بَعْدِيْ بِالْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ، أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَيَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ، وَأُوْصِيْهِ بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا الَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ، أَنْ يُقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَأَنْ يُعْفَى عَنْ مُسِيْئِهِمْ، وَأُوْصِيْهِ بِأَهْلِ الْأَمْصَارِ خَيْرًا، فَإِنَّهُمْ رِدْءُ الإِسْلَامِ، وَجُبَاةُ الْمَالِ، وَغَيْظُ الْعَدُوِّ، وَأَنْ لَا يُؤْخَذَ مِنْهُمْ إِلَّا فَضْلُهُمْ عَنْ رِضَاهُمْ، وَأُوْصِيْهِ بِالْأَعْرَابِ خَيْرًا، فَإِنَّهُمْ أَصْلُ الْعَرَبِ، وَمَادَّةُ الإِسْلَامِ، أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ حَوَاشِي أَمْوَالِهِمْ، وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ، وَأُوْصِيْهِ بِذِمَّةِ اللّٰهِ وَذِمَّةِ رَسُوْلِهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ يُوْفٰى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ، وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ، وَلَا يُكَلَّفُوْا إِلَّا طَاقَتَهُمْ.

ترجمہ: اورام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا آئیں، اور دوسری عورتیں ان کے ساتھ چل رہی تھیں، پس جب ہم نے ان کو دیکھا تو ہم کھڑے ہوگئے، وہ آپؓ کے پاس داخل ہوئیں اور آپؓ کے پاس تھوڑی دیر روئیں، اور مردوں نے اجازت چاہی تو حضرت حفصہؓ زنانے میں چلی گئیں، پس ہم نے ان کا رونا سنا اندر سے۔

پس لوگوں نے کہا: وصیت کیجئے امیر المؤمنین! یعنی خلیفہ نامزد کیجئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں پاتا میں اس معاملہ کا زیادہ حقدار اس جماعت سے، یہ وہ لوگ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دنیا سے گئے درانحالیکہ آپؐ ان سے خوش تھے، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرات علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم کا نام لیا اور فرمایا: شریک رہیں گے تمہارے ساتھ عبداللہ بن عمرؓ اور نہیں ہوگا ان کے لئے معاملہ میں سے کچھ —— ان کو تسلی دینے کے طور پر —— پس اگر حکومت پہنچے سعدؓ کو تو وہ اس کے اہل ہیں، ورنہ پس چاہئے کہ مدد لے ان سے جو نسا تم میں سے حاکم بنایا جائے، اس لئے کہ نہیں معزول کیا ہے میں نے ان کو عاجزی کی وجہ سے، نہ خیانت کی وجہ سے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تاکید کرتا ہوں میں میرے بعد ہونے والے خلیفہ کو مہاجرین اولین کے حق میں کہ پہچانے وہ ان کے لئے ان کا حق، اور محفوظ رکھے ان کے لئے ان کی عزت —— اور تاکید کرتا ہوں میں اس کو انصار کے ساتھ اچھا معاملہ کرنے کی وہ انصار جو مدینہ میں اور ایمان میں قرار پکڑے ہوئے ہیں مہاجرین کے ہجرت کرنے سے پہلے کہ قبول کرے ان کے نیکوکاروں سے اور درگذر کرے ان کے برائی کرنے والوں سے —— اور تاکید کرتا ہوں میں خلیفہ کو شہر والوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی اس لئے کہ وہ اسلام کے مددگار ہیں اور مال کا سرچشمہ ہیں، اور دشمن کا غصہ ہیں اور اس بات کی کہ نہ لیا جائے ان سے مگر ان کا زائد مال ان کی خوشی سے —— اور تاکید کرتا ہوں میں بدوؤں کے ساتھ اچھا معاملہ کرنے کی اس لئے کہ وہ عربوں کی جڑ ہیں، اور اسلام کا مادہ ہیں اس بات کی کہ لیا جائے ان کے اموال کے کناروں سے اور پھیر دیا جائے ان کے غریبوں پر —— اور تاکید کرتا ہوں میں اللہ کی اور اللہ کے رسول کی لی ہوئی ذمہ داری کی کہ پورا کیا جائے ان کے ساتھ کئے ہوئے عہد کو اور لڑا جائے ان کی طرف سے اور نہ مکلّف کئے جائیں وہ مگر ان کی طاقت کے بقدر۔

فَلَمَّا قُبِضَ خَرَجْنَا بِهِ فَانْطَلَقْنَا نَمْشِيْ فَسَلَّمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، قَالَتْ: أَدْخِلُوْهُ، فَأُدْخِلَ فَوُضِعَ هُنَالِكَ مَعَ صَاحِبَيْهِ، فَلَمَّا فُرِغَ مِنْ دَفْنِهِ اجْتَمَعَ هٰؤُلَآءِ الرَّهْطُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: اجْعَلُوْا إِلٰى ثَلَاثَةٍ مِنْكُمْ فَقَالَ الزُّبَيْرُ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِيْ إِلٰى عَلِيٍّ، فَقَالَ طَلْحَةُ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِيْ إِلٰى عُثْمَانَ، وَقَالَ سَعْدٌ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِيْ إِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: أَيُّكُمَا تَبَرَّأَ مِنْ هٰذَا الْأَمْرِ فَنَجْعَلُهُ إِلَيْهِ، وَاللّٰهُ عَلَيْهِ وَالإِسْلَامُ لَيَنْظُرَنَّ أَفْضَلَهُمْ فِيْ نَفْسِهِ، فَأُسْكِتَ الشَّيْخَانِ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: أَفَتَجْعَلُوْنَهُ إِلَيَّ؟ وَاللّٰهُ عَلَيَّ أَنْ لَا آلُوْ عَنْ أَفْضَلِكُمْ؟ قَالَا: نَعَمْ، فَأَخَذَ بِيَدِ أَحَدِهِمَا، فَقَالَ: لَكَ قَرَابَةٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَالْقَدَمُ فِي الإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ، فَاللّٰهُ عَلَيْكَ لَئِنْ أَمَّرْتُكَ لَتَعْدِلَنَّ وَلَئِنْ أَمَّرْتُ عُثْمَانَ لَتَسْمَعَنَّ وَلَتُطِيْعَنَّ؟ ثُمَّ خَلَا بِالْآخَرِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَلَمَّا أَخَذَ الْمِيْثَاقَ قَالَ: ارْفَعْ يَدَكَ يَا عُثْمَانُ، فَبَايَعَهُ وَبَايَعَ لَهُ عَلِيٌّ، وَوَلَجَ أَهْلُ الدَّارِ فَبَايَعُوْهُ. [راجع: ۱۳۹۲]

ترجمہ: پس جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی تو ہم ان کو لے کر نکلے، ہم چل رہے تھے، پس عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سلام کیا اور کہا: عمر بن الخطابؓ اجازت مانگتے ہیں، صدیقہؓ نے کہا: اندر لے جاؤ، چنانچہ وہ اندر لے جائے گئے، پس وہ رکھے گئے وہاں ان کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ، پس جب ان کے دفن سے فارغ ہوا گیا تو وہ جماعت اکٹھا ہوئی، پس عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: گردانو تم تمہارا معاملہ تم میں سے تین کی طرف، زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اپنا معاملہ علی رضی اللہ عنہ کی طرف گردانا، طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اپنا معاملہ عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف گرادنا، سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اپنا معاملہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی طرف گردانا، پس حضرت عبدالرحمٰنؓ نے فرمایا: تم دونوں میں سے کون اس معاملہ سے بری ہوجاتا ہے؟ پس گردانتے ہیں ہم فیصلہ اس کی طرف اور اللہ اور اسلام اس پر نگراں ہے کہ ضرور دیکھے وہ ان میں سے افضل کو اپنے نزدیک، پس شیخینؓ خاموش کئے گئے، تو عبدالرحمٰنؓ بولے: کیا تم اس کو میری طرف سے گردانتے ہو؟ اور اللہ مجھ پر نگراں ہے، پس میں نہیں کوتاہی کروں گا تمہارے افضل سے، دونوں نے کہا: ہاں، پس عبدالرحمٰنؓ نے دونوں میں سے ایک کا ہاتھ پکڑا اور کہا: آپؓ کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رشتہ داری ہے اور آپؓ اسلام میں بہت پرانے ہیں جو آپؓ جانتے ہیں، پس اللہ آپؓ پر نگراں ہیں، بخدا! اگر حاکم بناؤں میں آپ کو تو ضرور آپؓ انصاف کریں گے اور اگر حاکم بناؤں میں عثمانؓ کو تو ضرور آپؓ سنیں گے اور ضرور آپؓ اطاعت کریں گے، پھر دوسرے کے ساتھ تنہا ہوئے اور اس سے بھی ایسی ہی بات کہی، پھر جب عہد و پیمان لے لیا تو کہا: اے عثمان! اپنا ہاتھ اٹھاؤ، پس عبدالرحمٰنؓ نے ان سے بیعت کی، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے بیعت کی، اور مدینہ کے لوگ داخل ہوئے اور سب نے ان سے بیعت کی (یہ حدیث پہلے دو جگہ آئی ہے مگر اتنی تفصیل سے نہیں آئی)

مَنَاقِبُ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ أَبِي الْحَسَنِ الْقُرَشِيِّ الْهَاشِمِيِّ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل

اسم گرامی: علی (بلند رتبہ) والد کا نام: ابو طالب بن عبد المطلب بن ہاشم، خانوادہ: ہاشمی، قرشی، کنیت: ابو الحسن اور ابو تراب (مٹی والا) ولادت: ہجرت سے ۲۳ سال قبل، وفات: ۴۰ ہجری مطابق: ۶۰۰-۶۶۱ عیسوی، مدت عمر: ۶۳ سال، چوتھے خلیفہ راشد، من جملہ عشرۂ مبشرہ، نبی ﷺ کے چچازاد بھائی، پروردہ اور داماد، اولاد: آپ کی اٹھائیس اولاد تھی، گیارہ صاحبزادے اور سترہ صاحبزادیاں، بچوں میں آپؓ سب سے پہلے ایمان لائے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ۳۵ ہجری میں خلیفہ چنے گئے، اور ۴۰ ہجری میں شہید کئے گئے، قاتل: عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی ملعون، مدت خلافت: پانچ سال، خانہ جنگی: ۳۶ ہجری میں جنگِ جمل، ۳۷ ہجری میں جنگِ صفین (یہ جنگ ایک سو دس دن تک چلی، پھر تحکیم پر ختم ہوئی) پھر ۳۸ ہجری میں جنگِ نہروان لڑی (خارجیوں کے ساتھ) دار الخلافت: کوفہ، قبر کی جگہ معلوم نہیں، ہجرت کے بعد جب نبی ﷺ نے مسلمانوں میں بھائی چارہ کرایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی بنایا، اور آپؓ کے لئے رضی اللہ عنہ کے علاوہ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ (اللہ آپؓ کے چہرے کو معزز کرے!) بھی استعمال کرتے ہیں، کیونکہ بنوامیہ آپؓ کے لئے قَبَّحَ اللّٰهُ وَجْهَهُ (اللہ آپؓ کے چہرے کو برا کرے) استعمال کرتے تھے، اہل السنہ نے مذکورہ جملہ سے ان کا توڑ کیا۔

۱- حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ہم مزاج تھے

پہلے (حدیث ۲۶۹۸) آیا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی کی پرورش کے جھگڑے میں جب تین دعوی دار کھڑے ہوئے تو آپؐ نے فیصلہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے حق میں کیا، اس موقع پر آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: ''تم میرے مزاج کے ہو اور میں تمہارے مزاج کا ہوں'': أَنْتَ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْكَ: یہ جملہ ہم مزاجی اور ہم مشربی پر دلالت کرتا ہے اور تحفۃ الالمعی (۲:۵۰۳) میں کلامِ عرب سے استشہاد کر کے اس کی وضاحت کی گئی ہے کہ دو شخصوں کا مزاج ملتا جلتا ہو تو یہ جملہ استعمال کرتے ہیں اور یہ بات نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق ہی میں نہیں فرمائی، متعدد حضرات کے حق میں فرمائی ہے، اس کی تفصیل تحفۃ الالمعی (۸:۳۵۳) میں ہے۔

۲- نبی ﷺ آخر تک حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خوش رہے

یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمائی ہے جیسا کہ گذشتہ باب کی آخری حدیث میں گذرا، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد خلافت کے لئے کمیٹی بنائی اور چھ آدمیوں کو نامزد کیا تو فرمایا: یہ سب حضرات وہ ہیں جن سے نبی ﷺ آخری سانس تک خوش رہے۔

[۹-] مَنَاقِبُ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ أَبِي الْحَسَنِ الْقُرَشِيِّ الْهَاشِمِيِّ

[۱-] وَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیه وسلم لِعَلِيٍّ: "أَنْتَ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْكَ"

[۲-] وَقَالَ عُمَرُ: تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ.

۳- حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ و رسول سے محبت کرتے تھے اور اللہ و رسول ان سے

جب خیبر کے لئے لشکر روانہ ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ آشوبِ چشم میں مبتلا تھے، اس لئے لشکر میں شامل نہیں ہوئے، لشکر کی روانگی کے بعد ان کو خیال آیا کہ میں پیچھے رہ گیا! چنانچہ آپؓ روانہ ہوگئے اور راستہ میں یا خیبر پہنچ کر فوج میں شامل ہوگئے، خیبر کا ایک قلعہ فتح نہیں ہو رہا تھا، شام کو لشکر نامراد واپس آتا تھا، ایک شام نبی ﷺ نے فرمایا: "کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جس کو اللہ و رسول سے محبت ہے اور اللہ و رسول کو اس سے" لوگ رات بھر امید باندھے رہے کہ صبح کس کو جھنڈا ملتا ہے؟ جب فوج تیار ہوئی تو آپؐ نے پوچھا: علیؓ کہاں ہیں؟ بتایا گیا: وہ پڑاؤ میں ہیں اور آشوبِ چشم میں مبتلا ہیں، آپؐ نے ان کو بلوایا اور آنکھوں میں لعاب لگایا وہ شفایاب ہوگئے، اور ان کو جھنڈا دیا اور انھوں نے شام تک قلعہ فتح کرلیا۔

[۳۷۰۱-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم قَالَ: " لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ" قَالَ: فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوْكُوْنَ لَيْلَتَهُمْ: أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا؟ فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم كُلُّهُمْ يَرْجُوْنَ أَنْ يُعْطَاهَا، فَقَالَ: " أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ؟" فَقَالُوْا: يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: " فَأَرْسِلُوْا إِلَيْهِ فَأْتُوْنِيْ بِهِ" فَلَمَّا جَاءَ بَصَقَ فِيْ عَيْنَيْهِ فَدَعَا لَهُ، فَبَرَأَ حَتّٰى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ، فَقَالَ عَلِيٌّ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا؟ فَقَالَ:"انْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الإِسْلَامِ، وَأَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ، فَوَ اللّٰهِ لَأَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ"[راجع: ۲۹۴۲]

[۳۷۰۲-] حدثنا قُتَيْبَةُ، ثَنَا حَاتِمٌ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ، قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیه وسلم فِيْ خَيْبَرَ وَكَانَ بِهِ رَمَدٌ، فَقَالَ: أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم! فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ صلی اللہ علیه وسلم، فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِيْ فَتَحَهَا اللّٰهُ فِيْ صَبَاحِهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم:" لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ أَوْ: لَيَأْخُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ، أَوْ قَالَ: يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوْهُ، فَقَالُوْا: هٰذَا عَلِيٌّ فَأَعْطَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم [الرَّايَةَ] فَفَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ.[راجع:۲۹۷۵]

حدیث (۱): نبی ﷺ نے فرمایا: البتہ ضرور دوں گا میں جھنڈا آئندہ کل ایسے شخص کو جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح نصیب فرمائیں گے، راوی کہتا ہے: پس لوگ رات بھر بے چین رہے کہ ان میں سے کس کو جھنڈا دیا جاتا ہے، پھر جب صبح میں لوگ نبی ﷺ کے پاس پہنچے تو ہر ایک امیدوار تھا کہ وہ جھنڈا دیا جائے، آپؐ نے پوچھا: علیؓ کہاں ہیں؟ لوگوں نے بتایا: ان کی آنکھیں دکھتی ہیں، آپؐ نے فرمایا: ان کے پاس آدمی بھیجو، اور ان کو میرے پاس لاؤ، پس جب وہ آئے تو نبی ﷺ نے ان کی دونوں آنکھوں میں لعاب لگایا، اور ان کے لئے دعا کی، چنانچہ وہ چنگے ہوگئے، گویا انہیں کوئی تکلیف نہیں تھی، اور ان کو جھنڈا دیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! لڑوں میں ان کے ساتھ یہاں تک کہ ہوجائیں وہ ہمارے جیسے؟ یعنی جب تک وہ اسلام قبول نہ کرلیں میں لڑتا رہوں؟ آپؐ نے فرمایا: اطمینان سے جاؤ، یہاں تک کہ ان کے آنگن میں پہنچو، پھر ان کو اسلام کی دعوت دو، اور ان کو بتلاؤ وہ باتیں جو ان پر واجب ہونگی اللہ کے حق میں سے مسلمان ہونے کے بعد، پس بخدا! اللہ تعالیٰ آپؓ کے ذریعہ کسی ایک آدمی کو ہدایت دیں تو وہ آپؓ کے لئے بہتر ہوگا اس سے کہ ہوں آپؓ کے لئے سرخ اونٹ!

حدیث (۲): حضرت سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے پیچھے رہے خیبر میں، اور ان کو آشوبِ چشم تھا، پھر انھوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہوں! پس علیؓ نکلے اور نبی ﷺ کے ساتھ مل گئے، پس جب تھی اس رات کی شام جس رات کی صبح میں اللہ تعالیٰ نے خیبر کو کھول دیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: ضرور دوں گا میں جھنڈا یا فرمایا: ضرور لے گا جھنڈا آئندہ کل ایسا شخص جس سے اللہ اور اس کے رسول محبت کرتے ہیں یا فرمایا: جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح نصیب فرمائیں گے، راوی کہتے ہیں: پس اچانک ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تھے اور ہم ان کی امید نہیں رکھتے تھے، پس لوگوں نے کہا: یہ علیؓ ہیں! پس ان کو نبی ﷺ نے جھنڈا دیا اور اللہ نے ان کے ہاتھ سے فتح نصیب فرمائی!

۴- ابوتُراب (مٹی والا) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیاری کنیت

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا: مدینہ کا گورنر فلاں شخص منبر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا کہتا ہے، حضرت سہلؓ نے پوچھا: کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا: ابوتراب کہتا ہے، حضرت سہلؓ ہنسے اور فرمایا: ان کا یہ نام نبی ﷺ نے رکھا ہے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ نام سب سے زیادہ پیارا تھا، راوی کہتے ہیں: میں نے حضرت سہلؓ سے حدیث کا ذائقہ چکھانے کے لئے کہا اور ان سے کہا: اے ابوعباس! وہ کیا واقعہ ہے؟ یعنی نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوتراب رکھی ہے، اس کا کیا واقعہ ہے؟ مجھے سنائیں، حضرت سہلؓ نے فرمایا: حضرت علیؓ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گھر میں گئے پھر نکلے اور مسجد میں لیٹ گئے (میاں بیوی میں اَن بن ہوگئی تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ ناراض ہوکر مسجد میں

جا کر لیٹ گئے، نبی ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپؐ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے) اور پوچھا: تمہارے چچازاد بھائی کہاں ہیں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: مسجد میں ہیں، پس نبی ﷺ ان کی طرف نکلے اور ان کی چادر کو پایا کہ ان کی پیٹھ سے گر گئی ہے اور مٹی ان کی پیٹھ سے لگی ہوئی ہے، آپؐ نے ان کی پیٹھ سے مٹی جھاڑنی شروع کی اور دو مرتبہ فرمایا: اجْلِسْ يَا أَبَا تُرَاب! اٹھو اے مٹی والے! (یہ سنتے ہی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے ان کے دل کا غبار نکل گیا اور وہ گھر آ گئے)

[۳۷۰۳-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلٰى سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، فَقَالَ: هٰذَا فُلَانٌ- لِأَمِيْرِ الْمَدِيْنَةِ - يَدْعُوْ عَلِيًّا عِنْدَ الْمِنْبَرِ، قَالَ: فَيَقُوْلُ مَاذَا؟ قَالَ: يَقُوْلُ لَهُ: أَبُوْ تُرَابٍ! فَضَحِكَ، وَقَالَ: وَاللّٰهِ مَاسَمَّاهُ إِلَّا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، وَمَا كَانَ لَهُ اسْمٌ اَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْهُ، فَاسْتَطْعَمْتُ الْحَدِيْثَ سَهْلاً، وَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ كَيْفَ ذٰلِكَ؟ قَالَ: دَخَلَ عَلِيٌّ عَلٰى فَاطِمَةَ ثُمَّ خَرَجَ فَاضْطَجَعَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟" قَالَتْ: فِي الْمَسْجِدِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ، فَوَجَدَ رِدَاءَهُ قَدْ سَقَطَ عَنْ ظَهْرِهِ، وَخَلَصَ التُّرَابُ إِلٰى ظَهْرِهِ، فَجَعَلَ يَمْسَحُ [التُّرَابَ] عَنْ ظَهْرِهِ فَيَقُوْلُ: "اجْلِسْ يَا أَبَا تُرَابٍ" مَرَّتَيْنِ. [راجع: ٤٤١]

۵- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خوبیاں بیان کیں

نافع بن ازرق حروری حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا: حضرت ابن عمرؓ نے ان کے عمل کی خوبیاں بیان کیں اور فرمایا: شاید یہ خوبیاں تجھے بری لگی ہوں گی؟ اس نے کہا: ہاں، ابن عمرؓ نے کہا: اللہ تیری ناک خاک میں رگڑیں! پھر اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا، ابن عمرؓ نے ان کے عمل کی خوبیاں بیان کیں، اور فرمایا: وہ یہ ان کا گھر ہے نبی ﷺ کے گھروں میں افضل! پھر پوچھا: شاید یہ بات تجھے بری لگی ہوگی؟ اس نے کہا: ہاں، ابن عمرؓ نے کہا: اللہ تیری ناک خاک میں رگڑیں، جا اور میرے خلاف جو کچھ کر سکتا ہو کرلے۔

[۳۷۰٤-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، ثَنَا حُسَيْنٌ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى ابْنِ عُمَرَ، فَسَأَلَهُ عَنْ عُثْمَانَ، فَذَكَرَ عَنْ مَحَاسِنِ عَمَلِهِ، قَالَ: لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوْءُ كَ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَرْغَمَ اللّٰهُ بِأَنْفِكَ! ثُمَّ سَأَلَهُ عَنْ عَلِيٍّ، فَذَكَرَ مَحَاسِنَ عَمَلِهِ، قَالَ: هُوَ ذَاكَ بَيْتُهُ أَوْسَطُ بُيُوْتِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، ثُمَّ قَالَ: لَعَلَّ ذَاكَ يَسُوْءُ كُ؟ قَالَ: أَجَلْ، قَالَ: فَأَرْغَمَ اللّٰهُ بِأَنْفِكَ، انْطَلِقْ فَاجْهَدْ عَلَيَّ جَهْدَكَ. [راجع: ۳۱۳۰]

۶-حضرت علی وفاطمہ رضی اللہ عنہما کو خادم سے بہتر تسبیحات بتائیں

پہلے (حدیث ۳۱۱۳) آیا ہے کہ نبی ﷺ کے پاس دو غلام آئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مشورہ دیا کہ ابا سے ایک غلام مانگ لاؤ، تاکہ تمہارا کام ہلکا ہو جائے، دیکھو تم چکی پیستی ہو، پانی کی مشک ڈھوتی ہو، گھوڑے کی خدمت کرتی ہو، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گئیں، نبی ﷺ کے پاس کچھ لوگ بیٹھے تھے وہ واپس آگئیں، نبی ﷺ نے ان کو آتے جاتے دیکھ لیا تھا، چنانچہ آپؐ عشاء کے بعد ان کے گھر گئے اور دونوں کے بستروں کے درمیان میں تشریف فرما ہوئے اور فرمایا: کیا نہ بتلاؤں میں تم دونوں کو اس سے بہتر بات جس کی تم دونوں نے درخواست کی ہے، جب تم دونوں اپنی خواب گاہوں کو پکڑو تو ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ کہو، یہ ذکر تمہارے لئے بہتر ہے اس خادم سے جس کو تم دونوں نے مانگا ہے (تحفۃ القاری ۶:۴۰۴)

[۳۷۰۵-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا غُنْدَرٌ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، سَمِعْتُ بْنَ أَبِي لَيْلٰى، ثَنَا عَلِيٌّ: أَنَّ فَاطِمَةَ شَكَتْ مَا تَلْقٰى مِنْ أَثَرِ الرَّحٰى، فَأَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم سَبْيٌ فَانْطَلَقَتْ فَلَمْ تَجِدْهُ فَوَجَدَتْ عَائِشَةَ فَأَخْبَرَتْهَا، فَلَمَّا جَاءَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَخْبَرَتْهُ عَائِشَةُ بِمَجِيْءِ فَاطِمَةَ، فَجَاءَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلَيْنَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْتُ لِأَقُوْمَ، فَقَالَ: عَلٰى مَكَانِكُمَا، فَقَعَدَ بَيْنَنَا، حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى صَدْرِيْ، وَقَالَ: "أَلَا أُعَلِّمُكُمَا خَيْرًا مِمَّا سَأَلْتُمَانِيْ؟ إِذَا أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا تُكَبِّرَا أَرْبَعًا وَثَلَاثِيْنَ، وَتُسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، وَتَحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ، فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ"[راجع: ۳۱۱۳]

۷-غزوۂ تبوک میں نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے گھر والوں کی ذمہ داری سونپی

جب نبی ﷺ غزوۂ تبوک کے لئے چلے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں رہنے کا حکم دیا تاکہ وہ آپؐ کے گھروں کو سنبھالیں اور مجاہدین کے گھر والوں کی خبر گیری کریں، جب لشکر روانہ ہوا تو منافقین نے کہنا شروع کیا: مَا خَلَفَهُ إِلَّا اسْتِثْقَالًا لَهُ وَتَخْفِيْفًا مِنْهُ: علی کو پیچھے اس لئے چھوڑا ہے کہ وہ آپؐ کے لئے بوجھ تھا، اس لئے خود کو ہلکا کر لیا (حاشیہ) جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات سنی تو ہتھیار اٹھائے اور جُرف مقام میں نبی ﷺ سے جا ملے، اور عرض کیا: یا رسول اللہ! منافقین یہ کہتے ہیں، آپؐ نے فرمایا: غلط کہتے ہیں، میں نے تم کو عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لئے چھوڑا ہے، اور فرمایا: اے علی! کیا تم خوش نہیں ہو کہ تم مجھ سے ایسے ہوؤ جیسے ہارونؑ موسیٰؑ سے، یعنی ہارون علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کی نیابت کی تھی جب وہ طور پر تشریف لے گئے تھے، اسی طرح تم میرے پیچھے میری نیابت کروگے، البتہ یہ بات ہے کہ میرے بعد

نبی نہیں (ترمذی حدیث ۳۷۵۳)

فائدہ: شیعوں نے اس حدیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل پر استدلال کیا ہے، مگر وہ استدلال باطل ہے، کیونکہ ہارون علیہ السلام کی وفات موسیٰ علیہ السلام سے چالیس سال پہلے ہوئی ہے وہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلیفہ بلافصل نہیں بنے، نیز حیات میں خلافت وفات کے بعد خلافت کے لئے مستلزم بھی نہیں، کیونکہ آپؐ نے مختلف اسفار میں مختلف حضرات کو مدینہ میں اپنا قائم مقام بنایا ہے، مگران کو بعد الوفات خلافت نہیں ملی، نہ فصل کے ساتھ نہ بغیر فصل کے۔

[۳۷۰۶-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا غُنْدَرٌ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ إِبْرَاهِيْمَ بْنَ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِعَلِيٍّ: " أَمَّا تَرْضَى أَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسَى؟"[انظر: ٤٤١٦]

۸- حضرت علی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما میں یگانگت

ام ولد: وہ باندی ہے جس نے مولیٰ کا بچہ جنا ہو، وہ باندی ہوتی ہے یا اس کو فی الجملہ آزادی حاصل ہو جاتی ہے؟ اس مسئلہ میں اختلاف تھا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ام ولد کی بیع کو جائز کہتے تھے وہ کامل رقیت میں ہوتی تھی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اتفاق ہو گیا کہ ام ولد کی بیع جائز نہیں، اس کو ایک درجہ میں آزادی حاصل ہو جاتی ہے جب حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے نبی ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابرہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو آپؐ نے فرمایا: أَعْتَقَهَا وَلَدُهَا: اس کو ایک بیٹے نے آزاد کر دیا، جب یہ حدیث سامنے آئی تو صحابہ کا اتفاق ہو گیا کہ ام ولد کی بیع جائز نہیں، مولیٰ کے مرنے کے بعد وہ آزاد ہو جائے گی، حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو ان کے نام سے یہ روایت چلائی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ام ولد کی بیع جائز ہے، یہ لوگوں نے بے پر کی اڑائی تھی، اور یہی ایک بات نہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کر کے ایسے اقوال روایت کئے جاتے تھے جن میں شیخین رضی اللہ عنہما سے اختلاف ظاہر کیا جاتا تھا، اور مقصود حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور شیخین رضی اللہ عنہما کے درمیان اختلاف پیدا کرنا ہوتا تھا، پھر جب حضرت علیؓ خلیفہ بنے اور کوفہ منتقل ہوئے اور ان کی طرف سے یہ روایت بیان کی جانے لگی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ام ولد کی بیع جائز ہے تو عبیدہ سلمانی رحمہ اللہ نے جو مخضرم تابعی ہیں اور شریح رحمہ اللہ کے درجہ کے قاضی ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: آپؓ کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جو رائے تھی کہ ام ولد کی بیع جائز نہیں، یہ رائے ہمیں زیادہ پسند ہے، آپؓ کی تنہا رائے سے کہ بیع جائز ہے۔ رَأْيُكَ وَرَأْيُ عُمَرَ فِي الْجَمَاعَةِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ رَأْيِكَ وَحْدَكَ فِي الْفُرْقَةِ (فتح) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فیصلہ کرتے رہو تم جس طرح فیصلے کیا کرتے تھے، یعنی ام ولد کی بیع کے عدم جواز کا فیصلہ کرتے رہو، پس بیشک میں اختلاف کو ناپسند کرتا ہوں، یہاں تک کہ ہو جائیں لوگ متفق، یعنی جب مسئلہ میں اجماع ہو گیا تو اب میں اس سے

اختلاف کیسے کرسکتا ہوں؟ یا میرا انتقال ہوجائے جیسا میرے ساتھیوں کا انتقال ہوگیا، یعنی کسی مسئلہ میں میری کوئی رائے ہے اور میری وفات تک اس میں اجماع نہیں ہوا تو ٹھیک ہے وہ میری رائے ہے لیکن اگر میری حیات میں امت کا اجماع ہوجائے تو پھر میں اس سے اختلاف کیسے کرسکتا ہوں؟

اور حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ اکثر روایتیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام سے بیان کی جاتی ہیں جن میں شیخین رضی اللہ عنہما سے اختلاف دکھلایا جاتا ہے وہ سب جھوٹی ہیں، وہ شیعوں نے گھڑی ہیں تاکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو شیخین رضی اللہ عنہما سے دور کریں اور اپنا خلافت بلافصل کا نظریہ ثابت کریں کیونکہ اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ شیخین رضی اللہ عنہما سے ہم آہنگ ہونگے تو ان کی خلافت برحق ہوگی، اور خلافت بلافصل کا نظریہ پروان نہیں چڑھ سکے گا۔

سوال: اس روایت کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت سے کیا تعلق ہے؟

جواب: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خلفائے ثلاثہ کی لڑی میں منسلک رہنا ان کی بہت بڑی فضیلت ہے اور ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جدا کردینا ایک غلطی ہے جس پر شیعیت کی بنیاد ہے۔

[۳۷۰۷-] حدثنا عِلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ عَبِيْدَةَ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: اقْضُوْا كَمَا كُنْتُمْ تَقْضُوْنَ، فَإِنِّيْ أَكْرَهُ الإِخْتِلَافَ، حَتَّى يَكُوْنَ النَّاسُ جَمَاعَةً، أَوْ أَمُوْتَ كَمَا مَاتَ أَصْحَابِيْ، وَكَانَ ابْنُ سِيْرِيْنَ يَرَى أَنَّ عَامَّةَ مَا يُرْوَى عَنْ عَلِيٍّ الْكَذِبُ.

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: فیصلے کرو تم جس طرح فیصلے کیا کرتے تھے (کہ ام ولد کی بیع جائز نہیں) کیونکہ میں اختلاف کو ناپسند کرتا ہوں یہاں تک کہ لوگ متفق ہوجائیں یعنی شیخین کی انفرادی رایوں میں بھی اختلاف کو ناپسند کرتا ہوں اور اس مسئلہ میں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں اتفاق ہوگیا ہے، پھر میں اختلاف کیسے کرسکتا ہوں؟ یا وفات ہوجائے میری جس طرح میرے ساتھیوں کی وفات ہوگئی، یعنی کسی مسئلہ میں اگر میری کوئی رائے ہے اور اتفاق ہونے سے پہلے میرا انتقال ہوجائے تو وہ میری رائے ہے، اور ابن سیرین رحمہ اللہ خیال کرتے ہیں کہ اکثر روایتیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں: جھوٹی ہیں۔

مَنَاقِبُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ الْهَاشِمِيِّ

حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے فضائل

اسم گرامی: جعفر، باپ کا نام: ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم، خانوادہ: قرشی، ہاشمی، لقب: طَیَّار (بہت اڑنے والا) ذُو الجناحین (دو بازو والا) کنیت: أبو المساکین (غریب پرور) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی، عمر میں ان سے

دس سال بڑے، سابقین اولین میں سے تھے، حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر وہاں سے ہجرت کرکے مدینہ آئے، ۸ ہجری میں جنگِ موتہ میں شہید ہوئے، عمر: چالیس سال سے کچھ زیادہ۔

۱- حضرت جعفر رضی اللہ عنہ حلیہ اور اخلاق میں نبی ﷺ کے مشابہ تھے

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی اہلیہ مکہ مکرمہ میں تھیں، جب عمرۃ القضاء میں نبی ﷺ مکہ سے مراجعت فرما ہوئے تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بچی جس کا نام عمارہ تھا، آپؐ کو چچا چچا کہتی ہوئی پیچھے چلی، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو لے لیا، اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے حوالہ کیا، جب قافلہ مر الظہران پہنچا تو اس بچی کی پرورش کا معاملہ خدمتِ نبوی میں پیش ہوا، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا: میری چچازاد بہن ہے اور میں نے اس کو لیا ہے اس لئے میرا حق ہے، اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا: میری بھی چچازاد بہن ہے اور اس کی خالہ (اسماء بنت عمیسؓ) میرے نکاح میں ہیں، اس لئے میرا حق ہے، اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا: میری بھتیجی ہے! میں قریبی رشتہ دار ہوں اس لئے میرا حق ہے (نبی ﷺ نے حضرت حمزہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہما کے درمیان بھائی چارہ کرایا تھا)

نبی ﷺ نے اس واقعہ میں بچی کی پرورش کا فیصلہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے لئے کیا اور وجہ ترجیح یہ بیان کی کہ ''خالہ ماں سی ہے!'' اور حضرت جعفرؓ کے حق میں فرمایا: أَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ: آپؓ حلیہ اور اخلاق میں میرے مشابہ ہیں! اور حضرت علیؓ کے حق میں فرمایا: أَنْتَ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْكَ: تم میرے مزاج کے ہو، اور میں تمہارے مزاج کا ہوں! اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا: أَنْتَ أَخُوْنَا وَمَوْلَانَا: آپؓ ہمارے دینی بھائی اور ہمارے آزاد کردہ ہیں، تینوں خوش ہو گئے۔

۲- حضرت جعفر رضی اللہ عنہ غریب پرور تھے

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں صحابہ میں سے ایک آدمی سے قرآن کی آیات معلوم کیا کرتا تھا جن کو میں ان سے زیادہ جانتا تھا یعنی وہ آیات مجھے یاد ہوتی تھیں، میں ان سے اسی لئے پوچھتا تھا کہ وہ (میرے فاقہ کا اندازہ کریں اور) مجھے کھانا کھلائیں، پس جب میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے پوچھتا تو وہ مجھے جواب نہیں دیتے تھے، یہاں تک کہ مجھے اپنے گھر لے جاتے اور اپنی اہلیہ سے کہتے: ''اے اسماء! ہمیں کھلاؤ!'' پس جب وہ ہمیں کھلاتیں تو وہ مجھے جواب دیتے اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ غریبوں سے بہت محبت کرتے تھے، ان کے پاس بیٹھتے تھے ان سے باتیں کرتے تھے اور وہ (غرباء) ان سے باتیں کرتے تھے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ ان کو ابو المساکین کی کنیت سے پکارتے تھے۔

[۱۰-] مَنَاقِبُ جَعْفَرِ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ الْهَاشِمِيِّ

وَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: ''أَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ''

[٣٧٠٨-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ أَبِیْ بَکْرٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِیْمَ بْنِ دِیْنَارٍ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الْجُهَنِیِّ، عَنِ ابْنِ أَبِیْ ذِئْبٍ، عَنْ سَعِیْدٍ الْمَقْبُرِیِّ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، أَنَّ النَّاسَ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ: أَکْثَرَ أَبُوْ هُرَیْرَةَ! وَإِنِّیْ کُنْتُ أَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِشِبَعِ بَطْنِیْ حَتّٰی لَا آکُلَ الْخَمِیْرَ، وَلَا أَلْبَسَ الْحَبِیْرَ وَلَا یَخْدُمَنِیْ فُلَانٌ وَلَا فُلَانَةٌ، وَکُنْتُ أُلْصِقُ بَطْنِیْ بِالْحَصْبَاءِ مِنَ الْجُوْعِ، وَإِنْ کُنْتُ لَأَسْتَقْرِئُ الرَّجُلَ الْآیَةَ وَهِیَ مَعِیْ کَیْ یَنْقَلِبَ بِیْ فَیُطْعِمَنِیْ، وَکَانَ أَخْیَرَ النَّاسِ لِلْمَسَاکِیْنَ جَعْفَرُ بْنُ أَبِیْ طَالِبٍ، وَکَانَ یَنْقَلِبُ بِنَا فَیُطْعِمُنَا مَا کَانَ فِیْ بَیْتِهِ، حَتّٰی إِنْ کَانَ لَیُخْرِجُ إِلَیْنَا الْعُکَّةَ الَّتِیْ فِیْهَا شَیْئٌ، فَیَشُقُّهَا فَنَلْعَقُ مَا فِیْهَا. [انظر: ٥٤٣٢]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: لوگ کہتے ہیں: ابوہریرہؓ بہت حدیثیں بیان کرتے ہیں! میں نبی ﷺ کے ساتھ لگا رہتا تھا، شکم سیری کے ساتھ یعنی مجھے صرف پیٹ بھر روٹی چاہئے تھی یہاں تک کہ میں نہیں کھاتا تھا خمیری روٹی اور نہیں پہنتا تھا ملائم کپڑا، اور نہیں خدمت کرتا تھا میری فلاں اور فلاں یعنی میرا کوئی خادم نہیں تھا، اور میں اپنا پیٹ بھوک کی وجہ سے کنکریوں سے چپکاتا تھا، اور میں ایک آدمی سے چاہتا کہ وہ مجھے قرآن کی ایک آیت پڑھائے حالانکہ وہ آیت مجھے یاد ہوتی تھی، میرا مقصد یہ ہوتا تھا کہ وہ مجھے اپنے ساتھ لے جائے اور کھانا کھلائے، اور غریبوں کے حق میں سب سے بہتر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ تھے وہ ہمیں ساتھ لے جاتے تھے اور وہ چیز کھلاتے تھے جو ان کے گھر میں ہوتی تھی، یہاں تک کہ وہ ہمارے پاس گھی کا مشکیزہ لے آتے تھے جس میں کچھ نہیں ہوتا تھا، وہ اس کو پھاڑتے تھے اور ہم وہ گھی چاٹتے تھے، جو اس میں ہوتا تھا۔

لغات: الخَمِیْر: کسی ترش چیز سے پھلایا ہوا آٹا، اس کی روٹی مزیدار ہوتی ہے .... الحَبِیْر: نقش ونگار والا ملائم کپڑا یا چادر، اور کڑھی ہوئی خوشنما چادر .... الْعُکَّة: گھی کا مشکیزہ .... اسْتَقْرَأَهُ: کسی سے کچھ پڑھوانا۔

٣- حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے دو ہاتھوں کے بدل دو پَر دیئے

غزوۂ موتہ میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد جھنڈا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے لیا، آپؓ دوسرے کمانڈر مقرر ہوئے تھے، آپؓ گھوڑے سے اتر پڑے اور اس کی کوچیں کاٹ دیں (تاکہ وہ دشمن کے کام نہ آئے) پھر آپؓ وار پر وار کرتے رہے، یہاں تک کہ دشمن کی ضرب سے آپؓ کا داہنا ہاتھ کٹ گیا، آپؓ نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں لے لیا وہ بھی کٹ گیا تو باقی ماندہ بازوؤں سے جھنڈا آغوش میں لے لیا، اور اس وقت تک بلند رکھا جب تک خلعت شہادت سے سرفراز نہ ہوگئے، پھر دشمن نے ایسی تلوار ماری کہ آپؓ کے دو ٹکڑے ہوگئے، اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو دو بازوؤں کے عوض جنت میں دو پَر عنایت فرمائے، جن کے ذریعہ وہ جہاں چاہتے ہیں اڑتے ہیں، اسی لئے ان کا لقب جعفر طیار اور ذوالجناحین پڑ گیا۔

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہؓ کو سلام کرتے تو کہا کرتے تھے:

السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِی الْجَنَاحَيْنِ: اے دوپَر والے کے بیٹے! سلامت رہو!

لغت: امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جناح کے اصلی معنی ہیں: بازو، جانب، کہا جاتا ہے: **کُنْ فِیْ جَنَاحِی**: میری جانب میں ہوجا، دائیں بائیں جانبین: دو جناح ہیں، اور ترمذی شریف کی روایت میں ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: میں (خواب میں) گذشتہ رات جنت میں گیا، میں نے جنت میں جعفر رضی اللہ عنہ کو فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہوئے دیکھا، ترمذی کی یہ روایت ضعیف ہے، مگر شواہد کی وجہ سے قابل اعتبار ہے، اس حدیث کی وجہ سے **ذو الجناحین** کا ترجمہ دوپَر والے کیا جاتا ہے۔

[۳۷۰۹-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، ثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، أَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ خَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ: أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سَلَّمَ عَلٰى ابْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا ابْنَ ذِی الْجَنَاحَيْنِ.

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ يُقَالُ: كُنْ فِيْ جَنَاحِيْ: كُنْ فِي نَاحِيَتِيْ، كُلُّ جَانِبَيْنِ: جَنَاحَانِ. [انظر: ٤٢٦٤]

ذِكْرُ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

نام نامی: عباس، باپ کا نام: عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف، خانوادہ: قرشی، ہاشمی، کنیت: ابوالفضل، رشتہ: نبی ﷺ کے چچا، خلفائے عباسیہ کے جدامجد، ولادت: مکہ میں اکیاون سال قبلِ ہجرت (آپؓ نبی ﷺ سے دو یا تین سال بڑے تھے) وفات: مدینہ میں ۳۲ ہجری میں (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں) قدیم الاسلام ہیں، مگر فتح مکہ تک اپنا اسلام چھپائے رکھا، پھر ہجرت کی، آپؓ کے دس لڑکے تھے، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما آپؓ کا بے حد اکرام کرتے تھے۔

چونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں کوئی صریح روایت نہیں تھی، اس لئے مناقب کا عنوان نہیں رکھا۔ اور باب کی حدیث پہلے گذری ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب قحط پڑتا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے توسل سے بارش طلب کرتے تھے، آپؓ کہتے: اے اللہ! ہم آپ کی نزدیکی حاصل کیا کرتے تھے ہمارے نبی ﷺ کے ذریعہ، پس آپ ہمیں بارش عطا فرماتے تھے، اور بیشک (آج) ہم آپ کی نزدیکی حاصل کرتے ہیں ہمارے نبی ﷺ کے چچا کے ذریعہ، پس آپ ہمیں بارش عطا فرمائیں، پس وہ پلائے جاتے یعنی اللہ تعالیٰ بارش عنایت فرماتے۔

تشریح: یہ روایت پہلے گذری ہے، اور امام بخاری رحمہ اللہ اس روایت میں منفرد ہیں باقی کتب خمسہ میں یہ روایت نہیں ہے اور یہ روایت مختصر ہے، پوری روایت عمدۃ القاری میں ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ! جب تک حضور اکرم

ﷺ دنیا میں تھے ہم آپؐ سے دعا کراتے تھے، اور آپ ہمیں بارش عطا فرماتے تھے، اب حضور ﷺ نہیں رہے، البتہ ہمارے درمیان آپؐ کے چچا ہیں، ہم ان سے دعا کراتے ہیں، پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: آیئے، اور دعا کرایئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ گئے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دعا کرائی، اور مجمع نے آمین کہی، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر جو دعا کی تھی وہ بھی عمدۃ القاری میں ہے اور پہلے حاشیہ میں بھی وہ منقول ہے، اس تفصیلی روایت سے معلوم ہوا کہ یہاں توسل دعا کرانے کے معنی میں ہے اور دعا ظاہر ہے زندہ ہی سے کرائی جائے گی، تفصیل کے لئے دیکھیں (تحفۃ القاری ۳:۳۳۸)

[۱۱-] ذِكْرُ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

[۳۷۱۰-] حدثنا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ، ثَنِیْ أَبِیْ: عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنَّى، عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا قَحَطُوْا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتَسْقِيَنَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا، فَيُسْقَوْنَ. [راجع: ۱۰۱۰]

مَنَاقِبُ قَرَابَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ کے رشتہ داروں کے فضائل

یہ تکمیلی باب ہے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے فضائل میں امام بخاری رحمہ اللہ کے پاس کوئی ایسی صریح حدیث نہیں تھی جو بخاری شریف میں لائی جاسکے: (ترمذی شریف میں روایات ہیں) اس لئے حضرت رحمہ اللہ یہ باب لائے اور رشتہ داروں کے عموم میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بھی لیا، اس طرح ضمناً ان کے فضائل بیان کئے اور حاشیہ میں ہے کہ رشتہ داروں سے مراد جدامجد عبدالمطلب کی اولاد ہے، ظاہر ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان میں شامل ہیں اور باب کی تمام حدیثیں ایک حدیث کے علاوہ پہلے گذر چکی ہیں۔

پہلی حدیث: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا وہ ان سے اپنی وہ میراث مانگ رہی تھیں جو ان کو نبی ﷺ سے پہنچی تھی، مالِ فئے میں سے (بنونضیر کی جائداد، فدک گاؤں کی جائداد اور خیبر کے خمس کی جائداد جو مالِ فئے تھی جس کے نبی ﷺ مالک نہیں تھے بلکہ وہ جائدادیں صرف آپؐ کے تصرف میں تھیں ان میں سے اپنا حق میراث مانگ رہی تھیں) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ''ہم مورِث نہیں بنائے جاتے، ہم جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے'' اور نبی ﷺ کا

خاندان اس مال میں سے یعنی مالِ فئے میں سے ضرورت کے بقدر کھائے گا، کھانے کی ضرورت سے زیادہ لینے کا ان کو حق نہیں، پس میں بخدا! ذرا تبدیلی نہیں کروں گا نبی ﷺ کے صدقہ میں جس پر وہ تھے عہدِ نبوی میں، اور میں ضرور عمل کروں گا اس میں وہ عمل جو نبی ﷺ نے اس میں کیا ہے، پس جواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا پھر کہا: اے ابوبکر! ہم آپؓ کی برتری بالیقین پہچانتے ہیں، پھر انھوں نے نبی ﷺ کے ساتھ اپنا رشتہ اور اپنا حق بیان کیا، پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! نبی ﷺ کی رشتہ داری مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں اس کو ملاؤں اپنی رشتہ داری سے یعنی میرے رشتہ داروں سے میرے نزدیک نبی ﷺ کے رشتہ داروں کا زیادہ حق ہے (یہاں باب ہے)

[۱۲-] مَنَاقِبُ قَرَابَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم

[۳۷۱۱-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، أَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، ثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ فَاطِمَةَ أَرْسَلَتْ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيْرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مِمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ، تَطْلُبُ صَدَقَةَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم الَّتِيْ بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكٍ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ. [راجع: ۳۰۹۲]

[۳۷۱۲-] فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" لاَنُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا فَهُوَ صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ - يَعْنِيْ مَالَ اللّٰهِ - لَيْسَ لَهُمْ أَنْ يَزِيْدُوْا عَلَى الْمَأْكَلِ" وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ لاَ أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَاتِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهَا فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَلَأَعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَتَشَهَّدَ عَلِيٌّ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّا قَدْ عَرَفْنَا يَا أَبَا بَكْرٍ فَضِيْلَتَكَ، وَذَكَرَ قَرَابَتَهُمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَحَقَّهُمْ، وَتَكَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِيْ. [راجع: ۳۰۹۳]

دوسری حدیث نئی ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ سے فرمایا: اُرْقُبُوْا مُحَمَّدًا فِيْ أَهْلِ بَيْتِهِ: نبی ﷺ کی حفاظت کرو ان کے خاندان میں یعنی ان کا خیال رکھو، ان کا احترام کرو، رَقِبَ (ن) رَقْبًا: نظر رکھنا، خیال رکھنا، حفاظت کرنا، نگرانی کرنا۔

تیسری حدیث پہلے آئی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کا جزء ہیں، جو ان کو ناراض کرے گا وہ نبی ﷺ کو ناراض کرے گا (یہ فضیلت سبھی رشتہ داروں کو عام ہے)

اس کے بعد کی دو حدیثیں ایک ہیں، اور پہلے گذری ہیں، نبی ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بتلایا کہ آپؐ کی وفات اسی بیماری میں ہونے والی ہے، وہ رو پڑیں، پھر ان کو چپکے سے ایک بات بتلائی تو وہ ہنس دیں، وفات کے بعد حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا تو بتلایا کہ نبی ﷺ نے دوسری مرتبہ میں مجھے یہ بتایا کہ میں آپؐ کی فیملی میں سب سے پہلے آپ ﷺ سے ملنے والی ہوں، اس پر میں ہنسی تھی۔

[۳۷۱۳-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، ثَنَا خَالِدٌ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ وَاقِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِیْ یُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِیْ بَكْرٍ، قَالَ: ارْقُبُوْا مُحَمَّدًا فِی أَهْلِ بَیْتِهِ"[انظر: ۳۷۵۱]

[۳۷۱۴-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِیْدِ، ثَنَا ابْنُ عُیَیْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ، عَنِ ابْنِ أَبِیْ مُلَیْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ ابْنِ مَخْرَمَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم قَالَ:" فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّیْ، فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِیْ"

[۳۷۱۵-] حدثنا یَحْیَی بْنُ قَزَعَةَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَعَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیه وسلم فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِیْ شَكْوَاهُ الَّذِیْ قُبِضَ فِیْهَا، فَسَارَّهَا بِشَیْئٍ فَبَكَتْ، ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ، قَالَتْ: فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذٰلِكَ.[راجع: ۳۶۲۳]

[۳۷۱۶-] فَقَالَتْ: سَارَّنِیْ النَّبِیُّ صلی اللہ علیه وسلم فَأَخْبَرَنِیْ أَنَّهُ یُقْبَضُ فِیْ وَجَعِهِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْهِ، فَبَكَیْتُ، ثُمَّ سَارَّنِیْ فَأَخْبَرَنِیْ أَنِّیْ أَوَّلُ أَهْلِ بَیْتِهِ أَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ.[راجع: ۳۶۲۴]

مَنَاقِبُ الزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے فضائل

نام نامی: زبیر، باپ کا نام: العوام بن خویلد، قبیلہ: قرشی، اسدی، کنیت: ابوعبداللہ، من جملۂ عشرۂ مبشرہ، اور من جملۂ اصحابِ شوریٰ، نبی ﷺ کی پھوپھی صفیہ بنت عبدالمطلب کے لڑکے، ولادت: ۲۸ سال قبل ہجرت، شہادت: ۳۶ ہجری (جنگِ جمل میں) آٹھ سال کی عمر میں اسلام قبول کیا اور تمام غزوات میں شریک رہے۔

۱- حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے حواری ہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے حواری (ساتھی، حامی، مددگار) ہیں (حدیث ۴۶۶۵ أَمَّا أَبُوْهُ فَحَوَارِیُّ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم یُرِیْدُ الزُّبَیْرَ) یہی بات باب کی حدیث (۳۷۱۹) میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: بیشک ہر نبی کے لئے کوئی خاص مددگار ہوتا ہے اور میرے خاص مددگار زبیرؓ ہیں (یہ حدیث پہلے گذری ہے)

فائدہ: قرآنِ کریم میں حواری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخصوص صحابہ کے لئے آیا ہے، وہاں سے یہ لفظ مستعار لیا گیا ہے اور ناصر و مددگار کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے، حضرت امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کو حواری اس لئے کہا جاتا تھا

کہ ان کے کپڑے سفید تھے (اور دوسرا قول یہ ہے کہ وہ دھوبی تھے، لوگوں کے کپڑے دھوکر سفید کرتے تھے اس لئے ان کو حواری کہا گیا)

۲- حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بہترین صحابی اور نبی ﷺ کے محبوب تھے

مروان بن الحکم بیان کرتا ہے: ۳۱ ہجری میں نکسیر پھوٹنے کی بیماری پھیلی، خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اس میں مبتلا ہوئے، ان کی بہت زیادہ نکسیر پھوٹتی تھی، چنانچہ وہ اس سال حج کے لئے بھی نہیں جاسکے اور انھوں نے وصیت کردی (وصیت نامہ میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا نام لکھا تھا اور اپنے کاتب حُمران سے کہا تھا کہ وہ اس کو راز میں رکھے، مگر اس نے حضرت عبدالرحمٰن کو بتلادیا، انھوں نے بہت زیادہ اظہار ناراضگی کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حُمران پر غضب ناک ہوئے اور اس کو مدینہ سے بصرہ کی طرف جلاوطن کردیا، پھر حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ چھ ماہ بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پہلے ۳۲ ہجری میں وفات پاگئے) پس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ایک قریشی آدمی آیا اس نے کہا: آپؓ اپنے بعد خلیفہ نامزد کریں، حضرت عثمانؓ نے کہا: کیا لوگ یہ کہتے ہیں؟ اس نے کہا: ہاں، حضرت عثمانؓ نے پوچھا: کس کا نام لیتے ہیں؟ وہ چپ رہا، پھر ان کے پاس ایک دوسرا شخص آیا —— مروان کہتا ہے: میرا گمان ہے کہ وہ حارث بن الحکم تھا جو مروان کا بھائی ہے —— پس اس نے کہا: آپؓ اپنے بعد خلیفہ نامزد کریں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا لوگ یہ بات کہتے ہیں؟ اس نے کہا: ہاں، حضرت عثمانؓ نے پوچھا: کس کا نام لیتے ہیں؟ مروان کہتا ہے: وہ شخص چپ رہا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: شاید لوگوں کی رائے زبیر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے کی ہے، اس نے کہا: ہاں، حضرت عثمانؓ نے کہا: سنو! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے؟ زبیر لوگوں میں سب سے بہتر ہیں، جہاں تک میری معلومات ہیں، اور بیشک وہ لوگوں میں سب سے زیادہ نبی ﷺ کو محبوب تھے۔

[۱۳-] بَابُ مَنَاقِبِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: "هُوَ حَوَارِيُّ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم ....وَسُمِّيَ الْحَوَارِيُّوْنَ لِبَيَاضِ ثِيَابِهِمْ.

[۳۷۱۷-] حدثنا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، أَخْبَرَنِيْ مَرْوَانُ ابْنُ الْحَكَمِ، قَالَ: أَصَابَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رُعَافٌ شَدِيْدٌ سَنَةَ الرُّعَافِ، حَتَّى حَبَسَهُ عَنِ الْحَجِّ، وَأَوْصَى، فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، فَقَالَ: اسْتَخْلِفْ، فَقَالَ: وَقَالُوْهُ؟: قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَمَنْ؟ فَسَكَتَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ - أَحْسِبُهُ الْحَارِثَ - فَقَالَ: اسْتَخْلِفْ، فَقَالَ عُثْمَانُ: وَقَالُوْا؟ فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَمَنْ هُوَ؟ قَالَ: فَسَكَتَ، قَالَ: فَلَعَلَّهُمْ قَالُوْا: إِنَّهُ الزُّبَيْرُ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! إِنَّهُ لَخَيْرُهُمْ مَا عَلِمْتُ، وَإِنْ كَانَ لَأَحَبَّهُمْ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم. [انظر: ۳۷۱۸]

[۳۷۱۸-] حدثنا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، ثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، أَخْبَرَنِیْ أَبِیْ، قَالَ سَمِعْتُ مَرْوَانَ ابْنَ الْحَكَمِ: كُنْتُ عِنْدَ عُثْمَانَ أَتَاهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: اسْتَخْلِفْ قَالَ: وَقِيلَ ذَاكَ؟ قَالَ: نَعَمْ، الزُّبَيْرُ قَالَ: أَمَا وَاللّٰهِ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ أَنَّـهُ خَيْرُكُمْ، ثلاثًا. [راجع: ۳۷۱۷]

[۳۷۱۹-] حدثنا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ هُوَ ابْنُ أَبِیْ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه سولم: " إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا، وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ" [راجع ۲۸٤٦]

۳- نبی ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پر اپنے ماں باپ کو فدا کیا

عبداللہ بن الزبیرؓ کہتے ہیں: غزوہ احزاب کے موقع پر مجھے اور عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہما کو عورتوں کی نگرانی پر مقرر کیا گیا، میں نے دیکھا: زبیر رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر بنوقریظہ کی طرف آتے جاتے ہیں، دو مرتبہ یا تین مرتبہ، پھر جب میں (گھر) لوٹا تو میں نے پوچھا: ابا جان! میں نے آپ کو آتے جاتے دیکھا، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے بچے! کیا تو نے مجھے دیکھا؟ میں نے کہا: ہاں، آپؓ نے کہا: نبی ﷺ نے فرمایا تھا: کون ہے جو بنوقریظہ کے پاس جائے اور میرے پاس ان کی خبر لائے؟ پس میں گیا، جب میں لوٹا تو نبی ﷺ نے میرے لئے اپنے ماں باپ کو فدا کیا، فرمایا: فِدَاكَ أَبِیْ وَأُمِّیْ: آپؓ پر میرے ماں باپ قربان!

[۳۷۲۰-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: كُنْتُ يَوْمَ الْأَحْزَابِ جُعِلْتُ أَنَا وَعُمَرُ بْنُ أَبِیْ سَلَمَةَ فِی النِّسَاءِ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا أَنَا بِالزُّبَيْرِ عَلٰى فَرَسِهِ يَخْتَلِفُ إِلٰى بَنِیْ قُرَيْظَةَ، مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا، فَلَمَّا رَجَعْتُ قُلْتُ: يَا أَبَتِ! رَأَيْتُكَ تَخْتَلِفُ؟ قَالَ: أَوَ هَلْ رَأَيْتَنِی يَا بُنَیَّ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " مَنْ يَأْتِ بَنِیْ قُرَيْظَةَ فَيَأْتِيْنِیْ بِخَبَرِهِمْ؟" فَانْطَلَقْتُ فَلَمَّا رَجَعْتُ جَمَعَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَبَوَيْهِ فَقَالَ: "فِدَاكَ أَبِیْ وَأُمِّیْ"

۴- حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کا جسم راہِ خدا میں زخموں سے چھلنی ہو گیا تھا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں یرموک میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان سخت معرکہ پیش آیا، اس موقع پر صحابہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپؓ حملہ نہیں کرتے کہ ہم بھی آپؓ کے ساتھ حملہ کریں؟ پس حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کیا، ان لوگوں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ان کے شانے پر دو چوٹیں ماریں، ان دونوں کے درمیان وہ

چوٹ تھی جو آپؓ بدر کی جنگ میں مارے گئے تھے۔ عروہؒ کہتے ہیں: میں اپنی انگلیاں ان چوٹوں کے نشانات میں داخل کیا کرتا تھا، کھیلتا تھا میں جبکہ میں بچہ تھا (اور ترمذی میں روایت ہے، حضرت زبیرؓ نے کہا: میرا کوئی عضو ایسا نہیں جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ زخمی نہ ہوا ہو، عبداللہ بن الزبیرؓ کہتے ہیں: یہاں تک کہ وہ زخم آپؓ کی شرم گاہ تک پہنچا تھا، ترمذی حدیث ۳۷۴۷)

[۳۷۲۱-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ، ثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، أَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ أَصْحَابَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیه وسلم قَالُوْا لِلزُّبَيْرِ يَوْمَ الْيَرْمُوْكِ: أَلاَ تَشُدُّ فَنَشُدُّ مَعَكَ؟ فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ، فَضَرَبُوْهُ ضَرْبَتَيْنِ عَلٰى عَاتِقِهِ، بَيْنَهُمَا ضَرْبَةٌ ضُرِبَهَا يَوْمَ بَدْرٍ، قَالَ عُرْوَةُ: فَكُنْتُ أُدْخِلُ أَصَابِعِيْ فِيْ تِلْكَ الضَّرَبَاتِ أَلْعَبُ وَأَنَا صَغِيْرٌ. [انظر: ۳۹۷۳، ۳۹۷۵]

ذِكْرُ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

نام نامی: طلحہ، باپ کا نام: عبیداللہ بن عثمان، قبیلہ: قرشی، تیمی، کنیت: ابو محمد، من جملۂ عشرۂ مبشرہ اور من جملۂ اصحابِ شوریٰ، القاب: طلحة الجود، طلحة الخير اور طلحة الفياض، ولادت: ہجرت سے ۲۸ سال پہلے، اسلام کی طرف آٹھ سبقت کرنے والوں میں سے ایک، شہادت: مروان کے ہاتھ سے ۳۶ ہجری میں، مدت عمر: ۶۴ سال، جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے اور شہید ہوئے، آپؓ بڑے سخی اور بڑے بہادر تھے، آپؓ کے فضائل کی روایتیں بخاری میں لانے کے قابل نہیں، اس لئے عنوان میں مناقب لفظ نہیں رکھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول پہلے گذرا ہے کہ نبی ﷺ کی وفات ہوئی درانحالیکہ آپؐ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے خوش تھے، ابوعثمان بن سنّہ خزاعی دمشقی کہتے ہیں: نبی ﷺ کے ساتھ باقی نہیں رہے بعض ان ایام میں جن میں رسول اللہ ﷺ نے جنگ لڑی یعنی غزوۂ احد میں سوائے طلحہ اور سعد رضی اللہ عنہما کے، انھوں نے یہ بات طلحہ اور سعد دونوں سے سن کر بیان کی ہے (اس لئے حدیث پر دو نمبر لگائے ہیں)

حدیث: قیس بن ابی حازم بجلی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ ہاتھ دیکھا ہے جس کے ذریعہ انھوں نے نبی ﷺ کا بچاؤ کیا تھا، وہ ہاتھ بیکار ہو گیا تھا (یہ بھی غزوۂ احد کا واقعہ ہے)

[۱٤-] ذِكْرُ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ

وَقَالَ عُمَرُ: تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیه وسلم وَهُوَ عَنْهُ رَاضٍ.

[۳۷۲۲و۳۷۲۳-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، ثَنَا مُعْتَمِرٌ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ، قَالَ:

لَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِيْ بَعْضِ تِلْكَ الْأَيَّامِ الَّتِيْ قَاتَلَ فِيْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ: عَنْ حَدِيْثِهِمَا. [انظر: ٤٠٦٠، ٤٠٦١]

[٣٧٢٤-] حدثنا مُسَدَّدٌ، ثَنَا خَالِدٌ، ثَنَا ابْنُ أَبِيْ خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ، قَالَ: رَأَيْتُ يَدَ طَلْحَةَ الَّتِيْ وَقَى بِهَا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَدْ شَلَّتْ. [انظر: ٤٠٦٣]

مَنَاقِبُ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ الزُّهْرِيِّ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے فضائل

نام نامی: سعد، والد کا نام: مالک بن اُہیب، والد کی کنیت: ابووقاص، خاندان: قرشی، زہری، کنیت: ابواسحاق، ولادت: ۲۳ سال قبل ہجرت، وفات: ۵۵ ہجری، من جملۂ عشرۂ مبشرہ، اور من جملۂ اصحابِ شوریٰ، فاتح عراق ومدائن، سب سے پہلے آپؓ نے راہِ خدا میں تیر چلایا، سترہ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے، بدر اور بعد کی جنگوں میں شریک رہے، جنگِ قادسیہ میں آپؓ کمانڈر انچیف تھے، شہر کوفہ کی پلاننگ میں آپؓ کا بڑا حصہ ہے، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے زمانہ میں آپؓ کوفہ کے گورنر رہے، مدینہ میں وفات پائی اور بقیع میں دفن ہوئے، آپؓ خاندانِ بنو زہرہ میں سے ہیں، جو نبی ﷺ کا ننھیال ہے۔

نبی ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ پر اپنے ماں باپ کو فدا کیا

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے جنگ احد میں اپنے ماں باپ کو جمع کیا اور دوسری روایت میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بخدا! میں نے مجھ کو دیکھا درانحالیکہ میں اسلام کا تہائی ($\frac{1}{3}$) تھا، اس پر حاشیہ میں استیعاب کے حوالہ سے ہے کہ آپؓ اسلام میں ساتویں ($\frac{1}{7}$) ہیں۔

اور تیسری روایت میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کوئی شخص ایمان نہیں لایا مگر اس دن میں جس دن میں ایمان لایا ہوں (یعنی کوئی ایمان لانے میں آپؓ سے مقدم نہیں، اس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا استثناء ہے، اس لئے کہ حضرت سعدؓ حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے ہیں) اور فرمایا: بخدا! سات دن ٹھہرا رہا ہوں میں اور میں تہائی اسلام تھا۔

اور آخری روایت میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں پہلا وہ عرب ہوں جس نے راہِ خدا میں تیر چلایا ہے (پہلا سریہ نبی ﷺ کے چچازاد بھائی عبیدۃ بن الحارث کی سرکردگی میں روانہ کیا گیا تھا، یہ سریہ ابوسفیان کے تجارتی قافلہ کو روکنے کے لئے گیا تھا، اس میں سب سے پہلے حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے تیر چلایا) اور فرمایا: ہم نبی ﷺ کے ساتھ جہاد کیا کرتے تھے، اور نہیں تھا ہمارے لئے کوئی کھانا مگر درخت کے پتے، یہاں تک کہ ہم میں سے ایک استنجا کرتا تھا جس طرح

اونٹ اور بکری استنجا کرتی ہے، یعنی مینگنیوں کی شکل میں استنجا نکلتا تھا، نہیں ہوتا تھا اس کے لئے ملنا یعنی استنجے کے اجزاء ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہیں ہوتے تھے، پھر اب قبیلہ بنواسد مجھے احکام اسلام سے ناواقف قرار دیتا ہے، بخدا! اتب تو میں نامراد رہا اور اکارت گیا میرا عمل، اور بنواسد نے آپؓ کی چغلی کی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس، انھوں نے کہا تھا: سعدؓ نماز اچھی نہیں پڑھاتے، امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ثلث الاسلام کا مطلب ہے: میں نبی ﷺ کے ساتھ تین میں سے تیسرا تھا، یعنی ایک آپ ﷺ، دوسرے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور تیسرے حضرت سعدؓ (عورتوں کو شامل نہیں کیا)

[۱۵-] مَنَاقِبُ سَعْدِ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ الزُّهْرِیِّ

وَبَنُوْ زُهْرَةَ: أَخْوَالُ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم، وَهُوَ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ.

[۳۷۲۵-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّی، ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: سَمِعْتُ یَحْیَی، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا، یَقُوْلُ: جَمَعَ لِیَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم أَبَوَیْهِ یَوْمَ أُحُدٍ.

[انظر: ٤٠٥٥، ٤٠٥٦، ٤٠٥٧]

[۳۷۲٦-] حدثنا الْمَكِّیُّ بْنُ إِبْرَاهِیْمَ، ثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِیْهِ، قَالَ: لَقَدْ رَأَیْتُنِیْ وَأَنَا ثُلُثُ الإِسْلَامِ. [انظر: ۳۷۲۷، ۳۸۵۸]

[۳۷۲۷-] حَدَّثَنِیْ إِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسَی، ثَنَا ابْنُ أَبِیْ زَائِدَةَ، ثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِیْ وَقَّاصٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ، یَقُوْلُ: سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِیْ وَقَّاصٍ، یَقُوْلُ: مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِیْ الْیَوْمِ الَّذِیْ أَسْلَمْتُ فِیْهِ، وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ أَیَّامٍ وَإِنِّیْ لَثُلُثُ الإِسْلَامِ، تَابَعَهُ أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ: ثَنَا هَاشِمٌ.

[راجع: ۳۷۲٦]

[۳۷۲۸-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، ثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ إِسْمَاعِیْلَ، عَنْ قَیْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا یَقُوْلُ: إِنِّیْ لَأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمَی بِسَهْمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللهِ، وَكُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم وَمَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الشَّجَرِ، حَتَّی إِنَّ أَحَدَنَا لَیَضَعُ كَمَا یَضَعُ الْبَعِیْرُ أَوِ الشَّاةُ، مَالَهُ خِلْطٌ، ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُوْ أَسَدٍ تُعَزِّرُنِیْ عَلَی الإِسْلَامِ، لَقَدْ خِبْتُ إِذًا وَضَلَّ عَمَلِیْ، وَكَانُوْا وَشَوْا بِهِ إِلَی عُمَرَ، قَالُوْا: لَا یُحْسِنُ یُصَلِّیْ.

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللهِ: ثُلُثُ الإِسْلَامِ یَقُوْلُ: وَأَنَا ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ مَعَ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم.

بَابُ ذِكْرِ أَصْهَارِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم، مِنْهُمْ أَبُوْ الْعَاصِ بْنُ الرَّبِیْعِ

نبی ﷺ کے بڑے داماد حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

نبی ﷺ کی چار صاحبزادیاں اور تین داماد تھے، بڑی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح ان کے خالہ زاد

بھائی ابوالعاص بن الربیع رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا، درمیانی دو صاحبزادیوں رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہما کا نکاح یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا اور چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا، چونکہ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے لئے الگ الگ ابواب آئے ہیں اس لئے یہ باب صرف ابوالعاص رضی اللہ عنہ کے لئے ہے۔

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا نام بالیقین معلوم نہیں، کنیت ابوالعاص بن الربیع، والدہ: ہالہ بنت خویلد (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن) غزوۂ بدر میں قید ہوئے اور فدیہ معاف کر کے چھوڑ دیئے گئے، ۱۲ ہجری میں انتقال ہوا، نبی ﷺ نے ان کو اچھا داماد قرار دیا، کفر کے زمانہ میں مشرکین نے ان پر دباؤ ڈالا کہ محمد کی لڑکی کو طلاق دیدو، مگر انھوں نے طلاق نہیں دی، غزوۂ بدر کے بعد حسبِ وعدہ انھوں نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو مدینہ بھیج دیا، پھر جب چھ سال کے بعد مسلمان ہو کر ہجرت کر کے آئے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ان سے دوبارہ نکاح کر دیا۔

حدیث: مسورؓ کہتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی لڑکی کی منگنی بھیجی، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علم میں یہ بات آئی، وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: آپؐ کی قوم کا خیال ہے کہ آپؐ کو اپنی بیٹیوں کی وجہ سے غصہ نہیں آتا، یہ علیؓ ابوجہل کی لڑکی سے نکاح کرنے والے ہیں، پس نبی ﷺ نے منبر سے تقریر فرمائی کہ میں نے ایک لڑکی ابوالعاصؓ کے نکاح میں دی، انھوں نے مجھ سے ایک بات کہی اور سچی کہی، اور فاطمہؓ میرا جزء ہے اور میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اسے کوئی رنج پہنچے، بخدا! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک گھر میں اکٹھا نہیں ہونگی، پس حضرت علی رضی اللہ عنہ منگنی سے دست بردار ہو گئے۔

[۱۶-] بَابُ ذِكْرِ أَصْهَارِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، مِنْهُمْ أَبُوْ الْعَاصِ بْنُ الرَّبِيْعِ

[۳۷۲۹-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، أَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، ثَنِيْ عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ، أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، قَالَ: إِنَّ عَلِيًّا خَطَبَ بِنْتَ أَبِيْ جَهْلٍ، فَسَمِعَتْ بِذٰلِكَ فَاطِمَةُ، فَأَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَتْ: يَزْعُمُ قَوْمُكَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ، وَهٰذَا عَلِيٌّ نَاكِحٌ بِنْتَ أَبِيْ جَهْلٍ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَسَمِعْتُهُ حِيْنَ تَشَهَّدَ يَقُوْلُ: "أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّيْ أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيْعِ فَحَدَّثَنِيْ وَصَدَقَنِيْ، وَإِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّيْ، وَإِنِّيْ أَكْرَهُ أَنْ يَسُوْءَ هَا، وَاللّٰهِ لَا يَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ" فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ.

وَزَادَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ مِسْوَرٍ: قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ شَمْسٍ، فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِيْ مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ فَأَحْسَنَ، قَالَ: "حَدَّثَنِيْ فَصَدَقَنِيْ وَوَعَدَنِيْ فَوَفَى لِيْ"

بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَوْلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے متبنّٰی تھے، زمانۂ جاہلیت میں بچپن میں اچک لئے گئے، پھر مکہ کے ایک میلہ میں فروخت کئے گئے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لئے خریدے گئے، پھر شادی کے بعد انھوں نے نبی ﷺ کو بخش دیا، پھر ان کے بھائی اور چچا لینے آئے، مگر انھوں نے نبی ﷺ کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی، پس آپؐ نے ان کو آزاد کر کے بیٹا بنالیا، اور لوگ زید بن محمد کہنے لگے، آزاد شدہ لوگوں میں سب سے پہلے آپؓ ایمان لائے، نبی ﷺ نے ان کا نکاح اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے کیا، مگر بیل منڈھے نہ چڑھی، اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے طلاق دیدی، تو ان سے نبی ﷺ نے نکاح کرلیا، اور اسلام میں متبنّٰی کی رسم ختم ہوگئی، اب لوگ آپؓ کو زید بن حارثہؓ کہنے لگے۔ آپؓ سے نبی ﷺ کو بے حد محبت تھی، چنانچہ جب بھی نبی ﷺ نے آپؓ کو کسی سریہ میں بھیجا تو امیر بنا کر بھیجا۔ ۸ ہجری میں غزوۂ موتہ میں شہید ہوئے۔

۱- نبی ﷺ نے فرمایا: زیدؓ ہمارے بھائی اور ہمارے آزاد کردہ ہیں

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لڑکی کی پرورش کے معاملہ میں آپؐ نے فیصلہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے لئے کیا تو تینوں حضرات کا دل خوش کرنے کے لئے تعریفی جملے ارشاد فرمائے: حضرت زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: تم ہمارے بھائی ہو اور ہمارے آزاد کردہ ہو، بھائی ایمانی رشتہ سے تھے اور **مولی القوم من أنفسهم**: آزاد کردہ خاندان کا ایک فرد شمار ہوتا ہے۔

۲- حضرت زید رضی اللہ عنہ ہر طرح امارت کے لائق تھے

رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا، اور اس پر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا، پس کچھ لوگوں نے ان کی امارت پر اعتراض کیا، آپؐ نے فرمایا: اگر تم ان کی سپہ سالاری پر اعتراض کرتے ہو تو ان سے پہلے ان کے والد کی سپہ سالاری پر بھی طعنہ زنی کر چکے ہو، حالانکہ وہ سپہ سالاری کے اہل تھے، اور میرے نزدیک محبوب ترین لوگوں میں سے تھے، اور یہ بھی ان کے بعد میرے نزدیک محبوب ترین لوگوں میں سے ہیں۔

تشریح: نبی ﷺ نے جو آخری مہم ترتیب دی تھی اور اس میں شیخین رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے، اس کا امیر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا تھا اس موقع پر کچھ لوگوں نے سپہ سالار کی نوعمری کو نکتہ چینی کا نشانہ بنایا، پس نبی ﷺ نے مذکورہ ارشاد فرمایا۔

[۱۷-] بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَوْلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

وَقَالَ الْبَرَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "أَنْتَ أَخُوْنَا وَمَوْلَانَا"

[۳۷۳۰-] حدثنا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، ثَنَا سُلَيْمَانُ، ثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَعْثًا، وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِي إِمَارَتِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "إِنْ تَطْعَنُوْا فِيْ إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِيْ إِمَارَةِ أَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ، وَأَيْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلإِمَارَةِ، وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ"

[انظر: ۴۲۵۰، ٤٤٦٨، ٤٤٦٩، ٦٦٢٧، ٧١٨٧]

۳-قائف کی بات سے آپؐ خوش ہوئے

صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میرے پاس ایک قائف (بچہ کے اعضاء کو دیکھ کر فراست سے نسب بتانے کا ماہر) آیا اور نبی ﷺ موجود تھے، اور اسامہ اور زید رضی اللہ عنہما چادر اوڑھ کر لیٹے ہوئے تھے اور دونوں کے پیر کھلے تھے، پس قائف نے کہا: یہ پیر بعض بعض سے ہیں یعنی یہ باپ بیٹے ہیں پس نبی ﷺ کو اس سے خوشی ہوئی، اور آپؐ کو یہ بات بہت پسند آئی اور آپؐ نے یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتلائی (کہ قائف یہ کہہ کر گیا)

تشریح: حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سانولے اور حضرت زید رضی اللہ عنہ گورے تھے، اس لئے کچھ لوگوں کو نسب میں شک تھا، پس قائف کی یہ بات ان کی زبان بند کردے گی، اس لئے آپؐ کو اس سے خوشی ہوئی، ورنہ اسلام میں قیافہ سے نسب ثابت نہیں ہوتا۔

[۳۷۳۱-] حدثنا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ قَائِفٌ، وَالنَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم شَاهِدٌ، وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ مُضْطَجِعَانِ، فَقَالَ: إِنَّ هٰذِهِ الأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ، قَالَ فَسُرَّ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَأَعْجَبَهُ وَأَخْبَرَ بِهِ عَائِشَةَ. [راجع: ۳۵۵۵]

بَابُ ذِكْرِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما: جلیل القدر صحابی ہیں، مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، والدہ ماجدہ: ام ایمن رضی اللہ عنہا (نبی ﷺ کی آیا: ماں کے مرنے کے بعد بچہ کی پرورش کرنے والی عورت) نبی ﷺ کی وفات کے وقت آپؐ

کی عمر اٹھارہ یا بیس سال تھی، والد ماجد: حضرت زید بن حارثہؓ، صحابہ آپؓ کو ''محبوب کا بیٹا محبوب!'' کہتے تھے۔ نبی ﷺ آپؓ سے حسنین رضی اللہ عنہما کی طرح محبت کرتے تھے، نبی ﷺ نے آخری مہم کا امیر آپ کو بنایا۔ ۵۴ ہجری میں مدینہ میں وفات پائی، شہادتِ عثمانؓ کے بعد فتنوں سے الگ تھلک رہے۔

۱- حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے محبوب تھے

حدیث اسی جلد میں گذری ہے (حدیث ۳۴۷۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: قریش کو فکر مند کیا مخزومی عورت کے معاملہ نے، پس انھوں نے کہا: کون سفارش کرنے کی ہمت کرسکتا ہے اس معاملہ میں سوائے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کے جو نبی ﷺ کے محبوب ہیں۔

دوسری حدیث بھی اسی مضمون کی ہے، البتہ اس کی سند دیکھیں: علی بن المدینیؒ کہتے ہیں: سفیان بن عیینہؒ نے فرمایا: میں امام زہریؒ کے پاس فاطمہ مخزومیہ کی حدیث سننے کے لئے گیا، انھوں نے مجھے ڈانٹ دیا، یعنی کسی وجہ سے حدیث نہیں سنائی، علی بن المدینیؒ نے ابن عیینہؒ سے پوچھا: کیا آپ نے یہ حدیث امام زہریؒ کے علاوہ کسی اور سے حاصل نہیں کی؟ ابن عیینہؒ نے کہا: میں نے یہ حدیث ایک کتاب میں پائی ہے، جو ایوب بن موسیٰ اموی نے امام زہریؒ سے لکھی ہے۔

تشریح: یہ حدیث حضرت ابن عیینہ: ایوب بن موسیٰ کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں، براہِ راست امام زہری سے روایت نہیں کرتے، نسائی شریف میں اس کی سند اس طرح ہے: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوْبَ بْنِ مُوْسَى عَنِ الزُّهْرِيِّ إلخ: (حدیث ۴۸۹۵) اور اس طرح کتاب سے روایت کرنا 'وجادہ' کہلاتا ہے جو جائز ہے۔

فائدہ: نبی ﷺ نے تقریر میں صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نام اس لئے لیا ہے کہ چوری کرنے والی عورت کا نام فاطمہ تھا۔

[۱۸-] بَابُ ذِكْرِ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

[۳۷۳۲-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، ثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّهُمْ شَأْنُ الْمَرْأَةِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ، فَقَالُوْا: مَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟[راجع: ٢٦٤٨]

[۳۷۳۳-] حدثنا عَلِيٌّ، ثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: ذَهَبْتُ أَسْأَلُ الزُّهْرِيَّ عَنْ حَدِيْثِ الْمَخْزُوْمِيَّةِ، فَصَاحَ بِيْ، قُلْتُ لِسُفْيَانَ: فَلَمْ تَحْمِلْهُ عَنْ أَحَدٍ؟ قَالَ: وَجَدْتُهُ فِيْ كِتَابٍ كَانَ كَتَبَهُ أَيُّوْبُ بْنُ مُوْسَى، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ بَنِيْ مَخْزُوْمٍ سَرَقَتْ، فَقَالُوْا: مَنْ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِيْهَا

فَلَمْ يَجْتَرِئْ أَحَدٌ أَنْ يُكَلِّمَهُ، فَكَلَّمَهُ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، فَقَالَ: " إِنَّ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ كَانَ إِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ، وَإِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ قَطَعُوْهُ، لَوْ كَانَتْ فَاطِمَةُ لَقَطَعْتُ يَدَهَا"[راجع: ۲٦٤٨]

۲- زید اور ام ایمن رضی اللہ عنہما کی اولاد سے نبی ﷺ محبت کرتے تھے

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مسجد میں ایک آدمی کو دیکھا جو اپنا کپڑا گھسیٹ رہا تھا، آپؓ نے عبداللہ بن دینار سے کہا: دیکھو یہ کون ہے؟ کاش یہ میرے پاس ہوتا (تو میں اس کو سمجھاتا) پس ان سے ایک آدمی نے کہا: آپ اس کو نہیں جانتے؟ یہ اسامہ رضی اللہ عنہ کا لڑکا محمد ہے، پس ابن عمرؓ نے اپنا سر جھکا لیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے زمین کو کریدنے لگے، پھر فرمایا: اگر اس کو نبی ﷺ دیکھتے تو ضرور اس سے محبت کرتے۔

تشریح: نبی ﷺ کو حضرت زید بن حارثہؓ اور ان کی اہلیہ ام ایمنؓ اور ان دونوں کی اولاد سے محبت تھی، پس اگر آپؐ اس پوتے کو دیکھتے تو اس سے بھی محبت کرتے۔

[۳۷۳٤-] حدثنا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثَنَا أَبُوْ عَبَّادٍ يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ، ثَنَا الْمَاجِشُوْنُ، أَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِيْنَارٍ، قَالَ: نَظَرَ ابْنُ عُمَرَ يَوْمًا وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، إِلَى رَجُلٍ يَسْحَبُ ثِيَابَهُ فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: انْظُرْ مَنْ هٰذَا؟ لَيْتَ هٰذَا عِنْدِيْ! فَقَالَ لَهُ إِنْسَانٌ: أَمَا تَعْرِفُ هٰذَا يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ هٰذَا مُحَمَّدُ بْنُ أُسَامَةَ، قَالَ: فَطَأْطَأَ ابْنُ عُمَرَ رَأْسَهُ، وَنَقَرَ بِيَدَيْهِ فِي الْأَرْضِ، ثُمَّ قَالَ: لَوْ رَآهُ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَأَحَبَّهُ.

۳- اسامہ اور حسن رضی اللہ عنہما سے نبی ﷺ محبت کرتے تھے

حضرت اسامہؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ ان کو اور حضرت حسنؓ کو لیتے تھے اور دعا فرماتے تھے: اے اللہ! ان دونوں سے محبت فرما اس لئے کہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔

[۳۷۳۵-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، ثَنَا مُعْتَمِرٌ، سَمِعْتُ أَبِيْ، ثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، حَدَّثَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ فَيَقُوْلُ: " اللّٰهُمَّ أَحِبَّهُمَا فَإِنِّيْ أُحِبُّهُمَا"
[انظر: ۳۸٤٧، ٦٠٠٣]

٤- نبی ﷺ ام ایمن رضی اللہ عنہا کی اولاد سے محبت کرتے تھے

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے پہلے ایک انصاری سے ہوا تھا، اس سے ایمن نامی لڑکا تھا، یہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کا ماں شریک بھائی ہے، پھر ان کا لڑکا حجاج ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے دیکھا کہ وہ رکوع، سجدے ڈھنگ سے نہیں کررہا تو اس سے کہا: نماز دوبارہ پڑھ، پھر جب وہ پیٹھ پھیر کر گیا تو ابن عمرؓ نے حرملہ مولی

اسامہ سے پوچھا: یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا: ام ایمن کے لڑکے ایمن کا بیٹا حجاج ہے، ابن عمرؓ نے فرمایا: اگر نبی ﷺ اس کو دیکھتے تو ضرور اس سے محبت کرتے، پھر ابن عمرؓ نے ذکر کیا کہ نبی ﷺ کو حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی اولاد سے محبت تھی، امام بخاری رحمہ اللہ نے آخر میں اضافہ کیا ہے کہ ام ایمنؓ نبی ﷺ کی کھلائی تھیں، یعنی والدہ کی وفات کے بعد نبی ﷺ کی ام ایمنؓ نے پرورش کی تھی۔

[۳۷۳۶-] وَقَالَ نُعَيْمٌ، عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، أَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِيْ مَوْلًى لِأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّ الْحَجَّاجَ بْنَ أَيْمَنَ بْنِ أُمِّ أَيْمَنَ، وَكَانَ أَيْمَنُ أَخَا أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ لِأُمِّهِ، وَهُوَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَرَآهُ ابْنُ عُمَرَ لَمْ يُتِمَّ رُكُوْعَهُ وَلاَ سُجُوْدَهُ، فَقَالَ: أَعِدْ.[انظر: ۳۷۳۷]

[۳۷۳۷-] قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: وَحَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، ثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، ثَنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ نَمِرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، ثَنِيْ حَرْمَلَةُ مَوْلٰى أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ إِذْ دَخَلَ الْحَجَّاجُ بْنُ أَيْمَنَ فَلَمْ يُتِمَّ رُكُوْعَهُ وَلاَ سُجُوْدَهُ، فَقَالَ: أَعِدْ، فَلَمَّا وَلَّى، قَالَ لِيْ ابْنُ عُمَرَ: مَنْ هٰذَا؟ قُلْتُ: الْحَجَّاجُ بْنُ أَيْمَنَ بْنِ أُمِّ أَيْمَنَ، فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: لَوْ رَأَى هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَأَحَبَّهُ، فَذَكَرَ حُبَّهُ وَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّ أَيْمَنَ، قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: وَزَادَنِيْ بَعْضُ أَصْحَابِيْ عَنْ سُلَيْمَانَ: وَكَانَتْ حَاضِنَةَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.[راجع: ۳۷۳۶]

بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل

حضرت ابوعبدالرحمٰن: عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما: جلیل القدر صحابی ہیں، ولادت: ہجرت سے دس سال پہلے مکہ میں، وفات: ۷۳ہجری میں مکہ میں، مدتِ عمر: تراسی سال، اپنے والد صاحب کے ساتھ مسلمان ہوئے اور انہی کے ساتھ ہجرت کی، غزوۂ خندق سے جہاد میں شرکت کی، نبی ﷺ سے بڑا علم حاصل کیا، ساٹھ سال تک فتوی دیا اور جب وفات پائی تو فضل وکمال میں اپنے والد صاحب کے مرتبہ تک پہنچ چکے تھے۔

عبداللہؓ نیک آدمی ہیں کاش وہ تہجد پڑھتے!

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی ﷺ کے زمانہ میں جب کوئی خواب دیکھتا تو فجر کی نماز کے بعد اس کو آپؐ سے بیان کرتا اور آپؐ اس کی تعبیر دیتے، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما تمنا کیا کرتے تھے کہ کاش وہ بھی کوئی خواب دیکھتے اور نبی ﷺ سے بیان کرتے، وہ کہتے ہیں: میں نوجوان غیر شادی شدہ تھا، اور نبی ﷺ کے زمانہ میں مسجد میں سویا کرتا

تھا، انھوں نے خواب دیکھا کہ دو فرشتے ان کو لے کر ایک کنویں پر گئے، جس پر مینڈ بنی ہوئی تھی، اور اس کنویں پر دو لکڑیاں بھی گڑی ہوئی تھیں، جیسی کنویں پر گڑی ہوئی ہوتی ہیں، اس کنویں کے اندر آگ جل رہی تھی، اور اس میں بہت سے مرد اور عورتیں جل رہے تھے، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اندر جھانک کر دیکھا تو بہت سوں کو پہچانا، پس انھوں نے کہنا شروع کیا: میں آگ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں! میں آگ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں! پس اچانک ایک دوسرا فرشتہ آیا اور اس نے کہا: ڈرو نہیں! اور ان دو سے کہا: ان کو چھوڑ دو، ابن عمرؓ کی آنکھ کھل گئی، خواب ڈراؤنا تھا اس لئے خود نبی ﷺ سے بیان کرنے کی ہمت نہ ہوئی، انھوں نے اپنی بہن ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا اور کہا کہ وہ حضور ﷺ سے بیان کریں اور تعبیر معلوم کریں، حضور اقدس ﷺ نے خواب سنکر فرمایا: عبداللہؓ اچھا آدمی ہے کاش وہ تہجد پڑھتا، چنانچہ ابن عمرؓ اس کے بعد رات کا بہت تھوڑا حصہ سوتے تھے اور رات کا اکثر حصہ تہجد اور نفلوں میں گذارتے تھے، اور دوسری روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا: عبداللہؓ نیک آدمی ہیں (تحفہ ۲:۲۸۳ و ۳:۴۴۷)

[۱۹-] بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

[۳۷۳۸-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ الرَّجُلُ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم إِذَا رَأَى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَكُنْتُ غُلَامًا شَابًّا أَعْزَبَ، وَكُنْتُ أَنَامُ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَرَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ مَلَكَيْنِ أَخَذَانِي فَذَهَبَا بِي إِلَى النَّارِ، فَإِذَا هِيَ مَطْوِيَّةٌ كَطَيِّ الْبِئْرِ، وَإِذَا لَهَا قَرْنَانِ كَقَرْنَيِ الْبِئْرِ، وَإِذَا فِيهَا نَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ، فَجَعَلْتُ أَقُوْلُ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ! أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ! فَلَقِيَهُمَا مَلَكٌ آخَرُ، فَقَالَ لِيْ: لَنْ تُرَعْ. فَقَصَصْتُهَا عَلَى حَفْصَةَ.[راجع: ٤٤٠]

[۳۷۳۹-] فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: " نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ" قَالَ سَالِمٌ: وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيْلًا.[راجع: ١١٢٢]

[۳۷۴۰ و ۳۷۴۱-] حدثنا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ أُخْتِهِ حَفْصَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لَهَا: " إِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ"

[راجع: ٤٤٠، ١١٢٢]

بَابُ مَنَاقِبِ عَمَّارٍ وَحُذَيْفَةَ

عمار و حذیفہ رضی اللہ عنہما کے فضائل

۱- ابو الیقظان عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما: قحطانی ہیں، مکہ میں بنو مخزوم سے دوستی کا تعلق قائم کیا، وہ اور ان کے والدین

سابقین اولین (شروع میں اسلام لانے والوں) میں سے ہیں، والدہ ماجدہ: سمیہ رضی اللہ عنہا (اسلام میں پہلی شہید خاتون ہیں، ابوجہل نے ان کو قتل کیا تھا) ولادت: ستاون سال قبل ہجرت، شہادت: ۳۷ ہجری (جنگِ صفین میں) مدتِ عمر: ترانوے سال، لقب: الطَّیِّبُ الْمُطَیَّبُ، والد ماجد: حضرت یاسر رضی اللہ عنہ بھی قدیم الاسلام ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا تھا اور کوفہ والوں کو لکھا تھا: إِنَّهُ مِنَ النُّجَباء مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیه وسلم: یہ چنیدہ صحابی ہیں!

۲- ابوعبداللہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کا لقب: صاحب السِّر: (رسول اللہ ﷺ کے بھیدی) ہے، والد کا نام: حِسْل یا حُسَیْل، لقب: الیمان (غزوۂ احد میں غلط فہمی سے مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہوئے) وطن: یمن، قبیلہ کی طرف نسبت: عبسی، مدینہ میں انصار کے قبیلہ عبدالاشہل کے حلیف، وفات: ۳۶ ہجری (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چالیس دن بعد) بڑے بہادر، فاتح اور مدائن کے گورنر رہے، نبی ﷺ نے ان کو مدینہ کے منافقین کے نام بتائے تھے، فتن کی احادیث کے بڑے عالم تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن آپ ہی کے توجہ دلانے پر کیا تھا۔

حدیث: علقمہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں پڑھنے کے لئے ملک شام گیا، میں نے وہاں کی مسجد میں تحیۃ المسجد پڑھی، پھر دعا کی: اے اللہ! میرے لئے کوئی اچھا استاذ میسر فرما، پھر میں کچھ لوگوں کے پاس پہنچا، جو مسجد میں بیٹھے تھے، میں بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا، اچانک ایک حضرت آئے اور میرے پہلو میں بیٹھ گئے، میں نے لوگوں سے پوچھا: یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ ہیں، میں نے ان سے عرض کیا: میں نے اللہ سے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے کوئی نیک ہم نشیں عطا فرمائے، اللہ نے آپؓ کو میرے لئے میسر فرمایا، انھوں نے پوچھا: کہاں سے آئے ہو؟ میں نے کہا: کوفہ سے، انھوں نے فرمایا: کیا تمہارے یہاں چپلوں والے اور لوٹے اور گدے والے ابن ام عبد (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) نہیں ہیں؟ اور کیا تمہارے یہاں حضرت عمار رضی اللہ عنہ نہیں ہیں، جن کو اللہ نے شیطان سے محفوظ رکھا ہے، اور اس کی خبر نبی ﷺ نے دی ہے، اور کیا تمہارے یہاں نبی ﷺ کے راز دار صحابی (حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ) نہیں ہیں، اس راز کو ان کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، یعنی ان حضرات کو چھوڑ کر یہاں کیوں آئے ہو؟ ؟ پھر انھوں نے پوچھا: ابن مسعودؓ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ کس طرح پڑھتے ہیں؟ میں نے پڑھ کر سنایا: ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى، وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى، وَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى﴾: حضرت ابوالدرداءؓ نے کہا: بخدا! نبی ﷺ نے مجھے یہ آیتیں رودررو اسی طرح پڑھائی ہیں۔

اور دوسری حدیث کے آخر میں ہے: برابر لوگ لگے رہتے ہیں میرے ساتھ یہاں تک کہ قریب ہیں کہ وہ پھسلا دیں مجھے ایک چیز سے جس کو میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے، یعنی لوگ چاہتے ہیں کہ میں ﴿وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى﴾: پڑھوں جبکہ میں نے اس آیت میں وما خلق حضور ﷺ سے نہیں سنا۔

تشریح: طبقات ابن سعد میں روایت ہے: حضرت عمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم ایک سفر میں ایک جگہ ٹھہرے، میں

نے اپنا مشکیزہ اور اپنا ڈول لیا، تاکہ میں اس سے پانی نکالوں، نبی ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس وہ شخص آئے گا جو تم کو پانی سے روکے گا، پس جب میں پانی کے چشمہ پر پہنچا تو ایک طاقت ور کالا شخص موجود تھا، میں نے اس کو پچھاڑ دیا، نبی ﷺ نے فرمایا: وہ شیطان تھا (فتح) حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے غالباً اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے، اور آیت میں ﴿وَمَا خَلَقَ﴾ کے اضافہ پر کلام کتاب التفسیر (حدیث ۴۹۴۴) میں آئے گا۔

ملحوظہ: اس حدیث میں اگرچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بھی ذکر ہے، مگر ان کی فضیلت کا باب علاحدہ آرہا ہے، ان کی فضیلت میں امام صاحب رحمہ اللہ کے پاس روایتیں ہیں، اور حضرات عمار وحذیفہ رضی اللہ عنہما کے لئے الگ الگ باب نہیں رکھے، دونوں کو ایک باب میں جمع کیا ہے، کیونکہ دونوں کے لئے علاحدہ علاحدہ روایتیں نہیں ہیں، اور آگے جو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے لئے علاحدہ باب آرہا ہے، وہاں مقصود ان کے والد یمان رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرنا ہے۔

[۲۰-] بَابُ مَنَاقِبِ عَمَّارٍ وَحُذَيْفَةَ

[۳۷۴۲-] حدثنا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، ثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنِ الْمُغِيْرَةِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: قَدِمْتُ الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قُلْتُ: اللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا. فَأَتَيْتُ قَوْمًا فَجَلَسْتُ إِلَيْهِمْ، فَإِذَا شَيْخٌ قَدْ جَاءَ، حَتَّى جَلَسَ إِلٰى جَنْبِيْ، قُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالُوْا: أَبُوْ الدَّرْدَاءِ، فَقُلْتُ: إِنِّيْ دَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُيَسِّرَ لِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا فَيَسَّرَكَ لِيْ، قَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنْ أَهْلِ الْكُوْفَةِ، قَالَ: أَوَلَيْسَ عِنْدَكُمُ ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادَةِ وَالْمِطْهَرَةِ؟ أَوَلَيْسَ فِيْكُمُ الَّذِيْ أَجَارَهُ اللّٰهُ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِيْ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ صلى الله عليه وسلم؟ أَوَلَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ سِرِّ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم الَّذِيْ لَا يَعْلَمُ أَحَدٌ غَيْرُهُ؟ ثُمَّ قَالَ: كَيْفَ يَقْرَأُ عَبْدُ اللّٰهِ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى وَالذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى﴾ قَالَ: وَاللّٰهِ لَقَدْ أَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ فِيْهِ إِلٰى فِيَّ. [راجع: ۳۲۸۷]

[۳۷۴۳-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُغِيْرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: ذَهَبَ عَلْقَمَةُ إِلٰى الشَّامِ، فَلَمَّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ قَالَ: اللّٰهُمَّ يَسِّرْلِيْ جَلِيْسًا صَالِحًا، فَجَلَسَ إِلٰى أَبِيْ الدَّرْدَاءِ فَقَالَ أَبُوْ الدَّرْدَاءِ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قَالَ: مِنْ أَهْلِ الْكُوْفَةِ، قَالَ: أَلَيْسَ فِيْكُمْ أَوْ: مِنْكُمُ الَّذِيْ أَجَارَهُ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ صلى الله عليه وسلم يَعْنِيْ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِيْ عَمَّارًا، قُلْتُ: بَلٰى، قَالَ: أَوَلَيْسَ فِيْكُمْ أَوْ: مِنْكُمْ صَاحِبُ السِّوَاكِ، أَوِ الْوِسَادِ؟ قَالَ: بَلٰى، قَالَ: كَيْفَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقْرَأُ ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى﴾ قُلْتُ: ﴿وَالذَّكَرَ وَالْأُنْثٰى﴾ قَالَ: مَازَالَ بِيْ هٰؤُلَآءِ حَتَّى كَادُوْا يَسْتَنْزِلُوْنِّيْ عَنْ شَيْءٍ سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم. [راجع: ۳۲۸۷]

بَابُ مَنَاقِبِ أَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

نام نامی: عامر، کنیت: ابوعبیدہ، لقب: امین الامہ، باپ کا نام: عبداللہ بن الجراح بن ہلال، قبیلہ: قرشی، فہری، ولادت: ۴۰ سال قبل ہجرت، وفات: طاعون عمواس میں: ۱۸ ہجری میں، من جملۂ عشرۂ مبشرہ، فاتح شام، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپؓ کو حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کی جگہ اسلامی افواج کا سپہ سالار اعظم مقرر کیا تھا۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اس امت کے امین ہیں

حدیث (۱): نبی ﷺ نے فرمایا: إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِيْنًا، وَإِنَّ أَمِيْنَنَا أَيَّتُهَا الْأُمَّةُ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ: ہر امت میں کوئی دیانت دار ہوتا ہے اور ہمارے دیانت دار اے امت محمدیہ! ابوعبیدہ بن الجراح ہیں۔

حدیث (۲): نجران کے نصاری کے وفد میں عاقب اور سید نبی ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا: آپؐ ہمارے ساتھ اپنے دیانت دار آدمی کو بھیجیں، آپؐ نے فرمایا: میں ابھی تمہارے ساتھ دیانت دار آدمی کو بھیجوں گا، جو واقعی دیانت دار ہے! پس لوگ اس کے لئے اونچے ہوئے (تاکہ ان پر نبی ﷺ کی نظر پڑے اور آپؐ ان کا انتخاب فرمائیں) پس آپؐ نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔

[۲۱-] بَابُ مَنَاقِبِ أَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ

[۳۷٤٤-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، ثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى، ثَنَا خَالِدٌ، عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ، ثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "إِنَّ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِيْنًا، وَإِنَّ أَمِيْنَنَا أَيَّتُهَا الْأُمَّةُ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ"

[انظر: ٤٣٨٢، ٧٢٥٥]

[۳۷٤٥-] حدثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِأَهْلِ نَجْرَانَ: "لَأَبْعَثَنَّ حَقَّ أَمِيْنٍ" فَأَشْرَفَ أَصْحَابُهُ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ.

[انظر: ٤٣٨٠، ٤٣٨١، ٧٢٥٤]

مَنَاقِبُ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ

حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے فضائل

حسنین رضی اللہ عنہما کے اکثر فضائل مشترک ہیں: اس لئے دونوں کے لئے ایک باب قائم کیا ہے، دونوں سبط رسول اللہ

ﷺ ہیں (سبط: نواسہ) دونوں حضرات: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں، حضرت حسن رضی اللہ عنہ بڑے ہیں اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ چھوٹے، اور دونوں کی والدہ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں، اور انہی دونوں حضرات کی اولاد: نبی ﷺ کی اولاد کہلاتی ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ: کنیت: ابومحمد، ولادت: ۳ ہجری (مدینہ میں) وفات: ۵۰ ہجری (مدینہ میں) پانچویں خلیفہ راشد، مدت خلافت: ۶ ماہ ۵ دن، ۴۱ ہجری میں خلافت: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کی، چونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت آپؓ کی طرف منتقل ہونی تھی، اس لئے آپؓ کی اہلیہ اسماء بنت الاشعث بن قیس کے ذریعہ زہر دلوایا گیا، آپؓ کے گیارہ لڑکے اور ایک لڑکی تھی، آپؓ کی اولاد کی نسبت 'حسنی' ہے۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ: شہید کربلا، کنیت: ابوعبداللہ، ولادت: ۴ ہجری (مدینہ میں) شہادت: ۶۱ ہجری (کربلا میں) قبر معلوم نہیں، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد جب یزید خلیفہ بنا تو آپؓ نے بیعت نہیں کی، کوفہ والوں نے آپؓ کو دعوت دی، آپؓ اپنے خاندان کے اسّی افراد کے ساتھ کوفہ روانہ ہوئے، یزید نے لشکر روانہ کیا، کربلا میں (عراق میں کوفہ کے قریب) مقابلہ ہوا، اور آپؓ کو شہید کردیا گیا، آپؓ کی اولاد کی نسبت 'حسینی' ہے۔

۱- نبی ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے معانقہ فرمایا

پہلے حدیث (نمبر ۲۱۲۲) گذری ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ گھر میں سے دوڑتے ہوئے نکلے، آپؐ نے ان کو گلے لگایا اور ان کو چوما اور فرمایا: اے اللہ! اس سے محبت فرما، اور جو اس سے محبت کرے اس سے بھی محبت فرما۔

۲- اللہ تعالیٰ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں مصالحت کرائیں گے

ایک دن نبی ﷺ منبر سے صحابہ سے خطاب فرما رہے تھے، حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپؐ کے پہلو میں تھے، آپؐ کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی ان کی طرف، پس فرمایا: میرا یہ بیٹا سردار ہے، ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں مصالحت کرائیں۔

تشریح: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ چنے گئے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیعت نہیں کی، آپؓ لشکر جرار لے کر ان کو رام کرنے کے لئے روانہ ہوئے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی ویسا ہی لشکر لے کر مقابلہ کے لئے آئے جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے دونوں طرف دو بڑے لشکر دیکھے تو انھوں نے مصلحت یہ سمجھی کہ خلافت سے دستبردار ہوجائیں تاکہ مسلمانوں کا خون نہ بہے، چنانچہ چھ ماہ کے بعد آپؓ حضرت معاویہؓ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہوگئے، اور نبی ﷺ کی پیشین گوئی پوری ہوئی۔

۳- نبی ﷺ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے محبت فرماتے تھے

ابھی روایت گذری ہے، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ ان کو اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو لیتے تھے اور دعا کرتے تھے: اے اللہ! میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں، پس آپ بھی ان دونوں سے محبت کریں۔

۴- حضرت حسین رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے ہم شکل تھے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں عبید اللہ بن زیاد کے پاس تھا، اس کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر لایا گیا (عبید اللہ بن زیاد بن ابی سفیان: یزید کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ اس کی امارت کے زمانہ میں شہید کئے گئے، چنانچہ کربلا سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر اس کے پاس لایا گیا) وہ ایک تھال میں رکھا گیا، پس اس نے کریدنا شروع کیا اور اس نے آپؓ کی خوبصورتی پر اعتراض کیا (اس نے کہا: لوگ ان کی خوبصورتی کا چرچا کیوں کرتے ہیں؟ یہ تو کچھ بھی خوبصورت نہیں!) حضرت انسؓ نے کہا: وہ خاندانِ نبوت میں سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے ہم شکل تھے (پس کیا تیرے نزدیک رسول اللہ ﷺ بھی خوبصورت نہیں تھے؟ ان کی خوبصورتی میں بھی تجھے کوئی شبہ ہے؟) اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے وَسمہ (نیل کے پودے) کا خضاب کر رکھا تھا (وسمہ اور مہندی کے پتے ملا کر پیسے جائیں تو سیاہی مائل خضاب ہوتا ہے بالکل سیاہ نہیں ہوتا)

فائدہ: ترمذی میں حدیث (نمبر ۳۸۱۱) ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حسن رضی اللہ عنہ سینہ اور سر کے درمیان یعنی جسم کے بالائی حصہ میں رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے اور حسین رضی اللہ عنہ اس جسم میں جو سینہ سے نیچے ہے رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے۔

۵- نبی ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو کندھے پر بٹھایا

حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا درانحالیکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپؐ کے کندھے پر تھے، آپؐ فرما رہے تھے: اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں، آپ بھی اس سے محبت فرمائیں۔

۶- حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نبی ﷺ سے مشابہت

ابھی حدیث گذری ہے: حضرت ابوبکر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما چل رہے تھے، اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ راستہ میں کھیل رہے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو اٹھا لیا اور کہا: میرا باپ اس پر قربان! نبی ﷺ کے ہم شکل ہے، علیؓ کے ہم شکل نہیں، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ مسکراتے رہے۔

۷-خاندانِ نبوت کی حفاظت کرو

ابھی حدیث گذری ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا: أُرْقُبُوْا مُحَمَّدًا فِيْ أَهْلِ بَيْتِهِ: نبی ﷺ کی حفاظت کرو، ان کے خاندان میں، یعنی ان کے خاندان کا احترام کرو، ان کے ساتھ حسن سلوک کرو۔

۸-حسن وحسین رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کے پھول تھے

ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مسئلہ پوچھا کہ اگر کوئی حالت احرام میں مکھی مارے تو کیا حکم ہے؟ (سائل عراق کا تھا) ابن عمرؓ نے فرمایا: عراق والے مکھی مارنے کا مسئلہ پوچھتے ہیں حالانکہ انھوں نے نبی ﷺ کے نواسہ کو قتل کیا (اس کا مسئلہ نہیں پوچھتے) جبکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ حسنؓ وحسینؓ دنیا میں میرے دو پھول ہیں!

[۲۲-] مَنَاقِبُ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ

وَقَالَ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ: عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: عَانَقَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الْحَسَنَ.

[۳۷۴۶-] حدثنا صَدَقَةُ، أَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، ثَنَا أَبُوْ مُوْسَى، عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَكْرَةَ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم عَلَى الْمِنْبَرِ، وَالْحَسَنُ إِلَى جَنْبِهِ، يَنْظُرُ إِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَإِلَيْهِ مَرَّةً، وَيَقُوْلُ: "ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ" [راجع: ۲۷۰۴]

[۳۷۴۷-] حدثنا مُسَدَّدٌ، ثَنَا مُعْتَمِرٌ، سَمِعْتُ أَبِيْ، ثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: أَنَّهُ كَانَ يَأْخُذُهُ وَالْحَسَنَ وَيَقُوْلُ: "اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحِبُّهُمَا فَأَحِبَّهُمَا" أَوْ كَمَا قَالَ.

[راجع: ۳۷۳۵]

[۳۷۴۸-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، ثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أُتِيَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ بِرَأْسِ الْحُسَيْنِ، فَجُعِلَ فِيْ طَسْتٍ، فَجَعَلَ يَنْكُتُ، وَقَالَ فِيْ حُسْنِهِ شَيْئًا، فَقَالَ أَنَسٌ: كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَكَانَ مَخْضُوْبًا بِالْوَسْمَةِ.

[۳۷۴۹-] حدثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، ثَنَا شُعْبَةُ، أَخْبَرَنِيْ عَدِيٌّ، سَمِعْتُ الْبَرَاءَ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ عَلَى عَاتِقِهِ يَقُوْلُ: "اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ"

[۳۷۵۰-] حدثنا عَبْدَانُ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ حُسَيْنٍ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ، وَحَمَلَ الْحَسَنَ وَهُوَ يَقُوْلُ: بِأَبِيْ! شَبِيْهٌ بِالنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لَيْسَ شَبِيْهٌ بِعَلِيٍّ، وَعَلِيٌّ يَضْحَكُ. [راجع: ۳۵۴۲]

[۳۷۵۱-] حدثنا يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ، وَصَدَقَةُ، قَالَا: أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: ارْقُبُوْا مُحَمَّدًا صلى الله عليه وسلم فِيْ أَهْلِ بَيْتِهِ.

[راجع: ۳۷۱۳]

[۳۷۵۲-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى، أَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمْ يَكُنْ أَحَدٌ أَشْبَهَ بِالنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ. وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِيْ أَنَسٌ.

[۳۷۵۳-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا غُنْدَرٌ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ يَعْقُوْبَ، سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ نُعْمٍ، سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ، وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنِ الْمُحْرِمِ: قَالَ شُعْبَةُ: أَحْسِبُهُ يَقْتُلُ الذُّبَابَ؟ فَقَالَ: أَهْلُ الْعِرَاقِ يَسْأَلُوْنَ عَنْ قَتْلِ الذُّبَابِ، وَقَدْ قَتَلُوْا ابْنَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم! وَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "هُمَا رَيْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْيَا" [انظر: ۵۹۹۴]

بَابُ مَنَاقِبِ بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرٍ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے فضائل

اسم گرامی: بلال، والد کا نام رباح، نسبت: الحَبَشِیْ (حبشہ کے رہنے والے) کنیت: ابوعبداللہ، نبی ﷺ کے مؤذن اور آپؐ کے بیت المال کے ذمہ دار، رنگ: گہرا گندمی، بدن: نحیف، قد: دراز، رخسار: ہلکے، بال: گھنے، سات سابقین اولین میں سے ایک، اسلام کی وجہ سے سخت تکلیفیں دیئے گئے، لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں لٹائے جاتے، اور گلے میں رسّی ڈال کر بچوں کے ہاتھ میں دیدی جاتی، وہ مکہ کے دو پہاڑوں کے درمیان ان کو گھسیٹتے اور آپؓ أَحد أَحد پکارتے، یعنی ایک اللہ! ایک اللہ! جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خرید کر آزاد کیا تب آزمائش سے نجات ملی، بدر اور اس کے بعد کی تمام جنگوں میں شریک رہے، نبی ﷺ کے بعد جہاد کے لئے شام کی طرف نکل گئے، اور ۲۰ ہجری میں دمشق میں وفات پائی۔

پہلے (حدیث ۱۱۴۹) نبی ﷺ کا یہ ارشاد آیا ہے کہ میں نے جنت میں تمہارے چپلوں کی چاپ اپنے آگے سنی ہے (تحفہ ۳: ۴۶۷) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہمارے آقا ہیں اور انھوں نے ہمارے آقا کو آزاد کیا یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو، جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خریدا تو حضرت بلالؓ نے ان سے کہا: اگر آپؓ نے مجھے اپنی ذات کے لئے خریدا ہے تو مجھے غلامی میں رکھیں، اور اگر آپؓ نے مجھے اللہ کے لئے خریدا ہے تو مجھے اللہ کے کام کے لئے چھوڑ دیں، یعنی آزاد کر دیں تا کہ میں بے فکری سے اللہ کی عبادت کروں، چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان کو آزاد کر دیا۔

[۲۳-] بَابُ مَنَاقِبِ بِلَالِ بْنِ رَبَاحٍ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرٍ

وَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَيْكَ بَيْنَ يَدَيَّ فِي الْجَنَّةِ"

[۳۷۵٤-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، ثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، أَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ: أَبُوْ بَكْرٍ سَيِّدُنَا، وَأَعْتَقَ سَيِّدَنَا، يَعْنِيْ بِلَالًا.

[۳۷۵۵-] حدثنا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُبَيْدٍ، ثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، عَنْ قَيْسٍ: أَنَّ بِلَالًا قَالَ لِأَبِيْ بَكْرٍ: إِنْ كُنْتَ إِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِيْ لِنَفْسِكَ فَأَمْسِكْنِيْ، وَإِنْ كُنْتَ إِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِيْ لِلّٰهِ فَدَعْنِيْ وَعَمَلَ اللّٰهِ.

قوله: وَعَمَلَ اللّٰه: مفعول معہ ہے۔

بَابُ مَنَاقِبِ ابْنِ عَبَّاسٍ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے فضائل

حضرت عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب قرشی، ہاشمی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں، کنیت: ابوالعباس اور ابن عباس، خلفائے عباسیہ کے جد امجد، ولادت: مکہ میں ہجرت سے تین سال پہلے، وفات: طائف میں ۶۸ ہجری میں، لقب: ترجمان القرآن اور حبر الامۃ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکابر صحابہ کے مرتبہ میں آپ کو رکھتے تھے۔

حدیث: ابن عباسؓ کہتے ہیں: مجھے رسول اللہ ﷺ نے سینہ سے لگایا اور فرمایا: اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ: اے اللہ! اس کو حکمت سکھا! یہ مسدد کی روایت ہے، اور ابو معمر کی روایت میں اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حکمت کے معنی ہیں: غیر نبی کا درست بات کو پالینا۔

فائدہ: حکمت وسیع المعنی لفظ ہے آیتِ کریمہ: ﴿يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾: میں حکمت کے جو معنی ہیں وہی یہاں ہیں، تعلیم قرآن کا نہائی مرتبہ حکمت ہے، جو سنت کو بھی شامل ہے، نیز احکام میں محکوم بہ اور محکوم علیہ کے درمیان جو نسبت ہوتی ہے وہ بھی حکمت ہے، اور یہ مرتبہ غایت الغایات ہے۔

[۲٤-] بَابُ مَنَاقِبِ ابْنِ عَبَّاسٍ

[۳۷۵٦-] حدثنا مُسَدَّدٌ، ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ضَمَّنِي النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلٰى صَدْرِهِ، وَقَالَ: " اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْحِكْمَةَ" حدثنا أَبُوْ مَعْمَرٍ، ثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، وَقَالَ: " اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ" ثَنَا مُوْسٰى، ثنا وُهَيْبٌ، عَنْ خَالِدٍ مِثْلَهُ. [راجع: ۷۵]

قَالَ الْبُخَارِيُّ: وَالْحِكْمَةُ: الإِصَابَةُ فِيْ غَيْرِ النُّبُوَّةِ.

بَابُ مَنَاقِبِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ

حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت خالد بن ولید قرشی مخزومی رضی اللہ عنہ حُدیبیہ کے زمانہ میں ۷ ہجری میں مسلمان ہوئے، جاہلیت میں گھوڑ سواروں کی کمان آپؓ کے ہاتھ میں رہتی تھی، نبی ﷺ نے بھی آپؓ کو سواروں کے دستہ کا امیر مقرر کیا، خلافتِ صدیقی میں آپؓ نے مسیلمہ کذاب اور مرتدین سے لوہا لیا۔۱۲ ہجری میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپؓ کو عراق کی طرف پیش قدمی کا حکم دیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوج کی کمان ان سے لے کر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو افواجِ اسلامی کا سپہ سالارِ اعظم مقرر کیا، اس وقت حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے عزم واستقلال میں ذرہ برابر فرق نہیں آیا، وہ برابر حضرت ابوعبیدۃ کے جھنڈے تلے لڑتے رہے، شام فتح ہوجانے کے بعد ۱۴ ہجری میں مدینہ لوٹے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو والی مقرر کرنا چاہا مگر انھوں نے انکار کیا، حمص یا مدینہ میں وفات پائی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپؓ کی شان میں فرمایا ہے کہ عورتیں خالدؓ جیسا جننے سے عاجز ہیں! وَكَانَ مُظَفَّرًا خَطِيبًا فَصِيحًا يُشْبِهُ عَمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِيْ خُلُقِهِ وَصِفَتِهِ: ظفرمندی آپؓ کے قدم چومتی تھی، بڑے فصیح ومقرر تھے، اخلاق واحوال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشابہ تھے۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار!

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے حضرات زید، جعفر اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی موت کی خبر وحی کے ذریعہ لوگوں کو سنائی اس سے پہلے کہ لوگوں کے پاس ان کی خبریں آئیں، چنانچہ فرمایا: جھنڈا زیدؓ نے لیا، پس وہ شہید ہوگئے، پھر جعفرؓ نے لیا وہ بھی شہید ہوگئے، پھر ابن رواحہؓ نے لیا وہ بھی شہید ہوگئے، اور آپؐ کی دونوں آنکھیں اشکبار تھیں، یہاں تک کہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے جھنڈا لیا یعنی حضرت خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے، اور اللہ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی۔

[۲۵-] بَابُ مَنَاقِبِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ

[۳۷۵۷-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ، ثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم نَعَى زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ، فَقَالَ: "أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيْبَ، ثُمَّ أَخَذَهَا جَعْفَرٌ فَأُصِيْبَ، ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيْبَ، وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ، حَتَّى أَخَذَهَا سَيْفٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ، حَتَّى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ" [راجع: ۱۲۴۶]

بَابُ مَنَاقِبِ سَالِمٍ مَوْلٰى أَبِىْ حُذَيْفَةَ

حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

اسم گرامی: سالم، والد کا نام: مَعقِل، کنیت: ابوعبداللہ، عرف: مولیٰ ابی حذیفہ بن عتبۃ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف، فارسی الاصل، حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی ثُبَیْتَۃ نے آزاد کیا، اور حضرت ابوحذیفہؓ نے ان کو بیٹا بنالیا، اور اپنی بھتیجی سے ان کا نکاح کردیا، سابقین اولین اور بڑے قراء میں سے ہیں، نبی ﷺ سے پہلے ہجرت کی، نبی ﷺ کی ہجرت سے پہلے قباء میں آپؓ ہی مہاجرین کی امامت کرتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب خلافت کے لئے شوری بنائی تو فرمایا: اگر سالم زندہ ہوتے تو میں شوری نہ بناتا، یعنی وہ جس کے لئے رائے دیتے اس کو خلیفہ بناتا، یا انہی کو خلیفہ بناتا، غزوۂ بدر میں شریک ہوئے اور ۱۲ ہجری میں جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

حدیث: مسروق رحمہ اللہ کہتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے سامنے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ کا تذکرہ آیا تو فرمایا: میں اس بندہ سے ہمیشہ محبت کرتا ہوں جب سے میں نے نبی ﷺ کا یہ ارشاد سنا ہے کہ قرآن پڑھواؤ چار شخصوں سے ابن مسعودؓ سے، پس آپؐ نے سب سے پہلے ان کا نام لیا اور ابوحذیفہؓ کے آزاد کردہ سالمؓ سے اور ابی بن کعبؓ سے اور معاذ بن جبلؓ سے، آخری دو حضرات میں پہلے کس کا نام لیا یہ حضرت عبداللہؓ کو یاد نہیں رہا۔

تشریح: قرآن پڑھواؤ یعنی قرآن اخذ کرو، سیکھو، عربوں کے یہاں تلقین کا طریقہ رائج ہے، پہلے استاذ پڑھتا ہے پھر شاگرد پڑھتا ہے، یعنی ان چار حضرات سے قرآن پڑھواؤ، اور جس طرح وہ پڑھیں اس طرح پڑھو۔

[۲۶-] بَابُ مَنَاقِبِ سَالِمٍ مَوْلٰى أَبِىْ حُذَيْفَةَ

[۳۷۵۸-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، قَالَ: ذُكِرَ عَبْدُ اللّٰهِ عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، فَقَالَ: ذَاكَ رَجُلٌ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ بَعْدَمَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "اسْتَقْرِئُوْا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ - فَبَدَأَ بِهِ - وَسَالِمٍ مَوْلٰى أَبِىْ حُذَيْفَةَ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ" قَالَ: لَا أَدْرِىْ بَدَأَ بِأُبَيٍّ أَوْ بِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ.

[انظر: ۳۷۶۰، ۳۸۰۶، ۳۸۰۸، ٤۹۹۹]

مَنَاقِبُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب ہذلی، ابوعبدالرحمٰن: قدیم الاسلام ہیں، حبشہ کی طرف دو مرتبہ ہجرت کی،

پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی، علم وفہم، عقل ودانش میں ممتاز تھے، نبی ﷺ کے خادم خاص تھے، ان کے والد: زمانۂ جاہلیت میں گذر گئے، ان کی والدہ: ام عبدؓ مسلمان ہوئیں، نبی ﷺ کے گھرانے سے ان کا خاص تعلق تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپؓ کو کوفہ کے بیت المال کا ذمہ دار بنایا تھا، خلافتِ عثمانی میں مدینہ آئے اور ساٹھ سال کی عمر میں ۳۲ ہجری میں وفات پائی، بہت ہی پستہ قد تھے، بیٹھے ہوؤں کے برابر تھے، خوشبو بکثرت استعمال کرتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ آپ کو دیکھ کر فرمایا: وِعَاءٌ مُلِئَ عِلْمًا: علم سے بھرا ہوا ایک برتن! آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے بہترین تلامذہ عطا فرمائے، ان کے ذریعہ آپؓ کا علم خوب پھیلا۔

۱- حضرات ابن مسعود، سالم، ابی اور معاذ رضی اللہ عنہم سے قرآن پڑھواؤ

باب کے شروع کی دو حدیثیں ایک ہیں، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: نبی ﷺ نہ فطری طور پر بدگو تھے اور نہ بہ تکلف بدگوئی کرتے تھے، اور نبی ﷺ نے فرمایا: تم میں سب سے زیادہ مجھے محبوب وہ ہیں جو تم میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے ہیں، اور نبی ﷺ نے فرمایا: چار شخصوں سے قرآن پڑھواؤ، یعنی اخذ کرو، سیکھو: ابن مسعود، سالم مولیٰ ابی حذیفہ، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم (سب سے پہلا نام آپؐ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا لیا، اس سے آپؓ کی دوہری فضیلت ثابت ہوتی ہے)

۲- ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے وضو، گدے اور چپلوں کے ذمہ دار تھے

حدیث ابھی گذری ہے، حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے علقمہ بن قیس نخعی رحمہ اللہ سے فرمایا: کیا کوفہ میں چپلوں، گدے اور لوٹے والے صحابی نہیں ہیں؟

۳- ابن مسعود رضی اللہ عنہ سیرت وخصلت اور دینی حالت میں نبی ﷺ سے قریب تھے

حدیث: عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں: ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: آپ کسی ایسے شخص کی نشاندہی کریں جو سیرت وخصلت میں نبی ﷺ سے قریب تر ہو تاکہ ہم اس سے دین اخذ کریں (اور اس سے حدیثیں سنیں) حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: سیرت وخصلت اور دینی حالت میں نبی ﷺ سے قریب تر ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں (یہاں تک کہ وہ ہمارے پاس سے گھر میں جاتے ہیں یعنی جلوت کا یہ حال ہے، خلوت کے احوال سے میں واقف نہیں، اور بخدا! اکابر صحابہ جانتے ہیں کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہی صحابہ میں سب سے عالی مرتبہ ہیں) (یہ اضافہ ترمذی شریف حدیث ۳۸۳۹ میں ہے)

لغات: الهدى، السَّمْتُ، الدَّلّ: ایک ہی مفہوم ادا کرتے ہیں، ہم معنی الفاظ ہیں .... الهدى: سیرت، طریقہ، کہا جاتا ہے: هو حَسَنُ الهدى: وہ صحیح طریقہ پر ہے .... الدَّلّ: وقار اور سنجیدگی کی کیفیت .... السَّمْت: وقار وطمانینت۔

۴-حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا نبی ﷺ سے گھر جیسا تعلق تھا

حدیث: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں اور میرے بھائی یمن سے آئے، اور نہیں گمان کرتے تھے ہم ایک عرصہ تک مگر یہ کہ عبداللہ بن مسعودؓ نبی ﷺ گھر کے ایک فرد ہیں، ہمارے دیکھنے کی وجہ سے ابن مسعودؓ کے اور ان کی والدہ کے نبی ﷺ کے گھر میں داخل ہونے کو، یعنی دونوں کا اتنی کثرت سے نبی ﷺ کے گھر میں آنا جانا تھا کہ ہم عرصہ تک سمجھ ہی نہیں سکے کہ یہ گھر کے افراد نہیں ہیں۔

[۲۷-] مَنَاقِبُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ

[۳۷۵۹-] حدثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ: سَمِعْتُ مَسْرُوْقًا، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلاَ مُتَفَحِّشًا، وَقَالَ:'' إِنَّ مِنْ أَحَبِّكُمْ إِلَيَّ أَحْسَنَكُمْ أَخْلاَقًا''[راجع: ۳۵۵۹]

[۳۷۶۰-] وَقَالَ:''اسْتَقْرِئُوْا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِيْ حُذَيْفَةَ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ''[راجع: ۳۷۵۸]

[۳۷۶۱-] حدثنا مُوْسَى، عَنْ أَبِيْ عَوَانَةَ، عَنْ مُغِيْرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ: دَخَلْتُ الشَّامَ فَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ، فَقُلْتُ: اللّٰهُمَّ يَسِّرْ لِيْ جَلِيْسًا، فَرَأَيْتُ شَيْخًا مُقْبِلاً، فَلَمَّا دَنَا قُلْتُ: أَرْجُوْ أَنْ يَكُوْنَ اسْتَجَابَ اللّٰهُ، قَالَ: مِنْ أَيْنَ أَنْتَ؟ قُلْتُ: مِنْ أَهْلِ الْكُوْفَةِ، قَالَ: أَفَلَمْ يَكُنْ فِيْكُمْ صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادِ وَالْمِطْهَرَةِ؟ أَوَ لَمْ يَكُنْ فِيْكُمُ الَّذِيْ أُجِيْرَ مِنَ الشَّيْطَانِ؟ أَوَلَمْ يَكُنْ فِيْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِيْ لاَ يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ؟ كَيْفَ قَرَأَ ابْنُ أُمِّ عَبْدٍ ﴿وَاللَّيْلِ﴾ فَقَرَأْتُ (وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى، وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّى، وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى) قَالَ: أَقْرَأَنِيْهَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَاهُ إِلٰى فِيَّ، فَمَا زَالَ هٰؤُلاَءِ حَتَّى كَادُوْا يَرُدُّوْنَنِيْ.

[۳۷۶۲-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ: سَأَلْنَا حُذَيْفَةَ عَنْ رَجُلٍ قَرِيْبِ السَّمْتِ وَالْهَدْيِ مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم حَتَّى نَأْخُذَ عَنْهُ، فَقَالَ: مَا أَعْرِفُ أَحَدًا أَقْرَبَ سَمْتًا وَهَدْيًا وَدَلًّا بِالنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مِنِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ.[انظر: ۶۰۹۷]

[۳۷۶۳-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ، ثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ بْنِ أَبِيْ إِسْحَاقَ، ثَنِيْ أَبِيْ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، ثَنِي الْأَسْوَدُ بْنُ يَزِيْدَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا مُوْسَى الْأَشْعَرِيَّ يَقُوْلُ: قَدِمْتُ أَنَا وَأَخِيْ مِنَ الْيَمَنِ، فَمَكَثْنَا حِيْنًا مَا نَرَى إِلاَّ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لِمَا نَرَى مِنْ دُخُوْلِهِ وَدُخُوْلِ أُمِّهِ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.[انظر: ۴۳۸۴]

ذِكْرُ مُعَاوِيَةَ

حضرت معاویہ رضی اللہ کا تذکرہ

حضرت معاویۃ بن ابی سفیان: صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی، اموی رضی اللہ عنہ، ولادت: مکہ میں ہجرت سے بیس سال پہلے، وفات: دمشق میں ۶۰ ہجری میں، مدتِ عمر: اسّی سال، فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے، کاتبین وحی میں سے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپؓ کو اردن کا والی مقرر کیا، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ملکِ شام بھی آپؓ کی ولایت میں شامل کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ہوتے ہی آپ کو معزول کر دیا، مگر آپؓ نے عزل تسلیم نہیں کیا، بلکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کا مطالبہ شروع کر دیا، اور اس خون کا ذمہ دار حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قرار دیا، جس کے نتیجہ میں جنگِ صفین ہوئی، پھر تحکیم کا واقعہ پیش آیا، پھر نتیجہ یہ نکلا کہ حکومت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی، شام میں معاویہ اور عراق میں علی رضی اللہ عنہما حکومت کرتے رہے، پھر قتل علی رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے ۴۱ ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی، اس کے بعد بیس سال تک آپؓ نے بلا منازعت حکومت کی اور وفات سے پہلے اپنے بیٹے یزید کے لئے بیعت لی۔

آپؓ کے فضائل میں کوئی حدیث نہیں، اس لئے امام بخاری رحمہ اللہ نے عنوان میں 'مناقب' نہیں لکھا، اور ترمذی میں جو دو حدیثیں ہیں وہ متکلم فیہ ہیں (تحفۃ الالمعی ۸: ۴۴۲) امام احمد رحمہ اللہ سے ان کے بیٹے عبد اللہ نے پوچھا: علی اور معاویہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے سر جھکا لیا، پھر فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالفین بہت تھے، انھوں نے ہر چند آپؓ میں عیب ڈھونڈھا مگر نہ پایا، تو انھوں نے آپؓ کے محارب (حضرت معاویہؓ) کو حد سے بڑھایا، یعنی ان کے فضائل میں حدیثیں گھڑیں (پھر اس کے جواب میں شیعوں نے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں حدیثیں گھڑیں)

روایت: ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں: حضرت معاویہؓ نے عشاء کے بعد ایک رکعت وتر پڑھا، اور ان کے پاس حضرت ابن عباسؓ کا آزاد کردہ غلام تھا، پس وہ ابن عباسؓ کے پاس آیا، اور ان کو یہ واقعہ بتایا کہ میں معاویہ کو بدنام کرنے کا ایک خاص پوئنٹ لایا ہوں، ابن عباسؓ نے فرمایا: چھوڑ ان کو یعنی رہنے دے ان کو اس لئے کہ انھوں نے نبی ﷺ کی صحبت پائی ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ سے کہا گیا: کیا آپ امیر المؤمنین معاویہؓ میں کوئی عیب چاہتے ہیں؟ انھوں نے صرف ایک رکعت پڑھی، ابن عباسؓ نے کہا: ٹھیک کیا وہ فقیہ (مجتہد) ہیں۔

اور باب کی آخری روایت میں ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو سمجھایا کہ عصر کے بعد نفل مت پڑھو، ہم نے نبی ﷺ کو یہ نفلیں پڑھتے کبھی نہیں دیکھا، بلکہ آپؐ نے عصر کے بعد نفلیں پڑھنے سے منع فرمایا ہے (تفصیل کے لئے دیکھیں: تحفۃ القاری ۲: ۴۴۵)

[۲۸-] ذِكْرُ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

[۳۷٦٤-] حدثنا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ، ثَنَا الْمُعَافَى، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، قَالَ: أَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَكْعَةٍ، وَعِنْدَهُ مَوْلًى لِابْنِ عَبَّاسٍ، فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: دَعْهُ فَإِنَّهُ قَدْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم. [انظر: ۳۷٦٥]

[۳۷٦٥-] حدثنا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، ثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ، ثَنِي ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، قِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ، هَلْ لَكَ فِيْ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِيْنَ مُعَاوِيَةَ؟ فَإِنَّهُ مَا أَوْتَرَ إِلَّا بِوَاحِدَةٍ، قَالَ: أَصَابَ إِنَّهُ فَقِيْهٌ. [راجع: ۳۷٦٤]

[۳۷٦٦-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ، قَالَ: سَمِعْتُ حُمْرَانَ بْنَ أَبَانَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: إِنَّكُمْ لَتُصَلُّوْنَ صَلاَةً لَقَدْ صَحِبْنَا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَمَا رَأَيْنَاهُ يُصَلِّيْهَا، وَلَقَدْ نَهَى عَنْهُمَا، يَعْنِي الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ. [راجع: ۵۸۷]

مَنَاقِبُ فَاطِمَةَ

حضرت فاطمہ زُہراء رضی اللہ عنہا کے فضائل

الزُّهْراء: حسین عورت: جمع: زُهْرٌ، مذکر: الأَزْهَر۔ رسول اللہ ﷺ کی چھوٹی صاحبزادی، والدہ: حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا، ولادت: اٹھارہ سال قبل ہجرت، وفات: ۱۱ ہجری (نبی ﷺ کی وفات سے چھ ماہ بعد) نکاح: انیس سال کی عمر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، اولاد: حضرات حسن، حسین، مُحسن، ام کلثوم، زینب اور رقیہ رضی اللہ عنہم۔

باب میں تین روایتیں ہیں: پہلی روایت ابھی گذری ہے (حدیث ۳٦۲٤) نبی ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کیا تم خوش نہیں ہو کہ جنت کی عورتوں کی سردار ہوؤ، یا فرمایا: مؤمنین کی عورتوں کی سردار ہوؤ (راوی کو شک ہے) دوسری حدیث بھی پہلے گذری ہے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کا ٹکڑا ہیں، پس جو ان کو ناراض کرے گا وہ یقیناً نبی ﷺ کو ناراض کرے گا، اور تیسری حدیث وہ ہے جو باب کے شروع میں معلق ہے، اس میں یہ ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی کہ وہ آپؐ کے خاندان میں سب سے پہلے آپؐ سے ملیں گی، یعنی سب سے پہلے ان کی وفات ہوگی، اور پہلے بتلایا ہے کہ آپؐ نے اس موقعہ پر یہ دونوں باتیں فرمائی تھیں یعنی تم جنت کی عورتوں کی سردار ہوؤ گی اور میرے بعد سب سے پہلے خاندان میں سے مجھ سے آکر ملو گی، مگر روایات میں یہ باتیں الگ ہوگئی ہیں۔

فائدہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا افضل ہیں یا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا؟ اس مسئلہ میں روایات مختلف وارد ہوئی ہیں، بعض سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ثابت ہوتی ہے، بعض سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی، بعض سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اور بعض سے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی، جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) بخاری شریف میں روایت ہے: خیر نسائها مریم، وخیر نسائها خدیجة: (حضرت مریم رضی اللہ عنہا اپنے زمانہ کی عورتوں میں افضل ہیں، اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اپنے زمانہ کی عورتوں میں افضل ہیں) اس حدیث سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی حضرت عائشہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما پر برتری ثابت ہوتی ہے۔

(۲) باب میں روایت ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: فاطمة بضعة منی: (فاطمہؓ میرا ٹکڑا ہے) اور آپؐ افضل کائنات ہیں، پس آپؐ کے جسم کا ٹکڑا بھی یقیناً افضل ہوگا، پس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تمام خواتین سے افضل ہیں۔

اور باب میں یہ روایت بھی ہے کہ فاطمة سیدة نساء أهل الجنة: (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تمام جنتی عورتوں کی سردار ہیں) اس سے بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔

اور بعض حضرات پہلی حدیث سے صرف آپؐ کی صاحبزادیوں پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ثابت کرتے ہیں، حضرت خدیجہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما پر ترجیح نہیں دیتے، مگر دوسری حدیث فضیلت کلی میں صریح ہے۔

(۳) بخاری و مسلم کی روایت ہے: فضل عائشة علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام: (عائشہؓ کی برتری دوسری عورتوں پر ایسی ہے جیسی ثرید کی برتری دوسرے کھانوں پر) اس حدیث میں لفظ نساء عام ہے، پس حضرت فاطمہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برتری ثابت ہوگی۔

مگر یہ بھی احتمال ہے کہ الف لام عہد کا ہو اور معہود بوقت ارشاد موجودہ ازواج مطہرات ہوں، پس اس حدیث سے حضرت خدیجہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما پر برتری ثابت نہیں ہوگی۔

(۴) نسائی شریف میں بسند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: أفضل نساء أهل الجنة خدیجة وفاطمة ومریم وآسیة: اس روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا سرے سے ذکر ہی نہیں۔

اور علامہ ابن عبدالبر کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: سیدة نساء العالمین مریم، ثم فاطمة، ثم خدیجة، ثم آسیة: مگر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ الحدیث الثانی الدال علی الترتیب لیس بثابت، وأصله عند أبی داؤد والحاکم بغیر صیغة ترتیب (فتح ۷: ۱۳٦)

غرض یہ بہت الجھا ہوا مسئلہ ہے، اس میں کوئی قطعی فیصلہ یا ترجیح ممکن نہیں، اور اس کی ضرورت بھی نہیں، اس لئے توقف بہتر ہے، والعلم عند اللہ، وهو أعلم بعباده۔

[۲۹-] مَنَاقِبُ فَاطِمَةَ

وَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیه وسلم: " فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ"

[۳۷٦۷-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، ثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ

ابْنِ مَخْرَمَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ” فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّیْ، فَمَنْ أَغْضَبَهَا أَغْضَبَنِیْ“
حدثنا یَحْیَی بْنُ قَزَعَةَ، أَنَا إِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَعَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِیْ شَكْوَاهُ الَّتِیْ قُبِضَ فِیْهَا، فَسَارَّهَا بِشَیْءٍ فَبَكَتْ، ثُمَّ دَعَاهَا، فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ، قَالَتْ: فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَتْ: سَارَّنِیْ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَأَخْبَرَنِیْ أَنَّـهُ یُقْبَضُ فِیْ وَجَعِهِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْهِ، فَبَكَیْتُ ثُمَّ سَارَّنِیْ فَأَخْبَرَنِیْ أَنِّیْ أَوَّلُ أَهْلِ بَیْتِهٖ أَتْبَعُهٗ فَضَحِكْتُ.

فَضْلُ عَائِشَةَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا: رسول اللہ ﷺ کی سب سے پیاری بیوی، والد ماجد: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، والدہ ماجدہ: حضرت ام رومان فراسیہ رضی اللہ عنہا (وفات نبوی کے بعد تک حیات رہیں) کنیت: ام عبد اللہ (نبی ﷺ نے ان کے بھانجے عبداللہ بن الزبیرؓ کے نام سے کنیت رکھی) ولادت: ۴ یا ۵ نبوی میں، وفات: ۵۸ ہجری میں مدینہ میں، آپؐ سے نکاح: ۶، یا ۷ سال کی عمر میں (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے ۳ سال بعد) رخصتی: شوال سنہ ایک یا دو ہجری میں، آپؐ سے نکاح باذن الٰہی ہوا، مکثرین صحابہ میں سے ہیں، دو ہزار سے زیادہ حدیثیں آپؐ سے مروی ہیں، اکابر صحابہ نے آپؐ سے استفادہ کیا ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں ان کے طرز عمل سے خوش نہیں تھیں، مگر ان کے قتل کے بعد ان کے خون کا مطالبہ لے کر اٹھیں، اور جنگِ جمل پیش آئی، وَكَانَتْ مِنْ أَفْقَهِ نِسَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ، وَأَعْلَمِهِنَّ بِالدِّیْنِ وَالْأَدَبِ۔

۱- حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہلوایا

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! یہ جبرئیلؑ ہیں وہ تمہیں سلام کہتے ہیں، پس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ان پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں! آپؐ دیکھتے ہیں وہ جو ہم نہیں دیکھتے وہ رسول اللہ ﷺ کو مراد لے رہی ہیں، یعنی آپؐ کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نظر آرہے ہیں مجھے نظر نہیں آرہے۔

[۳۰-] فَضْلُ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا

[۳۷۶۸-] حدثنا یَحْیَی بْنُ بُكَیْرٍ، ثَنَا اللَّیْثُ، عَنْ یُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَبُوْ سَلَمَةَ: إِنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم یَوْمًا: ” یَا عَائِشُ! هٰذَا جِبْرَئِیْلُ یُقْرِئُكِ السَّلَامَ“ فَقُلْتُ: وَعَلَیْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، تَرَی مَا لَا أَرَی، تُرِیْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم. [راجع: ۳۲۱۷]

۲-حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دیگر خواتین پر برتری

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: مرد بہت باکمال ہوئے ہیں اور عورتوں میں سے چند ہی باکمال ہوئی ہیں، جیسے عمران کی لڑکی مریمؑ، فرعون کی بیوی آسیہؑ اور عائشہؓ کی فضیلت دوسری عورتوں پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت دوسرے کھانوں پر، اور دوسری حدیث میں ارشاد ہے: فضلُ عائشة على النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ: عائشہؓ کی عورتوں پر برتری جیسے ثرید کی دیگر کھانوں پر برتری! (ثرید: روٹی کو چور کر شوربے میں بھگو کر بنایا ہوا کھانا، ثَرَدَ الْخُبْزَ (ن) ثَرْدًا: روٹی چور کر شوربے میں بھگونا)

تشریح: ثرید عربوں کے نزدیک بہترین کھانا ہے، روٹی کے ساتھ گوشت ملا کر پکاتے ہیں، اس میں غذائیت زیادہ ہوتی ہے، اور وہ آسانی سے کھایا جاتا ہے، چبانے کی زحمت نہیں اٹھانی پڑتی، اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں بہت خوبیاں تھیں، وہ بلند اخلاق، شیریں کلام، فصیح گفتگو اور سنجیدہ رائے والی تھیں، اس لئے ان کا مقام حضرت آسیہ و مریم رضی اللہ عنہما سے بلند ہے۔

[۳۷۶۹-] حدثنا آدَمُ، ثَنَا شُعْبَةُ، ح: وَثَنَا عَمْرٌو: أَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مُرَّةَ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ، وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ، وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ" [راجع: ۳۴۱۱]

[۳۷۷۰-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، ثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "فَضْلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ"

۳-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جنت کی خوش خبری سنائی

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار پڑیں، ابن عباسؓ بیمار پرسی کے لئے آئے اور کہا: اے ام المؤمنین! آپؓ جارہی ہیں بہترین پیش رو کے پاس، یعنی رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس۔

تشریح: ابن عباسؓ نے حضرت عائشہؓ کو جنت کی بشارت سنائی ہے۔ فَرَط کے معنی ہیں: پیش رو، قافلہ سے آگے چلنے والا، جو پانی اور ٹھہرنے کا انتظام کرے، اور صِدق کے معنی ہیں: الصادق، سچے، علی رسول اللہ: اس سے بدل ہے۔

[۳۷۷۱-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ، ثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ

مُحَمَّدٍ، أَنَّ عَائِشَةَ اشْتَكَتْ فَجَاءَ ابْنُ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! تَقْدَمِيْنَ عَلٰى فَرَطِ صِدْقٍ: عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَعَلٰى أَبِىْ بَكْرٍ. [انظر: ٤٧٥٣، ٤٧٥٤]

۴- حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو جنت کی خوش خبری سنائی

جنگِ جمل بصرہ میں ہوئی ہے اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار اور حضرت حسن رضی اللہ عنہما کو کوفہ بھیجا تا کہ وہ لوگوں کو جنگ میں شرکت کی دعوت دیں، وہاں حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے تقریر کی کہ میں بالیقین جانتا ہوں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کی اہلیہ ہیں، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، لیکن اللہ تعالیٰ تمہارا امتحان کرنا چاہتے ہیں کہ تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دیتے ہو یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا۔

[۳۷۷۲-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثَنَا غُنْدَرٌ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، قَالَ: لَمَّا بَعَثَ عَلِيٌّ عَمَّارًا وَالْحَسَنَ إِلَى الْكُوْفَةِ لِيَسْتَنْفِرَهُمْ: خَطَبَ عَمَّارٌ فَقَالَ: إِنِّىْ لَأَعْلَمُ أَنَّهَا زَوْجَتُهُ فِى الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ابْتَلَاكُمْ لِتَتَّبِعُوْهُ أَوْ إِيَّاهَا. [انظر: ٧١٠٠، ٧١٠١]

۵- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بابرکت تھیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوگیا، تلاش کے لئے قافلہ روک دیا گیا، فجر کا وقت ہوگیا، پانی نہیں تھا تو تیمّم کی آیت نازل ہوئی، پس حضرت اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کر کے کہا: اللہ تعالیٰ آپؓ کو جزائے خیر عطا فرمائیں! جب بھی آپؓ کے ساتھ کوئی ناگوار بات پیش آتی ہے تو اللہ تعالیٰ آپؓ کے لئے اس سے نکلنے کی راہ تجویز کرتے ہیں، اور مسلمانوں کے لئے اس میں فوائد ہوتے ہیں۔

[۳۷۷۳-] حدثنا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، ثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَاءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ، فَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِىْ طَلَبِهَا، فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلَاةُ فَصَلُّوْا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ، فَلَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم شَكَوْا ذٰلِكَ إِلَيْهِ فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ، قَالَ: أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ: جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا! فَوَ اللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا، وَجَعَلَ لِلْمُسْلِمِيْنَ فِيْهِ بَرَكَةً. [راجع: ٣٣٤]

٦- مرضِ وفات میں نبی ﷺ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار تھا

مرضِ وفات تیرہ چودہ دن رہا ہے، ان دنوں میں بھی آپؐ ازواج کے پاس باری باری جاتے تھے، اور پوچھتے تھے: آئندہ

کل میں کہاں ہوں گا؟ آپؐ کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا انتظار تھا، پس ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے آپؐ کو اجازت دیدی، آپؐ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں منتقل ہوگئے، صدیقہؓ فرماتی ہیں: پھر میری باری ہی کے دن آپؐ کی وفات ہوئی۔

[۳۷۷٤-] حدثنا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، ثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَمَّا كَانَ فِيْ مَرَضِهِ جَعَلَ يَدُوْرُ فِيْ نِسَائِهِ، وَيَقُوْلُ: "أَيْنَ أَنَا غَدًا؟ أَيْنَ أَنَا غَدًا؟" حِرْصًا عَلٰى بَيْتِ عَائِشَةَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَلَمَّا كَانَ يَوْمِى سَكَنَ. [راجع: ۸۹۰]

۷- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہم خوابی کے وقت بھی آپؐ پر وحی نازل ہوتی تھی

صدیقہؓ بیان کرتی ہیں: لوگ اپنے ہدایا کے ساتھ عائشہؓ کی باری کا قصد کرتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: پس میری ساتھ والیاں (آپؐ کی دوسری بیویاں) حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اکٹھا ہوئیں اور انھوں نے کہا: اے ام سلمہؓ! لوگ اپنے ہدایا کے ساتھ عائشہ کی باری کا ارادہ کرتے ہیں، یعنی لوگ انتظار میں رہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری آئے تو ہدیہ بھیجیں اور ہم بھی خیر چاہتی ہیں، جس طرح عائشہؓ خیر چاہتی ہیں، یعنی ہماری بھی خواہش ہے کہ ہماری باری کے دن ہدایا آئیں، لہٰذا آپؓ رسول اللہ ﷺ سے بات کریں کہ آپؐ لوگوں کو حکم دیں کہ وہ آپؐ کے پاس ہدایا بھیجیں جہاں بھی آپؐ ہوں، حضرت ام سلمہؓ نے آپؐ سے بات ذکر کی، پس آپؐ نے روگردانی کی، پھر جب آپؐ (دوسرے دورے میں) ان کی طرف لوٹے تو انھوں نے وہ بات دوبارہ کہی، نبی ﷺ نے اس مرتبہ بھی روگردانی کی اور کوئی جواب نہیں دیا، پھر جب تیسری باری آئی تو انھوں نے یہی بات (سہ بارہ) کہی، پس آپؐ نے فرمایا: "اے ام سلمہ! عائشہ کے معاملہ میں مجھے نہ ستاؤ، اس لئے کہ مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی درانحالیکہ میں ان کے علاوہ تم میں سے کسی کے لحاف میں ہوتا ہوں!

[۳۷۷۵-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، ثَنَا حَمَّادٌ، ثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَاجْتَمَعَ صَوَاحِبِىْ إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ، فَقُلْنَ: يَا أُمَّ سَلَمَةَ! وَاللّٰهِ إِنَّ النَّاسَ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ، وَإِنَّا نُرِيْدُ الْخَيْرَ كَمَا تُرِيْدُهُ عَائِشَةُ، فَمُرِى رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ يَأْمُرَ النَّاسَ أَنْ يُهْدُوْا إِلَيْهِ حَيْثُمَا كَانَ أَوْ حَيْثُمَا دَارَ، قَالَتْ: فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ أُمُّ سَلَمَةَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَتْ: فَأَعْرَضَ عَنِّىْ فَلَمَّا عَادَ إِلَيَّ ذَكَرْتُ لَهُ ذٰلِكَ فَأَعْرَضَ عَنِّىْ، فَلَمَّا كَانَ فِي الثَّالِثَةِ ذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ: "يَا أُمَّ سَلَمَةَ لَا تُؤْذِيْنِىْ فِي عَائِشَةَ فَإِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا نَزَلَ عَلَيَّ الْوَحْيُ وَأَنَا فِي لِحَافِ امْرَأَةٍ مِنْكُنَّ غَيْرِهَا" [راجع: ۲۵۷٤]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ مَنَاقِبِ الأَنْصَارِ

انصار کے فضائل

اب تک مہاجرین کے فضائل بیان ہوئے، اب انصار کے فضائل شروع کرتے ہیں، شروع کے گیارہ ابواب تمہیدی ہیں، ہجرت سے پہلے مدینہ منورہ میں یہود و مشرکین آباد تھے اور مشرکین کے دو قبیلے تھے: اوس وخزرج، یہی دو قبیلے اسلام کے بعد انصار کہلائے۔

سورۃ الحشر کی آیت ۹ ہے: ''اور (فیئ) ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو دارالاسلام (مدینہ) میں اور ایمان میں جگہ پکڑے ہوئے ہیں، ان (مہاجرین) سے پہلے (انصار: مہاجرین کی آمد سے پہلے مدینہ میں سکونت پذیر تھے، اور ہجرت سے پہلے انھوں نے اسلام قبول کیا تھا) وہ محبت کرتے ہیں ان لوگوں سے جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتے ہیں، اور وہ نہیں پاتے اپنے دلوں میں کوئی تنگی اس سے جو مہاجرین دیئے جاتے ہیں اور مقدم رکھتے ہیں وہ ان کو اپنی جانوں پر اگرچہ وہ فاقہ سے ہوں! اور جو لوگ اپنے جی کے لالچ سے بچائے گئے وہی مراد پانے والے ہیں''

حدیث (۱): غیلانؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ حضرات کا لقب 'انصار' اسلام سے پہلے سے تھا یا اللہ تعالیٰ نے آپ حضرات کا یہ لقب رکھا ہے؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ہمارا یہ نام رکھا ہے (یہی انصار کی فضیلت ہے) غیلانؒ کہتے ہیں: ہم حضرت انسؓ کے پاس جاتے تھے وہ ہمارے سامنے انصار کے فضائل اور ان کی جنگوں کے واقعات بیان کرتے تھے اور ان کا رخ میری طرف یا قبیلہ ازد کے ایک آدمی کی طرف ہوتا تھا، وہ فرماتے: تیری قوم نے فلاں فلاں دن فلاں فلاں کارنامہ انجام دیا۔

حدیث (۲): صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جنگ بُعاث کا دن ایک ایسا دن تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے مقدم کیا تھا اپنے رسول ﷺ کے لئے، پس نبی ﷺ مدینہ میں تشریف لائے درانحالیکہ ان کے بڑے جدا ہو گئے، یعنی ان میں اختلافات ہو گئے، اور ان کے بہترین لوگ مارے گئے، اور وہ اختلاف کا شکار ہو گئے پس اللہ تعالیٰ نے یوم بُعاث کو مقدم کیا اپنے رسول ﷺ کے لئے ان کے اسلام میں داخل ہونے کے لئے۔

تشریح: جنگِ بُعاث اوس وخزرج کے درمیان ایک سوبیس سال تک چلی ہے، اور بُعاث اوس کے ایک قلعہ کا نام ہے، کہتے ہیں: ایک قبیلہ کے آدمی نے دوسرے قبیلہ کے آدمی کے گھوڑے کی دم کاٹ دی، اس لئے دونوں قبیلوں میں جنگ شروع ہوئی، پھر اسلام نے دونوں کو شیر وشکر کیا، صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: یہ ایک سوبیس سالہ جنگ قدرتی انتظام تھا نبی ﷺ کی ہجرت کے لئے، کیونکہ اس جنگ میں ان کے تمام بڑے مارے گئے، اگر وہ زندہ ہوتے تو نبی ﷺ کی پیروی نہ کرتے، ان کی ریاست ان کے اسلام لانے میں مانع بنتی، اب جبکہ دونوں قبیلوں میں کوئی بڑا آدمی نہیں رہا اور دونوں قبیلوں کی طاقت لڑکر ختم ہوگئی تو وہ یہود کے دست نگر ہوگئے، یہود ان کو بری طرح لوٹتے تھے، ان کا استیصال کرتے تھے، پھر جب منیٰ کی ایک گھاٹی میں نبی ﷺ نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو انصار نے بڑھ کر اس کا استقبال کیا، انھوں نے سوچا: اگر نبی ﷺ ہجرت کرکے مدینہ آجائیں تو آپؐ کے جھنڈے تلے یہود کو ان کی حرکتوں کا مزہ چکھائیں، اور ان کے ظلم وستم سے رستگاری حاصل کریں، صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہی بات بیان فرمائی ہے۔

لغت: جُرِّحُوْا: پریشان وبےچین کیا جانا، جَرِجَ (س) جَرَجًا: بےچین ومضطرب ہونا۔

حدیث (۳): نبی ﷺ نے حنین کی غنیمت کے خمس میں سے قریش کو سوسو اونٹ دیئے اور انصار کو کچھ نہیں دیا تو کچھ نوجوانوں نے شکوہ کیا کہ یہ بڑی عجیب بات ہے: قریش کو دے رہے ہیں اور ہمیں چھوڑ رہے ہیں، حالانکہ ہماری تلواریں ان کے خون سے ٹپک رہی ہیں، یعنی ہم نے مکہ لڑکر فتح کیا ہے، جب نبی ﷺ کو یہ بات پہنچی تو آپؐ نے انصار کے پاس آدمی بھیجا اور ان کو ایک خیمہ میں جمع ہونے کا حکم دیا، جب وہ جمع ہوگئے تو نبی ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا: وہ کیا بات ہے جو مجھے تمہاری طرف سے پہنچی ہے؟ پس انصار کے سمجھداروں نے آپؐ سے کہا: ہم میں جو ذی رائے اور سمجھ دار ہیں انھوں نے کوئی بات نہیں کہی، البتہ کچھ لوگ جو نوجوان ہیں انھوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نبی ﷺ کو معاف کریں! قریش کو دیتے ہیں اور انصار کو چھوڑتے ہیں، حالانکہ ہماری تلواریں ان کے خون سے ٹپک رہی ہیں، پس آپؐ نے فرمایا: میں دیتا ہوں ایسے لوگوں کو جن کا زمانہ کفر سے قریب ہے یعنی وہ ابھی ابھی مسلمان ہوئے ہیں، کیا تم لوگ راضی نہیں کہ لوگ اموال کے ساتھ لوٹیں اور تم اپنے گھروں کی طرف اللہ کے رسول کے ساتھ لوٹو؟ اور دوسری بات یہ فرمائی کہ اگر انصار کسی وادی یا گھاٹی میں چلیں اور لوگ دوسری وادی میں چلیں تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا (یہی انصار کی فضیلت ہے) (یہاں یہ حدیث مختصر ہے، تفصیل کے لئے دیکھیں: تحفہ ۶: ۴۳۱)

[۶۳- کتابُ مَنَاقِبِ الأَنْصَارِ]

[۱-] بَابُ مَنَاقِبِ الأَنْصَارِ

﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُوا الدَّارَ وَالإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلاَ يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً

مِمَّا أُوْتُوْا﴾[الحشر: ۹]

[۳۷۷٦-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: ثَنِى مَهْدِىُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غَيْلَانُ بْنُ جَرِيْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: أَرَأَيْتَ اسْمَ الْأَنْصَارِ كُنْتُمْ تُسَمَّوْنَ بِهِ أَمْ سَمَّاكُمُ اللّٰهُ؟ قَالَ: بَلْ سَمَّانَا اللّٰهُ! كُنَّا نَدْخُلُ عَلٰى أَنَسٍ فَيُحَدِّثُنَا بِمَنَاقِبِ الْأَنْصَارِ وَمَشَاهِدِهِمْ، وَيُقْبِلُ عَلَيَّ أَوْ عَلٰى رَجُلٍ مِنَ الْأَزْدِ، فَيَقُوْلُ: فَعَلَ قَوْمُكَ يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا.[انظر: ۳۸٤٤]

[۳۷۷۷-] حدثنا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ يَوْمُ بُعَاثَ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهِ صلى الله عليه وسلم فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَأُهُمْ وَقُتِلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَجُرِّجُوْا، فَقَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهِ صلى الله عليه وسلم فِي دُخُوْلِهِمْ فِي الْإِسْلَامِ.[انظر: ۳۸٤٦، ۳۹۳۰]

[۳۷۷۸-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، ثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ التَّيَّاحِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، يَقُوْلُ: قَالَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ، وَأَعْطٰى قُرَيْشًا: وَاللّٰهِ! إِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْعَجَبُ، إِنَّ سُيُوْفَنَا لَتَقْطُرُ مِنْ دِمَاءِ قُرَيْشٍ، وَغَنَائِمُنَا تُرَدُّ عَلَيْهِمْ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَدَعَا الْأَنْصَارَ، فَقَالَ:" مَا الَّذِىْ بَلَغَنِىْ عَنْكُمْ؟" وَكَانُوْا لَايَكْذِبُوْنَ، فَقَالُوْا: هُوَ الَّذِىْ بَلَغَكَ، قَالَ:"أَوَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَرْجِعَ النَّاسُ بِالْغَنَائِمِ إِلٰى بُيُوْتِهِمْ وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِلٰى بُيُوْتِكُمْ؟ لَوْ سَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ: شِعْبَهُمْ"[راجع: ۳۱٤٦]

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم:" لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ مِنَ الْأَنْصَارِ"

نصرت کا مقام ومرتبہ ہجرت کے بعد ہے

عنوان میں حضرت عبداللہ بن زیدؓ کی حدیث ہے جو آگے (حدیث ۴۳۳۰) غزوۂ طائف کے بیان میں آرہی ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ نصرت کا مقام ومرتبہ ہجرت کے بعد ہے، اگر ہجرت نہ ہوتی یعنی ہجرت کی فضیلت سے مجھے سرفراز کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں انصار ہی کا ایک فرد ہوتا یعنی انصار ہی میں پیدا ہوتا۔ اور باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: اگر انصار کسی میدان میں یا کسی گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کے میدان میں چلوں گا، اور اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ہوتا، پھر حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: نبی ﷺ نے حد سے تجاوز نہیں کیا یعنی خلافِ واقعہ بات نہیں فرمائی، میرے ماں باپ آپؐ پر قربان! یعنی نبی ﷺ نے ہجرت کے بعد جو نصرت کا مقام ومرتبہ رکھا ہے وہ بالکل صحیح (بجا) ہے، انصار نے آپؐ کو ٹھکانہ دیا اور مدد کی، یا حضرت ابو ہریرہؓ نے کوئی دوسری بات فرمائی، مثلاً انھوں نے کہا:

آپؐ کی مال سے مدد کی۔

[۲-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: "لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ مِنَ الْأَنْصَارِ"

قَالَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم.

[۳۷۷۹-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم- أَوْ: قَالَ أَبُوْ الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم -: "لَوْ أَنَّ الْأَنْصَارَ سَلَكُوْا وَادِيًا وَشِعْبًا لَسَلَكْتُ فِيْ وَادِيْ الْأَنْصَارِ، وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ" فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: مَا ظَلَمَ بِأَبِيْ وَأُمِّيْ! آوَوْهُ وَنَصَرُوْهُ، أَوْ: كَلِمَةً أُخْرَى. [انظر: ۷۲۴۴]

بَابُ إِخَاءِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین وانصار میں بھائی چارہ کرایا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے فوراً بعد پانچ اہم کام انجام دیئے ہیں، ان میں سے ایک مسلمانوں میں بھائی چارہ قائم کرنا ہے، ہجرت کے بعد مدینہ میں دوطرح کے مسلمان جمع ہوگئے تھے، ایک: انصار تھے جو اپنے گھروں میں آباد تھے ان کی زمینیں، کاروبار اور قبائل تھے، دوسرے: مہاجرین تھے جو بے خانماں تھے، وہ لٹ پٹ کر مدینہ پہنچے تھے، ان کے پاس نہ تو رہنے کے لئے گھر تھے نہ گذارہ کا سامان، ان کے قبائل بھی نہیں تھے، اس لئے وہ بے یارومددگار تھے، چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین وانصار کے درمیان بھائی چارہ کرایا اور مسلمانوں کے بعض کو بعض سے جوڑ دیا، ان کو ایک خاندان بنادیا اور صلہ رحمی اور انفاق کا حکم دیا، اور مواخات کو توارث کی بنیاد قرار دیا (یہ حکم جنگ بدر تک قائم رہا) اس طرح مسلمانوں کا کلمہ متحد ہوگیا تاکہ ضرورت پیش آنے پر جہاد کیا جاسکے اور مسلمان اپنے دشمنوں سے محفوظ ہوجائیں اور بھائی چارہ کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ اس زمانہ میں لوگ قبائل کی بنیاد پر ایک دوسرے کی مدد کرنے کے خوگر تھے، چنانچہ مواخات کے ذریعہ مہاجرین کو انصار کے قبائل میں داخل کردیا (دیگر چار کام یہ ہیں: یہود کے ساتھ معاہدہ، مسجد نبوی کی تعمیر، دینی نظام کی استواری اور دعوت اسلامی اور ہجرت کی ترغیب، تفصیل رحمۃ اللہ الواسعہ ۵: ۶۲۷ میں ہے)

اور باب کی تینوں حدیثیں پہلے گذری ہیں، پہلی دو حدیثوں میں یہ واقعہ ہے کہ جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہجرت کرکے مدینہ آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ کرایا، حضرت سعدؓ صاحب جائداد تھے، انھوں نے اپنے بھائی سے کہا: میں آپ کے لئے میرا آدھا مال بانٹوں گا اور میری دو بیویاں ہیں جونسی آپؓ کو پسند ہو اس کو میں طلاق دیدوں گا، حضرت عبدالرحمٰنؓ نے منظور نہیں کیا اور بنو قینقاع کے بازار میں کاروبار

شروع کیا اور دن بھر کاروبار کیا اور جو نفع ہوا اس سے اِقط اور گھی خرید کر لائے، اس طرح وہ برابر کاروبار کرتے رہے، یہاں تک کہ ایک دن آئے تو ان کے کپڑوں پر صفرہ کا اثر تھا، نبی ﷺ نے پوچھا: کیا شادی کرلی؟ انھوں نے عرض کیا: جی ہاں، آپؐ نے پوچھا: کس سے؟ انھوں نے عرض کیا: ایک انصاری خاتون سے، آپؐ نے پوچھا: کتنا مہر دیا؟ عرض کیا: گٹھلی کے برابر سونا، یا کہا: سونے کی ایک گٹھلی، آپؐ نے فرمایا: ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری کا ہو۔

اور آخری حدیث یہ ہے کہ جب صحابہ ہجرت کرکے مدینہ آئے تو نبی ﷺ نے مہاجرین وانصار کے درمیان مؤاخات کرائی، انصار نے عرض کیا: کھجوروں کے باغات ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان بانٹ دیجئے، آپؐ نے انکار کیا، پس انصار نے کہا: باغات اور کھیتوں میں محنت مہاجرین کریں اور پیداوار میں ہم ان کو شریک کرلیں، مہاجرین نے کہا: ہمیں یہ بات منظور ہے۔

فائدہ: مؤاخات دو مرتبہ عمل میں آئی ہے، ایک مرتبہ: ہجرت سے پہلے مکہ میں، یہ مؤاخات مہاجرین کے درمیان تھی، ایک مہاجر دوسرے مہاجر کا بھائی قرار دیا گیا، اور دوسری مرتبہ مؤاخات ہجرت کے بعد مہاجرین اور انصار کے درمیان کرائی ہے، ان حضرات کے نام سیرۃ المصطفیٰ (۱: ۴۳۴) میں ہیں۔

[۳-] بَابُ إِخَاءِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ

[۳۷۸۰-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: لَمَّا قَدِمُوْا الْمَدِيْنَةَ آخَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ، فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: إِنِّيْ أَكْثَرُ الْأَنْصَارِ مَالاً، فَأَقْسِمُ مَالِيْ نِصْفَيْنِ، وَلِيَ امْرَأَتَانِ فَانْظُرْ أَعْجَبَهُمَا إِلَيْكَ فَسَمِّهَا لِيْ أُطَلِّقْهَا، فَإِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجْهَا، قَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِي أَهْلِكَ وَمَالِكَ، أَيْنَ سُوْقُكُمْ؟ فَدَلُّوْهُ عَلٰى سُوْقِ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ فَمَا انْقَلَبَ إِلَّا وَمَعَهُ فَضْلٌ مِنْ أَقِطٍ وَسَمْنٍ، ثُمَّ تَابَعَ الْغُدُوَّ ثُمَّ جَاءَ يَوْمًا وَبِهِ أَثَرُ صُفْرَةٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "مَهْيَمْ؟" قَالَ: تَزَوَّجْتُ، قَالَ: "كَمْ سُقْتَ إِلَيْهَا؟" قَالَ: نَوَاةً مِنْ ذَهَبٍ أَوْ: وَزْنَ نَوَاةٍ، شَكَّ إِبْرَاهِيْمُ. [راجع: ۲۰۴۸]

[۳۷۸۱-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّهُ قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، وَآخَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ، وَكَانَ كَثِيْرَ الْمَالِ، فَقَالَ سَعْدٌ: قَدْ عَلِمَتِ الْأَنْصَارُ أَنِّيْ مِنْ أَكْثَرِهَا مَالاً، سَأَقْسِمُ مَالِيْ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ شَطْرَيْنِ، وَلِيَ امْرَأَتَانِ فَانْظُرْ أَعْجَبَهُمَا إِلَيْكَ فَأُطَلِّقُهَا حَتّٰى إِذَا حَلَّتْ تَزَوَّجْتَهَا، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ أَهْلِكَ! فَلَمْ يَرْجِعْ يَوْمَئِذٍ حَتّٰى أَفْضَلَ شَيْئًا مِنْ سَمْنٍ وَأَقِطٍ، فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا يَسِيْرًا حَتّٰى جَاءَ رَسُوْلَ اللّٰهِ

صلی اللہ علیہ وسلم وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم:" مَهْيَمْ؟" قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الأَنْصَارِ، فَقَالَ:" مَا سُقْتَ فِيْهَا؟" قَالَ: وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ أَوْ: نَوَاةً مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ:" أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ"[راجع: ٢٠٤٩]

[٣٧٨٢-] حدثنا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُوْ هَمَّامٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَتِ الأَنْصَارُ: اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ النَّخْلَ، قَالَ: "لَا" قَالَ:" تَكْفُوْنَنَا الْمَؤُنَةَ وَيُشْرِكُوْنَّا فِي الأَمْرِ" قَالُوْا: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا.[راجع: ٢٣٢٥]

بَابُ حُبِّ الأَنْصَارِ

انصار سے محبت کرنا

انصار کے دونوں خاندان (اوس وخزرج) قحطانی قبائل تھے، اور مہاجرین کی اکثریت عدنانی تھی، اور قحطان اور عدنان میں موروثی عداوت چلی آرہی تھی، اس لئے انصار سے محبت کرنے کا حکم دیا تاکہ مہاجرین وانصار شیر وشکر ہوجائیں۔

حدیث (۱): نبی ﷺ نے انصار کے حق میں فرمایا: ''انصار سے مؤمن ہی محبت کرتا ہے اور ان سے منافق ہی بغض رکھتا ہے، پس جو انصار سے محبت کرتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتے ہیں، اور جو ان سے بغض رکھتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ بغض رکھتے ہیں''

حدیث (۲): ''انصار سے محبت کرنا ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے بغض رکھنا نفاق کی نشانی ہے''

تشریح: پہلے (تحفۃ القاری ۱: ۲۱۷ میں) اس حدیث کے دو مطلب بیان کئے گئے ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ قحطانی اور عدنانی قبائل میں نفرتیں چلی آرہی تھیں، پھر اسلام کا دور آیا، نبی ﷺ نے محسوس کیا کہ بعض مہاجرین کے دلوں میں اب بھی انصار کی نفرت ہے، پس فرمایا: انصار سے محبت کرو، یہ کامل مؤمن ہونے کی نشانی ہے اور انصار سے بغض مت رکھو یہ منافق یعنی اسلام میں غیر مخلص ہونے کی علامت ہے، اور علماء نے دوسرا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ انصار کی محبت ایمان کی نشانی ہے یعنی وہ ایمان سے ناشی ہے اور انصار سے نفرت نفاق کی نشانی ہے یعنی وہ اسلام میں عدم اخلاص سے ناشی ہے۔

[٤-] بَابُ حُبِّ الأَنْصَارِ

[٣٧٨٣-] حدثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم- أَوْ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم-:" الأَنْصَارُ لَايُحِبُّهُمْ

إِلَّا مُؤْمِنٌ، وَلَا يُبْغِضُهُمْ إِلَّا مُنَافِقٌ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ أَحَبَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ أَبْغَضَهُ اللّٰهُ"

[٣٧٨٤-] حدثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَبْرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " آيَةُ الإِيْمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ"[راجع: ١٧]

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لِلْأَنْصَارِ: " أَنْتُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ"

نبی ﷺ کو انصار سے بہت زیادہ محبت تھی

حاشیہ میں ہے کہ یہ حکم کلی مجموعی پر ہے یعنی انصار کا مجموعہ ان کے علاوہ کے مجموعہ سے نبی ﷺ کو زیادہ محبوب تھا، پس حدیث أَحَبُّ النَّاسِ أَبُوْ بَكْرٍ سے تعارض نہیں ہوگا۔

حدیث (۱): نبی ﷺ نے انصار کی عورتوں اور بچوں کو ایک شادی سے واپس آتا ہوا دیکھا، نبی ﷺ کھڑے ہوگئے، جب وہ لوگ وہاں سے گذرے تو آپؐ نے تین بار فرمایا: اللہ جانتا ہے: مجھے سب لوگوں سے زیادہ تم محبوب ہو!
(مُمَثَّلًا اور مُمْثِلًا: باب تفعیل یا افعال سے أی مُنْتَصِبًا قَائِمًا: پس یہ لفظ قام کے مفہوم میں زیادتی کرتا ہے)

حدیث (۲): حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ایک انصاری خاتون اپنے بچہ کو لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں آئی، نبی ﷺ نے اس سے باتیں کیں اور دو مرتبہ فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! مجھے تم سے سب سے زیادہ محبت ہے!

[٥-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لِلْأَنْصَارِ: " أَنْتُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ"

[٣٧٨٥-] حدثنا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: رَأَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم النِّسَاءَ وَالصِّبْيَانَ مُقْبِلِيْنَ، قَالَ: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: مِنْ عُرْسٍ فَقَامَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مُمْثِلًا، فَقَالَ: " اللّٰهُمَّ أَنْتُمْ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ" قَالَهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.
[انظر: ٥١٨٠]

[٣٧٨٦-] حدثنا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ كَثِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ هِشَامُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ: جَاءَ تِ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا، فَكَلَّمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! إِنَّكُمْ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ" مَرَّتَيْنِ.[انظر: ٥٢٣٤، ٦٦٤٥]

بَابُ أَتْبَاعِ الأَنْصَارِ

انصار کے متعلقین

اصل انصار وہ حضرات ہیں جنھوں نے نبی ﷺ کی نصرت کے لئے کمر باندھی تھی، اور ان کی آل اولاد اور ان کے متعلقین ان کے ساتھ لاحق ہیں، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو خط لکھا، وہ ان کو تسلی دے رہے تھے اس افتاد کے سلسلہ میں جو ان پر واقعہ حراء میں اہل وعیال اور خاندان کے لوگوں پر پڑی تھی، انھوں نے لکھا کہ انصار نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہر نبی کے کچھ متعلقین ہوتے ہیں اور ہم نے بالیقین آپؐ کی پیروی کی ہے، پس آپؐ ہمارے لئے دعا فرمائیں کہ ہمارے متعلقین کو اللہ تعالیٰ آپؐ کے ساتھ لاحق کریں۔ اور ایک روایت میں مِنّا ہے یعنی ہمارے ساتھ لاحق کریں، چنانچہ نبی ﷺ نے ان کے لئے دعا کی فرمایا: اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما اور انصار کی اولاد کی مغفرت فرما اور ان کی اولاد کی اولاد کی اور ان کی عورتوں کی بھی (ترمذی حدیث ۳۹۳۲، ۳۹۳۹) عمرو بن مُرّہ کہتے ہیں: میں نے یہ بات حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ (صحابی صغیر) کے سامنے ذکر کی تو انھوں نے تائید کی کہ یہ بات حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمائی ہے۔

[٦-] بَابُ أَتْبَاعِ الأَنْصَارِ

[٣٧٨٧-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرٍو، سَمِعْتُ أَبَا حَمْزَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ: قَالَتِ الأَنْصَارُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لِكُلِّ نَبِيٍّ أَتْبَاعٌ، وَإِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَ أَتْبَاعَنَا مِنْكَ فَدَعَا بِهِ، فَنَمَيْتُ ذٰلِكَ إِلَى ابْنِ أَبِي لَيْلَى، فَقَالَ: قَدْ زَعَمَ ذَاكَ زَيْدٌ. [انظر: ٣٧٨٨]

[٣٧٨٨-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا حَمْزَةَ رَجُلاً مِنَ الأَنْصَارِ، قَالَ: قَالَتِ الأَنْصَارُ: إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ أَتْبَاعًا، وَإِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَ أَتْبَاعَنَا مِنَّا، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " اللّٰهُمَّ اجْعَلْ أَتْبَاعَهُمْ مِنْهُمْ" قَالَ عَمْرٌو: فَذَكَرْتُهُ لِابْنِ أَبِي لَيْلَى، قَالَ: قَدْ زَعَمَ ذَاكَ زَيْدٌ، قَالَ شُعْبَةُ: أَظُنُّهُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ. [راجع: ٣٧٨٧]

بَابُ فَضْلِ دُوْرِ الأَنْصَارِ

بطون انصار کی فضیلت

انصار (اوس وخزرج) کے بہت سے بطون تھے، نبی ﷺ نے ان میں سے چار بطون کو بالترتیب بہتر قرار دیا، وہ یہ ہیں:

۱- بنوالنجار: نسبت: نجّاری: خزرج کا بطن ہے: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (خادم رسول ﷺ) اسی بطن سے تھے اور یہی بطن نبی ﷺ کی ننھیال ہے۔

۲- بنوعبدالاشہل: نسبت: اشہلی: اوس کا بطن ہے، حضرت اُسید بن حُضیر اشہلی رضی اللہ عنہ اسی بطن سے تھے۔

۳- بنوالحارث: نسبت: حارثی: خزرج کا بطن ہے، حضرت رافع بن خدیج حارثی رضی اللہ عنہ اسی بطن سے تھے۔

۴- بنوساعدہ: نسبت: ساعدی: خزرج کا بطن ہے، حضرت سعد بن عبادہ ساعدی رضی اللہ عنہ اسی بطن سے تھے۔

اور باب کی پہلی حدیث کے آخر میں ہے: اور انصار کے سبھی بطون میں خیر ہے، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں دیکھتا ہوں میں نبی ﷺ کو مگر ترجیح دی آپؐ نے ہم پر (حضرت سعدؓ ساعدی ہیں اور بنوساعدہ خزرج کا بطن ہے، نبی ﷺ نے بنوساعدہ کو چوتھے نمبر پر رکھا، اس پر حضرت سعدؓ نے جو قبیلہ کے سردار تھے فرمایا: تین قبیلوں کو ہم سے پہلے رکھا اور ہمیں چوتھے نمبر پر رکھا، پس کسی نے ان سے کہا) تمہیں ترجیح دی، تمہیں چوتھے نمبر پر رکھا، پس تم باقی قبائل سے افضل ہوئے، کیا یہ بات تمہارے لئے کافی نہیں؟)

یہی بات آخری حدیث کے آخر میں تفصیل سے ہے، جس کا ترجمہ یہ ہے: ابوحمید ساعدیؓ کہتے ہیں: پس ہم حضرت سعدؓ سے ملے، پس ابواُسیدؓ نے ان سے کہا: کیا تم نے دیکھا نہیں کہ نبی ﷺ نے انصار میں ترجیح قائم کی اور ہمیں سب سے آخر میں رکھا؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ بات عرض کی تو آپؐ نے فرمایا: ''کیا تمہارے لئے یہ بات کافی نہیں کہ تمہارا شمار بہترین قبائل میں آیا؟'' اس روایت سے معلوم ہوا کہ یہ بات ابواُسیدؓ نے کہی تھی، حضرت سعدؓ نے نہیں کہی تھی، حضرت سعدؓ تو یہ بات لے کر خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے تھے، نبی ﷺ نے ان کو مطمئن کیا کہ بہترین قبائل میں تمہارا شمار آ گیا، امتیازی پوزیشن تم نے حاصل کر لی، اب کیا چاہتے ہو؟

[۷-] بَابُ فَضْلِ دُوْرِ الْأَنْصَارِ

[۳۷۸۹-] حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِیْ أُسَیْدٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: " خَیْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ بَنُوْ النَّجَّارِ، ثُمَّ بَنُوْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ بَنُوْ الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَةَ، وَفِیْ کُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ خَیْرٌ" فَقَالَ سَعْدٌ: مَا أَرَی النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَّا قَدْ فَضَّلَ عَلَیْنَا، فَقِیْلَ: قَدْ فَضَّلَکُمْ عَلٰی کَثِیْرٍ، وَقَالَ عَبْدُ الصَّمَدِ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ: سَمِعْتُ أَنَسًا: قَالَ أَبُوْ أُسَیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِهٰذَا، وَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ. [انظر: ۳۷۹۰، ۳۸۰۷، ۶۰۵۳]

[۳۷۹۰-] حدثنا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا شَیْبَانُ، عَنْ یَحْیَی: قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ: أَخْبَرَنِیْ أَبُوْ أُسَیْدٍ أَنَّهُ

سَمِعَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" خَيْرُ الأَنْصَارِ – أَوْ قَالَ: خَيْرُ دُوْرِ الأَنْصَارِ – بَنُو النَّجَّارِ، وَبَنُوْ عَبْدِ الأَشْهَلِ، وَبَنُوْ الْحَارِثِ، وَبَنُوْ سَاعِدَةَ"[راجع: ۳۷۸۹]

[۳۷۹۱–] حدثنا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ يَحْيَى، عَنْ عَبَّاسِ ابْنِ سَهْلٍ، عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" إِنَّ خَيْرَ دُوْرِ الأَنْصَارِ دَارُ بَنِي النَّجَّارِ، ثُمَّ بَنِيْ عَبْدِ الأَشْهَلِ، ثُمَّ دَارُ بَنِي الْحَارِثِ، ثُمَّ بَنِيْ سَاعِدَةَ، وَفِيْ كُلِّ دُوْرِ الأَنْصَارِ خَيْرٌ" فَلَحِقْنَا سَعْدَ ابْنَ عُبَادَةَ فَقَالَ أَبُوْ أُسَيْدٍ: أَلَمْ تَرَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم خَيَّرَ الأَنْصَارَ فَجَعَلَنَا أَخِيْرًا؟ فَأَدْرَكَ سَعْدٌ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! خُيِّرَ دُوْرُ الأَنْصَارِ فَجُعِلْنَا آخِرًا، فَقَالَ: "أَوَ لَيْسَ بِحَسْبِكُمْ أَنْ تَكُوْنُوْا مِنَ الْخِيَارِ؟"[راجع: ۱۴۸۱]

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لِلأَنْصَارِ:" اصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ"

نبی ﷺ نے انصار کو حوضِ کوثر پر پہنچنے کی خوش خبری سنائی

حدیث (۱): ایک انصاری نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپؐ مجھے سرکاری کام نہیں سونپتے، جیسا آپؐ نے فلاں کو سونپا؟ آپؐ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد تم ترجیح سے ملاقات کروگے، پس صبر کرنا، یہاں تک کہ مجھ سے حوضِ کوثر پر ملاقات کرو، یعنی فلاں کو جو سرکاری کام دیا ہے وہ میں نے اس کو تم پر ترجیح نہیں دی، بلکہ کسی مصلحت سے اس کو کام سونپا ہے، ترجیح کا عمل میرے بعد شروع ہوگا، اس وقت صبر کرنا، یہاں تک کہ تم میرے پاس حوضِ کوثر پر آجاؤ، اور حوضِ کوثر پر جو پہنچا وہ جنت میں جائے گا، پس آپؐ نے ضمناً انصار کو جنت کی خوشخبری سنائی۔ اور دوسری حدیث میں بھی یہی مضمون ہے، البتہ اس میں مَوْعدکم الحوض ہے یعنی ہماری تمہاری ملاقات حوضِ کوثر پر ہوگی۔

اور تیسری حدیث میں ہے کہ یحییٰ بن سعید انصاری حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے جب وہ ولید بن عبدالملک سے ملاقات کے لئے دمشق گئے، اس سفر میں انھوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ نبی ﷺ نے انصار کو بلایا تاکہ ان کو بحرین میں جائدادیں دیں، انصار نے لینے سے انکار کیا، انھوں نے کہا: ہمارے مہاجر بھائیوں کو بھی اسی طرح جائداد دی جائے تو ہم لیں گے، نبی ﷺ نے فرمایا: مہاجرین کے بغیر تم جائداد لینے کے لئے تیار نہیں پس تم صبر کرنا یہاں تک کہ تم مجھ سے مل جاؤ، پس بیشک شان یہ ہے کہ میرے بعد ترجیح سے تمہیں دوچار ہونا پڑے گا۔

تشریح: یہ حدیث پہلے (تحفہ ۵: ۴۱۲) آئی ہے، انصار نے مہاجرین کو ترجیح دی وہ ان کے بغیر جاگیریں لینے کے لئے تیار نہیں ہوئے، پس نبی ﷺ نے فرمایا: عنقریب میرے بعد تم ترجیح کو دیکھوگے، یعنی میرے بعد ایسے بادشاہ آئیں گے جو مہاجرین (قریش) کو انصار پر عہدوں اور عطایا میں ترجیح دیں گے، پس تم صبر کرنا، یہاں تک کہ مجھ سے ملاقات کرو، یعنی

حرف شکایت زبان پر نہ لانا، یعنی میں نے تو تم کو مہاجرین پر ترجیح نہیں دی، دونوں کو برابر رکھا ہے، ان کو زمینیں پہلے دے چکا ہوں اب تمہیں دے رہا ہوں، مگر آگے ترجیح کا عمل شروع ہوگا، اس وقت صبر کرنا۔

[۸-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لِلْأَنْصَارِ: " اصْبِرُوْا حَتَّى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ "

قَالَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[۳۷۹۲-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ، أَنَّ رَجُلاً مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا تَسْتَعْمِلُنِيْ كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا؟ قَالَ: " سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً، فَاصْبِرُوْا حَتَّى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ "

[انظر: ۷۰۵۷]

[۳۷۹۳-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامٍ، سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِلْأَنْصَارِ: " إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ أَثَرَةً، فَاصْبِرُوْا حَتَّى تَلْقَوْنِيْ، وَمَوْعِدُكُمُ الْحَوْضُ "[راجع: ۳۱۴۶]

[۳۷۹۴-] حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، حِيْنَ خَرَجَ مَعَهُ إِلَى الْوَلِيْدِ، قَالَ: دَعَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الْأَنْصَارَ إِلَى أَنْ يُقْطِعَ لَهُمُ الْبَحْرَيْنِ، فَقَالُوْا: لَا، إِلَّا أَنْ تُقْطِعَ لِإِخْوَانِنَا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مِثْلَهَا، قَالَ: " إِمَّا لَا فَاصْبِرُوْا حَتَّى تَلْقَوْنِيْ، فَإِنَّهُ سَتُصِيْبُكُمْ أَثَرَةٌ بَعْدِيْ "[راجع: ۲۳۷۶]

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " أَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ "

دعائے نبوی: انصار اور مہاجرین کو سنوار دے!

جب خندق کھودی جارہی تھی تو صحابہ رجز پڑھ رہے تھے، اور نبی ﷺ جوابی رجز پڑھ رہے تھے، پہلی حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ہے اس کو تین سندوں سے روایت کیا ہے، پہلے طریق میں أَصْلِح: (سنوار دے) ہے، دوسرے طریق میں فَاغْفِر: (بخش دے) ہے اور تیسرے طریق میں أکرم: (عزت عطا فرما) ہے، اور دوسری حدیث حضرت سہلؓ کی ہے، اس میں بھی فاغفر ہے اور أکتاد: کَتِد (شانہ) کی جمع ہے، مونڈھے سے پیٹھ تک کا حصہ کتد کہلاتا ہے۔

[۹-] بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " أَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ "

[۳۷۹۵-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ إِيَاسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صلی اللہ علیہ وسلم:" لاَعَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الآخِرَةْ÷ فَأَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةْ"[راجع: ٢٨٣٤]
وَعَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مِثْلَهُ وَقَالَ:" فَاغْفِرْ الْأَنْصَارَ"

[٣٧٩٦-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ، سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَتِ الْأَنْصَارُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ تَقُوْلُ:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدَا ۞ عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا أَبَدَا

فَأَجَابَهُمْ:

اللّٰهُمَّ لاَ عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الآخِرَةْ ۞ فَأَكْرِمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةْ

[راجع: ٢٨٣٤]

[٣٧٩٧-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ سَهْلٍ، قَالَ: جَاءَ نَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَنَحْنُ نَحْفِرُ الْخَنْدَقَ وَنَنْقُلُ التُّرَابَ عَلَى أَكْتَادِنَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم.

اللّٰهُمَّ لاَ عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الآخِرَةْ ۞ فَأَكْرِمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةْ

بَابٌ: ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾

انصار دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ فاقہ سے ہوں

یہ سورۃ الحشر کی آیت ۹ کا حصہ ہے، باب میں اس کا شانِ نزول بیان کیا ہے، ایک شخص نبی ﷺ کا مہمان بنا، آپؐ نے اپنے گھروں میں پوچھوایا کہ مہمان کے کھانے کے لئے کچھ ہے؟ ازواجؓ نے جواب دیا: ہمارے یہاں صرف پانی ہے، نبی ﷺ نے حاضرین سے پوچھا: ان صاحب کو کون ملائے گا؟ یا فرمایا: کون مہمان بنائے گا؟ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں مہمانی کروں گا، وہ ان کو لے کر گھر گئے، اور اہلیہ سے کہا: یہ نبی ﷺ کے مہمان ہیں، ان کی خاطر تواضع کرو، بیوی نے کہا: ہمارے پاس صرف بچوں کے کھانے کے بقدر ہے، حضرت ابوطلحہؓ نے کہا: اپنا کھانا تیار کرو، اور اپنا چراغ جلاؤ، اور اپنے بچوں کو سلادو، جب وہ شام کا کھانا مانگیں، چنانچہ انھوں نے اپنا کھانا تیار کیا، اور چراغ جلایا، اور بچوں کو سلادیا (پھر مہمان کے سامنے کھانا رکھا) پھر بیوی نے چراغ ٹھیک کرنے کے بہانے بجھادیا، پس دونوں نے مہمان کو دکھلایا کہ وہ دونوں کھارہے ہیں (یہ اس زمانہ کا واقعہ ہے جب حجاب کا حکم نہیں آیا تھا اور عربوں کے معاشرہ میں عورتیں بھی مردوں کے ساتھ کھاتی تھیں) پس دونوں نے بھوکے پیٹ رات گذاری، جب صبح حضرت ابوطلحہؓ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا: آج رات تم دونوں کے عمل سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوئے، پھر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی کہ انصار

اپنی ذاتوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ وہ فاقہ سے ہوں، اور جو لوگ جی کے لالچ سے بچائے گئے وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

[۱۰-] بَابٌ: ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾

[۳۷۹۸-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلاً أَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَبَعَثَ إِلٰى نِسَائِهِ، فَقُلْنَ: مَامَعَنَا إِلَّا الْمَاءُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " مَنْ يَضُمُّ أَوْ: يُضِيْفُ هٰذَا؟" فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَا، فَانْطَلَقَ بِهِ إِلٰى امْرَأَتِهِ فَقَالَ: أَكْرِمِيْ ضَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَتْ: مَا عِنْدَنَا إِلَّا قُوْتُ صِبْيَانٍ، فَقَالَ: هَيِّئِيْ طَعَامَكِ، وَأَصْبِحِيْ سِرَاجَكِ، وَنَوِّمِيْ صِبْيَانَكِ إِذَا أَرَادُوْا عَشَاءً، فَهَيَّأَتْ طَعَامَهَا وَأَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا، وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا، ثُمَّ قَامَتْ كَأَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَأَطْفَأَتْهُ فَجَعَلَا يُرِيَانِهِ أَنَّهُمَا يَأْكُلَانِ فَبَاتَا طَاوِيَيْنِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ غَدَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: " ضَحِكَ اللّٰهُ اللَّيْلَةَ أَوْ: عَجِبَ مِنْ فَعَالِكُمَا" فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ، وَمَنْ يُوْقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُوْلٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ [انظر: ٤٨٨٩]

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " اقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ"

انصار کے نیکوکاروں کا عمل قبول کرو اور ان کے خطا کاروں سے درگذر کرو (حدیث)

حدیث (۱): حضرات ابوبکر وعباس رضی اللہ عنہما انصار کی ایک مجلس کے پاس سے گذرے، وہ رو رہے تھے، پوچھا: آپ حضرات کیوں رو رہے ہیں؟ انھوں نے کہا: ہمیں نبی ﷺ کی مجلس یاد آئی (یہ مرض وفات کا واقعہ ہے، کئی دن سے آپؐ کی مجلس نہیں ہو رہی تھی)، ان حضرات نے نبی ﷺ کو اطلاع دی، راوی کہتا ہے: پس نبی ﷺ نکلے درانحالیکہ آپؐ نے اپنے سر کو مضبوط باندھ رکھا تھا کسی چادر کے کنارہ سے، راوی کہتا ہے: پس آپؐ منبر پر چڑھے، اور نہیں منبر پر چڑھے آپؐ اس دن کے بعد، یعنی یہ آپؐ کی آخری تقریر تھی، پس آپؐ نے اللہ کی خوب تعریف کی، پھر آپؐ نے فرمایا: میں آپ لوگوں کو انصار کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کرتا ہوں، اس لئے کہ انصار میری اوجھ (پیٹ) اور میرا بکس (تھیلا) ہیں، اور یقیناً انھوں نے وہ حق ادا کر دیا ہے جو ان کے ذمہ لازم تھا اور وہ حق باقی رہ گیا ہے جو ان کے لئے ہے، پس ان کے نیکوکاروں سے قبول کرو، اور ان کے خطا کاروں سے درگذر کرو۔

لغات: الکَرِش: جگالی کرنے والے جانوروں کی اوجھ، جو انسان کے معدہ کی طرح ہوتی ہے............**العیبة:** چمڑے

کا بکس، یا تھیلا، پتوں کی بنی ہوئی ٹوکری، آدمی کے بھید کی جگہ، راز دار............ یہ دونوں تشبیھیں ہیں۔

حدیث (۲): ابن عباسؓ فرماتے ہیں: نبی ﷺ مسجد کی طرف نکلے درانحالیکہ آپؐ چادر اوڑھے ہوئے تھے، لپیٹے ہوئے تھے اس کو اپنے دونوں شانوں پر اور آپؐ نے چکنی پٹی سر پر باندھ رکھی تھی، آپؐ منبر پر تشریف فرما ہوئے، اللہ کی خوب تعریف کی اور فرمایا: لوگو! لوگ بڑھتے جائیں گے اور انصار گھٹتے جائیں گے، یہاں تک کہ وہ کھانے میں نمک کی طرح رہ جائیں گے، پس امت محمدیہ میں سے جو شخص کسی چیز کا ذمہ دار بنے، اور وہ طاقت رکھتا ہو کہ اس میں کسی کو نقصان پہنچائے یا اس میں کسی کو نفع پہنچائے، یعنی کسی با اختیار عہدہ کا مالک بنے تو چاہئے کہ انصار کے نیکوکاروں سے قبول کرے اور خطا کاروں سے درگذر کرے، یعنی نیکوکاروں کو انعام واکرام سے نوازے اور کوتاہی کرنے والوں سے درگذر کرے (یہ حدیث پہلے تحفۃ القاری ۳: ۲۴۶ میں آئی ہے)

[۱۱-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم:" اقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ"

[۳۷۹۹-] حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيىَ أَبُوْ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَاذَانُ أَخُوْ عَبْدَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِىْ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: مَرَّ أَبُوْ بَكْرٍ وَالْعَبَّاسُ بِمَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ وَهُمْ يَبْكُوْنَ، فَقَالَ: مَا يُبْكِيْكُمْ؟ قَالُوْا: ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مِنَّا، فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَأَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ، قَالَ: فَخَرَجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَقَدْ عَصَّبَ رَأْسَهُ حَاشِيَةَ بُرْدٍ، قَالَ: فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ يَصْعَدْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ:" أُوْصِيْكُمْ بِالْأَنْصَارِ فَإِنَّهُمْ كِرْشِى وَعَيْبَتِىْ وَقَدْ قَضَوُا الَّذِىْ عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِىْ لَهُمْ، فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ"[انظر: ۳۸۰۱]

[۳۸۰۰-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوْبَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْغَسِيْلِ، قَالَ: سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُتَعَطِّفًا بِهَا عَلَى مَنْكِبَيْهِ، وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَاءُ، حَتَّى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ:" أَمَّا بَعْدُ، أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُوْنَ وَتَقِلُّ الْأَنْصَارُ حَتَّى يَكُوْنُوْا كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ، فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ أَمْرًا يَضُرُّ فِيْهِ أَحَدًا أَوْ يَنْفَعُهُ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ، وَيَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيْئِهِمْ"[راجع: ۹۲۷]

[۳۸۰۱-] حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" الْأَنْصَارُ كِرْشِىْ وَعَيْبَتِىْ، وَالنَّاسُ سَيَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّوْنَ، وَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ"[راجع: ۳۷۹۹]

بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت سعد بن معاذ اوسی اشہلی انصاری رضی اللہ عنہ: قبیلہ اوس کے سردار تھے، جیسے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے، ہجرت سے پہلے حضرت مُصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے، پھر پورا قبیلہ آپؓ کی دعوت سے مسلمان ہوگیا، جنگِ بدر میں اوس کا علم آپؓ کے ہاتھ میں تھا، لمبا قد اور بھاری بدن تھا، جنگِ خندق میں آپؓ کی بازو کی رگ تیر لگنے سے کٹ گئی، بنوقریظہ کا فیصلہ کرنے کے بعد ۳۷ سال کی عمر میں ۵ ہجری میں مدینہ میں وفات پائی۔

۱- جنت میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے دستی رومال دنیا کے ریشم سے بہتر ہونگے

حدیث: حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ریشم کا سوٹ ہدیہ آیا، لوگ اس کو چھونے لگے اور اس کی نرمی پر تعجب کرنے لگے، پس نبی ﷺ نے فرمایا: تم اس کی نرمی پر کیا تعجب کرتے ہو؟ سعد بن معاذؓ کے دستی رومال (جنت میں) اس سے اچھے ہونگے (مندیل: ہاتھ یا پسینہ وغیرہ پونچھنے کا مربّع رومال)

تشریح: حاشیہ میں ہے کہ یہ سوٹ دومۃ الجندل کے ٹھاکر اُکیدر نے نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا، حُلَّۃ: ایسے دو کپڑوں کو کہتے ہیں جو ہم جنس ہوں، اور ترمذی (حدیث ۱۷۱۳) میں جُبَّۃ ہے جس میں زری کا کام کیا ہوا تھا، اور وہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ہدیہ کیا تھا، یہ واقعہ کے متعلقات کا اختلاف ہے۔

[۱۲-] بَابُ مَنَاقِبِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ

[۳۸۰۲-] حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُوْلُ: أُهْدِيَتْ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم حُلَّةُ حَرِيْرٍ، فَجَعَلَ أَصْحَابُهُ يَمَسُّوْنَهَا وَيَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِهَا، فَقَالَ: "أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ لِيْنِ هٰذِهِ؟ لَمَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ خَيْرٌ مِنْهَا أَوْ: أَلْيَنُ" رَوَاهُ قَتَادَةُ وَالزُّهْرِیُّ: سَمِعَا أَنَسًا، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم.[راجع: ۳۲۴۹]

۲- حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لئے عرش الٰہی جھوم گیا

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کا عرش سعدؓ کے لئے (فرحت وشادمانی سے) جھوم گیا (یہ حدیث دس سے زیادہ صحابہ سے مروی ہے) جب حضرت جابرؓ نے یہ حدیث بیان کی تو ایک شخص نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہا: حضرت براء رضی اللہ عنہ عرش کے بجائے 'سریر' کہتے ہیں،

یعنی وہ چارپائی جس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا جنازہ تھا، وہ ہلی، حضرت جابرؓ نے کہا: ان دو قبیلوں میں کینے تھے، یعنی اوس وخزرج کے درمیان پرانی عداوتیں تھیں، اس لئے حضرت براء رضی اللہ عنہ کی سمجھ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی یہ فضیلت نہیں آئی، اس لئے انھوں نے عرش کی جگہ چارپائی کہا، یعنی یہ صحیح نہیں، میں نے خود نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رحمان کا عرش سعدؓ کی موت کی وجہ سے جھوم گیا!

تشریح: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ اوسی ہیں، حضرت براء رضی اللہ عنہ بھی اوسی ہیں، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ خزرجی ہیں، اس لئے حضرت جابرؓ کی بات فٹ نہیں بیٹھتی، پس صحیح بات یہ ہے کہ حضرت براء رضی اللہ عنہ کو حدیث اسی طرح یاد ہوگی مگر دس سے زیادہ صحابہ عرش کا لفظ روایت کرتے ہیں اس لئے وہی معروف ہے اور حضرت براءؓ کی روایت شاذ ہے۔

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ ہر مخلوق باشعور اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح خواں ہے، سورہ بنی اسرائیل (آیت ۴۴) میں ہے: ﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمَاوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرْضُ وَمَنْ فِيهِنَّ﴾ الآیۃ: ساتوں آسمان اور زمین اور جو لوگ ان میں ہیں: سب پاکی بیان کرتے ہیں، اور کوئی چیز ایسی نہیں جو تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بیان نہ کرتی ہو، لیکن تم لوگ ان کی پاکی بیان کرنے کو سمجھتے نہیں۔ اور عرش الٰہی: اللہ کی ایک بڑی مخلوق ہے اور اس میں بھی شعور ہے۔

اور فرعونیوں کے بارے میں سورۃ الدخان کی (آیت ۲۹) ہے: ﴿فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ﴾: پس ان پر آسمان وزمین نہیں روئے، اس لئے کہ خس کم جہاں پاک! اس آیت سے معلوم ہوا کہ نیک لوگوں کی موت پر آسمان وزمین روتے ہیں، اور جب مؤمن کی روح عالم بالا میں پہنچتی ہے تو ملائکہ خوش ہوتے ہیں، اور اس کو مبارکباد دیتے ہیں، اور بارگاہِ خداوندی میں اس روح کو پیش کرتے ہیں، مسلم شریف میں (حدیث ۲۸۷۲ کتاب الجنۃ باب ۷۵) ہے: "جب مؤمن کی روح نکلتی ہے تو دو فرشتے اس کا استقبال کرتے ہیں، وہ دونوں اس کو لے کر چڑھتے ہیں اور آسمان والے کہتے ہیں: پاکیزہ روح زمین سے آئی ہے، اللہ کی بے پایاں رحمت ہو تجھ پر، اور اس جسم پر جس کو تو نے آباد کیا، پھر اس کو پروردگار کے پاس لے جاتے ہیں، چنانچہ جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی روح بارگاہِ خداوندی میں پیش ہوئی تو عرش الٰہی سرور وشادمانی سے جھوم گیا، پس یہ حقیقت ہے مجاز نہیں۔

[۳۸۰۳-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُسَاوِرٍ خَتَنُ أَبِيْ عَوَانَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ سُفْيَانَ، عَنْ جَابِرٍ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ" وَعَنِ الْأَعْمَشِ: حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ، عَنْ جَابِرٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مِثْلَهُ، فَقَالَ رَجُلٌ لِجَابِرٍ: فَإِنَّ الْبَرَاءَ يَقُوْلُ: "اهْتَزَّ السَّرِيْرُ" فَقَالَ: إِنَّهُ كَانَ بَيْنَ هٰذَيْنِ الْحَيَّيْنِ ضَغَائِنُ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، يَقُوْلُ: "اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ"

۳- بنوقریظہ کے حق میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا فیصلہ سماوی فیصلہ تھا

حدیث: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنوقریظہ نے اپنا فیصلہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو سونپا، وہ بیمار تھے، نبی ﷺ نے آدمی بھیج کر ان کو بلایا، وہ گدھے پر بیٹھ کر آئے، پس جب وہ کیمپ کی مسجد کے قریب آئے تو نبی ﷺ نے فرمایا: تمہارے بہترین آدمی، یا فرمایا: تمہارے سردار (آگئے) پھر آپؐ نے فرمایا: اے سعد! یہ لوگ آپؓ کے فیصلہ پر قلعہ سے اتر آئے ہیں، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ان کے حق میں فیصلہ کرتا ہوں کہ لڑنے والے قتل کئے جائیں اور ان کے بال بچے قید کئے جائیں، نبی ﷺ نے فرمایا: تم نے اللہ کا فیصلہ کیا، یا فرمایا: تم نے فرشتے کا فیصلہ کیا، یعنی سماوی فیصلہ کیا، جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا وہی فیصلہ کیا۔

[۳۸۰٤-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ أُنَاسًا نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَجَاءَ عَلٰى حِمَارٍ، فَلَمَّا بَلَغَ قَرِيْبًا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " خَيْرُكُمْ أَوْ: سَيِّدُكُمْ" فَقَالَ: "يَا سَعْدُ! إِنَّ هٰؤُلَآءِ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِكَ" قَالَ: فَإِنِّيْ أَحْكُمُ فِيْهِمْ أَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ وَتُسْبٰى ذَرَارِيُّهُمْ، قَالَ: " حَكَمْتَ بِحُكْمِ اللهِ أَوْ: بِحُكْمِ الْمَلِكِ"[راجع: ٣٠٤٣]

بَابُ مَنْقَبَةِ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ وَعَبَّادِ بْنِ بِشْرٍ

حضرات اسید اور عباد رضی اللہ عنہما کی فضیلت

حضرت اُسید بن الحضیر رضی اللہ عنہ اوسی ہیں، زمانۂ جاہلیت میں اور زمانۂ اسلام میں معزز تھے، اپنے قبیلہ کے بڑے تھے، آپؓ کا شمار عرب کے عقلاء اور ذو رائے لوگوں میں ہوتا ہے، عقبہ ثانیہ میں شریک تھے، اور بارہ نقیبوں میں شامل کئے گئے، جنگِ احد میں شریک ہوئے، سات زخم کھائے اور جب لوگ منتشر ہوگئے تو وہ نبی ﷺ کے ساتھ ڈٹے رہے، مدینہ میں ۲۰ ہجری میں وفات پائی۔

اور حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ خزرجی ہیں، بہادروں میں آپ کا شمار ہے، بدر کی جنگ میں اور بعد کی جنگوں میں شریک رہے، اور جنگ یمامہ میں بڑا کارنامہ انجام دیا اور ۱۲ ہجری میں شہید ہوئے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ کے اصحاب میں سے دو شخص ایک اندھیری رات میں نبی ﷺ کے پاس سے نکلے، ان دونوں کے سامنے ایک نور تھا (دونوں میں سے ایک کی لاٹھی ٹارچ بن گئی تھی) پھر جب دونوں جدا ہوئے تو ان میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک نور ہوگیا، یہاں تک کہ وہ دونوں اپنے گھر پہنچے، حضرت انس رضی اللہ

عنہ کہتے ہیں: ان میں سے ایک اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ اور دوسرے ایک انصاری آدمی تھے، پہلے (حدیث ۴۶۵، تحفہ۲: ۳۲۱ میں) آیا ہے کہ دوسرے اُسید بن حضیرؓ تھے، یہ ان دونوں صحابہ کی کرامت ہے، اور یہی ان کی فضیلت ہے، کرامت ہر آدمی کے ہاتھ سے ظاہر نہیں ہوتی، اللہ کے مقبول بندوں کے ہاتھ ہی سے ظاہر ہوتی ہے۔

[۱۳-] بَابُ مَنْقَبَةِ أُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ وَعَبَّادِ بْنِ بِشْرٍ

[۳۸۰۵-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَجُلَيْنِ خَرَجَا مِنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي لَيْلَةٍ مُظْلِمَةٍ، وَإِذَا نُوْرٌ بَيْنَ أَيْدِيْهِمَا حَتَّى تَفَرَّقَا فَتَفَرَّقَ النُّوْرُ مَعَهُمَا، وَقَالَ مَعْمَرٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: إِنَّ أُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ وَرَجُلاً مِنَ الْأَنْصَارِ، وَقَالَ حَمَّادٌ: أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ: كَانَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم [راجع: ٤٦٥]

بَابُ مَنَاقِبِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ خزرجی ہیں، کنیت: ابوعبدالرحمٰن، جوانی میں مسلمان ہوئے، حلال وحرام (مسائل فقہیہ) کے سب سے زیادہ جاننے والے تھے، بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئے، نبی ﷺ نے آپؓ کو یمن کا حاکم بنایا، خلافت صدیقی میں مدینہ واپس آئے اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام میں جہاد کے لئے چلے گئے، جب طاعون عمواس میں حضرت ابوعبیدہؓ کی وفات ہونے لگی تو انھوں نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اسلامی افواج کا سپہ سالار اعظم مقرر کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو برقرار رکھا، مگر اسی سال ۱۸ ہجری میں آپؓ کا بھی انتقال ہوگیا، آپؓ ہجرت سے بیس سال پہلے پیدا ہوئے ہیں۔

ترمذی (حدیث ۳۸۲۲) میں ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: أعلمهم بالحلال والحرام معاذُ بن جبل: اور یہاں جو روایت ہے وہ ابھی گذری ہے کہ چار شخصوں سے قرآن پڑھواؤ (اور جس طرح وہ پڑھیں اسی طرح پڑھو) ان چار میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا بھی نام ہے، یہی ان کی فضیلت ہے۔

[١٤-] بَابُ مَنَاقِبِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ

[۳۸۰۶-] حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "اسْتَقْرِئُوْا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، وَأُبَيٍّ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ" [راجع: ۳۷۵۸]

بَابُ مَنْقَبَةِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ خزرجی صحابی ہیں، قبیلہ خزرج کے سردار تھے، زمانۂ جاہلیت میں آپؓ کا لقب 'کامل' تھا، کامل وہ شخص کہلاتا تھا جو لکھنا پڑھنا، تیراندازی اور تیراکی جانتا ہو، بیعتِ عقبہ ثانیہ میں شامل اور بارہ نقیبوں میں سے ایک تھے، غزوۂ احد اور غزوہ خندق وغیرہ میں شریک ہوئے، آپؓ کا شمار بڑے سخی لوگوں میں تھا، ہجرت کر کے شام چلے گئے، ۱۴ ہجری میں حوران میں وفات پائی۔

۱-حضرت سعد رضی اللہ عنہ بہت اچھے آدمی تھے!

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے گواہی دی کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بہت اچھے آدمی تھے، مگر افک کے واقعہ میں ان سے چوک ہوگئی، عمدہ گھوڑا بھی ٹھوکر کھاتا ہے، انھوں نے افک کے معاملہ میں عبداللہ بن ابی (منافق) کی حمایت کی، جو ان کو نہیں کرنی چاہئے تھی، اسی طرح دو اور واقعات میں بھی آپؓ سے چوک ہوگئی تھی، یہ واقعات درج ذیل ہیں:

پہلا واقعہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کے واقعہ میں نبی ﷺ نے مسجد میں تقریر فرمائی اور ارشاد فرمایا: ''مسلمانو! کون ہے جو مجھے اس شخص کے حملہ سے بچائے جس نے میرے گھر والوں پر تہمت لگا کر مجھے اذیت پہنچائی ہے؟'' (مراد عبداللہ بن ابی منافق تھا) اس پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! اگر وہ ہمارے قبیلہ کا ہے تو ہم اس کی گردن ماردیں گے اور اگر ہمارے بھائی خزرجیوں میں سے ہے تو آپؐ ہمیں حکم دیں ہم اس کی تعمیل کریں گے، یہ سن کر رئیس خزرج حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: بخدا! تم اسے قتل نہیں کرسکتے، اس پر حضرت اُسید بن حُضیر رضی اللہ عنہ نے جو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی تھے کہا: بخدا! تم جھوٹ کہتے ہو، ہم ضرور اس کو قتل کریں گے، اور تم منافق ہو، منافقوں کی حمایت کرتے ہو، اس پر مسجدِ نبوی میں ہنگامہ بپا ہوگیا اور اوس وخزرج قریب تھے کہ دست وگریباں ہوجائیں، نبی ﷺ نے مشکل سے حالات پر قابو پایا اور منبر سے اتر آئے (تحفۃ القاری ۶۰:۶) اسی کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ اس واقعہ سے پہلے نیک آدمی تھے، وہ مخلص صحابی تھے، یہی ان کی فضیلت ہے اور یہ واقعہ ایک لغزش تھی۔

دوسرا واقعہ: فتح مکہ کے موقع پر انصار کا جھنڈا حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھا جب وہ ابوسفیانؓ کے پاس سے گذرے تو کہا: اَلْيَوْمُ يَوْمُ الْمَلْحَمَة، اَلْيَوْمُ تُسْتَحَلُّ الْكَعْبَة: آج گھمسان کا رن پڑے گا اور کعبہ کی حرمت پامال کی

جائے گی، پھر جب نبی ﷺ کا دستہ ابوسفیانؓ کے پاس سے گذرا تو ابوسفیانؓ نے یہ بات حضور ﷺ سے ذکر کی کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر گئے ہیں، آپؐ نے فرمایا: كَذَبَ سَعْدٌ، وَلٰكِنَّ هٰذَا يَوْمٌ يُعَظِّمُ اللّٰهُ فِيْهِ الْكَعْبَةَ وَيَوْمٌ تُكْسَى فِيْهِ الْكَعْبَةُ: سعدؓ نے غلط کہا، آج کعبہ کی عظمت دوبالا کی جائے گی اور کعبہ کو پردہ پہنایا جائے گا (حدیث ۴۲۸۰) پھر آپؐ نے حکم دیا کہ جھنڈا حضرت سعدؓ سے لے کر ان کے بیٹے قیس رضی اللہ عنہ کو دیدیا جائے۔

تیسرا واقعہ: وفاتِ نبوی کے بعد حضرت سعد رضی اللہ عنہ خلافت کے امیدوار تھے، ان کو لے کر انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے تھے، پھر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت طے ہوئی تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بیعت نہیں کی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی ان کو نہیں چھیڑا، پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو سرزنش کی، حضرت سعدؓ نے کہا: آپ کے ساتھی (ابوبکر رضی اللہ عنہ) بخدا! آپؓ سے زیادہ مجھے محبوب تھے، اور اب مجھے آپؓ کے ساتھ رہنا پسند نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جو کسی کے پڑوس میں رہنے کو ناپسند کرتا ہے وہ دوسری جگہ چلا جاتا ہے، چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ شام چلے گئے اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔

۲- نبی ﷺ نے بنوساعدہ کو بھی پوزیشن دی

ابھی یہ حدیث گذری ہے کہ نبی ﷺ نے انصار کے قبائل میں درجہ بندی کی اور بنوساعدہ کو چوتھا نمبر دیا، اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: حالانکہ اسلام میں ان کا پلہ بھاری تھا کہ میں نبی ﷺ کو دیکھتا ہوں کہ آپؐ نے ہم پر تین قبیلوں کو ترجیح دی، کسی نے ان کو جواب دیا: باقی قبائل پر تو تمھیں فضیلت دی، کیا یہ بات تمہارے لئے خوشی کی نہیں؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا یہ تبصرہ بھی ایک طرح کی لغزش تھا۔

ملحوظہ: صدیقہؓ کا یہ فرمانا: كَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا: اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں کسی کا یہ کہنا: قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلٰى نَاسٍ كَثِيْرٍ: یہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے فضائل ہیں اور رہی لغزشیں تو وہ قابل مؤاخذہ نہیں ہوتیں۔

[۱۵-] بَابُ مَنْقَبَةِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ

وَقَالَتْ عَائِشَةُ: وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا.

[۳۸۰۷-] حدثنا إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ أَبُوْ أُسَيْدٍ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ بَنُوْ النَّجَّارِ، ثُمَّ بَنُوْ عَبْدِ الْأَشْهَلِ، ثُمَّ بَنُوْ الْحَارِثِ بْنُ الْخَزْرَجِ، ثُمَّ بَنُوْ سَاعِدَةَ، وَفِي كُلِّ دُوْرِ الْأَنْصَارِ خَيْرٌ" فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، وَكَانَ ذَا قَدَمٍ فِي الإِسْلَامِ: أَرَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَدْ فَضَّلَ عَلَيْنَا، فَقِيْلَ لَهُ: قَدْ فَضَّلَكُمْ عَلٰى نَاسٍ كَثِيْرٍ. [راجع: ۳۷۸۹]

بَابُ مَنَاقِبِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ خزرجی نجاری صحابی ہیں، ابوالمنذر اور ابوالطفیل کنیت ہے، سید القراء لقب ہے، بیعتِ عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئے، چھ اصحاب فتوی میں سے تھے، وفات: ۲۱ ہجری مطابق ۶۴۲ عیسوی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپؓ کو سید المسلمین کہتے تھے۔

۱- چار حضرات سے قرآن سیکھو

ابھی روایت گذری ہے کہ چار حضرات سے قرآنِ کریم اخذ کرو، ان میں چوتھا نام حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا ہے۔

۲- حضرت ابی رضی اللہ عنہ کو نامزد کر کے سورۃ البینہ سنانے کا حکم

حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ تمہیں سورۃ البینہ سناؤں، حضرت ابیؓ نے پوچھا: کیا مجھے نامزد کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں، پس حضرت ابیؓ (خوشی سے) رو پڑے۔

[۱۶-] بَابُ مَنَاقِبِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ

[۳۸۰۸-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، قَالَ: ذُكِرَ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ عِنْدَ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، فَقَالَ: ذَاكَ رَجُلٌ لاَ أَزَالُ أُحِبُّهُ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" خُذُوْا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ: مِنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ- فَبَدَأَ بِهِ - وَسَالِمٍ مَوْلَى أَبِيْ حُذَيْفَةَ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ" [راجع: ۳۷۵۸]

[۳۸۰۹-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ شُعْبَةَ، سَمِعْتُ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِأُبَيٍّ:" إِنَّ اللهَ أَمَرَنِيْ أَنْ أَقْرَأَ عَلَيْكَ: ﴿لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا﴾" قَالَ: وَسَمَّانِيْ؟ قَالَ:" نَعَمْ" فَبَكَى. [انظر: ۴۹۵۹، ۴۹۶۰، ۴۹۶۱]

بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ خزرجی انصاری صحابی ہیں، کنیت: ابو خارجہ، ولادت: ہجرت سے ۱۱ سال پہلے،

وفات: ۴۳ ہجری، سترہ دن میں سریانی زبان میں مہارت پیدا کرلی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قرآنِ کریم کو سرکاری ریکارڈ میں لیا، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مصاحف تیار کرنے والی کمیٹی میں شریک رہے، چھ اصحابِ فتوی میں سے تھے، علم المیراث کے خاص ماہر تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کہیں جاتے تو آپ کو اپنا قائم مقام بنا کر جاتے، ہجرت کے وقت نابالغ تھے، مگر کافی قرآن یاد کرلیا تھا، کاتبین وحی میں سے تھے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ کے عہد مبارک میں چار حضرات قرآنِ کریم کے حافظ تھے، اور وہ سب انصار میں سے تھے: حضرات ابی، معاذ بن جبل، ابوزید اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم، قتادہ نے حضرت انسؓ سے پوچھا: ابوزیدؓ کون ہیں؟ حضرت انسؓ نے کہا: میرے ایک چچا ہیں۔

لغت: جَمَعَ الْقُرْآنَ: أَيْ اسْتَظْهَرَهُ حِفْظًا: پورا قرآن حفظ کرلیا اور عَمٌّ (چچا) کی جمع أَعْمام اور عُمُوْمَة آتی ہے .... اور ذکر عدد نفی ماعدا کو مستلزم نہیں، تفصیلی بحث فضائل القرآن باب القراء من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم (حدیث ۵۰۰۳) میں آئے گی۔

[۱۷-] بَابُ مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ

[۳۸۱۰-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، قَالَ: حَدَّثَنا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلىٰ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْأَنْصَارِ: أُبَيٌّ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَأَبُوْ زَيْدٍ، وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ، قُلْتُ لِأَنَسٍ: مَنْ أَبُوْ زَيْدٍ؟ قَالَ: أَحَدُ عُمُوْمَتِيْ. [انظر: ۳۹۹۶، ۵۰۰۳، ۵۰۰۴]

بَابُ مَنَاقِبِ أَبِيْ طَلْحَةَ

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے فضائل

حضرت ابوطلحہ زید بن سہلؓ نجاری انصاری صحابی ہیں، نہایت بہادر، ماہر تیرانداز، زمانۂ جاہلیت اور اسلام میں بڑے لوگوں میں سے تھے، عقبہ ثانیہ میں اور بدر سے تمام جنگوں میں شریک رہے، ۳۱ ہجری میں یا اس کے بعد وفات پائی۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جنگ احد کے موقع پر لوگوں نے شکست کھائی اور نبی ﷺ کے پاس سے منتشر ہوگئے، مگر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے سامنے اپنی ڈھال سے آپؐ کا بچاؤ کئے ہوئے تھے، ابوطلحہ رضی اللہ عنہ تیرانداز تھے، تانت سخت کھینچتے تھے (تانت جتنی زیادہ کھینچی جائے گی تیر اتنا دور جائے گا) اس دن دو یا تین کمانیں ان کے ہاتھ سے ٹوٹ گئیں، اور کوئی شخص تیروں کا ترکش لئے ہوئے گذرتا تو آپؐ فرماتے: اس کو ابوطلحہ کے لئے خالی کرو، نبی ﷺ نے جھانکا آپؐ لوگوں کی طرف دیکھتے تھے، پس ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے تھے: میرے ماں باپ آپؐ پر قربان!

آپؐ سر نہ نکالیں، کہیں دشمن کا کوئی تیر آپؐ کو نہ لگ جائے، میرا سینہ آپؐ کے سینہ کے ورے ہے (حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) بخدا! میں نے حضرت عائشہ اور اپنی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہما کو دیکھا دونوں پائینچے چڑھائے ہوئے تھیں، میں ان کی پنڈلیوں میں خلخال پہننے کی جگہ دیکھ رہا ہوں، دونوں اپنی پیٹھوں پر مشکیں اٹھا کر چل رہی تھیں، اور اس کو زخمیوں کے مونہوں میں ریڑھ رہی تھیں، پھر دونوں واپس جاتیں اور مشکیں بھر کر لاتیں اور زخمیوں کے مونہوں میں ریڑھتیں (اور حضرت انسؓ کہتے ہیں:) بخدا! تلوار ابوطلحہؓ کے ہاتھ سے دو مرتبہ یا تین مرتبہ گر گئی۔

لغات: مُجَوّب: (اسم فاعل یا اسم مفعول) جَوَّبَ علی فلان بِتُرس: کسی کو ڈھال سے بچانا .... حَجَفَة: ڈھال .... الْقِدّ: لمبائی میں پھاڑی ہوئی چیز، مراد کمان کی تانت .... الْجَعْبَة: ترکش .... اس حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے تین باتیں بیان کی ہیں، تیسری بات: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے بار بار تلوار کا گرنا ہے، ایسا جنگ احد میں ہوا تھا، اللہ تعالیٰ نے نیند بھیجی تھی، سورۂ آلِ عمران آیت ۱۵۴ میں اس کا ذکر ہے: ﴿ثُمَّ أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ أَمَنَةً نُعَاسًا يَغْشَى طَائِفَةً مِنْكُمْ﴾: پھر اللہ تعالیٰ نے اس بے چینی کے بعد تم پر چین بھیجا یعنی اونگھ کہ تم میں سے ایک جماعت پر وہ چھائی جا رہی تھی، صحابہ اونگھ بھی رہے تھے اور لڑ بھی رہے تھے، اس لئے تلوار دو تین مرتبہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے گر گئی۔

[۱۸-] بَابُ مَنَاقِبِ أَبِيْ طَلْحَةَ

[۳۸۱۱-] حدثنا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَأَبُوْ طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مُجَوِّبٌ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَهُ، وَكَانَ أَبُوْ طَلْحَةَ رَجُلاً رَامِيًا شَدِيْدَ الْقِدِّ يَكْسِرُ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلاَثَةً، وَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ الْجَعْبَةُ مِنَ النَّبْلِ فَيَقُوْلُ: "انْشُرْهَا لِأَبِيْ طَلْحَةَ" فَأَشْرَفَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ، فَيَقُوْلُ أَبُوْ طَلْحَةَ: يَا نَبِيَّ اللهِ! بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ! لاَتُشْرِفْ، يُصِيْبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ، نَحْرِيْ دُوْنَ نَحْرِكَ، وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِيْ بَكْرٍ وَأُمَّ سُلَيْمٍ وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ، أَرَى خَدَمَ سُوْقِهِمَا، تُنْقِزَانِ الْقِرَبَ عَلَى مُتُوْنِهِمَا تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآنِهَا ثُمَّ تَجِيْئَانِ فَتُفْرِغَانِهَا فِيْ أَفْوَاهِ الْقَوْمِ وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدِ أَبِيْ طَلْحَةَ إِمَّا مَرَّتَيْنِ وَإِمَّا ثَلاَثًا. [راجع: ۲۸۸۰]

بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلاَمٍ

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے فضائل

اصل انصار کے فضائل مکمل ہوئے، اب انصار کے ساتھ ملحق حضرات کے فضائل شروع کرتے ہیں، حضرت عبداللہ بن

سلام رضی اللہ عنہ پہلے یہودی تھے، یہود کے خاندان بنوقینقاع سے تھے اور حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے، اس قبیلہ کے انصار کے قبیلہ خزرج کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے، جب نبی ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو ابتدا ہی میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے ہیں، ان کا پہلا نام حُصَین تھا جو حِصْن کی تصغیر ہے، جس کے معنی ہیں: قلعہ، اور ابوالحصین لومڑی کی کنیت ہے، اس لئے نبی ﷺ نے ان کا نام بدل کر عبداللہ رکھا، سن ۴۳ ہجری میں آپؓ نے وفات پائی۔

حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو کسی کے حق میں جو زمین پر چل رہا ہو یعنی زندہ ہو: یہ کہتے ہوئے نہیں سنا: إنّه من أهل الجنة: بیشک وہ جنتی ہے مگر صرف عبداللہ بن سلامؓ کے حق میں، اس پر حاشیہ میں اعتراض ہے کہ یہ بات آپؐ نے عشرۂ مبشرہ کے حق میں بھی فرمائی ہے اور دیگر صحابہ کو بھی جنت کی خوش خبری سنائی ہے؟ پھر اس کا ایک جواب حاشیہ میں یہ دیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دوسروں کے لئے یہ بشارتیں زبانِ نبوت سے نہیں سنی ہونگی، مگر حافظ رحمہ اللہ نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ یہ بات بعید از عقل ہے، دوسرا جواب یہ دیا ہے کہ نفی اثبات میں تعارض ہو تو اثبات کو ترجیح دی جاتی ہے، پس دیگر صحابہ کے حق میں آپؐ نے جو بشارتیں سنائی ہیں وہ مقدم ہیں، اور اس حدیث میں جو حضرت سعدؓ نے نفی کی ہے اس کو نہیں لیا جائے گا، اور ایک تیسرا جواب یہ دیا ہے کہ حضرت سعدؓ نے یہ بات مبشَّرین بالجنة کی وفات کے بعد فرمائی ہے، اور یَمْشِی عَلَی الْأَرْضِ اس کا قرینہ ہے، یعنی سب حضرات دنیا سے رخصت ہو گئے، صرف حضرات سعد و عبداللہ رضی اللہ عنہما زندہ ہیں۔

یہ سب جوابات تو حاشیہ میں ہیں، اور ایک جواب یہ ہے کہ هو من أهل الجنة کے لفظوں سے بشارت صرف عبداللہ کو سنائی ہے، دوسرے حضرات کو دوسرے لفظوں سے بشارتیں سنائی ہیں یا یہ کہا جائے کہ یہ روایت بالمعنی ہے، اس بشارت کی حقیقت وہ ہے جو اگلی روایت میں آرہی ہے اور دورِ صحابہ میں روایت بالمعنی ہوتی تھی۔

پھر حدیث کے آخر میں امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ عبداللہ بن یوسفؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے حق میں سورۃ الاحقاف کی آیت ۱۰ نازل ہوئی: ﴿قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهِ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ عَلٰى مِثْلِهِ فَآمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ، إِنَّ اللّٰهَ لَايَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِيْنَ﴾: آپ کہئے: مجھے بتاؤ! اگر یہ قرآن من جانب اللہ ہو اور تم اس کے منکر ہو اور بنی اسرائیل میں سے کوئی گواہ اس جیسی کتاب پر گواہی دے کر ایمان لے آئے اور تم تکبر ہی کرتے رہو؟ (تو تمہارا انجام کیا ہوگا؟) بیشک اللہ تعالیٰ نا انصافوں کو ہدایت نہیں دیتے! اس آیت کریمہ میں بنی اسرائیل کے جس گواہ کا ذکر ہے اس سے مراد حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ عبداللہ بن یوسفؒ کہتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ میرے استاذ امام مالکؒ نے عبداللہ بن سلام کے حق میں اس آیت کا ذکر کیا ہے، یعنی یہ امام مالک رحمہ اللہ کا اضافہ ہے، یا یہ بات حدیث میں ہے، یعنی حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا قول ہے، یہ بات

میں یقین سے نہیں کہہ سکتا۔

[۱۹-] بَابُ مَنَاقِبِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ

[۳۸۱۲-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: سَمِعْتُ مَالِكًا، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ لِأَحَدٍ يَمْشِيْ عَلَى الْأَرْضِ: إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، إِلَّا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، قَالَ: وَفِيْهِ نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ ﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ﴾ الآيَةَ قَالَ: لَا أَدْرِيْ قَالَ مَالِكٌ الآيَةَ أَوْ فِي الْحَدِيْثِ.

آئندہ حدیث: قیس بن عُبَاد بصریؒ کہتے ہیں: میں مسجدِ نبوی میں بیٹھا ہوا تھا، ایک شخص داخل ہوا، جس کے چہرے پر خشوع کا اثر تھا، لوگوں نے کہا: یہ جنتی آدمی ہے! اس شخص نے دو رکعتیں پڑھیں جن میں اختصار سے کام لیا یعنی ہلکی دو رکعتیں پڑھیں، پھر وہ مسجد سے نکلا تو میں اس کے پیچھے گیا، اور میں نے ان سے پوچھا: جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تھے تو لوگوں نے کہا تھا: هٰذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ: اس بات کی حقیقت کیا ہے؟ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: بخدا! کسی کے لئے مناسب نہیں کہ ایسی بات کہے جو وہ جانتا نہیں، یعنی لوگوں نے جو قطعیت کے ساتھ کہا ہے وہ مبنی بر حقیقت نہیں، اب میں آپ سے بیان کرتا ہوں کہ لوگوں نے وہ بات کیوں کہی ہے؟ میں نے نبی ﷺ کے زمانہ میں ایک خواب دیکھا تھا، وہ خواب میں نے آپؐ سے بیان کیا، میں نے دیکھا: گویا میں ایک سبزہ زار میں ہوں —— حضرت عبداللہؓ نے اس سبزہ زار کی پہنائی اور اس کی سرسبزی کا تذکرہ کیا، یعنی وہ چمن نہایت وسیع اور شاندار تھا —— اس کے درمیان لوہے کا ایک کھمبا تھا، اس کا نچلا حصہ زمین میں گڑا ہوا اور اس کا بالائی حصہ آسمان سے باتیں کر رہا تھا، اس کے بالائی حصہ میں ایک کڑا تھا، پس کسی کہنے والے نے مجھ سے کہا: اس پر چڑھ جا، میں نے جواب دیا: اس پر چڑھنا میرے بس میں نہیں، پس میرے پاس ایک خادم آیا، اس نے میرے کپڑے میرے پیچھے سے اٹھائے، تو میں چڑھا، یہاں تک کہ میں اس کے بالائی حصہ میں پہنچ گیا، اور میں نے کنڈا پکڑ لیا، مجھ سے کہا گیا: مضبوط تھام لے! پھر میں بیدار ہو گیا اور میں وہ کنڈا پکڑے ہوئے تھا، میں نے یہ خواب نبی ﷺ سے بیان کیا، آپؐ نے فرمایا: وہ سبزہ زار اسلام ہے اور وہ ستون اسلام کا ستون ہے اور وہ کنڈا وہ مضبوط کنڈا ہے (جس کا ذکر سورۃ البقرہ آیت ۲۵۶ میں آیا ہے) پس آپ موت تک اسلام پر رہیں گے، راوی کہتا ہے: وہ بندہ جو مسجد میں آیا تھا اور دو رکعتیں پڑھ کر نکلا تھا وہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے، اور اس حدیث میں مِنْصَف یا مَنْصِفٌ آیا ہے، جس کے معنی ہیں: چھوٹا خدمت گار، اور دوسری روایت میں وصیف ہے اس کے بھی یہی معنی ہیں۔

تشریح: یہ ایک خواب ہے جس کی تعبیر نبی ﷺ نے دی ہے کہ تم موت تک اسلام پر جمے رہو گے، لوگوں نے اس کو هٰذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ کر دیا، اور زور بڑھ گیا، خواب کی تعبیر میں اتنا زور نہیں تھا، اس لئے حضرت عبداللہؓ نے فرمایا: کسی

کے لئے مناسب نہیں کہ ایسی بات کہے جو وہ بالیقین نہیں جانتا، یعنی جو بات جس درجہ کی ہے اسی درجہ میں رکھنی چاہئے۔

[۳۸۱۳-] حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَزْهَرُ السَّمَّانُ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ قَیْسِ بْنِ عُبَادٍ، قَالَ: کُنْتُ جَالِسًا فِیْ مَسْجِدِ الْمَدِیْنَةِ، فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلٰی وَجْهِهِ أَثَرُ الْخُشُوْعِ، فَقَالُوْا: هٰذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَصَلّٰی رَکْعَتَیْنِ تَجَوَّزَ فِیْهِمَا، ثُمَّ خَرَجَ وَتَبِعْتُهُ فَقُلْتُ: إِنَّكَ حِیْنَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ قَالُوْا: هٰذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، قَالَ: وَاللّٰهِ مَا یَنْبَغِیْ لِأَحَدٍ أَنْ یَقُوْلَ مَالاَ یَعْلَمُ، وَسَأُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ؟ رَأَیْتُ رُؤْیَا عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم، فَقَصَصْتُهَا عَلَیْهِ، وَرَأَیْتُ کَأَنِّیْ فِیْ رَوْضَةٍ — ذَکَرَ مِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا — وَوَسْطَهَا عَمُوْدٌ مِنْ حَدِیْدٍ، أَسْفَلُهُ فِی الْأَرْضِ وَأَعْلَاهُ فِی السَّمَاءِ، فِیْ أَعْلَاهُ عُرْوَةٌ فَقِیْلَ لِیْ: ارْقَهْ قُلْتُ: لاَ أَسْتَطِیْعُ، فَأَتَانِیْ مِنْصَفٌ فَرَفَعَ ثِیَابِیْ مِنْ خَلْفِیْ فَرَقِیْتُ، حَتّٰی کُنْتُ فِیْ أَعْلَاهَا، فَأَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ، فَقِیْلَ لِیْ: اسْتَمْسِكْ، فَاسْتَیْقَظْتُ وَإِنَّهَا لَفِیْ یَدَیَّ، فَقَصَصْتُهَا عَلَی النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم، فَقَالَ: "تِلْكَ الرَّوْضَةُ الإِسْلَامُ، وَذٰلِكَ الْعَمُوْدُ عَمُوْدُ الإِسْلَامِ، وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقٰی، فَأَنْتَ عَلَی الإِسْلَامِ حَتّٰی تَمُوْتَ" وَذٰلِكَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ، وَقَالَ لِیْ خَلِیْفَةُ: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا قَیْسُ بْنُ عُبَادٍ، عَنِ ابْنِ سَلَامٍ، وَقَالَ: وَصِیْفٌ، مَکَانَ: مِنْصَفٌ. [انظر: ۷۰۱۰، ۷۰۱٤]

آئندہ حدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے قاضی ابو بردہ عامر کوفی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں مدینہ میں آیا، میری ملاقات حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ہوئی، انھوں نے کہا: کیا نہیں آتے آپ، پس میں آپ کو ستو اور چھوہارے کھلاؤں، اور آپ ایک بابرکت گھر میں داخل ہوں (وہ عبداللہ بن سلامؓ کا گھر تھا، اس میں نبی ﷺ تشریف لے گئے تھے، اس لئے وہ بابرکت تھا، اور یہی حضرت عبداللہؓ کی فضیلت ہے) پھر حضرت عبداللہؓ نے کہا: آپ ایک ایسی سرزمین میں ہیں جہاں سود کا رواج عام ہے، پس جب آپ کا کسی کے ذمے پر کوئی قرض ہو اور وہ آپ کی خدمت میں بھوسے کا گٹھر پیش کرے یا جو کا گٹھر پیش کرے یا ہرے چارہ کا گٹھر پیش کرے تو آپ اس کو نہ لیں، کیونکہ وہ سود ہے اور شعبہ رحمہ اللہ کے تین شاگردوں کی روایت میں وَتَدْخُلُ فِیْ بَیْتٍ نہیں ہے۔

تشریح: اگر قرض لینے والا بغیر شرط کے اپنی خوشی سے کچھ زیادہ دے یا ہدیہ دے تو اس کا لینا فتوی کی رو سے جائز ہے، اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے جو اس کو بھی سود میں داخل کیا ہے وہ ورع اور احتیاط کی بات ہے، اور اگر کسی جگہ ایسا تحفہ دینے کا رواج ہو تو **المعروف کالمشروط** کے ضابطہ سے اس کا لینا جائز نہیں، امام اعظم رحمہ اللہ کے واقعات میں مروی ہے کہ آپؒ مقروض کی دیوار کے سایہ میں نہیں بیٹھے، یہ غایت درجہ احتیاط کی بات ہے، حاشیہ میں اس کو بھی حضرت

عبداللہؓ کے فضائل میں شمار کیا ہے، جیسے امام اعظم رحمہ اللہ کے واقعہ کو بھی امام اعظمؒ کے فضائل میں بیان کیا جاتا ہے۔
لغت: قَتّ کے دو معنی کئے گئے ہیں: (۱) ایک قسم کا جنگلی ہرا چارہ (۲) ایک خودرو دانہ جس کو قحط سالی کے زمانہ میں لوگ پکا کر کھاتے ہیں۔

[۳۸۱٤-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، أَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ، فَقَالَ: أَلَا تَجِيْءُ فَأُطْعِمَكَ سَوِيْقًا وَتَمْرًا وَتَدْخُلَ فِيْ بَيْتٍ؟ ثُمَّ قَالَ: إِنَّكَ بِأَرْضِ الرِّبَا بِهَا فَاشٍ، إِذَا كَانَ لَكَ عَلٰى رَجُلٍ حَقٌّ فَأَهْدٰى إِلَيْكَ حِمْلَ تِبْنٍ أَوْ حِمْلَ شَعِيْرٍ أَوْ حِمْلَ قَتٍّ فَلَا تَأْخُذْهُ فَإِنَّهُ رِبًا، وَلَمْ يَذْكُرِ النَّضْرُ، وَأَبُوْ دَاوُدَ، وَوَهْبٌ، عَنْ شُعْبَةَ: الْبَيْتَ. [انظر: ۷۳٤۲]

بَابُ تَزْوِيْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم خَدِيْجَةَ وَفَضْلِهَا

نبی ﷺ کا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنا اور ان کے فضائل

تَزْوِيْج بمعنی تَزَوُّج ہے، باب تفعیل کبھی بمعنی باب تفعّل آتا ہے، اور ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا شمار مہاجرین میں نہیں، ان کی وفات ہجرت سے پہلے ہوئی ہے، اس لئے آپؓ کا تذکرہ مہاجرین سے علاحدہ کیا ہے۔
ام المؤمنین حضرت خدیجہ بنت خویلد قُرشیہ رضی اللہ عنہا: نبی ﷺ کی پہلی بیوی صاحبہ ہیں، ولادت: ہجرت سے ٦٨ سال پہلے، وفات: ہجرت سے پانچ یا چار یا تین سال پہلے، نبی ﷺ سے پندرہ سال عمر میں بڑی تھیں، اولاد: نبی ﷺ کی تمام اولاد (حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے علاوہ) آپؓ ہی کے بطن سے ہے، قاسم (سب سے بڑے صاحبزادے جن سے آپؐ کی کنیت ابوالقاسم ہوئی) عبداللہ (جن کا لقب طیب وطاہر تھا) زینت، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہم، نبی ﷺ پر عورتوں میں سب سے پہلے آپؓ اسلام لائی ہیں، کنیت: ام ہند (یہ پہلے شوہر کے لڑکے ہیں)

۱- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اس امت کی بہترین خاتون ہیں

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: اُس امت (امتِ عیسیٰ) کی عورتوں میں بہترین مریمؑ ہیں (وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صحابیہ ہیں) اور اِس امت کی عورتوں میں بہترین خدیجہؓ ہیں (یہ ہمارے نبی ﷺ کی صحابیہ ہیں)
تشریح: اس حدیث میں مریم اور خدیجہ رضی اللہ عنہما میں تفضیل کی طرف کوئی اشارہ نہیں، دونوں خواتین اپنے اپنے زمانہ کی بہترین خواتین ہیں اور اس امت کی تین خواتین میں یعنی خدیجہ، عائشہ اور فاطمہ رضی اللہ عنہن میں سے کس کا اول نمبر ہے، کس کا دوم، کس کا سوم؟ یہ کانٹوں بھرا مسئلہ ہے اور پہلے آیا بھی ہے اس لئے اس میں بحث غیر ضروری ہے۔

[۲۰-] بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم خَدِيْجَةَ وَفَضْلِهَا

[۳۸۱۵-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ جَعْفَرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:[ح:] حَدَّثَنِي صَدَقَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ، عَنْ عَلِيٍّ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ، وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ"[راجع: ۳۴۳۲]

۲-حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو جنت میں بانس کے ایسے گھر کی بشارت جس میں نہ شور ہے نہ تکان!

حدیث (۱): حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: مجھے نبی ﷺ کی کسی بیوی پر اتنی غیرت نہیں آتی جتنی خدیجہؓ پر غیرت آتی ہے، حالانکہ مجھ سے نکاح کرنے سے پہلے ان کی وفات ہوگئی تھی، یعنی سوکن ہونا باعث رشک نہیں، بلکہ رشک کی وجہ یہ ہے کہ میں نبی ﷺ کو ان کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا کرتی تھی، اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حکم دیا تھا کہ آپؐ ان کو خوشخبری سنائیں (جنت میں) بانس کے ایک گھر کی (جس میں نہ شور ہے نہ تکان)

لغت: قَصَب: ہر وہ نبات جس کا تنا پتلا، کھوکھلا اور گانٹھ دار ہو، جیسے بانس، سرکنڈا، نرسل وغیرہ............اور غیرت کے معنی ہیں: شوہر یا بیوی کو غیر کی طرف مائل دیکھ کر غصہ آنا، اور یہاں غیرت بمعنی رشک ہے۔

باقی حدیث: اور نبی ﷺ بکری ذبح کیا کرتے تھے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے پاس ہدیہ بھیجا کرتے تھے، اس بکری میں سے اتنا جوان کو کافی ہوجائے۔

حدیث (۲): صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نہیں غیرت آتی مجھے کسی عورت پر جتنی غیرت آتی ہے خدیجہؓ پر، نبی ﷺ کے ان کا بکثرت ذکر کرنے کی وجہ سے، صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: اور نکاح کیا آپؐ نے مجھ سے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے تین سال بعد، اور حکم دیا ان کو ان کے رب نے یا جبرئیل علیہ السلام نے کہ آپؐ ان کو خوش خبری سنائیں جنت میں بانس کے ایک گھر کی۔

حدیث (۳): صدیقہؓ کہتی ہیں: نہیں غیرت آتی مجھے نبی ﷺ کی بیویوں میں سے کسی بیوی پر جتنی غیرت آتی ہے مجھے خدیجہ رضی اللہ عنہا پر، حالانکہ میں نے ان کو نہیں دیکھا، لیکن نبی ﷺ ان کا بکثرت ذکر فرمایا کرتے تھے اور کبھی آپؐ بکری ذبح کرتے، پھر اس کے پارچے بناتے پھر آپؐ ان کو بھیجتے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے پاس، پس کبھی میں نے آپؐ سے عرض کیا: گویا نہیں تھی دنیا میں خدیجہ کے علاوہ کوئی عورت! پس آپؐ فرماتے: بیشک وہ تھیں اور تھیں، یعنی

ان میں یہ اور یہ خوبیاں تھیں، اور میری ان سے اولاد ہوئی۔

حدیث (۴): اسماعیل بن ابی خالد نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا نبی ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو خوش خبری سنائی؟ انھوں نے کہا: ہاں، بانس کے ایک گھر کی جس میں نہ شور ہے نہ تکان۔

[۳۸۱۶-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: كَتَبَ إِلَيَّ هِشَامٌ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلٰى امْرَأَةٍ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ، هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يتزوَّجَنِيْ، لِمَا كُنْتُ أَسمَعُهُ يَذْكُرُهَا، وَأَمَرَهُ اللّٰهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ، وَإِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ فَيُهْدِىْ فِيْ خَلَائِلِهَا مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ. [انظر: ۳۸۱۷، ۳۸۱۸، ۵۲۲۹، ۶۰۰۴، ۷۴۸۴]

[۳۸۱۷-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلٰى امْرَأَةٍ ما غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ مِنْ كَثْرَةِ ذِكْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِيَّاهَا، قَالَتْ: وَتَزَوَّجَنِيْ بَعْدَهَا بِثَلَاثِ سِنِيْنَ وَأَمَرَهُ رَبُّهُ أَوْ جِبْرِيْلُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ. [راجع: ۳۸۱۶]

[۳۸۱۸-] حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَسَنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلٰى أَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَمَا رَأَيْتُهَا، وَلٰكِنْ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُكْثِرُ ذِكْرَهَا، وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ يُقَطِّعُهَا أَعْضَاءً، ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِيْ صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ، فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ: كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا امْرَأَةٌ إِلَّا خَدِيْجَةُ! فَيَقُوْلُ: "إِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ، وَكَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ" [راجع: ۳۸۱۶]

[۳۸۱۹-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ أَوْفٰى: بَشَّرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم خَدِيْجَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ، بِبَيْتٍ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ.

[راجع: ۱۷۹۲]

۳- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اللہ تعالیٰ نے اور جبرئیل علیہ السلام نے سلام کہلوایا

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! خدیجہؓ آرہی ہیں ان کے پاس ایک برتن ہے جس میں سالن، یا کھانا یا کوئی مشروب ہے، پس جب وہ آپؐ کے پاس آئیں تو ان کو ان کے پروردگار کی طرف سے اور میری طرف سے سلام کہیں، اور ان کو جنت میں بانس کے ایسے گھر کی خوش خبری دیں جس میں نہ شور ہے نہ تکان!

[۳۸۲۰-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِىْ زُرْعَةَ، عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَتَى جَبْرِيْلُ النَّبِىَّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ! هٰذِهِ خَدِيْجَةُ قَدْ أَتَتْ، مَعَهَا إِنَاءٌ فِيْهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ، فَإِذَا هِىَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلاَمَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّىْ، وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِى الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لاَصَخَبَ فِيْهِ وَلاَ نَصَبَ"[انظر: ۷۴۹۷]

۴- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شان میں نامناسب بات سن کر آپؐ ناراض ہوئے

حدیث: صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ رضی اللہ عنہا نے گھر میں آنے کی اجازت چاہی، آپؐ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اجازت طلبی یاد آ گئی، پس آپؐ گھبرا گئے، اور فرمایا: اَللّٰهُمَّ هَالَةَ: اے اللہ! (آنے والی) ہالہ ہو! صدیقہؓ کہتی ہیں: پس مجھے غیرت آئی، میں نے عرض کیا: آپؐ قریش کی ایک بڑھیا کو ہمیشہ یاد کرتے ہیں، جس کی باچھیں سرخ ہوگئی تھیں، وہ عرصہ پہلے دنیا سے رخصت ہوگئیں، اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس کے بدل بہترین بیوی عطا فرمائی (مسند احمد میں ہے: آپؐ ناراض ہوئے، صدیقہؓ نے عرض کیا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے! نہیں ذکر کروں گی میں ان کا آج کے بعد مگر اچھے انداز میں، اور طبرانی کی روایت میں ہے: آپؐ نے فرمایا: اللہ نے مجھے ان کے بدل ان سے اچھی بیوی نہیں دی، وہ مجھ پر ایمان لائیں، جبکہ لوگوں نے انکار کر دیا)

[۳۸۲۱-] وَقَالَ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ، أَخْبَرَنَا عَلِىُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اسْتَأْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ أُخْتُ خَدِيْجَةَ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم، فَعَرَفَ اسْتِئْذَانَ خَدِيْجَةَ، فَارْتَاعَ لِذٰلِكَ، فَقَالَ:" اَللّٰهُمَّ هَالَةَ" قَالَتْ: فَغِرْتُ فَقُلْتُ: مَا تَذْكُرُ مِنْ عَجُوْزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَيْشٍ، حَمْرَاءِ الشِّدْقَيْنِ هَلَكَتْ فِى الدَّهْرِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللهُ خَيْرًا مِنْهَا.

بَابُ ذِكْرِ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِىِّ

حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا قبیلہ بجیلہ ہے۔ وَكَانَ سَيِّدًا مُطَاعًا مَلِيْحًا طُوَالاً، آپؓ کب مسلمان ہوئے؟ اس میں اختلاف ہے، راجح قول ۹ ہجری کا ہے، بڑے حسین وجمیل تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپؓ کو "اس امت کا یوسف" کہا کرتے تھے، جنگ قادسیہ میں بجیلہ کا علم آپؓ کے ہاتھ میں تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپؓ کو سفیر بنا کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا، مگر بعد میں آپؓ فتنوں سے الگ ہوگئے، اور ۵۱ ہجری میں وفات پائی۔

۱-حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے آپؐ نے کبھی پردہ نہیں کیا، اور جب بھی ان سے ملاقات ہوئی تو آپؐ مسکرائے

حدیث: حضرت جریر رضی اللہ عنہ خود بیان کرتے ہیں: جب سے میں مسلمان ہوا ہوں، نبی ﷺ نے مجھ سے پردہ نہیں کیا، یعنی جب بھی اجازت طلب کی اجازت دیدی، اور جب بھی نبی ﷺ نے مجھے دیکھا تو مسکرائے (یہ مسکرانا اکرام کے لئے تھا)

۲-ذوالخلصہ مندر نبی ﷺ نے آپؐ کے ذریعہ ہدم کرایا

حدیث: حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: زمانۂ جاہلیت میں ایک مندر تھا، جسے ذوالخلصہ کہا جاتا تھا، اور اسے یمنی کعبہ اور شامی کعبہ بھی کہا جاتا تھا، پس مجھ سے نبی ﷺ نے فرمایا: کیا آپ ذوالخلصہ مندر کو (ہدم کرکے) مجھے آرام پہنچانے والے نہیں؟ حضرت جریرؓ کہتے ہیں: پس میں قبیلہ اَحمس کے ڈیڑھ سو شہسواروں کے ساتھ گیا، اور میں نے اس کو توڑ دیا، اور اس کے پاس جو لوگ ملے ان کو قتل کیا، پھر ہم آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کو اطلاع دی، آپؐ نے ہمارے لئے اور اَحمس قبیلہ کے لئے دعا کی (یہ حدیث پہلے گذری ہے)

[۲۱-] بَابُ ذِكْرِ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ

[۳۸۲۲-] حدثنا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ بَيَانٍ، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: قَالَ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: مَا حَجَبَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مُنْذُ أَسْلَمْتُ، وَلاَ رَآنِيْ إِلَّا ضَحِكَ. [راجع: ۳۰۳۵]

[۳۸۲۳-] وَعَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كَانَ فِيْ الْجَاهِلِيَّةِ بَيْتٌ يُقَالُ لَهُ: ذُو الْخَلْصَةِ، وَكَانَ يُقَالُ لَهُ: الْكَعْبَةُ الْيَمَانِيَةُ وَالْكَعْبَةُ الشَّامِيَّةُ، فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "هَلْ أَنْتَ مُرِيْحِيْ مِنْ ذِى الْخَلَصَةِ؟" قَالَ: فَنَفَرْتُ إِلَيْهِ فِيْ خَمْسِيْنَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ أَحْمَسَ، قَالَ: فَكَسَرْنَا، وَقَتَلْنَا مَنْ وَجَدْنَا عِنْدَهُ، فَأَتَيْنَاهُ فَأَخْبَرْنَاهُ، فَدَعَا لَنَا وَلِأَحْمَسَ. [راجع: ۳۰۲۰]

بَابُ ذِكْرِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ الْعَبَسِيِّ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ

نام نامی: حذیفہ، کنیت: ابوعبداللہ، لقب: صاحب السرّ (رسول اللہ ﷺ کے راز دار) والد کا نام: حِسْل یا حُسَیْل،

لقب: الیمان (غزوۂ احد میں غلط فہمی سے مسلمانوں کے ہاتھوں شہید ہوئے) وطن: یمن، قبیلہ کی طرف نسبت: عبسی، مدینہ میں انصار کے قبیلہ عبد الاشہل کے حلیف، وفات: ۳۶ ہجری (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چالیس دن بعد) بڑے بہادر، فاتح اور مدائن کے گورنر رہے۔ نبی ﷺ نے ان کو مدینہ کے منافقین کے نام بتائے تھے، فتن کی احادیث کے بڑے عالم تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن آپؓ ہی کے توجہ دلانے پر کیا ہے۔

حدیث: صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جنگِ احد میں مشرکین نے شکست کھائی، بہت واضح شکست، پس ابلیس نے آواز لگائی: او اللہ کے بندو! اپنے پیچھے دیکھو، پس ان کے اگلے پچھلوں پر ٹوٹ پڑے اور دونوں ایک دوسرے کو مارنے لگے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا: کوئی ان کے باپ کو مارنا چاہتا ہے، انھوں نے پکار کر کہا: او اللہ کے بندے! میرے ابا ہیں، میرے ابا ہیں، مگر وہ نہیں رُکے یہاں تک کہ ان کو قتل کر دیا، حضرت حذیفہ رضی للہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ تمہارا گناہ معاف کریں۔ ہشام کے والد عروہ کہتے ہیں: اس واقعہ سے حذیفہ رضی اللہ عنہ میں زندگی بھر خیر رہی، یعنی وہ قاتل کے لئے دعائے خیر کرتے رہے، یہاں تک کہ وہ اللہ سے مل گئے، یعنی ان کی وفات ہوگئی۔

[۲۲-] بَابُ ذِكْرِ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ الْعَبَسِيِّ

[۳۸۲٤-] حَدَّثَنِیْ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ خَلِيْلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سَلَمَةُ بْنُ رَجَاءٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ هَزِيْمَةً بَيِّنَةً، فَصَاحَ إِبْلِيْسُ: أَیْ عِبَادَ اللّٰهِ! أُخْرَاكُمْ، فَرَجَعَتْ أُوْلَاهُمْ عَلٰى أُخْرَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ [مَعَ] أُخْرَاهُمْ، فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيْهِ، فَنَادَى: أَیْ عِبَادَ اللّٰهِ! أَبِیْ أَبِیْ! فَقَالَتْ: فَوَ اللّٰهِ مَا احْتَجَزُوْا حَتّٰى قَتَلُوْهُ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ، قَالَ أَبِیْ: فَوَ اللّٰهِ مَا زَالَتْ فِیْ حُذَيْفَةَ مِنْهَا بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتّٰى لَقِیَ اللّٰهَ. [راجع: ۳۲۹۰]

بَابُ ذِكْرِ هِنْدٍ بِنْتِ عُقْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ

حضرت ہند رضی اللہ عنہا کا تذکرہ

حضرت ہند رضی اللہ عنہا: عقبۃ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف کی بیٹی ہیں، قرشیہ صحابیہ ہیں، مشہور خاتون ہیں، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں، اپنے باپ کی طرح شروع میں اسلام کی کٹر مخالف تھیں، فتح مکہ کے موقع پر بارہ آدمیوں کی ہیٹ لسٹ میں ان کا بھی نام تھا، مگر وہ دیگر عورتوں کے ساتھ ابطح میں خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئیں اور مسلمان ہوئیں، نبی ﷺ نے ان کو خوش آمدید کہا، اور ان کی جان بخشی کی، جنگِ احد میں انھوں نے دوسری عورتوں کے ساتھ مل کر شہداء کے ناک کان کاٹے تھے، اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ چبایا تھا، مگر اسلام کے بعد ان کے احوال بہت اچھے

ہو گئے، جنگِ یرموک میں شریک ہوئیں، مجاہدین میں ولولہ پیدا کرتی تھیں، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ۱۴ ہجری میں وفات پائی۔

حدیث: صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: عقبہ کی لڑکی ہند آئیں، اور عرض کیا یارسول اللہ! روئے زمین پر آپؐ کے خیمہ (کیمپ) والوں سے زیادہ مجھے پسند کوئی نہیں تھا کہ وہ رسوا ہو، یعنی مسلمانوں کی رسوائی مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی، اور آج صورتِ حال یہ ہے کہ روئے زمین پر کوئی خیمہ والے مجھے زیادہ پسند نہیں اس سے کہ وہ عزت پائیں آپؐ کے خیمہ والوں سے، یعنی آج مسلمانوں کی عزت مجھے سب سے زیادہ پسند ہے، یعنی دل کا حال پلٹ گیا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اور بھی! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! یعنی آگے اسلام اور مسلمانوں کی محبت اور بڑھے گی، اس موقع پر انھوں نے ایک مسئلہ بھی پوچھا: انھوں نے عرض کیا: میرے شوہر ابوسفیانؓ کنجوس آدمی ہیں، پس کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے اگر کھلاؤں میں اس مال میں سے جو ابوسفیانؓ کے لئے ہے، ہمارے بال بچوں کو؟ نبی ﷺ نے فرمایا: نہیں دیکھتا ہوں میں اس کو، یعنی شوہر کی نظر بچا کر اس کے مال میں سے کچھ نہیں لے سکتی ہو مگر معروف طریقہ پر یعنی عام طور پر گھر میں جتنا خرچ ہوتا ہے اتنا لے سکتی ہو۔

[۲۳-] بَابُ ذِكْرِ هِنْدٍ بِنْتِ عُقْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ

[۳۸۲۵-] وَقَالَ عَبْدَانُ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: جَاءَ تْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللهِ! مَا كَانَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ مِنْ أَهْلِ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَذِلُّوْا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ، ثُمَّ مَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ عَلَى ظَهْرِ الأَرْضِ أَهْلُ خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ يَعِزُّوْا مِنْ أَهْلِ خِبَائِكَ، قَالَ: " وَأَيْضًا، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ" قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيْكٌ، فَهَلْ عَلَيَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِيْ لَهُ عِيَالَنَا؟ قَالَ: " لاَ أُرَاهُ إِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ" [راجع: ۲۲۱۱]
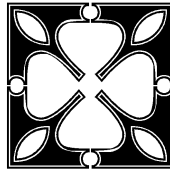
[مَا قَبْلَ الْهِجْرَةِ]

ہجرت سے پہلے کے احوال

بَابُ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ

زید بن عمرو بن نفیل کا واقعہ

زید بن عمرو: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے چچازاد بھائی تھے، انھوں نے اسلام کا زمانہ نہیں پایا، ہجرت سے سترہ سال پہلے ان کا انتقال ہوا، وہ بتوں کی عبادت کو جائز نہیں سمجھتے تھے، اور بتوں کے نام پر جو جانور ذبح کیا گیا ہو اس کو نہیں کھاتے تھے، وہ دین حق کی تلاش میں شام گئے، یہودیت اور نصرانیت کے بارے میں تحقیق کی، مگر وہ گلے سے نہیں اتری، پس مکہ لوٹ آئے اور ابراہیم علیہ السلام کے طریقہ پر اللہ کی عبادت کرتے رہے، وہ علی الاعلان مورتیوں کی برائی کرتے تھے اور جو لوگ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا چاہتے تھے ان سے لڑکیاں لے کر پرورش کرتے تھے، جاہلیت میں وہ 'عورتوں کے مددگار' کہلاتے تھے، نبی ﷺ سے ان کے بارے میں پوچھا گیا، آپ نے فرمایا: يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أُمَّةً وَحْدَهُ: وہ قیامت کے دن ایک امت اٹھائے جائیں گے، آپ کے تین اشعار درج ذیل ہیں:

عِبَادُكَ يُخْطِئُوْنَ وَأَنْتَ رَبٌّ ۞ بِكَفَّيْكَ الْمَنَايَا وَالْحُتُوْمُ

(تیرے بندے گناہ کرتے ہیں اور تو پروردگار ہے÷ تیری دونوں ہتھیلیوں میں موتیں اور فیصلے ہیں)

أَرَبًّا وَّاحِدًا، أَمْ أَلْفَ رَبٍّ ۞ أَدِيْنُ إِذَا تُقُسِّمَتِ الْأُمُوْرُ

(کیا ایک پروردگار کو یا ہزاروں خداؤں کو÷ مانوں میں (جب خداؤں کے درمیان) کام تقسیم کئے جائیں؟)

تَرَكْتُ اللَّاتَ وَالْعُزَّى جَمِيْعًا ۞ كَذٰلِكَ يَفْعَلُ الرَّجُلُ الْبَصِيْرُ

(میں نے لات اور عزی سب کو چھوڑا÷ (اور) بابصیرت آدمی ایسا ہی کیا کرتا ہے)

اور حضرت زید کا تذکرہ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ بتلانے کے لئے کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادی تعلیم کچھ نہ کچھ باقی تھی، بعثتِ نبوی سے پہلے بھی زید جیسے حضرات تھے جو موحد تھے، اسی طرح دین ابراہیمی کی اہم نشانی کعبہ شریف بھی باقی تھی، تجدید عمارت ہوتی رہتی تھی، چنانچہ اگلا باب تعمیر کعبہ کی تجدید کا لا رہے ہیں۔

۱- زید بتوں کے نام پر ذبح کیا ہوا جانور نہیں کھاتے تھے

حدیث: ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ کی زید بن عمرو بن نفیل سے ملاقات ہوئی، بَلْدَح کے زیریں

حصہ میں (یہ جگہ تنعیم کے راستہ میں ہے)[1] اس سے پہلے کہ نبی ﷺ پر وحی اتاری جائے، یعنی یہ بعثت سے پہلے کا واقعہ ہے، زید نے نبی ﷺ کے سامنے دستر خوان بچھایا، آپؐ نے اس سے کھانے سے انکار کردیا، زید نے کہا: میں ان جانوروں کو نہیں کھاتا جو تمہارے بتوں پر ذبح کئے جاتے ہیں، میں اسی جانور کو کھاتا ہوں جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو، اور زید قریش پر تنقید کیا کرتے تھے ان کے ذبیحوں کے سلسلہ میں، وہ کہا کرتے تھے: بکری کو اللہ نے پیدا کیا اس کے لئے آسمان سے پانی برسایا اور اس کے لئے زمین سے گھاس اُگائی، پھر تم اس کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہو؟ وہ یہ بات مشرکین کے فعل پر نکیر کرتے ہوئے اور ان کے فعل کو سنگین سمجھتے ہوئے کہا کرتے تھے۔

[۲۴-] بَابُ حَدِيْثِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ

[۳۸۲۶-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم لَقِيَ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلْدَحٍ، قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم الْوَحْيُ، فَقُدِّمَتْ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم سُفْرَةٌ، فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا، ثُمَّ قَالَ زَيْدٌ: إِنِّيْ لَسْتُ آكُلُ مِمَّا تَذْبَحُوْنَ عَلَى أَنْصَابِكُمْ، وَلاَ آكُلُ إِلَّا مَا ذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ، وَإِنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرٍو كَانَ يَعِيْبُ عَلَى قُرَيْشٍ ذَبَائِحَهُمْ، وَيَقُوْلُ: الشَّاةُ خَلَقَهَا اللهُ، وَأَنْزَلَ لَهَا مِنَ السَّمَاءِ الْمَاءَ، وَأَنْبَتَ لَهَا مِنَ الْأَرْضِ، ثُمَّ تَذْبَحُوْنَهَا عَلَى غَيْرِ اسْمِ اللهِ؟ إِنْكَارًا لِذٰلِكَ وَإِعْظَامًا لَهُ.

۲- زید حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر تھے

حدیث: مذکورہ سند ہی سے مروی ہے: ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: زید ملک شام گئے، دینِ حق کی تلاش میں، تاکہ وہ اس کی پیروی کریں، ان کی ایک یہودی عالم سے ملاقات ہوئی، انھوں نے اس سے یہودیت کے بارے میں پوچھا اور کہا: شاید میں تمہارا دین اختیار کرلوں، پس آپ مجھے اپنا دین بتلائیں، اس نے کہا: نہیں ہوؤ گے تم ہمارے دین پر یہاں تک کہ لوگے تم اپنا حصہ اللہ کی ناراضگی سے (کیونکہ ان کا دین منسوخ اور محرَّف ہو چکا تھا، پس جو اس کی پیروی کرے گا اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہونگے) زید نے کہا: میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہی سے بھاگ رہا ہوں، میں اللہ کی ناراضگی میں سے کوئی چیز کبھی نہیں اٹھاؤں گا، درانحالیکہ میں اس کی طاقت رکھتا ہوں، یعنی جہاں تک میرے بس میں ہوگا میں ایسا دین ہرگز اختیار

---

(۱) قریش کی ایک جماعت زید کی مخالف ہوگئی تھی، اور ان کو مکہ سے نکال دیا تھا، چنانچہ وہ حراء پہاڑ کی طرف چلے گئے تھے اور ان کے چچا خطاب نے چند جوانوں کو ان پر مسلط کیا تھا کہ وہ مکہ میں نہ آنے پائیں، چنانچہ وہ مکہ میں چپکے سے آتے تھے۔

(اعلام ترجمہ زید بن عمرو)

نہیں کروں گا، پس کیا آپ میری راہنمائی کر سکتے ہیں یہودیت کے علاوہ کسی دین کی طرف؟ اس نے کہا: نہیں جانتا میں اُس دین حق کو مگر یہ کہ ہوجائیں آپ حنیف، زید نے پوچھا: حنیف کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا: ابراہیم علیہ السلام کا دین (حنیف ہے) وہ نہ یہودی تھے نہ عیسائی، وہ صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتے تھے، پس زید چلے اوران کی ایک عیسائی عالم سے ملاقات ہوئی، اس کے ساتھ بھی اسی طرح گفتگو ہوئی، اس نے کہا: نہیں ہونگے آپ ہمارے دین پر یہاں تک کہ لیں آپ اپنا حصہ اللہ کی پھٹکار سے (کیونکہ عیسائیت کو بھی ایک منافق نے بالکل ہی محرف کردیا تھا) زید نے کہا: نہیں بھاگتا ہوں میں مگر اللہ کی لعنت سے اورنہیں اٹھاؤں گا میں اللہ کی لعنت اوراس کی ناراضگی سے کوئی چیز کبھی بھی، درانحالیکہ وہ بات میرے بس میں ہو، پس کیا آپ میری راہنمائی کریں گے عیسائیت کے علاوہ کسی دین کی طرف؟ اس نے کہا: نہیں جانتا میں برحق دین مگر یہ کہ ہوجائیں آپ حنیف، زید نے پوچھا: حنیف کیا ہوتا ہے؟ اس نے کہا: ابراہیم علیہ السلام کا دین جو نہ یہودی تھے نہ عیسائی تھے، وہ صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے، پس جب زید نے دیکھی ان کی بات ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں تو شام سے نکل آئے، پھر جب وہ ظاہر ہوئے یعنی شام کی سرزمین سے علاحدہ ہوئے تو انھوں نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا: اے اللہ! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہوں۔

[۳۸۲۷-] قَالَ مُوْسَى: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا يُحَدِّثُ بِهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ زَيْدَ ابْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ، يَسْأَلُ عَنِ الدِّيْنِ وَيَتْبَعُهُ، فَلَقِيَ عَالِمًا مِنَ الْيَهُوْدِ فَسَأَلَهُ عَنْ دِيْنِهِمْ، فَقَالَ: إِنِّي لَعَلِّي أَنْ أَدِيْنَ دِيْنَكُمْ فَأَخْبِرْنِي، فَقَالَ: لَا تَكُوْنُ عَلَى دِيْنِنَا، حَتَّى تَأْخُذَ بِنَصِيْبِكَ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ، قَالَ زَيْدٌ: مَا أَفِرُّ إِلَّا مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ، وَلَا أَحْمِلُ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ شَيْئًا أَبَدًا وَأَنَا أَسْتَطِيْعُهُ، فَهَلْ تَدُلُّنِي عَلَى غَيْرِهِ؟ قَالَ: مَا أَعْلَمُهُ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ حَنِيْفًا، قَالَ زَيْدٌ: وَمَا الْحَنِيْفُ؟ قَالَ: دِيْنُ إِبْرَاهِيْمَ، لَمْ يَكُنْ يَهُوْدِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَا يَعْبُدُ إِلَّا اللّٰهَ، فَخَرَجَ زَيْدٌ فَلَقِيَ عَالِمًا مِنَ النَّصَارَى، فَذَكَرَ مِثْلَهُ فَقَالَ: لَنْ تَكُوْنَ عَلَى دِيْنِنَا حَتَّى تَأْخُذَ بِنَصِيْبِكَ مِنْ لَعْنَةِ اللّٰهِ، قَالَ: مَا أَفِرُّ إِلَّا مِنْ لَعْنَةِ اللّٰهِ، وَلَا أَحْمِلُ مِنْ لَعْنَةِ اللّٰهِ وَلَا مِنْ غَضَبِهِ شَيْئًا أَبَدًا وَأَنَا أَسْتَطِيْعُ، فَهَلْ تَدُلُّنِي عَلَى غَيْرِهِ؟ قَالَ: مَا أَعْلَمُهُ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ حَنِيْفًا. قَالَ: وَمَا الْحَنِيْفُ؟ قَالَ: دِيْنُ إِبْرَاهِيْمَ، لَمْ يَكُنْ يَهُوْدِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَا يَعْبُدُ إِلَّا اللّٰهُ، فَلَمَّا رَأَى زَيْدٌ قَوْلَهُمْ فِي إِبْرَاهِيْمَ خَرَجَ، فَلَمَّا بَرَزَ رَفَعَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أُشْهِدُكَ أَنِّي عَلَى دِيْنِ إِبْرَاهِيْمَ.

۳- زید بن عمرو لڑکیوں کو دفن ہونے سے بچاتے تھے

حدیث: حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کہتی ہیں: میں نے زید کو دیکھا کھڑے ہوئے کعبہ شریف سے پیٹھ لگائے ہوئے، کہہ رہے ہیں: اے قریش کی جماعت! بخدا! نہیں ہے تم میں سے کوئی ابراہیم علیہ السلام کے دین پر میرے

علاوہ، وہ دفن کی ہوئی بچیوں کو بچایا کرتے تھے، وہ آدمی سے کہتے جب وہ اپنی بیٹی کو قتل کرنا چاہتا: اس کو قتل مت کر، میں اس کے خرچہ کا تیری طرف سے ذمہ دار ہوں، چنانچہ وہ لڑکی کو لے لیتے، پس جب وہ بڑی ہوجاتی تو زید اس کے باپ سے کہتے: اگر تو چاہے تو دیدوں میں تجھے یہ لڑکی اور اگر تو چاہے تو میں تیری طرف سے اس کے خرچہ کا ذمہ دار بن جاؤں، یعنی مناسب جگہ اس کا نکاح کردوں۔

[۳۸۲۸-] وَقَالَ اللَّيْثُ، كَتَبَ إِلَيَّ هِشَامٌ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ، قَالَتْ: رَأَيْتُ زَيْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ قَائِمًا مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْكَعْبَةِ، يَقُوْلُ: يَا مَعَاشِرَ قُرَيْشٍ! وَاللهِ مَا مِنْكُمْ عَلَى دِيْنِ إِبْرَاهِيْمَ غَيْرِيْ، وَكَانَ يُحْيِي الْمَوْؤُدَةَ، يَقُوْلُ لِلرَّجُلِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَقْتُلَ ابْنَتَهُ: لاَ تَقْتُلْهَا، أَنَا أَكْفِيْكَهَا مَؤُنَتَهَا، فَيَأْخُذُهَا، فَإِذَا تَرَعْرَعَتْ قَالَ لِأَبِيْهَا: إِنْ شِئْتَ دَفَعْتُهَا إِلَيْكَ، وَإِنْ شِئْتَ كَفَيْتُكَ مَؤُنَتَهَا.

بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ

کعبہ شریف کی تعمیر نو

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب کعبہ شریف کی تعمیر نو کی جارہی تھی تو آپؐ اور آپؐ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ پتھر لا رہے تھے، حضرت عباسؓ نے آپؐ سے کہا: آپؐ اپنی لنگی اپنی گردن پر رکھ لیں، وہ آپؐ کو پتھر (کی زد) سے بچائے گی (جب آپؐ نے لنگی کھولنے کا ارادہ کیا) تو آپؐ زمین پر (بیہوش ہوکر) گر پڑے اور آپؐ کی دونوں آنکھیں آسمان کی طرف اٹھ گئیں، پھر آپؐ کو ہوش آیا، آپؐ نے فرمایا: میری لنگی! میری لنگی! چنانچہ آپؐ پر آپؐ کی لنگی باندھ دی گئی۔

تشریح: پہلے (تحفۃ القاری ۲:۱۹۱) بیان کیا ہے کہ کعبہ شریف مرور زمانہ سے بوسیدہ ہوگیا تھا، اس لئے قریش کو اس کی تعمیر نو کا خیال آیا، اس وقت آپؐ کی عمر مبارک مشہور قول کے مطابق ۳۵ سال تھی، اس موقع پر جب آپؐ نے لنگی کھول کر مونڈھے پر رکھنے کا ارادہ کیا تو اچانک آپؐ بیہوش ہوکر گر پڑے، جب آپؐ کو ہوش آیا تو آپؐ کی لنگی بندھی ہوئی تھی (عمدہ ۴:۲۷۷) اس واقعہ کے بعد کبھی آپؐ ننگے نہیں دیکھے گئے، اور پہلے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ عربوں میں لنگی کے نیچے کچھ پہننے کا رواج تھا۔

روایت: عمرو بن دینار اور عبید اللہ بن ابی یزید بیان کرتے ہیں: دور نبوی میں بیت اللہ کے گرد کوئی دیوار نہیں تھی، لوگ بیت اللہ کے گرد نماز پڑھتے تھے، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ آیا تو آپؓ نے بیت اللہ کے گرد ایک دیوار بنائی، عبید اللہ کہتے ہیں: ان کی دیوار چھوٹی تھی پھر اس دیوار کو ابن الزبیر رضی اللہ عنہما نے بنایا۔

تشریح: مسجدِ حرام درحقیقت کعبہ شریف ہے، قرآنِ کریم میں اسی کی طرف نماز میں منہ کرنے کا حکم ہے، اور پہلے لوگ اندر ہی نماز پڑھتے تھے، پھر تبدیلی آئی، کعبہ شریف بند کر دیا گیا اور لوگ باہر مطاف میں نماز پڑھنے لگے، مطاف کے ورے کوئی دیوار نہیں تھی، لوگوں کے مکانات شروع ہو جاتے تھے اور مکانوں کے درمیان مطاف میں آنے جانے کے راستے تھے، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں مطاف اور لوگوں کے گھروں کے درمیان دیوار بنائی، وہ دیوار صرف قد آدم اونچی تھی، اس پر چراغ رکھے جاتے تھے، پھر حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما نے کعبہ شریف کی تجدید کی تو دیوار بھی نئی بنائی اور اونچی بنائی، پھر آگے تبدیلیاں ہوتی رہیں اور آج تبدیلی کہاں تک پہنچی ہے وہ جا کر دیکھ آؤ۔

[۲۵-] بَابُ بُنْيَانِ الْكَعْبَةِ

[۳۸۲۹-] حدثنا مَحْمُوْدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنِىْ ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِىْ عَمْرُو ابْنُ دِيْنَارٍ، سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: لَمَّا بُنِيَتِ الْكَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَعَبَّاسٌ يَنْقُلَانِ الْحِجَارَةَ، فَقَالَ عَبَّاسٌ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: اجْعَلْ إِزَارَكَ عَلٰى رَقَبَتِكَ يَقِيْكَ مِنَ الْحِجَارَةِ، فَخَرَّ إِلَى الْأَرْضِ وَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ إِلَى السَّمَاءِ، ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ: "إِزَارِىْ إِزَارِىْ" فَشُدَّ عَلَيْهِ إِزَارُهُ.

[راجع: ٣٦٤]

[۳۸۳۰-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، وَعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِىْ يَزِيْدَ، قَالَا: لَمْ يَكُنْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم حَوْلَ الْبَيْتِ حَائِطٌ، كَانُوْا يُصَلُّوْنَ حَوْلَ الْبَيْتِ، حَتَّى كَانَ عُمَرُ فَبَنَى حَوْلَهُ حَائِطًا، قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: جَدْرُهُ قَصِيْرٌ، فَبَنَاهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ.

لغت: جَدْر (جیم کا زبر) اور جِدار: ہم معنی ہیں۔

بَابُ أَيَّامِ الْجَاهِلِيَّةِ

زمانۂ جاہلیت کا بیان

الْجَاهِلِيَّة: جہالت وگمراہی کی وہ حالت جس پر عرب قبل الاسلام تھے اور سورۃ الاحزاب آیت ۳۳ میں فرمایا ہے: ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُوْلٰى﴾: اور تم (ازواج مطہرات) اپنے گھروں میں قرار سے رہو اور قدیم زمانۂ جاہلیت کے دستور کے موافق (بے پردہ) مت پھرو۔ اس آیت میں جاہلیت کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے، قدیم اور جدید، جو زمانہ بعثتِ نبوی سے قریب ہے وہ جدید ہے اور بہت پرانا زمانہ قدیم ہے۔

زمانۂ فترت: وہ زمانہ ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بعثتِ نبوی کے درمیان ہے، اس کو قریبی دورِ جاہلیت بھی کہہ

سکتے ہیں، زمانۂ جاہلیت میں بعض باتیں اچھی تھیں جو سابقہ ملت کی باقی ماندہ تھیں، اور بعض بری، اسلام نے اچھی باتوں کو برقرار رکھا اور بری باتوں کو ختم کیا، کیونکہ جب نبی کسی ایسی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا ہے جس میں راہِ ہدایت کے بچے کھچے نشانات باقی ہوتے ہیں تو ان میں تبدیلی کرنے کے کوئی معنی نہیں، ان کو ثابت رکھنا ضروری ہے تاکہ لوگوں کے قلوب نئی شریعت کی اطاعت کے لئے جلدی آمادہ ہوں اور ان کے خلاف دلیل قائم کرنا آسان ہو۔

۱- زمانۂ جاہلیت میں عاشورہ کا روزہ رکھا جاتا تھا

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: قریش زمانۂ جاہلیت میں دس محرم کا روزہ رکھتے تھے، نبی ﷺ بھی وہ روزہ رکھتے تھے، پس جب آپؐ مدینہ میں وارد ہوئے تو وہ روزہ رکھا اور اس روزہ کا لوگوں کو حکم دیا، پھر جب اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے فرض کئے تو آپؐ نے فرمایا: جو عاشوراء کا روزہ رکھنا چاہے رکھے اور جو نہ رکھنا چاہے نہ رکھے۔

تشریح: عاشوراء کا روزہ رمضان کے روزوں سے پہلے فرض تھا پھر اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی، اور اس کا استحباب باقی رہا، یہ رائے حنفیہ کی ہے اور شوافع کے نزدیک رمضان سے پہلے عاشوراء کا روزہ رکھا جاتا تھا مگر فرض نہیں تھا، جیسا کتاب الصوم میں گذرا، غرض یہ جاہلیت کی اچھی بات تھی اس لئے اس کو باقی رکھا گیا۔

[۲۶-] بَابُ أَيَّامِ الْجَاهِلِيَّةِ

[۳۸۳۱-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، قَالَ هِشَامٌ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ عَاشُوْرَاءُ يَوْمًا تَصُوْمُهُ قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَصُوْمُهُ، فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَهُ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ. فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ كَانَ مَنْ شَاءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ لَايَصُوْمُهُ. [راجع: ۱۵۹۲]

۲- زمانۂ جاہلیت میں حج کے ساتھ عمرہ نہیں کیا جاتا تھا

حدیث: ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: زمانۂ جاہلیت کے لوگوں کا خیال تھا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا اللہ کی زمین میں بدکاری ہے اور وہ محرم کو صفر کر دیا کرتے تھے یعنی محرم کو پیچھے کرتے تھے اور صفر کو پہلے لے آتے تھے، اور کہا کرتے تھے: جب اونٹ کی پیٹھ کا زخم بھر جائے اور حجاج کے قافلوں کے نشانات مٹ جائیں تو عمرہ کرنا جائز ہو جاتا ہے اس کے لئے جو عمرہ کرنا چاہے۔ ابن عباسؓ کہتے ہیں: پس نبی ﷺ صحابہ کے ساتھ ۴ ذی الحجہ کو مکہ پہنچے، سب نے حج کا احرام باندھ رکھا تھا، پس ان کو نبی ﷺ نے حکم دیا کہ وہ حج کے احرام کو عمرہ کا احرام کر دیں (اور افعالِ عمرہ کر کے حلال ہو جائیں) لوگوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیسا حلال ہونا؟ آپؐ نے فرمایا: کامل حلال ہونا، یعنی بیوی سے صحبت بھی کر سکتے ہیں۔

تشریح: چونکہ جاہلیت میں کعبہ شریف کا حج جزیرۃ العرب ہی کے لوگ کرتے تھے اس لئے سال بھر کعبہ کو آباد کرنے

کے لئے یہ تبدیلی عمل میں آئی ہوگی کہ حج کے مہینوں میں صرف حج کرو، حج کے ساتھ عمرہ مت کرو، عمرہ کے لئے باقی مہینوں میں مستقل سفر کرو، اس مقصد کے پیش نظر زمانۂ جاہلیت میں حج کے مہینوں میں عمرہ کرنے کو گناہ قرار دیا گیا، پھر جب اسلام کا زمانہ آیا تو اسلام چونکہ عالمگیر مذہب ہے، ساری دنیا کے لوگ حج کے لئے آئیں گے، پس دور دراز کے لوگوں کے لئے دو مرتبہ سفر کرنا مشکل ہوگا، اس لئے نبی ﷺ نے جاہلیت کے طریقہ کی اصلاح کی اور حج کے ساتھ عمرہ کا جواز عملی طور پر بیان کیا، حج کے احرام کو عمرہ سے بدلوایا، سب لوگ عمرہ کرکے حلال ہوگئے، پھر حج کا احرام مکہ سے باندھا۔

دوسری خرابی: محرم کو اپنی جگہ سے ہٹا دینا، اور صفر کو پہلے لے آنا، سورۃ التوبہ آیت ۳۷ کے ذریعہ اس غلط طریقہ کو ختم کیا گیا، فرمایا: ﴿إِنَّمَا النَّسِيْءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ، يُضَلُّ بِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُحِلُّوْنَهُ عَامًا وَيُحَرِّمُوْنَهُ عَامًا لِّيُوَاطِئُوْا عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوْا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ، زُيِّنَ لَهُمْ سُوْءُ أَعْمَالِهِمْ، وَاللّٰهُ لاَ يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ﴾: محرم کو پیچھے ہٹانا کفر میں اور ترقی ہے جس کے ذریعہ کفار گمراہ کئے جاتے ہیں وہ حرام مہینہ کو کبھی حلال کرلیتے ہیں اور کبھی اس کو حرام سمجھتے ہیں، تاکہ اللہ تعالیٰ نے جو مہینے حرام کئے ہیں ان کی گنتی پوری کرلیں، اس لئے اللہ کے حرام کئے ہوئے مہینہ کو حلال کرلیتے ہیں، ان کی بد اعمالیاں ان کے لئے مزین کردی گئیں، اور اللہ تعالیٰ کافروں کو ہدایت نہیں کرتے۔ اس آیت کے ذریعہ مہینوں کو آگے پیچھے کرنے کا طریقہ ختم کیا گیا۔

[۳۸۳۲-] حدثنا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانُوْا يُرَوْنَ أَنَّ الْعُمْرَةَ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ مِنَ الْفُجُوْرِ فِي الْأَرْضِ، وَكَانُوْا يُسَمُّوْنَ الْمُحَرَّمَ صَفَرَ، وَيَقُوْلُوْنَ: إِذَا بَرَأَ الدَّبَرْ، وَعَفَا الْأَثَرْ، حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرْ، قَالَ: فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَأَصْحَابُهُ رَابِعَةً مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ، وَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَنْ يَجْعَلُوْهَا عُمْرَةً، قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ الْحِلِّ؟ قَالُوْا: "الْحِلُّ كُلُّهُ" [راجع: ۱۰۸۵]

۳- اسلام سے پہلے سیلاب میں کعبہ شریف ڈوب گیا

روایت: حضرت سعید بن المسیبؒ کے دادا حزنؓ بیان کرتے ہیں: زمانۂ جاہلیت میں باڑ آئی اور دو پہاڑوں کے درمیان کی ہر چیز ڈوب گئی، عمرو بن دینار کہتے ہیں: اس واقعہ کی بڑی تفصیل ہے، مگر انھوں نے بیان نہیں کی (کَسَا: پہنایا یعنی ہر چیز کو ڈوبا دیا)

[۳۸۳۳-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: كَانَ عَمْرٌو يَقُوْلُ: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: جَاءَ سَيْلٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَكَسَا مَا بَيْنَ الْجَبَلَيْنِ قَالَ سُفْيَانُ: وَيَقُوْلُ: إِنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ لَهُ شَأْنٌ.

۴- دورِ جاہلیت میں نہ بولنے کا حج کیا جاتا تھا

ایک عورت جس کا نام زینب تھا، جو قبیلہ بجیلہ کی شاخ احمس کی تھی، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حج میں آئی، اس نے منت مانی تھی کہ حج میں بولے گی نہیں، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اس سے ملاقات ہوئی، آپؓ نے دیکھا کہ وہ بولتی نہیں، آپؓ نے پوچھا: یہ کیوں بولتی نہیں؟ لوگوں نے بتلایا: اس نے خاموش رہنے کا حج مانا ہے، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: بات کر، کیونکہ یہ جائز نہیں، یہ دورِ جاہلیت کی بات ہے (یہاں باب ہے) پس اس نے بات شروع کی، اس نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ایک مہاجری ہوں، اس نے پوچھا: کونسے مہاجری؟ آپؓ نے فرمایا: قریشی، اس نے پوچھا: آپؓ قریش کے کس قبیلہ کے ہیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تو بہت پوچھنے والی ہے میں ابوبکر ہوں، اس نے پوچھا: ہم کب تک باقی رہیں گے اس اچھی حالت پر جس کو اللہ تعالیٰ لائے ہیں دورِ جاہلیت کے بعد، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم اس حالت پر رہو گے جب تک تمہارے ساتھ تمہارے پیشواء ٹھیک رہیں گے، اس نے پوچھا: پیشواء کون ہیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تیری قوم کے لئے نہیں ہیں سردار اور معزز لوگ جو لوگوں کو حکم دیتے ہیں، پس لوگ ان کی بات مانتے ہیں؟ اس نے کہا: کیوں نہیں (پس حضرت ابوبکرؓ نے کہا) یہی حضرات لوگوں کے پیشواء ہیں (جب تک وہ درست رہیں گے احوال ٹھیک رہیں گے، النَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْكِهِمْ: اور جب ان پیشواؤں کے احوال بگڑ جائیں گے تو لوگوں کے احوال بھی دگرگوں ہو جائیں گے)

[۳۸۳٤-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ بَيَانٍ أَبِیْ بِشْرٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِیْ حَازِمٍ، قَالَ: دَخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ عَلٰى امْرَأَةٍ مِنْ أَحْمَسَ يُقَالُ لَهَا: زَيْنَبُ فَرَآهَا لَاتَكَلَّمُ، فَقَالَ: مَالَهَا لَا تَكَلَّمُ؟ قَالُوْا: حَجَّتْ مُصْمِتَةً، فَقَالَ لَهَا: تَكَلَّمِیْ فَإِنَّ هٰذَا لَا يَحِلُّ، هٰذَا مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ، فَتَكَلَّمَتْ، فَقَالَتْ: مَنْ أَنْتَ؟ قَالَ: امْرَؤٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ، قَالَتْ: أَیُّ الْمُهَاجِرِيْنَ؟ قَالَ: مِنْ قُرَيْشٍ، قَالَتْ: مِنْ أَیِّ قُرَيْشٍ أَنْتَ؟ قَالَ: إِنَّكِ لَسَؤُوْلٌ، أَنَا أَبُوْ بَكْرٍ، قَالَتْ: مَا بَقَاؤُنَا عَلٰى هٰذَا الْأَمْرِ الصَّالِحِ الَّذِیْ جَاءَ اللّٰهُ بِهِ بَعْدَ الْجَاهِلِيَّةِ؟ قَالَ: بَقَاؤُكُمْ عَلَيْهِ مَا اسْتَقَامَتْ بِكُمْ أَئِمَّتُكُمْ، قَالَتْ: وَمَا الْأَئِمَّةُ؟ قَالَ: أَمَّا كَانَ لِقَوْمِكِ رُؤُسٌ وَأَشْرَافٌ يَأْمُرُوْنَهُمْ فَيُطِيْعُوْنَهُمْ؟ قَالَتْ: بَلٰى، قَالَ: فَهُمْ أُوْلٰئِكَ عَلَى النَّاسِ.

۵- جاہلیت میں غلام باندیوں کے ساتھ نازیبا برتاؤ

پہلے (تحفۃ القاری ۲: ۲۸۰) ایک حبشن کا واقعہ آیا ہے، وہ عرب کے کسی قبیلہ کی باندی تھی، مالک نے اس کو آزاد کر دیا تھا، وہ اسی قبیلہ کے ساتھ رہتی تھی، پھر یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک دلہن کا ہار گم ہو گیا، جو سرخ چمڑے کے تسمے کا بنا ہوا تھا، اتفاق سے

وہاں سے ایک چیل گذری اس نے گوشت کا ٹکڑا سمجھ کر اس کو اچک لیا، لوگوں نے اس باندی پر شک کیا، اور اس کو پکڑ کر مارا پیٹا، اور اس کی تلاشی لی، حتی کہ شرم گاہ کی بھی تلاشی لی، ابھی تلاشی جاری تھی کہ اوپر سے چیل گذری اور اس نے وہ ہار ڈال دیا، باندی نے کہا: لو تمہارا ہار یہ رہا، تم نے مجھ پر خواہ مخواہ شک کیا، اس واقعہ سے وہ حبشن اتنی بد دل ہوگئی کہ وطن چھوڑ کر مدینہ چلی آئی اور مسلمان ہوگئی، مدینہ میں اس کے لئے کوئی ٹھکانہ نہیں تھا، اس لئے مسجدِ نبوی کے صحن میں اس کے لئے خیمہ لگایا گیا، وہ اکثر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آتی اور ہمیشہ مجلس کے آخر میں ایک شعر پڑھتی:

وَيَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِيْبِ رِبِّنَا ۞ أَلَا إِنَّـهُ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ أَنْجَانِیْ

(اور ہار والا دن عجائبِ قدرت میں سے ہے ÷ سنو! اس نے مجھے دار الکفر سے نجات دی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے پوچھا: ہار والا دن کیا ہے؟ اس نے یہ واقعہ سنایا، اور یہاں یہ روایت یہ بتانے کے لئے لائی گئی ہے کہ زمانۂ جاہلیت میں غلام باندیوں پر ظلم کیا جاتا تھا، خواہ مخواہ ان کو شک کے دائرے میں لایا جاتا تھا، آزاد کرنے کے بعد بھی ان کے ساتھ غلاموں جیسا برتاؤ کیا جاتا تھا۔

[۳۸۳۵-] حَدَّثَنِیْ فَرْوَةُ بْنُ أَبِی الْمَغْرَاءِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَسْلَمَتِ امْرَأَةٌ سَوْدَاءُ لِبَعْضِ الْعَرَبِ، وَكَانَ لَهَا حِفْشٌ فِی الْمَسْجِدِ، قَالَتْ: فَكَانَتْ تَأْتِيْنَا فَتَحَدَّثُ عِنْدَنَا، فَإِذَا فَرَغَتْ مِنْ حَدِيْثِهَا، قَالَتْ:

وَيَوْمُ الْوِشَاحِ مِنْ تَعَاجِيْبِ رِبِّنَا ۞ أَلَا إِنَّـهُ مِنْ بَلْدَةِ الْكُفْرِ أَنْجَانِیْ

فَلَمَّا أَكْثَرَتْ قَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ: وَمَا يَوْمُ الْوِشَاحِ؟ قَالَتْ: خَرَجَتْ جُوَيْرِيَةٌ لِبَعْضِ أَهْلِیْ، وَعَلَيْهَا وِشَاحٌ مِنْ أَدَمٍ، فَسَقَطَ مِنْهَا، فَانْحَطَّتْ عَلَيْهِ الْحُدَيَّا، وَهِیَ تَحْسِبُهُ لَحْمًا فَأَخَذَتْ، فَاتَّهَمُوْنِیْ بِهِ، فَعَذَّبُوْنِیْ حَتّٰى بَلَغَ مِنْ أَمْرِیْ أَنَّهُمْ طَلَبُوْا فِیْ قُبُلِیْ، فَبَيْنَا هُمْ حَوْلِیْ وَأَنَا فِیْ كَرْبِیْ إِذَا أَقْبَلَتِ الْحُدَيَّا حَتّٰى وَازَتْ بِرُؤُسِنَا، ثُمَّ أَلْقَتْهُ فَأَخَذُوْهُ، فَقُلْتُ لَهُمْ: هٰذَا الَّذِیْ اتَّهَمْتُمُوْنِیْ بِهِ وَأَنَا مِنْهُ بَرِيْئَةٌ. [راجع: ٤٣٩]

۶- جاہلیت میں آباء کی قسمیں کھائی جاتی تھیں

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: سنو! جسے قسم کھانی ہو وہ اللہ کی قسم کھائے اور قریش اپنے آباء کی قسمیں کھاتے تھے، چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اپنے آباء کی قسمیں مت کھاؤ''

[۳۸۳۶-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِیِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: '' أَلَا مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَحْلِفْ إِلَّا بِاللهِ'' فَكَانَتْ قُرَيْشٌ تَحْلِفُ بِآبَائِهَا، فَقَالَ: '' لَاتَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ'' [راجع: ٢٦٧٩]

۷- دورِ جاہلیت میں جنازہ کے ساتھ معاملہ

روایت: حضرت قاسم رحمہ اللہ جو مدینہ کے فقہائے سبعہ میں سے ہیں، جنازہ کے آگے چلتے تھے (شوافع کے نزدیک یہی افضل ہے اور حنفیہ کے نزدیک پیچھے چلنا افضل ہے) اور وہ جنازہ دیکھ کر کھڑے نہیں ہوتے تھے، اور اپنی پھوپھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت کے لوگ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہوجاتے تھے، اور جب جنازہ دیکھتے تو دو مرتبہ کہتے: كُنْتِ فِي أَهْلِكِ مَا أَنْتِ: تو اپنی فیملی میں رہ جیسی تو تھی! یعنی جو عیش وعشرت کی زندگی مرنے سے پہلے تجھے نصیب تھی ایسی ہی عیش کی زندگی مرنے کے بعد بھی تجھے نصیب ہو!

[۳۸۳۷-] حدثنا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنَ الْقَاسِمِ حَدَّثَهُ! أَنَّ الْقَاسِمَ كَانَ يَمْشِي بَيْنَ يَدَيِ الْجَنَازَةِ، وَلَا يَقُوْمُ لَهَا، وَيُخْبِرُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْمُوْنَ لَهَا، يَقُوْلُوْنَ إِذَا رَأَوْهَا: كُنْتِ فِي أَهْلِكِ مَا أَنْتِ! مَرَّتَيْنِ.

۸- زمانۂ جاہلیت میں حاجی مزدلفہ سے سورج نکلنے کے بعد چلتے تھے

روایت: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مشرکین مزدلفہ سے نہیں لوٹتے تھے، یہاں تک کہ ثبیر پہاڑ پر دھوپ چمکتی تھی، پس نبی ﷺ نے ان کی مخالفت کی اور آپ سورج طلوع ہونے سے پہلے مزدلفہ سے روانہ ہوئے۔

[۳۸۳۸-] حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: إِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ كَانُوْا لَا يُفِيْضُوْنَ مِنْ جَمْعٍ حَتَّى تُشْرِقَ الشَّمْسُ عَلٰي ثَبِيْرٍ، فَخَالَفَهُمُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَأَفَاضَ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ. [راجع: ١٦٨٤]

۹- جام کی صفت دِهَاقًا جاہلیت میں بھی مستعمل تھی

دِهَاقًا کے معنی ہیں: لبریز، اور پے بہ پے، مَلْأَى متتابعةً: بھرا ہوا جام، اور پے بہ پے پلایا جانے والا جام، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں نے زمانۂ جاہلیت میں اپنے ابا سے یہ جملہ سنا: اسْقِنَا كَأْسًا دِهَاقًا: پلا ہمیں لبریز جام، پے بہ پے! یعنی زمانۂ جاہلیت میں لوگ یہ لفظ جام شراب کے لئے استعمال کرتے تھے، قرآنِ کریم میں سورۃ النبا کی آیت ۳۴ میں یہ لفظ جنت کی شراب کے لئے استعمال کیا گیا، دنیا کی شراب میں نشہ اور سر گرانی ہوتی ہے، جنت کی شراب میں یہ چیزیں نہیں ہوتیں۔ غرض اس لفظ کے استعمال میں کوئی قباحت نہیں، اس لئے قرآن نے یہ لفظ استعمال کیا۔

[۳۸۳۹-] حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي أُسَامَةَ، حَدَّثَكُمْ يَحْيَى بْنُ الْمُهَلَّبِ، قَالَ:

حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ﴿ وَكَأْسًا دِهَاقًا﴾ قَالَ: مَلْأَى مُتَتَابِعَةً.

[٣٨٤٠-] قَالَ: وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ: اسْقِنَا كَأْسًا دِهَاقًا.

۱۰- جاہلیت کی ایک سچی بات

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: نہایت سچی بات جو کسی شاعر نے کبھی کہی ہے وہ لبید شاعر کی بات ہے: أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ: سنو! ہر چیز اللہ کے سوا بے حقیقت ہے یعنی ہر چیز کو فنا ہونا ہے اور فرمایا: امیہ بن ابی الصلّت قریب تھا کہ اسلام لے آتا، مگر یہ سعادت اس کے نصیب نہیں تھی (یہ زمانۂ جاہلیت میں عبادت گذار شخص تھا، بعث بعد الموت پر ایمان رکھتا تھا اس نے اسلام کا زمانہ پایا، مگر مسلمان نہیں ہوا)

[٣٨٤١-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ: أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ، وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ [أَنْ يُسْلِمَ"] [انظر: ٦١٤٧، ٦٤٨٩]

۱۱- زمانۂ جاہلیت میں کہانت کا رواج تھا

روایت: صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام تھا، جو ان کو کما کر محصول ادا کیا کرتا تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کے محصول کو استعمال کرتے تھے، ایک دن وہ کوئی چیز لایا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو کھایا، غلام نے آپؓ سے پوچھا: آپؓ جانتے ہیں یہ کیا تھا؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا تھا؟ اس نے کہا: زمانۂ جاہلیت میں میں نے ایک شخص کو مستقبل کی بات بتلائی تھی اور میں کہانت اچھی طرح نہیں جانتا تھا، میں نے اس کو دھوکہ دیا تھا، وہ بات اتفاق سے صحیح ہوگئی، پس اس نے مجھ سے ملاقات کی اور مجھے اس کے بدلہ میں یہ نذرانہ پیش کیا، یہی وہ ہے جس میں سے آپؓ نے کھایا، چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے منہ میں ہاتھ ڈالا اور ان کے پیٹ میں جو کچھ تھا وہ سب قئ کر دیا۔

[٣٨٤٢-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَخِيْ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقَاسِمِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ لِأَبِيْ بَكْرٍ، غُلَامٌ يُخْرِجُ لَهُ الْخَرَاجَ، وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ يَأْكُلُ مِنْ خَرَاجِهِ، فَجَاءَ يَوْمًا بِشَيْءٍ فَأَكَلَ مِنْهُ أَبُوْ بَكْرٍ، فَقَالَ لَهُ الْغُلَامُ: تَدْرِيْ مَا هٰذَا؟ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: وَمَا هُوَ؟ قَالَ: كُنْتُ تَكَهَّنْتُ لِإِنْسَانٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَمَا أُحْسِنُ الْكَهَانَةَ، إِلَّا أَنِّيْ خَدَعْتُهُ فَلَقِيَنِيْ فَأَعْطَانِيْ بِذٰلِكَ، فَهٰذَا الَّذِيْ أَكَلْتَ مِنْهُ، فَأَدْخَلَ أَبُوْ بَكْرٍ يَدَهُ فَقَاءَ كُلَّ شَيْءٍ فِيْ بَطْنِهِ.

۱۲- جاہلیت میں حمل کے حمل تک ادھار بیع کی جاتی تھی

حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: زمانۂ جاہلیت کے لوگ کاٹنے کے اونٹوں کا گوشت بیچا خریدا کرتے تھے، حمل کے حمل تک، نافعؒ کہتے ہیں: اور حمل کا حمل یہ ہے کہ اونٹنی جنے وہ بچہ جو اس کے پیٹ میں ہے پھر وہ بچہ گابھن ہو جو جنا گیا ہے پس نبی ﷺ نے اس طرح کی بیع سے منع فرمایا۔

[۳۸۴۳-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَتَبَايَعُوْنَ لُحُوْمَ الْجَزُوْرِ إِلٰى حَبَلِ الْحَبْلَةِ. قَالَ: وَحَبَلُ الْحَبْلَةِ: أَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ مَا فِي بَطْنِهَا، ثُمَّ تَحْمِلَ الَّتِيْ نُتِجَتْ، فَنَهَاهُمُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنْ ذٰلِكَ. [راجع: ۲۱۴۳]

۱۳- جاہلیت کی جائز باتیں بیان کرنا

حدیث: غیلان بن جریر کہتے ہیں: ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جایا کرتے تھے، وہ ہم سے انصار کی باتیں بیان کیا کرتے تھے، اور خاص مجھ کو مخاطب بنا کر کہا کرتے تھے: تیری قوم نے یعنی انصار نے ایسا ایسا کیا فلاں فلاں دن، اور تیرے قوم نے ایسا ایسا کیا فلاں فلاں دن۔

[۳۸۴۴-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ، قَالَ حَدَّثَنَا غَيْلاَنُ بْنُ جَرِيْرٍ: كُنَّا نَأْتِيْ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَيُحَدِّثُنَا عَنِ الأَنْصَارِ، وَكَانَ يَقُوْلُ لِيْ: فَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا، وَفَعَلَ قَوْمُكَ كَذَا وَكَذَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا. [راجع: ۳۷۷۶]

۱۴- قسامہ کا جاہلی طریقہ اسلام نے برقرار رکھا

سب سے پہلے یہ جاننا چاہئے کہ یہ نیا عنوان (باب) نہیں ہے، ابھی زمانۂ جاہلیت کی باتیں چل رہی ہیں، اور آگے بھی آرہی ہیں، قسامہ اور قسم مترادف الفاظ ہیں، دونوں کے معنی ہیں: حلف برداری، مگر قسامہ: خاص قسم کی حلف برداری کا نام ہے، مطلق قسم کھانا قسامہ نہیں، جاننا چاہئے کہ اسلامی حکومت میں کوئی خون رائگاں نہیں جاتا، بہر صورت قاتل کا پتہ چلایا جاتا ہے، اگر کسی بھی صورت سے قاتل کا پتہ نہ چلے تو آخری صورت قسامہ ہے یعنی جہاں لاش ملی ہے اور اس پر قتل کے آثار ہیں قاتل کے ورثاء وہاں کے پچاس آدمیوں کا انتخاب کریں، اور وہ سب قاضی کے سامنے اللہ کی قسم کھا کر کہیں کہ نہ انھوں نے قتل کیا نہ وہ قاتل کو جانتے ہیں، کیونکہ اتنی بڑی تعداد میں کوئی نہ کوئی قتل سے واقف ہوگا، پس وہ ضرور نشاندہی کرے گا، جھوٹی قسم نہیں کھائے گا، اور اگر سب قسمیں کھالیں تو بستی والوں پر دیت پھیلا دی جائے گی۔

حدیث: ایک ہاشمی کو قریش کی ایک دوسری شاخ کے آدمی نے مزدور رکھا اور سفر میں لے گیا، مزدور نے اونٹ کے پیر باندھنے کی رسّی ایک دوسرے ہاشمی کو دیدی، اس پر مزدور رکھنے والے نے اس کو قتل کر دیا اور معاملہ چھپا دیا، مگر مرنے والے نے ایک یمنی کو وصیت کی کہ وہ اس قتل کی خبر ابو طالب کو کر دے، جب ابو طالب کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ قاتل کے پاس گئے اور کہا: تین باتوں میں سے ایک بات اختیار کرو: یا تو دیت کے سو اونٹ ادا کرو، اس لئے کہ تم نے ہمارے آدمی کو قتل کیا ہے یا تمہاری قوم کے پچاس آدمی قسمیں کھائیں کہ تم نے اس کو قتل نہیں کیا، یا ہم تمہیں مقتول کے بدلہ میں قتل کریں گے، اس نے اپنی قوم سے مشورہ کیا اس کی قوم قسمیں کھانے کے لئے تیار ہوگئی، مگر ایک عورت نے اپنے لڑکے کے لئے ابو طالب سے معافی لے لی اور ایک شخص نے قسم کے بدل دو اونٹ دیدیئے، باقی اڑتالیس آدمیوں نے جھوٹی قسمیں کھائیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما قسم کھا کر کہتے ہیں کہ سال پورا نہیں ہوا تھا کہ سب کے سب مر گئے۔

[۲۷-] بَابُ الْقَسَامَةِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ

[۳۸۴۵-] حدثنا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَطَنٌ أَبُوْ الْهَيْثَمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ يَزِيْدَ الْمَدَنِيُّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِنَّ أَوَّلَ قَسَامَةٍ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَفِيْنَا بَنِيْ هَاشِمٍ، كَانَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ اسْتَأْجَرَهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ فَخِذٍ أُخْرَى، فَانْطَلَقَ مَعَهُ فِي إِبِلِهِ، فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ قَدِ انْقَطَعَتْ عُرْوَةُ جُوَالِقِهِ، فَقَالَ: أَغِثْنِيْ بِعِقَالٍ أَشُدُّ بِهِ عُرْوَةَ جُوَالِقِيْ، لَا تَنْفِرُ الإِبِلُ، فَأَعْطَاهُ عِقَالاً فَشَدَّ بِهِ عُرْوَةَ جُوَالِقِهِ، فَلَمَّا نَزَلُوْا عُقِلَتِ الإِبِلُ إِلَّا بَعِيْرًا وَاحِدًا، فَقَالَ الَّذِيْ اسْتَأْجَرَهُ: مَا شَأْنُ هٰذَا الْبَعِيْرِ لَمْ يُعْقَلْ مِنْ بَيْنِ الإِبِلِ؟ قَالَ: لَيْسَ لَهُ عِقَالٌ، قَالَ فَأَيْنَ عِقَالُهُ؟ قَالَ: فَحَذَفَهُ بِعَصًا كَانَ فِيْهَا أَجَلُهُ، فَمَرَّ بِهِ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ، فَقَالَ: أَتَشْهَدُ الْمَوْسِمَ؟ قَالَ: مَا أَشْهَدُ، وَرُبَّمَا شَهِدْتُهُ، قَالَ: هَلْ أَنْتَ مُبْلِغٌ عَنِّيْ رِسَالَةً مِنَ الدَّهْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَكُنْتَ إِذَا أَنْتَ شَهِدْتَ الْمَوْسِمَ فَنَادِ: يَا آلَ قُرَيْشٍ، فَإِذَا أَجَابُوْكَ فَنَادِ: يَا آلَ بَنِيْ هَاشِمٍ، فَإِنْ أَجَابُوْكَ فَاسْأَلْ عَنْ أَبِيْ طَالِبٍ، فَأَخْبِرْهُ، أَنَّ فُلَانًا قَتَلَنِيْ فِيْ عِقَالٍ، وَمَاتَ الْمُسْتَأْجَرُ، فَلَمَّا قَدِمَ الَّذِيْ اسْتَأْجَرَهُ أَتَاهُ أَبُوْ طَالِبٍ، فَقَالَ: مَا فَعَلَ صَاحِبُنَا؟ قَالَ: مَرِضَ فَأَحْسَنْتُ الْقِيَامَ عَلَيْهِ فَوَلِيْتُ دَفْنَهُ، قَالَ: قَدْ كَانَ أَهْلَ ذَاكَ مِنْكَ، فَمَكَثَ حِيْنًا ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِيْ أَوْصَى إِلَيْهِ أَنْ يُبَلِّغَ عَنْهُ وَافَى الْمَوْسِمَ، فَقَالَ: يَا آلَ قُرَيْشٍ، قَالُوْا: هٰذِهِ قُرَيْشٌ، قَالَ: يَا آلَ بَنِيْ هَاشِمٍ، قَالُوْا: هٰذِهِ بَنُو هَاشِمٍ، قَالَ: أَيْنَ أَبُوْ طَالِبٍ؟ قَالُوْا: هٰذَا أَبُوْ طَالِبٍ، قَالَ: أَمَرَنِيْ فُلَانٌ أَنْ أُبْلِغَكَ رِسَالَةً أَنَّ فُلَانًا قَتَلَهُ فِيْ عِقَالٍ، فَأَتَاهُ أَبُوْ طَالِبٍ فَقَالَ: اخْتَرْ مِنَّا إِحْدَى ثَلَاثٍ: إِنْ شِئْتَ أَنْ تُؤَدِّيَ مِائَةً مِنَ الإِبِلِ، فَإِنَّكَ قَتَلْتَ صَاحِبَنَا، وَإِنْ شِئْتَ حَلَفَ خَمْسُوْنَ مِنْ قَوْمِكَ أَنَّكَ لَمْ تَقْتُلْهُ، فَإِنْ أَبَيْتَ قَتَلْنَاكَ

بِهِ، فَأَتَى قَوْمَهُ فَقَالُوْا: نَحْلِفُ، فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ كَانَتْ تَحْتَ رَجُلٍ مِنْهُمْ قَدْ وَلَدَتْ لَهُ، فَقَالَتْ: يَا أَبَا طَالِبٍ! أُحِبُّ أَنْ تُجِيْزَ ابْنِيْ هٰذَا بِرَجُلٍ مِنَ الْخَمْسِيْنَ، وَلاَ تُصْبِرْ يَمِيْنَهُ حَيْثُ تُصْبَرُ الْأَيْمَانُ، فَفَعَلَ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ: يَا أَبَا طَالِبٍ، أَرَدْتَ خَمْسِيْنَ رَجُلاً أَنْ يَحْلِفُوْا مَكَانَ مِائَةٍ مِنَ الإِبْلِ، يُصِيْبُ كُلَّ رَجُلٍ بَعِيْرَانِ، هٰذَانِ بَعِيْرَانِ فَاقْبَلْهُمَا عَنِّيْ وَلاَ تَصْبِرْ يَمِيْنِيْ حَيْثُ تُصْبَرُ الْأَيْمَانُ، فَقَبِلَهُمَا، وَجَاءَ ثَمَانِيَةٌ وَأَرْبَعُوْنَ فَحَلَفُوْا، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَوَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! مَا حَالَ الْحَوْلُ وَمِنَ الثَّمَانِيَةِ وَأَرْبَعِيْنَ عَيْنٌ تَطْرِفُ.

۱۵- جنگِ بُعاث (جاہلی جنگ) کے فوائد

اسی جلد میں یہ حدیث آئی ہے: صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جنگ بعاث ایک ایسی جنگ تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے مقدم کیا تھا (تمہید بنایا تھا) نبی ﷺ مدینہ میں آئے درانحالیکہ انصار کے بڑے لوگ منتشر ہو چکے تھے، اوران کے سردار قتل کئے جا چکے تھے، اور زخمی کئے جا چکے تھے، پس اللہ تعالیٰ نے اُس جنگ کو اپنے رسول کے لئے انصار کے اسلام میں داخل ہونے کے لئے تمہید بنایا۔

[۳۸۴۶-] حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ يَوْمُ بُعَاثٍ يَوْمَ قَدَّمَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِرَسُوْلِهِ، فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ، وَقُتِلَتْ سَرَاوَتُهُمْ، وَجُرِحُوْا، قَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهِ فِيْ دُخُوْلِهِمْ فِي الْإِسْلاَمِ. [راجع: ۳۷۷۷]

۱۶- صفامروہ کے درمیان دوڑنا جاہلی بات

روایت: ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: صفامروہ کے درمیان وادی کے پیٹ میں دوڑنا سنت نہیں، جاہلیت کے لوگ ہی اس جگہ دوڑتے تھے، اور کہتے تھے: ہم بطحاء سے آگے نہیں بڑھیں گے مگر دوڑ کر!

تشریح: صفامروہ کے درمیان سعی حج اور عمرہ کا رکن ہے اور حضرت ابن عباسؓ نے جو فرمایا ہے کہ وہ سنت نہیں: اس سے مراد اگر صفا سے مروہ تک دوڑنا ہے تو وہ سنت نہیں، اور اگر دوہرے نشانوں کے درمیان دوڑنا ہے تو وہ سنت ہے، پس حضرت ابن عباسؓ کی یہ رائے امت نے نہیں لی۔

[۳۸۴۷-] وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنَا عَمْرٌو، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ، أَنَّ كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ: لَيْسَ السَّعْيُ بِبَطْنِ الْوَادِيْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سُنَّةً، إِنَّمَا كَانَ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ يَسْعَوْنَهَا، وَيَقُوْلُوْنَ: لاَ نُجِيْزُ الْبَطْحَاءَ إِلاَّ شَدًّا.

۱۷- حطیم کو حطیم نہ کہا جائے

روایت: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لوگو! میری بات سنو! جو میں تم سے کہہ رہا ہوں، اور تم مجھے سناؤ جو باتیں تم کہنا چاہتے ہو، یعنی کوئی اعتراض ہو تو بولو، اور نہ جاؤ تم یہ کہتے ہوئے کہ ابن عباسؓ نے فرمایا: ابن عباسؓ نے فرمایا! یعنی میری بات سمجھ کر نقل کرو، بے سمجھے نقل مت کرو، جو شخص بیت اللہ کا طواف کرے وہ حِجْر کے پرے سے طواف کرے، اور حِجْر کو حطیم مت کہو، اس لئے کہ زمانۂ جاہلیت میں ایک شخص قسم کھاتا تھا اپنا کوڑا یا چپل یا کمان ڈالتا تھا (وہ جگہ حطیم کہلاتی تھی)

تشریح: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ بات بھی امت نے نہیں لی، کعبہ کے پاس جو جگہ دیوار میں گھری ہوئی ہے اسے عام طور پر حطیم کہا جاتا ہے، حِجْر لفظ اس کے لئے بہت کم مستعمل ہے۔

[۳۸٤۸-] حدثنا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: أَنَا مُطَرِّفٌ، سَمِعْتُ أَبَا السَّفَرِ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ اسْمَعُوْا مِنِّىْ مَا أَقُوْلُ لَكُمْ، وَأَسْمِعُوْنِىْ مَا تَقُوْلُوْنَ، وَلاَ تَذْهَبُوْا فَتَقُوْلُوْا: قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ! قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ! مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ فَلْيَطُفْ مِنْ وَرَاءِ الْحِجْرِ، وَلاَ تَقُوْلُوْا: الْحَطِيْمُ، فَإِنَّ الرَّجُلَ فِى الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ يَحْلِفُ فَيُلْقِىْ سَوْطَهُ أَوْ نَعْلَهُ أَوْ قَوْسَهُ.

۱۸- بندروں کا زانی بندر کو سنگسار کرنا

روایت: عمرو بن میمون اَودیؒ (مخضرم تابعی) کہتے ہیں: میں نے زمانۂ جاہلیت میں ایک بندر کو دیکھا اس کے پاس بندر اکٹھا ہوئے، اس بندر نے زنا کیا تھا، پس بندروں نے اس کو سنگسار کیا، پس میں نے بھی ان کے ساتھ سنگسار کیا۔

تشریح: اس واقعہ پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ بندر مکلّف نہیں، نہ ان میں نکاح ہوتا ہے، پھر زنا کا تحقق کیسے ہوا؟ اور سنگسار کرنے کی سزا کیوں دی گئی؟ اس کا ایک جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ بندر مسخ شدہ انسان ہونگے، مگر مسخ شدہ انسانوں کی نسل نہیں چلتی، دوسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ جنات ہونگے، اور جنات مکلّف ہیں، مگر جنات عام طور پر نظر نہیں آتے، کوئی اکا دکا نظر آجائے تو الگ بات ہے۔ تیسرا جواب یہ دیا گیا ہے کہ بخاری کے سب نسخوں میں یہ روایت نہیں ہے، مگر فربریؒ کے نسخہ میں ہے، انھوں نے سب سے آخر میں امام بخاری رحمہ اللہ سے پڑھا ہے، پس صحیح جواب یہ ہے کہ یہ حدیث نہیں ہے، ایک واقعہ ہے، جو مخضرم تابعی نے بیان کیا ہے، اس کی حقیقت سمجھنے کے لئے پہلے دو باتیں سمجھ لیں:

پہلی بات: انسان جب کوئی واقعہ بیان کرتا ہے تو اپنے محاورات میں بیان کرتا ہے، عمرو نے بھی جو زنا اور سنگسار کہا ہے وہ انسانوں کی تعبیر ہے۔

دوسری بات: بعض حیوانات میں یہ طریقہ ہے کہ مادنیوں کے ریوڑ میں صرف ایک نر ہوتا ہے، ہرنوں کا یہی حال ہے اور بندروں کا بھی یہی حال ہے، دوسرے نر اِدھر اُدھر بھٹکتے پھرتے ہیں، پھر جب ریوڑ کا نر مر جاتا ہے یا مار دیا جاتا ہے تو

با قاعدہ انتخاب ہوتا ہے، جونر اِدھر اُدھر پھر رہے ہیں ان میں سے ایک ریوڑ میں آجاتا ہے۔ پس جونر بھٹک رہا ہے وہ اگر کسی ریوڑ کی مادین سے رابطہ قائم کرے گا تو انسانوں کی اصطلاح میں اس کو زنا کہیں گے اور بندر انسانوں سے قریب تر مشابہت رکھتے ہیں اور وہ انسانوں کی نقل بھی اتارتے ہیں، چنانچہ کسی بندر نے کسی ریوڑ کی مادہ سے رابطہ قائم کیا تو ریوڑ کے نر کو غصہ آیا، اس نے اس بندر کو تلاش کیا، اور پکڑ کر لائے اور سب نے مل کر اس کو پتھروں سے ماردیا، راوی نے اس کو سنگسار کرنے سے تعبیر کیا، بس اس واقعہ کی اتنی ہی حقیقت ہے۔

[۳۸۴۹-] حدثنا نُعَيْمُ بْنُ حَمَّادٍ، ثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ، قَالَ: رَأَيْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ قِرْدَةً اجْتَمَعَ عَلَيْهَا قِرَدَةٌ قَدْ زَنَتْ، فَرَجَمُوْهَا فَرَجَمْتُهَا مَعَهُمْ.

لغت: قِرْدَة: مفرد ہے: ایک بندر اور قِرَدَة (راء کے زبر کے ساتھ) جمع ہے۔

۱۹- جاہلیت کی تین بری باتیں

روایت: ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: جاہلیت کی باتوں میں سے یہ باتیں ہیں: (۱) نسب میں کیڑے نکالنا۔ (۲) میت کا ماتم کرنا اور عبید اللہ تیسری بات بھول گئے، سفیان بن عیینہؒ کہتے ہیں: محدثین کہتے ہیں کہ وہ تیسری بات نچھتروں کے ذریعہ بارش طلب کرنا ہے۔

[۳۸۵۰-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ: خِلَالٌ مِنْ خِلَالِ الْجَاهِلِيَّةِ: الطَّعْنُ فِي الْأَنْسَابِ، وَالنِّيَاحَةُ، وَنَسِيَ الثَّالِثَةَ، قَالَ سُفْيَانُ: وَيَقُوْلُوْنَ: إِنَّهَا الِاسْتِسْقَاءُ بِالْأَنْوَاءِ.

بَابُ مَبْعَثِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

بعثتِ نبوی کا بیان

امام بخاری رحمہ اللہ نے پہلے نبی ﷺ کا عدنان تک نسب نامہ بیان کیا ہے، پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت لکھی ہے کہ جب نبی ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال ہوئی تو پہلی وحی آئی، پھر آپؐ تیرہ سال مکہ میں رہے، پھر آپؐ کو ہجرت کا حکم ہوا، آپؐ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی، وہاں آپؐ کا قیام دس سال رہا، پھر آپؐ نے وفات پائی ﷺ!

[۲۸-] بَابُ مَبْعَثِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيِّ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ

ابْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ إِلْيَاسَ بْنِ مُضَرَ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَدِّ بْنِ عَدْنَانَ.

[۳۸۵۱-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي رَجَاءٍ، قَالَ: ثَنَا النَّضْرُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أُنْزِلَ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِيْنَ، فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً، ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ، فَهَاجَرَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَمَكَثَ بِهَا عَشْرَ سِنِيْنَ، ثُمَّ تُوُفِّيَ صلى الله عليه وسلم.

[انظر: ۳۹۰۲، ۳۹۰۳، ٤٤٦٥، ٤٩٧٩]

بَابُ ذِكْرِ مَا لَقِيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَأَصْحَابُهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ بِمَكَّةَ

وہ حالات جن سے نبی ﷺ اور صحابہ کو مکہ میں دوچار ہونا پڑا

اعلانِ نبوت کے بعد جیسا کہ ہمیشہ ہوتا رہا ہے، مکہ والے آپؐ کے سخت دشمن ہوگئے، پھر جس قدر اسلام پھیلتا گیا اور مسلمان بڑھتے گئے، مشرکین مکہ کا غصہ بھی بڑھتا گیا، جن مسلمانوں کا کوئی حامی اور مددگار تھا ان پر تو کفار کا زیادہ بس نہیں چلتا تھا، مگر جو بے سہارا تھے، جن کی پشت پر حمایت نہیں تھی، وہ مکہ والوں کے جور وستم کا تختۂ مشق بنے، مشرکین کسی کو مارتے، کسی کو تنگ وتاریک کوٹھری میں بند کرتے اور کسی کو اتنا ستاتے کہ وطن چھوڑنے پر مجبور ہوجاتا۔ امام بخاری رحمہ اللہ چند واقعات ذکر کرتے ہیں، جن سے مشرکین کے جور وستم کا کچھ اندازہ ہوسکے گا۔

حدیث: حضرت خباب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپؐ اپنی چادر کا تکیہ بنائے ہوئے کعبہ کے سایہ میں لیٹے ہوئے تھے، اور ہم مشرکین کی طرف سے سختیاں جھیل رہے تھے، میں نے عرض کیا: کیا آپؐ اللہ سے دعا نہیں فرماتے؟ آپؐ بیٹھ گئے درانحالیکہ رخ انور سرخ ہورہا تھا (نیند سے یا ناراضگی سے) اور فرمایا: بخدا! تم سے پہلے مسلمانوں کا یہ حال ہوا ہے کہ لوہے کی کنگھیوں سے ہڈیوں سے ورے جو گوشت یا پٹھے ہوتے تھے وہ نوچ لئے جاتے تھے، مگر یہ چیز اس کو دین سے نہیں پھیرتی تھی اور آرہ اس کے سر کی مانگ پر رکھا جاتا تھا اور چیر کر اس کے دو ٹکڑے کردیئے جاتے تھے، مگر یہ چیز اس کو اس کے دین سے نہیں پھیرتی تھی، بخدا! اللہ تعالیٰ اسلام کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں گے، یہاں تک کہ اونٹ سوار صنعاء یمن سے حضر موت تک چلے گا، اس کو اللہ کے سواء کسی کا ڈر نہیں ہوگا، اور بیان بن بشر کی روایت میں یہ اضافہ ہے: ''اور اپنی بکریوں پر بھیڑیے کا'' یعنی اللہ کا اور بھیڑے کا ڈر ہوگا اور کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔

تشریح: حضرت خباب رضی اللہ عنہ سابقین اولین میں سے ہیں، کہا جاتا ہے: چھٹے مسلمان ہیں، ام انمار کے غلام تھے، جب آپؓ اسلام لائے تو ام انمار نے آپؓ کو سخت ایذائیں پہنچائیں، ان کا کوئی حامی اور ہمدرد نہیں تھا، مشرکین ان کو انگاروں پر چت لٹاتے اور سینہ پر پیر رکھ دیتے، تاکہ جنبش نہ کرسکیں۔ حدیث میں ان کا واقعہ ہے، انھوں نے دعا کی درخواست کی،

آپؐ نے فرمایا: کچھ وقت کے بعد حالات بدلیں گے، ملک میں امن وامان قائم ہوگا، مگر تم ہتھیلی پر سرسوں جمانا چاہتے ہو، ایسا نہیں ہوتا، کچھ وقت تک حالات انگیز کرنے پڑیں گے، گذشتہ زمانہ کے مؤمنین کے ساتھ اس سے زیادہ سخت حالات پیش آئے ہیں، مگر وہ دین پر جمے رہے، پس آپ حضرات بھی صبر سے کام لیں۔

[۲۹-] بَابُ ذِکْرِ مَا لَقِیَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَصْحَابُهُ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ بِمَكَّةَ

[۳۸۵۲-] حدثنا الْحُمَیْدِیُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا بَیَانٌ، وَإِسْمَاعِیْلُ، قَالاَ: سَمِعْنَا قَیْسًا یَقُوْلُ: سَمِعْتُ خَبَّابًا یَقُوْلُ: أَتَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدِهِ وَهُوَ فِیْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ، وَقَدْ لَقِیْنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ شِدَّةً، فَقُلْتُ: أَلَا تَدْعُوْ اللّٰهَ لَنَا؟ فَقَعَدَ وَهُوَ مُحْمَرٌّ وَجْهُهُ، فَقَالَ: لَقَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ لَیُمْشَطُ بِمِشَاطِ الْحَدِیْدِ مَا دُوْنَ عِظَامِهِ مِنْ لَحْمٍ أَوْ عَصَبٍ، مَا یَصْرِفُهُ ذٰلِكَ عَنْ دِیْنِهِ، وَیُوْضَعُ الْمِئْشَارُ عَلٰی مَفْرِقِ رَأْسِهِ فَیُشَقُّ بِاثْنَیْنِ، مَا یَصْرِفُهُ ذٰلِكَ عَنْ دِیْنِهِ، وَلَیُتِمَّنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْأَمْرَ حَتّٰی یَسِیْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلٰی حَضْرَمَوْتَ مَا یَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ" زَادَ بَیَانٌ: "وَالذِّئْبَ عَلٰی غَنَمِهِ"[راجع: ۳۶۱۲]

حدیث: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے مکہ میں سورۃ النجم تلاوت فرمائی، پس آپؐ نے اس میں سجدہ کیا اور آپؐ کے پاس جتنے لوگ تھے، سب نے سجدہ کیا، مگر ایک آدمی نے، میں نے اس کو دیکھا کہ اس نے کنکریوں کی ایک مٹھی اٹھائی اور اس پر سجدہ کیا اور کہا: میرے لئے یہ کافی ہے (ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے اس کو بعد میں دیکھا وہ کفر کی حالت میں مارا گیا۔

تشریح: یہ شخص جس نے سجدہ نہیں کیا تھا امیہ بن خلف تھا، وہ ایمان کی دولت سے محروم رہا اور جنگ بدر میں مارا گیا، قسطلانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس نے جو سجدہ نہیں کیا، آپؐ کی مخالفت کی، یہ ایک طرح کی ایذاء رسانی تھی، یہی حدیث کی باب سے مناسبت ہے۔

[۳۸۵۳-] حدثنا سُلَیْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَرَأَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم النَّجْمَ فَسَجَدَ فَمَا بَقِیَ أَحَدٌ إِلَّا سَجَدَ، إِلَّا رَجُلٌ رَأَیْتُهُ أَخَذَ كَفًّا مِنْ حِصًی فَرَفَعَهُ فَسَجَدَ عَلَیْهِ، وَقَالَ: هٰذَا یَكْفِیْنِیْ! فَلَقَدْ رَأَیْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا بِاللّٰهِ.[راجع: ۱۰۶۷]

حدیث: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: دریں اثناء کہ نبی ﷺ مسجد میں تھے، اور آپؐ کے قریب قریش کے کچھ لوگ تھے، پس عقبہ بن ابی مُعیط اونٹنی کا میل لایا اور اس کو نبی ﷺ کی پیٹھ پر رکھ دیا، آپؐ نے اپنا سر نہیں اٹھایا، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا (جو اس وقت چار پانچ سال کی تھیں) آئیں اور اس میل کو آپؐ کی پیٹھ سے ہٹایا، پس نبی ﷺ نے اس

شخص کے لئے بددعا کی جس نے یہ حرکت کی تھی، آپؐ نے فرمایا: اے اللہ! قریش کے سرداروں کو پکڑ لے، یہ بددعا تین مرتبہ فرمائی، پھر آپؐ نے سرداروں کے نام لئے، آخری نام امیہ کا تھا یا اس کے بھائی ابی کا؟ اس میں امام شعبہ رحمہ اللہ کو شک ہے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ان سب کو دیکھا کہ وہ بدر کے دن مارے گئے، پھر وہ ایک کنویں میں ڈالے گئے، امیہ یا اُبیّ کے علاوہ، اس کی لاش سڑ گئی تھی، جب اسے کھینچا گیا تو اس کے اعضاء علاحدہ علاحدہ ہوگئے، اس لئے اس کو کنویں میں نہیں ڈالا گیا، وہیں دفن کردیا گیا (اس حدیث کی شرح (۱:۵۷۹) میں ہے)

[٣٨٥٤-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: بَيْنَا النَّبِیُّ صلی الله عليه وسلم سَاجِدٌ، وَحَوْلَهُ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ، جَاءَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِیْ مُعَيْطٍ بِسَلاَ جَزُوْرٍ، فَقَذَفَهُ عَلٰی ظَهْرِ النَّبِیِّ صلی الله عليه وسلم، فَلَمْ يَرْفَعْ رَأْسَهُ، فَجَاءَ تْ فَاطِمَةُ فَأَخَذَتْهُ مِنْ ظَهْرِهِ، وَدَعَتْ عَلٰی مَنْ صَنَعَ، فَقَالَ النَّبِیُّ صلی الله عليه وسلم: " اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ الْمَلَأَ مِنْ قُرَيْشٍ: أَبَا جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ، وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ، وَأُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ، أَوْ: أُبَیَّ ابْنَ خَلَفٍ - شُعْبَةُ الشَّاكُ - فَرَأَيْتُهُمْ قُتِلُوْا يَوْمَ بَدْرٍ، فَأُلْقُوْا فِیْ بِئْرٍ غَيْرَ أُمَيَّةَ أَوْ أُبَیٍّ، تَقَطَّعَتْ أَوْصَالُهُ فَلَمْ يُلْقَ فِی الْبِئْرِ. [راجع: ٢٤٠]

حدیث: منصور بن المعتمرؒ حضرت سعید بن جبیرؒ سے یا تو براہِ راست روایت کرتے ہیں یا حکم بن عتیبہ کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں، سعید کہتے ہیں: مجھے حضرت عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ (صحابی صغیر) نے حکم دیا کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان دو آیتوں کے بارے میں معلوم کروں کہ ان کا کیا معاملہ ہے؟

پہلی آیت: سورۃ الفرقان کی آیت ۶۸ ہے: ﴿وَلاَ يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلاَّ بِالْحَقِّ﴾: اور (رحمٰن کے خاص بندے) قتل نہیں کرتے اس شخص کو جس کا قتل اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے، مگر حق کی وجہ سے، پھر آگے آیت ۷۰ میں استثناء ہے: ﴿إِلاَّ مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحًا فَأُوْلٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ﴾: مگر جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک کام کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیں گے۔

دوسری آیت: سورۃ النساء کی آیت ۹۳ ہے: ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا﴾: اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے وہ ہمیشہ اس میں رہے گا اور اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہونگے، اور اس کو اپنی رحمت سے دور کردیں گے، اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے بڑی سزا تیار کی ہے۔

دونوں آیتیں حادثہ واحدہ میں ہیں، دونوں آیتیں قتل عمد سے متعلق ہیں، اور قاعدہ ہے: ایک واقعہ میں مطلق ومقید جمع ہوں تو قید مطلق میں بھی بڑھائی جاتی ہے، پس پہلی آیت میں جو استثناء ہے وہ دوسری آیت میں بڑھایا جائے گا، یعنی جس

نے کسی مسلمان کو قصداً قتل کیا ہے تو بہ سے اس کا گناہ بھی معاف ہوجائے گا، جبکہ مشہور یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کسی مسلمان کو قصداً قتل کرنے والے کی توبہ کو مقبول نہیں مانتے تھے، اس لئے عبدالرحمٰن بن ابزیٰؒ نے سعید بن جبیرؒ سے کہا: تم ابن عباسؓ سے ان دونوں آیتوں کا معاملہ دریافت کرنا، وہ اس کا کیا جواب دیتے ہیں؟ چنانچہ سعیدؒ نے پوچھا: ابن عباسؓ نے جواب دیا: دونوں آیتیں حادثہ واحدہ کے بارے میں نہیں ہیں، بلکہ مختلف واقعات کے بارے میں ہیں۔ پہلی آیت ان کفار کے حق میں ہے جنھوں نے ایمان لانے سے پہلے کسی کو ناحق قتل کیا ہے، زنا کیا ہے، اللہ کے ساتھ غیر اللہ کو پکارا ہے، اگر وہ لوگ اسلام قبول کرلیں تو ان کے یہ گناہ معاف ہوجائیں گے، ان کا ناحق قتل کرنا بھی معاف ہوجاتا ہے، کیونکہ آگے ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَ آمَنَ﴾ کا استثناء آیا ہے اور سورۃ النساء کی آیت مسلمانوں کے حق میں ہے، جو شخص مؤمن ہے، احکام شرع سے واقف ہے، اور کسی مؤمن کو قصداً ناحق قتل کرے تو اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی، کیونکہ یہاں کوئی استثناء نہیں، سعید کہتے ہیں: میں نے حضرت ابن عباسؓ کا یہ قول مجاہد رحمہ اللہ کے سامنے ذکر کیا تو انھوں نے فرمایا: إِلَّا مَنْ نَدِمَ: مگر جو مسلمان ناحق قتل کرنے کے بعد پشیمان ہو اور سچی پکی توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے گی، اور حضرت ابن عباسؓ نے جو فرمایا ہے کہ اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی، وہ تشدید و تغلیظ ہے، بات کو سنگین اور بھاری بنانے کے لئے ایسا فرمایا ہے، یہی اہل السنہ والجماعہ کی رائے ہے اور دوسری آیت میں اگرچہ پہلی آیت سے استثناء نہیں لاسکتے، مگر آیت کریمہ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ﴾: استثناء منفصل موجود ہے، اس کی رو سے مغفرت کی امید باندھیں گے۔

[۳۸۵۵-] حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ، أَوْ قَالَ: حَدَّثَنِيْ الْحَكَمُ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: أَمَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبْزَى قَالَ: سَلِ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الآيَتَيْنِ: مَا أَمْرُهُمَا؟: ﴿وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا﴾ فَسَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ: لَمَّا أُنْزِلَتِ الَّتِيْ فِي الْفُرْقَانِ قَالَ مُشْرِكُوْ أَهْلِ مَكَّةَ: فَقَدْ قَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ، وَدَعَوْنَا مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ، وَقَدْ أَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ﴿ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ﴾ الآيَةَ فَهٰذِهِ لِأُوْلٰئِكَ. وَأَمَّا الَّتِيْ فِي النِّسَاءِ: الرَّجُلُ إِذَا عَرَفَ الإِسْلَامَ وَشَرَائِعَهُ، ثُمَّ قَتَلَ فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ، فَذَكَرْتُهُ لِمُجَاهِدٍ فَقَالَ: إِلَّا مَنْ نَدِمَ. [انظر: ۴۵۹۰، ۴۷۶۲، ۴۷۶۳، ۴۷۶۴، ۴۷۶۵، ۴۷۶۶]

ترجمہ: سعیدؒ کہتے ہیں: عبدالرحمٰنؓ نے مجھے حکم دیا کہ ابن عباسؓ سے پوچھوں ان دو آیتوں کے بارے میں، ان دونوں کا معاملہ کیا ہے؟ ﴿وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾: اور ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا﴾: پس میں نے ابن عباسؓ سے پوچھا: انھوں نے فرمایا: جب نازل کی گئی وہ آیت جو سورۃ الفرقان میں ہے تو مکہ کے مشرکوں نے کہا: ہم نے ایسے شخص کو قتل کیا ہے جس کا قتل اللہ نے حرام کیا ہے اور ہم نے اللہ کے ساتھ غیر اللہ کی پرستش کی ہے اور ہم نے بے حیائی

والے گناہ کئے ہیں، پس اللہ تعالیٰ نے ﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ﴾: نازل کی، پس یہ آیت ان لوگوں کے لئے ہے یعنی جنھوں نے مسلمان ہونے سے پہلے یہ گناہ کئے ہیں، پھر ایمان لائے، ان کے گناہ معاف ہوجائیں گے، لِأَنَّ الإِسْلَامَ يَهْدِمُ مَا كَانَ قَبْلَهُ: اور رہی وہ آیت جو سورۂ نساء میں ہے: ایک شخص جب اسلام کو اور احکام اسلام کو پہچان لے پھر قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے، یعنی اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی، سعیدؒ کہتے ہیں: میں نے یہ بات مجاہدؒ کے سامنے ذکر کی تو انھوں نے کہا: ''مگر جو پشیمان ہوا'' یعنی مسلمان قاتل کی توبہ بھی قبول کی جائے گی۔

تطبیق: اور حدیث کی باب سے تطبیق یہ ہے کہ کفار نے مسلمانوں کو قتل تک کیا ہے، ابوجہل نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو بری طرح قتل کیا تھا، وہ بھی اگر مسلمان ہوجاتا تو اس کا گناہ معاف ہوجاتا۔ غرض ستانے کا یہ آخری درجہ ہے وہ یہاں مراد ہے، اور یہی حدیث کی باب سے تطبیق ہے۔

[٣٨٥٦-] حدثنا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنِى الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِى يَحْيىَ بْنُ أَبِى كَثِيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِى عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، قَالَ: سَأَلْتُ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ: أَخْبِرْنِى بِأَشَدِّ شَيْئٍ صَنَعَهُ الْمُشْرِكُوْنَ بِالنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّىْ فِيْ حِجْرِ الْكَعْبَةِ، إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِى مُعَيْطٍ، فَوَضَعَ ثَوْبَهُ فِى عُنُقِهِ فَخَنَقَهُ خَنْقًا شَدِيْدًا، فَأَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ حَتَّى أَخَذَ بِمَنْكِبِهِ، وَدَفَعَهُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: ﴿أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلاً أَنْ يَقُوْلَ رَبِّىَ اللّٰهُ﴾ الآيَةَ.

تَابَعَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنِى يَحْيىَ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، وَقَالَ عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قِيْلَ لِعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِى سَلَمَةَ: حَدَّثَنِى عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ. [راجع: ٣٦٧٨]

ترجمہ: حضرت عروہؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے پوچھا: مجھے بتلائیں وہ سخت سے سخت برتاؤ جو مشرکوں نے نبی ﷺ کے ساتھ کیا ہے، حضرت عبداللہؓ نے کہا: نبی ﷺ ایک مرتبہ حطیم میں نماز پڑھ رہے تھے، اچانک عقبہ آیا اور اس نے اپنا کپڑا آپ کی گردن میں ڈالا، اور آپ کا سخت گلا گھونٹا، پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور انھوں نے عقبہ کا مونڈھا پکڑا اور اس کو نبی ﷺ سے ہٹایا اور اس سے کہا: ﴿أَتَقْتُلُوْنَ رَجُلاً أَنْ يَّقُوْلَ رَبِّىَ اللّٰهُ﴾: کیا مار ڈالو گے تم ایک شخص کو اس وجہ سے کہ وہ کہتا ہے: میرا پروردگار اللہ ہے؟

تشریح: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سورۃ المؤمن کی آیت ۲۸ پڑھی ہے، جب فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قتل کا مشورہ ہورہا تھا، تو فرعون کے لوگوں میں سے ایک شخص نے جو مخفی طور پر ایمان رکھتا تھا یہ بات کہی تھی کہ کیا

تم ایسے شخص کو قتل کروگے جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے؟ مسند بزار میں ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مقام آلِ فرعون کے مردمؤمن کے مقام سے بہت بلند ہے، اس نے اپنے ایمان کو چھپایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ایمان کا اظہار کیا، نیز اس نے صرف زبانی نصیحت کی، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے زبانی نصیحت کے ساتھ ہاتھ سے بھی آپؐ کی نصرت وحمایت کی۔

سند: یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی ہے یا ان کے والد عمرو بن العاص کی؟ عروہ رحمہ اللہ کے شاگردوں میں اختلاف ہے، محمد بن ابراہیم تیمی حدیث کو حضرت عبداللہؓ کے مسانید میں سے قرار دیتے ہیں، یحییٰ بن عروہ ان کے متابع ہیں، اور عروہ کے صاحبزادے حضرت ہشام حدیث کو حضرت عمرو بن العاصؓ کے مسانید میں قرار دیتے ہیں اور ابوسلمہ ان کے متابع ہیں، وہ بھی حدیث کو حضرت عمرو کی مسانید میں قرار دیتے ہیں۔

بہ الفاظِ دیگر: عیاش بن الولید اور محمد بن اسحاق حدیث کی سند حضرت عبداللہ تک پہنچاتے ہیں، اور عبدة بن سلیمان اور محمد بن عمرو لیثی حدیث کی سند عمرو بن العاص تک پہنچاتے ہیں۔

بَابُ إِسْلاَمِ أَبِیْ بَکْرٍ الصِّدِّیْقِ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا

ربط: ابواب بالترتیب چل رہے ہیں، زمانۂ جاہلیت کے تذکرہ کے بعد بعثتِ نبوی کا تذکرہ کیا، پھر نبی ﷺ کو اور صحابہ کو مکہ میں جن حالات سے گذرنا پڑا ان کا تذکرہ کیا، اب ابتدائے اسلام میں جن حضرات نے اسلام قبول کیا ان کا تذکرہ ترتیبِ زمانی کے ساتھ کررہے ہیں، سب سے پہلے آزاد لوگوں میں سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا ہے، عورتوں میں اگرچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا ہے مگر وہ آپؐ کے ماتحت تھیں، اور بچوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا ہے، مگر وہ آپؐ کی تربیت میں تھے، اور غلاموں میں سب سے پہلے حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا ہے، مگر وہ منہ بولے بیٹے تھے، اور مستقل بالذات لوگوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا ہے، وہ مستقل ہوشمند اور صاحبِ شوکت تھے، جب نبی ﷺ نے ان کے سامنے دعوت پیش کی تو انھوں نے بے چون وچرا دعوت قبول کرلی، اور آپؐ کے دست وبازو بن گئے، اپنا مال ومتاع اور زندگی کا سرمایہ اسلام کے لئے وقف کردیا اور مکہ میں کامل تیرہ سال تک ہر طرح کی تکلیف ومصیبت میں آپؐ کا ساتھ دیا، اور دشمنوں کی مدافعت کی، حضرت عمار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ آپؐ کے ساتھ صرف پانچ غلام دو عورتیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے، پانچ غلام یہ ہیں: بلال، زید بن حارثہ، عامر بن فُہیرة، أبو فُکیھه اور عبید بن زید اور دو عورتیں حضرت خدیجہ اور ام ایمن یا سمیہ ہیں، اللہ تعالیٰ ان سب حضرات سے

خوش ہوں اور ان کو اپنے شایانِ شان بدلہ عطا فرمائیں، اور امت مسلمہ کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائیں، یہی مسلمانوں کا ہراول دستہ ہیں۔

[۳۰-] بَابُ إِسْلَامِ أَبِی بَكْرٍ الصِّدِّیْقِ

[۳۸۵۷-] حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حَمَّادٍ الآمُلی، قَالَ: حَدَّثَنِیْ یَحْیَی بْنُ مَعِیْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِیْلُ ابْنُ مُجَالِدٍ، عَنْ بَیَانٍ، عَنْ وَبَرَةَ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: قَالَ عَمَّارُ بْنُ یَاسِرٍ: رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم وَمَا مَعَهُ إِلَّا خَمْسَةُ أَعْبُدٍ، وَامْرَأَتَانِ، وَأَبُوْ بَكْرٍ. [راجع: ۳٦٦۰]

بَابُ إِسْلَامِ سَعْدٍ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے مسلمان ہونے سے تین شب پہلے خواب دیکھا تھا کہ وہ ایک شدید ظلمت اور سخت تاریکی میں ہیں، تاریکی کی وجہ سے کوئی چیز ان کو نظر نہیں آرہی، اچانک ماہتاب طلوع ہوا، وہ اس کے پیچھے ہولئے، دیکھا کہ زید بن حارثہ، علی اور ابوبکر رضی اللہ عنہم پہلے سے اس نور کی طرف سبقت کر چکے ہیں، حضرت سعد رضی اللہ عنہ خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے، اور پوچھا: آپؐ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: اللہ کی وحدانیت کی، اور اپنے رسول ہونے کی، حضرت سعدؓ نے کہا: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ (سیرۃ المصطفیٰ ۱:۱۶۲)

حدیث: حضرت سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: کسی شخص نے اسلام قبول نہیں کیا، مگر اس دن میں جس دن میں: میں مسلمان ہوا ہوں، یعنی جس دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وغیرہ مسلمان ہوئے ہیں، اسی دن حضرت سعدؓ نے بھی اسلام قبول کیا ہے، اور بخدا! میں سات دن ٹھہرا رہا ہوں، درانحالیکہ میں اسلام کا تہائی (۱/۳) تھا، حاشیہ میں اس پر اعتراض ہے کہ آپؓ سے پہلے ابوبکر، علی، خدیجہ اور زید وغیرہ اسلام قبول کر چکے ہیں، اور جواب یہ دیا ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ بات آزاد بالغ مردوں کے اعتبار سے کہی ہے۔

[۳۱-] بَابُ إِسْلَامِ سَعْدٍ

[۳۸۵۸-] حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَاشِمٌ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ الْمُسَیَّبِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ سَعْدَ بْنَ أَبِیْ وَقَّاصٍ یَقُوْلُ: مَا أَسْلَمَ أَحَدٌ إِلَّا فِی الْیَوْمِ الَّذِیْ أَسْلَمْتُ فِیْهِ، وَلَقَدْ مَكَثْتُ سَبْعَةَ أَیَّامٍ وَإِنِّیْ لَثُلُثُ الإِسْلَامِ" [راجع: ۳۷۲٦]

بَابُ ذِکْرِ الْجِنِّ

جنات کا اسلام قبول کرنا

بعثتِ نبوی سے قبل جنوں کو کچھ آسمانی خبریں معلوم ہوجاتی تھیں، جب حضور ﷺ پر وحی آنا شروع ہوئی تو وہ سلسلہ تقریباً بند ہوگیا، اور بہت کثرت سے شہب کی مار پڑنے لگی، جنوں کو خیال ہوا کہ ضرور کوئی نیا واقعہ رونما ہوا ہے جس کی وجہ سے آسمانی خبروں پر بہت سخت پہرے بٹھلائے گئے ہیں، اسی کی جستجو کے لئے جنوں کے مختلف گروہ مشرق ومغرب میں پھیل پڑے، ان میں سے ایک جماعت 'بطن نخلہ' کی طرف گذری، وہاں اتفاق سے اس وقت حضور پرنور ﷺ اپنے چند اصحاب کے ساتھ نماز فجر ادا کررہے تھے، اللہ تعالیٰ نے جنّوں کی اس ٹکڑی کا رخ قرآن سننے کی طرف پھیر دیا، قرآن کی آواز انہیں بہت عجیب اور مؤثر ودلکش معلوم ہوئی، اور اس کی عظمت وہیبت دلوں پر چھا گئی، آپس میں کہنے لگے کہ چپ رہو اور خاموشی کے ساتھ یہ کلام سنو، آخر قرآنِ کریم نے ان کے دلوں میں گھر کرلیا وہ سمجھ گئے کہ یہی نئی چیز ہے جس نے جنوں کو آسمانی خبروں سے روکا ہے، جب حضور ﷺ قرآن پڑھ کر فارغ ہوئے تو یہ لوگ اپنے دلوں میں ایمان وایقان لے کر واپس گئے اور اپنی قوم کو نصیحت کی، ان کی مفصل باتیں سورہ جن میں مذکور ہیں (امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کی پہلی آیت لکھی ہے) احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مرتبہ حضور ﷺ کو ان کے آنے جانے اور سننے سنانے کا پتہ نہیں لگا، ایک درخت نے باذن اللہ کچھ اجمالی اطلاع آپؐ کو دی، اور مفصل حال اس کے بعد وحی کے ذریعہ معلوم ہوا۔ کَمَا قَالَ تَعَالٰی: ﴿قُلْ أُوْحِیَ إِلَیَّ أَنَّـهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ﴾ الآیۃ۔ بعدہ بہت بڑی تعداد میں جن مسلمان ہوئے اور حضور پرنور ﷺ سے ملاقات کرنے اور دین سیکھنے کے لئے ان کے وفود حاضر خدمت ہوئے (فوائد عثمانی، سورۂ احقاف)

حدیث (۱): ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبدالرحمٰنؒ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے پوچھا: کس نے نبی ﷺ کو جنات کے بارے میں اطلاع دی، جس رات انھوں نے قرآن سنا؟ مسروق نے کہا: مجھ سے آپ کے ابا ابن مسعودؓ نے بیان کیا کہ آپؐ کو جنات کے بارے میں ایک درخت نے بتلایا تھا۔

حدیث (۲): حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی ﷺ کے ساتھ لوٹا لے کر جایا کرتے تھے، تاکہ آپؐ اس سے وضوء کریں اور استنجاء کریں، پس دریں اثناء کہ وہ لوٹا لے کر آپؐ کے ساتھ چل رہے تھے، آپؐ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ ابوہریرہؓ نے کہا: میں ابوہریرہؓ ہوں، آپؐ نے فرمایا: میرے لئے پتھر تلاش کرکے لاؤ، تاکہ میں ان کے ذریعہ جھاڑوں یعنی استنجاء کروں اور میرے پاس کوئی ہڈی اور کوئی لید نہ لانا، پس میں آپؐ کے پاس پتھر لایا، اٹھایا میں نے ان کو اپنے کپڑوں کے پلّہ میں، یہاں تک کہ میں نے اس کو آپؐ کے پہلو میں رکھا، پھر میں ہٹ گیا، یہاں تک کہ جب آپؐ حاجت سے فارغ ہوئے تو میں چلا، میں نے پوچھا: ہڈی اور لید کا کیا معاملہ ہے؟ یعنی ان کے لانے سے آپؐ نے کیوں منع

فرمایا؟ آپؐ نے فرمایا: وہ دونوں جنات کی خوراک ہیں، اور میرے پاس نصیبین کے جنات کا وفد آیا اور وہ بہت اچھے جنات تھے، پس انھوں نے مجھ سے توشہ مانگا، میں نے ان کے لئے اللہ سے دعا کی کہ نہ گذریں وہ کسی ہڈی پر اور نہ کسی لید پر، مگر پائیں وہ اس پر کھانا (تفصیل تحفۃ القاری ۱:۴۷۴ میں گذر چکی ہے) اور نصیبین کے جنات کا یہ واقعہ سورۃ الاحقاف آیات ۲۹-۳۲ میں مذکور واقعہ سے علاحدہ واقعہ ہے۔

[۳۲-] بَابُ ذِكْرِ الْجِنِّ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿قُلْ أُوْحِيَ إِلَيَّ أَنَّـهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِنَ الْجِنِّ﴾ [الْجن: ۱]

[۳۸۵۹-] حدثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ بْنُ أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، عَنْ مَعْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ، قَالَ: سَأَلْتُ مَسْرُوْقًا: مَنْ آذَنَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم بِالْجِنِّ لَيْلَةَ اسْتَمَعُوْا الْقُرْآنَ؟ فَقَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْكَ، يَعْنِيْ عَبْدَ اللّٰهِ، أَنَّـهُ آذَنَتْ بِهِمْ شَجَرَةٌ.

[۳۸۶۰-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ جَدِّيْ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّـهُ كَانَ يَحْمِلُ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم إِدَاوَةً لِوَضُوْئِهِ وَحَاجَتِهِ، فَبَيْنَمَا هُوَ يَتْبَعُهُ بِهَا، فَقَالَ: "مَنْ هٰذَا؟" فَقَالَ: أَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ، فَقَالَ: "ابْغِنِيْ أَحْجَارًا أَسْتَنْفِضْ بِهَا، وَلَا تَأْتِنِيْ بِعَظْمٍ وَلَا بِرَوْثَةٍ" فَأَتَيْتُهُ بِأَحْجَارٍ أَحْمِلُهَا فِيْ طَرَفِ ثَوْبِيْ، حَتَّى وَضَعْتُ إِلٰى جَنْبِهِ، ثُمَّ انْصَرَفْتُ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مَشَيْتُ مَعَهُ، فَقُلْتُ: مَا بَالُ الْعَظْمِ وَالرَّوْثَةِ؟ قَالَ: "هُمَا مِنْ طَعَامِ الْجِنِّ، وَإِنَّه أَتَانِيْ وَفْدُ جِنِّ نَصِيْبِيْنَ وَنِعْمَ الْجِنُّ! فَسَأَلُوْنِيْ الزَّادَ فَدَعَوْتُ اللّٰهَ لَهُمْ أَنْ لَا يَمُرُّوْا بِعَظْمٍ وَلَا رَوْثَةٍ إِلَّا وَجَدُوْا عَلَيْهَا طَعَامًا. [راجع: ۱۵۵]

بَابُ إِسْلَامِ أَبِيْ ذَرٍّ

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو جب بعثتِ نبوی کی خبر پہنچی تو اپنے بڑے بھائی کو مکہ بھیجا تا کہ وہ نبی ﷺ کے احوال معلوم کر کے آئیں، وہ مکہ آئے، آپؐ سے ملے، قرآن سنا، تعلیماتِ اسلام کو محفوظ کیا اور واپس جا کر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو سنایا، مگر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو پوری تسلی نہیں ہوئی، اجمال ان کے لئے کافی نہ ہوا، وہ تفصیل سے حالات سننا چاہتے تھے، چنانچہ خود توشہ اور مشکیزہ لیا اور مکہ پہنچے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے توسط سے بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے، قرآن سنا اور اسی وقت مسلمان ہو گئے اور حرم میں پہنچ کر اپنے اسلام کا اعلان کیا، کفار نے اتنا مارا کہ زمین پر لٹا دیا، حضرت عباس رضی

اللہ عنہ نے آکر بچایا، نبی ﷺ نے ان کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے وطن لوٹ جائیں، اور دعوت کا کام کریں، جب اسلام کا ظہور اور غلبہ ہو تب آئیں، چنانچہ دونوں بھائیوں نے مل کر والدہ پر محنت کی، وہ خوشی سے مسلمان ہوگئیں، پھر اپنے قبیلہ غفار کو دعوت دی، آدھا قبیلہ مشرف باسلام ہوا، اور حضرت ابن عباسؓ کی یہ حدیث اسی جلد میں گذری ہے، ترجمہ وہاں ہے۔

[۳۳-] بَابُ إِسْلَامِ أَبِیْ ذَرٍّ

[۳۸۶۱-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى، عَنْ أَبِیْ جَمْرَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لِأَخِيْهِ: ارْكَبْ إِلٰى هٰذَا الْوَادِیْ، فَاعْلَمْ لِیْ عِلْمَ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِیٌّ، يَأْتِيْهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ، وَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ ثُمَّ ائْتِنِیْ، فَانْطَلَقَ الْأَخُ حَتّٰى قَدِمَهُ وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ، ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى أَبِیْ ذَرٍّ، فَقَالَ لَهُ: رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ، وَكَلَامًا مَا هُوَ بِالشِّعْرِ، فَقَالَ: مَا شَفَيْتَنِیْ مِمَّا أَرَدْتُ، فَتَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنَّةً لَهُ فِيْهَا مَاءٌ حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ، فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَالْتَمَسَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَلَا يَعْرِفُهُ، وَكَرِهَ أَنْ يَسْأَلَ عَنْهُ حَتّٰى أَدْرَكَهُ بَعْضُ اللَّيْلِ اضْطَجَعَ فَرَآهُ عَلِیٌّ فَعَرَفَ أَنَّهُ غَرِيْبٌ، فَلَمَّا رَآهُ تَبِعَهُ فَلَمْ يَسْأَلْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ، حَتّٰى أَصْبَحَ ثُمَّ احْتَمَلَ قِرْبَتَهُ وَزَادَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ، وَظَلَّ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَلَا يَرَاهُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰى أَمْسٰى، فَعَادَ إِلٰى مَضْجَعِهِ فَمَرَّ بِهِ عَلِیٌّ، فَقَالَ: أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ أَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَهُ؟ فَأَقَامَهُ فَذَهَبَ بِهِ مَعَهُ، لَا يَسْأَلُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ، حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ، فَعَادَ عَلِیٌّ مِثْلَ ذٰلِكَ فَأَقَامَ مَعَهُ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا تُحَدِّثُنِیْ مَا الَّذِیْ أَقْدَمَكَ؟ قَالَ: إِنْ أَعْطَيْتَنِیْ عَهْدًا وَمِيْثَاقًا لَتُرْشِدَنِّیْ فَعَلْتُ، فَفَعَلَ فَأَخْبَرْتُهُ، قَالَ: فَإِنَّهُ حَقٌّ وَهُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَاتْبَعْنِیْ، فَإِنِّیْ إِنْ رَأَيْتُ شَيْئًا أَخَافُ عَلَيْكَ قُمْتُ كَأَنِّیْ أُرِيْقُ الْمَاءَ، فَإِنْ مَضَيْتُ فَاتْبَعْنِیْ حَتّٰى تَدْخُلَ مَدْخَلِیْ، فَفَعَلَ فَانْطَلَقَ يَقْفُوْهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَى النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَدَخَلَ مَعَهُ، فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ وَأَسْلَمَ مَكَانَهُ، فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: "ارْجِعْ إِلٰى قَوْمِكَ فَأَخْبِرْهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَكَ أَمْرِیْ" قَالَ: وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهِ! لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ، فَخَرَجَ حَتّٰى أَتَى الْمَسْجِدَ فَنَادٰى بِأَعْلٰى صَوْتِهِ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، ثُمَّ قَامَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوْهُ حَتّٰى أَضْجَعُوْهُ وَأَتَى الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ، قَالَ: وَيْلَكُمْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ مِنْ غِفَارٍ، وَأَنَّ طَرِيْقَ تُجَّارِكُمْ إِلَى الشَّامِ؟ فَأَنْقَذَهُ مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ لِمِثْلِهَا فَضَرَبُوْهُ وَثَارُوْا إِلَيْهِ فَأَكَبَّ الْعَبَّاسُ عَلَيْهِ. [راجع: ۳۵۲۲]

قولہ: إلى الشام؟ کے بعد منه محذوف ہے، أی من غِفَارٍ۔

إِسْلَامُ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا

حضرت سعید رضی اللہ عنہ کے والد کا نام زید بن عمرو بن نُفیل ہے، خاندان: قرشی، عدوی، کنیت: ابوالاعور، ولادت: ۲۲ سال ہجرت سے پہلے، وفات: ۵۱ ہجری، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی اور من جملہ عشرۂ مبشرہ، حضرت ابوعبیدہؓ نے آپ کو دمشق کا گورنر مقرر کیا تھا۔

حدیث: قیس بن ابی حازم کہتے ہیں: میں نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی مسجد میں کہتے ہوئے سنا: بخدا! واقعہ یہ ہے کہ دیکھا میں نے مجھ کو درانحالیکہ عمر رضی اللہ عنہ مجھے باندھنے والے تھے، مسلمان ہونے کی وجہ سے، اس سے پہلے کہ عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہوں، اور اگر یہ بات ہو کہ احد پہاڑ پاش پاش ہوجائے اس حرکت کی وجہ سے جو تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کی ہے، تو ایسا ممکن ہے (یہ حدیث ابھی آگے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کے باب کے آخر میں آرہی ہے) یعنی ایک وقت وہ تھا جب مخالفین اسلام مسلمانوں پر ستم ڈھاتے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ مسلمان ہونے سے پہلے اپنے بہنوئی کو باندھ کر مارتے تھے اور اب زمانہ ایسا آ گیا ہے کہ مسلمان مسلمان کے ساتھ یہ حرکت کرتے ہیں، لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کردیا، یہ اتنا سنگین واقعہ ہے کہ احد پہاڑ اگر پاش پاش ہوجائے تو کچھ بعید نہیں، مگر سنگ دل بلوائیوں پر اس کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت سعید رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے مسلمان ہوئے ہیں اور مسلمان ہونے کی وجہ سے اپنوں ہی کے ہاتھوں آزمائشوں سے دوچار ہوئے ہیں۔

[۳۴-] إِسْلَامُ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ

[۳۸٦۲-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ فِي مَسْجِدِ الْكُوْفَةِ يَقُوْلُ: وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُنِىْ وَإِنَّ عُمَرَ لَمُوْثِقِى عَلَى الإِسْلَامِ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عُمَرُ، وَلَوْ أَنَّ أُحُدًا ارْفَضَّ لِلَّذِىْ صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ! [انظر: ۳۸٦۷، ٦۹٤۲]

بَابُ إِسْلَامِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سن ٦ نبوی میں مسلمان ہوئے ہیں، نبوت کی ابتداء میں آپؓ نے ایک خواب دیکھا تھا، آپؓ کسی مندر میں کسی مورتی کی پاس سوئے ہوئے تھے، خواب میں دیکھا: ایک آدمی ایک بچھڑا لے کر آیا اور اسے بت پر ذبح کیا، پس

اس کے پیٹ میں سے کوئی زور سے چلایا! حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اتنی سخت آواز کبھی نہیں سنی، اس نے کہا: یَا جَلِیْحْ! قَوْلٌ نَجِیْحْ، رَجُلٌ فَصِیْحْ، یَقُوْلُ: لاَ إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ!: اوجلیح (آدمی کا نام) کامیابی کی بات، ایک فصیح شخص کہہ رہا ہے: کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا! یہ آواز سنتے ہی لوگ بھاگ کھڑے ہوئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دل میں کہا: میں یہیں رہوں گا، یہاں تک کہ جانوں کہ اس آواز کے پیچھے کیا ہے؟ پھر اس نے دوبارہ آواز دی: اوجلیح! کامیابی کی بات، ایک فصیح آدمی کہہ رہا ہے: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں! پھر ان کی آنکھ کھل گئی، فرماتے ہیں: پھر زیادہ دن نہیں گذرے تھے کہ کہا گیا: یہ نبی ظاہر ہوئے! یہ خواب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابتدائے نبوت میں دیکھا تھا، پھر جب اسلام کی مخالفت سخت ہوگئی تو نبی ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ! ابوجہل اور عمر بن الخطاب میں سے جو آپ کو زیادہ پسند ہو اس کے ذریعہ اسلام کو تقویت پہنچا! (رواہ الترمذی) پھر جب آپؐ پر منکشف ہوا کہ ابوجہل مسلمان نہیں ہوگا تو آپؐ نے خاص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے دعا کی: اے اللہ! عمر بن الخطاب کے ذریعہ اسلام کو قوی فرما (رواہ ابن ماجہ)

پھر یہ واقعہ پیش آیا کہ ابوجہل نے اعلان کیا: جو شخص محمد (ﷺ) کو قتل کر ڈالے میں اس کو سو اونٹ دوں گا، عمرؓ ابوجہل کے پاس گئے پوچھا: آپ کی طرف سے یہ علان ہو رہا ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ ابوجہل نے کہا: ہاں، چنانچہ عمرؓ انعام کے لالچ میں نبی ﷺ کو قتل کرنے کے ارادہ سے تلوار لے کر چلے، راستہ میں نعیم بن عبداللہ نحّام رضی اللہ عنہ ملے، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے مسلمان ہو چکے تھے، اور ان کی والدہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خاندان کی تھیں، انھوں نے پوچھا: عمرؓ! کہاں کا ارادہ ہے؟ عمرؓ نے کہا: محمد (ﷺ) کو قتل کرنے جا رہا ہوں! نعیم رضی اللہ عنہ نے کہا: محمد (ﷺ) کو قتل کر کے بنو ہاشم اور بنو زہرہ سے کس طرح نمٹو گے؟ عمرؓ نے کہا: میں گمان کرتا ہوں کہ تو بھی بددین ہو گیا ہے، اپنا آبائی مذہب چھوڑ بیٹھا ہے، نعیمؓ نے کہا: مجھ سے کیا کہتے ہو، آپ کی بہن فاطمہؓ اور بہنوئی سعید بن زیدؓ بھی صابی ہو چکے ہیں، اور تمہارا دین چھوڑ کر اسلام قبول کر چکے ہیں، عمرؓ یہ سن کر غصہ میں بہن کے گھر پہنچے، حضرت خباب رضی اللہ عنہ ان کو تعلیم دے رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آہٹ سن کر وہ چھپ گئے، عمرؓ نے بہنوئی کو باندھ کر مارنا شروع کیا، بہن بچانے کے لئے آئی تو اس کو بھی مارا، پھر جب بہن کو خون آلود دیکھا تو دل پسیج گیا، ٹھنڈے پڑے اور بہن سے کہا: جو کتاب تم پڑھ رہے تھے وہ مجھے دو، بہن نے کہا: تم ناپاک ہو، تم قرآن کو نہیں چھو سکتے، پاکی حاصل کرو پھر قرآن تمہیں دوں گی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وضو کیا یا غسل کیا، پس صحیفہ ان کو دیا گیا، اس میں سورۂ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی، انھوں نے پڑھنا شروع کیا، جب اس آیت پر پہنچے ﴿إِنَّنِیْ أَنَا اللّٰهُ لاَ إِلٰـهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِیْ وَأَقِمِ الصَّلاَةَ لِذِكْرِیْ﴾: میں ہی معبود برحق ہوں، میرے سواء کوئی معبود نہیں، پس میری عبادت کر اور میری یاد کے لئے نماز قائم کر، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بے ساختہ بول اٹھے: مَا أَحْسَنَ هٰذَا الْكَلاَمَ وَأَكْرَمَهُ: یہ کیسا شاندار اور بزرگ کلام ہے! یہ سنتے ہی حضرت خباب رضی اللہ عنہ مکان کے کسی گوشہ سے نکل آئے اور کہا: عمر! خوش خبری سن لو، میں امید کرتا ہوں تمہارے حق میں نبی ﷺ کی دعا قبول ہوگئی، چنانچہ حضرت خباب رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ساتھ

لے کر دارِارقم میں پہنچے، وہاں انھوں نے اسلام قبول کیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے اسلام کا اعلان اس طرح کیا کہ مکہ میں جمیل بن معمر نام کا ایک شخص تھا جو باتیں پھیلانے میں مشہور تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے اور کہا: تجھ کو معلوم ہے کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں، اور محمد ﷺ کے دین میں داخل ہوگیا ہوں، جمیل یہ سنتے ہی بھاگا، مسجدِ حرام میں پہنچا، وہاں سردارانِ قریش جمع تھے وہاں پہنچ کر اس نے بلند آواز سے کہا: لوگو! عمر صابی (بددین) ہوگیا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی پیچھے پیچھے پہنچے اور کہا: یہ غلط کہتا ہے میں بددین نہیں ہوا، میں مسلمان ہوا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، یہ سن کر لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر ٹوٹ پڑے اور مارنا شروع کیا، پھر جب یہ خبر مکہ میں پھیلی تو مکہ کے لوگ بڑی تعداد میں اکٹھا ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لئے ان کے گھر کی طرف چلے، حضرت ابن عمرؓ چھت پر کھڑے ہوئے یہ منظر دیکھ رہے تھے، اچانک ایک خوش پوشاک شخص آیا، یہ عاص بن وائل سہمی تھا، حضرت عمرؓ کے خاندان کے ساتھ اس کا دوستانہ تھا، اس نے آ کر پوچھا: کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے کہا: عمر صابی ہوگیا ہے، عاص نے کہا: پھر کیا ہوا، ایک شخص ایک دین کو اختیار کرتا ہے، تم اس سے کیوں مزاحم ہوتے ہو؟ میں عمر کو پناہ دیتا ہوں، یہ سنتے ہی مجمع منتشر ہوگیا۔

حدیث (۱): حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم برابر غالب رہے یعنی ہمارا سر اونچا ہوگیا، جب سے عمرؓ مسلمان ہوئے (أَعِزَّۃ: عزیز کی جمع ہے، اس کے معنی ہیں: غالب)

حدیث (۲): ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر میں ڈرے سہمے تھے، اچانک ان کے پاس عاص بن وائل آیا، اس نے یمنی سوٹ پہن رکھا تھا اور کرتہ میں ریشم کی گوٹ لگی ہوئی تھی، وہ سہمی تھا، اور ہمارا اس سے جاہلیت میں دوستانہ تھا، اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ کا کیا معاملہ ہے؟ یعنی گھر میں دبکے کیوں بیٹھے ہو؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کی قوم کہتی ہے کہ وہ مجھے جان سے مار ڈالیں گے، اس لئے کہ میں مسلمان ہوا ہوں، عاص نے کہا: آپ تک کوئی راہ نہیں، یعنی آپ کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا، حضرت عمرؓ عاص بن وائل کی اس بات کے بعد مطمئن ہوگئے، پھر عاص گھر سے نکلا اور اس نے لوگوں سے ملاقات کی، لوگوں سے میدان بھرا ہوا تھا، عاص نے پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟ لوگوں نے کہا: اس خطاب کے بیٹے کے پاس جا رہے ہیں جو بددین ہوگیا ہے، عاص نے کہا: اس کی طرف کوئی راہ نہیں، پس لوگ پلٹ گئے۔

حدیث (۳): بھی حدیث نمبر ۲ ہی ہے، ابن عمرؓ کہتے ہیں: جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو لوگ ان کے گھر کے پاس اکٹھا ہوگئے اور کہنے لگے: عمر بددین ہوگیا، میں اس وقت لڑکا (نابالغ) تھا، اپنے گھر کی چھت پر تھا، پس ایک آدمی آیا، جس نے ریشمی قبا پہن رکھی تھی، اس نے کہا: عمر بددین ہوگیا تو کیا ہوگیا؟ میں اس کو پناہ دیتا ہوں، ابن عمرؓ کہتے ہیں: پس میں نے لوگوں کو دیکھا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہٹ گئے، یعنی سب لوگ منتشر ہوگئے، میں نے پوچھا: یہ کون

ہے؟لوگوں نے بتلایا:یہ عاص بن وائل ہے۔

[۳۵-] بَابُ إِسْلَامِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

[۳۸٦۳-] حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: مَا زِلْنَا أَعِزَّةً مُنْذُ أَسْلَمَ عُمَرُ.[راجع: ۳٦۸٤]

[۳۸٦٤-] حدثنا يَحْيىٰ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: فَأَخْبَرَنِيْ جَدِّيْ زَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: بَيْنَمَا هُوَ فِي الدَّارِ خَائِفًا إِذْ جَاءَ هُ الْعَاصُ بْنُ وَائِلِ السَّهْمِيُّ أَبُوْ عَمْرٍو، عَلَيْهِ حُلَّةُ حِبَرَةٍ، وَقَمِيْصٌ مَكْفُوْفٌ بِحَرِيْرٍ، وَهُوَ مِنْ بَنِيْ سَهْمٍ، وَهُمْ حُلَفَاؤُنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَالَ لَهُ: مَا بَالُكَ؟ قَالَ: زَعَمَ قَوْمُكَ أَنَّهُمْ سَيَقْتُلُوْنِيْ إِنْ أَسْلَمْتُ، قَالَ: لاَ سَبِيْلَ إِلَيْكَ، بَعْدَ أَنْ قَالَهَا: أَمِنْتُ، فَخَرَجَ الْعَاصُ فَلَقِيَ النَّاسَ قَدْ سَالَ بِهِمُ الْوَادِيْ، فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيْدُوْنَ؟ فَقَالُوْا: نُرِيْدُ هٰذَا ابْنَ الْخَطَّابِ الَّذِيْ صَبَأَ، قَالَ: لاَسَبِيْلَ إِلَيْهِ، فَكَرَّ النَّاسُ.[انظر: ۳۸٦۵]

[۳۸٦۵-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ، سَمِعْتُهُ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: لَمَّا أَسْلَمَ عُمَرُ اجْتَمَعَ النَّاسُ عِنْدَ دَارِهِ، وَقَالُوْا: صَبَأَ عُمَرُ! وَأَنَا غُلاَمٌ فَوْقَ ظَهْرِ بَيْتِيْ، فَجَاءَ رَجُلٌ عَلَيْهِ قَبَاءٌ مِنْ دِيْبَاجٍ، فَقَالَ: قَدْ صَبَأَ عُمَرُ فَمَاذَاكَ فَأَنَا لَهُ جَارٌ، قَالَ فَرَأَيْتُ النَّاسَ تَصَدَّعُوْا عَنْهُ فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ؟ قَالُوْا: الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ.[راجع: ۳۸٦٤]

قوله: بعدَ أن قالها: أَمِنْتُ: یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے:أی قال عمر :أَمِنْتُ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا تِلْكَ الْمَقَالَةَ: میں مطمئن ہوگیا،جب وائل نے یہ بات کہی۔

حدیث: ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں نے نہیں سنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کسی کے لئے کبھی کہتے ہوئے کہ میرا گمان ایسا ہے مگر وہ ویسا ہی ہوتا ہے جیسا ان کا گمان ہوتا ہے (اس کی ایک مثال) دریں اثناء کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، اچانک گذرا ان کے پاس ایک خوبصورت آدمی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بخدا! واقعہ یہ ہے کہ یا تو میرا گمان غلط ہے یعنی میری فراست قابل اعتبار نہیں، یا یہ شخص جاہلی دین پر ہے یعنی مسلمان نہیں ہوا یا وہ ان کا کاہن تھا، یعنی زمانۂ جاہلیت میں کہانت کیا کرتا تھا، اس آدمی کو میرے پاس لاؤ، وہ لایا گیا، آپؓ نے اس سے بھی یہی بات کہی، پس اس نے جواب دیا: نہیں دیکھا میں نے آج جیسا دن کہ استقبال کیا گیا اس کے ساتھ ایک مسلمان آدمی یعنی میں مسلمان ہوں اور میرے بارے میں ایسی بدگمانی کی جارہی ہے کہ میں ابھی تک مسلمان نہیں ہوا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں تجھے قسم دیتا ہوں یعنی تاکیدی حکم دیتا ہوں کہ تو مجھے اپنی صحیح صورت حال بتلا، اس نے کہا: میں زمانۂ جاہلیت میں لوگوں کا کاہن تھا،

یعنی آپؓ کی یہ بات صحیح ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: سب سے زیادہ حیرت انگیز بات کیا ہے جس کو تیرے پاس تیری جنّیہ (ماتا) لائی؟ اس شخص نے کہا: دریں اثناء کہ میں ایک دن بازار میں کھڑا تھا، اچانک میرے پاس میری ماتا آئی، میں اس میں گھبراہٹ پہچان رہا تھا، یعنی وہ گھبرائی ہوئی تھی، اس نے کہا: کیا نہیں دیکھا تو نے جنات کو اور ان کی حیرانی کو÷ اور ان کی مایوسی کو ان کے معاملات پلٹ جانے کے بعد÷ اور ان کے ملنے کو جوان اونٹنیوں کے ساتھ اور ان کے ٹاٹوں کے ساتھ، یعنی جنات میں کھلبلی مچ گئی ہے، تجھے کچھ پتہ چلا؟ (جنات میں کھلبلی بعثتِ نبوی کی وجہ سے مچی تھی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: سچ کہا اس نے، دریں اثناء کہ میں سویا ہوا تھا، ان کی مورتیوں کے پاس، اچانک ایک آدمی بچھڑا لے کر آیا، پس اس کو مورتی پر ذبح کیا، پس ایک چلانے والا زور سے چلایا: نہیں سنا میں نے کسی چلانے والے کو کبھی زیادہ سخت آواز اس سے، کہہ رہا تھا: اے جلیح! (نام) کامیابی کی بات، فصیح وبلیغ آدمی کہہ رہا ہے: لا إلٰهَ إلَّا أَنْتَ: آپ کے سواء کوئی معبود نہیں، پس لوگ کودے یعنی بھاگ گئے، میں نے کہا: میں نہیں ہٹوں گا، یہاں تک کہ جانوں اس بات کو جو اس کے پیچھے ہے پھر اس نے پکارا: او جلیح! کامیابی کی بات، فصیح وبلیغ آدمی کہہ رہا ہے: لا إلٰه إلا الله: پھر میری آنکھ کھل گئی، پس زیادہ وقت نہیں گذرا تھا کہ کہا گیا: یہ نبی ہیں یعنی بعثتِ نبوی کے آغاز میں یہ خواب دیکھا تھا۔

[۳۸٦٦-] حدثنا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُمَرُ، أَنَّ سَالِمًا حَدَّثَهُ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: مَا سَمِعْتُ عُمَرَ لِشَيْءٍ قَطُّ يَقُوْلُ: إِنِّيْ لَأَظُنُّهُ كَذَا، إِلَّا كَانَ كَمَا يُظَنُّ، بَيْنَمَا عُمَرُ جَالِسٌ إِذْ مَرَّ بِهِ رَجُلٌ جَمِيْلٌ، فَقَالَ: لَقَدْ أَخْطَأَ ظَنِّيْ أَوْ إِنَّ هٰذَا عَلٰى دِيْنِهِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَوْ لَقَدْ كَانَ كَاهِنَهُمْ، عَلَيَّ الرَّجُلَ، فَدُعِيَ لَهُ فَقَالَ لَهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ: مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ اسْتُقْبِلَ بِهِ رَجُلٌ مُسْلِمٌ، قَالَ: فَإِنِّيْ أَعْزِمُ عَلَيْكَ إِلَّا مَا أَخْبَرْتَنِيْ، قَالَ: كُنْتُ كَاهِنَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، قَالَ: فَمَا أَعْجَبُ مَا جَاءَ تْكَ بِهِ جِنِّيَّتُكَ؟ قَالَ: بَيْنَمَا أَنَا يَوْمًا فِي السُّوْقِ جَاءَ تْنِيْ أَعْرِفُ فِيْهَا الْفَزَعَ، فَقَالَتْ: أَلَمْ تَرَ الْجِنَّ وَإِبْلَاسَهَا ÷ وَيَأْسَهَا مِنْ بَعْدِ انْكَاسِهَا ÷ وَلُحُوْقِهَا بِالْقِلَاصِ وَأَحْلَاسِهَا؟ قَالَ عُمَرُ: صَدَقَ، بَيْنَمَا أَنَا عِنْدَ آلِهَتِهِمْ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ بِعِجْلٍ فَذَبَحَهُ، فَصَرَخَ بِهِ صَارِخٌ، لَمْ أَسْمَعْ صَارِخًا قَطُّ أَشَدَّ صَوْتًا مِنْهُ يَقُوْلُ: يَا جَلِيْحُ! أَمْرٌ نَجِيْحٌ، رَجُلٌ فَصِيْحٌ يَقُوْلُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، فَوَثَبَ الْقَوْمُ، قُلْتُ: لَا أَبْرَحُ حَتّٰى أَعْلَمَ مَا وَرَاءَ هٰذَا، ثُمَّ نَادٰى: يَا جَلِيْحُ! أَمْرٌ نَجِيْحٌ، رَجُلٌ فَصِيْحٌ يَقُوْلُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ. فَقُمْتُ فَمَا نَشِبْنَا أَنْ قِيْلَ هٰذَا نَبِيٌّ.

حدیث: سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے کہا: مجھے اور اپنی بہن کو اسلام لانے کی وجہ سے عمر رضی اللہ عنہ باندھ دیتے تھے، اور وہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور اگر یہ بات ہو کہ احد پہاڑ پاش پاش ہو جائے اس حرکت سے جو تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کی تو وہ زیادہ لائق ہے اس بات کا کہ وہ پاش پاش ہو جائے (یہ روایت یہ بتلانے کے

لئے لائے ہیں کہ مسلمان ہونے سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کیا حال تھا، وہ مسلمان ہونے والے بہن بہنوئی کو کس طرح ستایا کرتے تھے، پھر جب وہ مسلمان ہوئے تو اسی قوت سے مسلمانوں کی مدد کی اور اسلام کا بول بالا کیا، جیسا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے باب کی پہلی حدیث میں فرمایا ہے)

[٣٨٦٧-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَيْسٌ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ يَقُوْلُ لِلْقَوْمِ: لَوْ رَأَيْتُنِيْ مُوْثِقِيْ عُمَرُ عَلٰى الإِسْلاَمِ أَنَا وَأُخْتُهُ، وَمَا أَسْلَمَ، وَلَوْ أَنَّ أُحُدًا انْقَضَّ لِمَا صَنَعْتُمْ بِعُثْمَانَ لَكَانَ مَحْقُوْقًا أَنْ يَنْقَضَّ. [راجع: ٣٨٦٢]

قولہ: لَوْ رَأَيْتُنِيْ الخ: اگر دیکھتا میں مجھ کو (ن وقایہ) عمرؓ مجھ کو باندھنے والے تھے اسلام کی وجہ سے (مُوْثِقِي: مرکب اضافی) مجھے اور اپنی بہن کو اور وہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

بَابُ انْشِقَاقِ الْقَمَرِ

چاند کا پھٹنا

ہجرت سے تقریباً پانچ سال پہلے چند مشرکین مکہ نے مطالبہ کیا کہ اگر آپؐ سچے نبی ہیں، تو کوئی معجزہ دکھائیں، آپؐ نے انگلی سے چاند کی طرف اشارہ کیا، چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے، یہ معجزہ قرآنِ کریم اور احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے، اور اس پر تمام سلف وخلف کا اجماع ہے۔

حدیث (١): حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مکہ والوں نے نبی ﷺ سے کوئی نشانی طلب کی، آپؐ نے ان کو چاند کے دو ٹکڑے کر کے دکھائے، یہاں تک کہ انھوں نے حراء پہاڑ کو دو ٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔

حدیث (٢): حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: چاند پھٹا اور ہم منیٰ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے، پس آپؐ نے فرمایا: گواہ رہو، اور ایک ٹکڑا پہاڑ کی اُس طرف چلا گیا (اور دوسرا ٹکڑا پہاڑ کے ورے رہا)

حدیث (٣): ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: چاند نبی ﷺ کے زمانہ میں پھٹا۔

ملحوظہ: اس معجزہ کی تفصیل اور متجددین کے اعتراضات کے جوابات تحفۃ الالمعی (٥: ٥٥٤ اور ٧: ٤٨١) میں ہیں۔

[٣٦-] بَابُ انْشِقَاقِ الْقَمَرِ

[٣٨٦٨-] حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ عَرُوْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً، فَأَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ، حَتَّى رَأَوْا حِرَاءً بَيْنَهُمَا. [راجع: ٣٦٣٧]

[۳۸۶۹-] حدثنا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِیْ حَمْزَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِیْمَ، عَنْ أَبِیْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: انْشَقَّ القَمَرُ وَنَحْنُ مَعَ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم بِمِنًی، فَقَالَ:" اشْهَدُوْا" وَذَهَبَتْ فِرْقَةٌ نَحْوَ الْجَبَلِ، وَقَالَ أَبُوْ الضُّحَی، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: انْشَقَّ بِمَكَّةَ، وَتَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ ابْنِ نَجِیْحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِیْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ.[راجع: ۳۶۳۶،]

[۳۸۷۰-] حدثنا عُثْمَانُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِیْعَةَ، عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ عَلٰی زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم.[راجع: ۳۶۳۸،۳۶۳۶]

[۳۸۷۱-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِیْ، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیْمُ، عَنْ أَبِیْ مَعْمَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: انْشَقَّ الْقَمَرُ.

قوله: انْشَقَّ بمكة: أی قبل الهجرة.

بَابُ هِجْرَةِ الْحَبَشَةِ

حبشہ کی طرف ہجرت

جب مکہ والے مسلمانوں کی ایذاء رسانی پر تل گئے، طرح طرح سے مسلمانوں کو ستانا شروع کیا تو نبی ﷺ نے مؤمنین سے فرمایا: اللہ کی زمین میں پھیل جاؤ، اللہ تعالیٰ عنقریب سب کو جمع کریں گے، صحابہ نے پوچھا: کہاں جائیں؟ آپؐ نے حبشہ کی طرف اشارہ کیا (رواہ عبدالرزاق) چنانچہ ماہِ رجب سن ۵ نبوی میں گیارہ مردوں نے اور پانچ عورتوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی، یہ ہجرتِ حبشہ اولیٰ کہلاتی ہے، پھر وہ واقعہ پیش آیا جو آپ نے پڑھا ہے کہ ایک ایسی مجلس میں جس میں مسلمان اور مشرکین جمع تھے، نبی ﷺ نے سورۃ النجم پڑھی، اور اس کے آخر میں سجدہ کیا تو ایک سیٹھ کے علاوہ سب مشرکین نے بھی سجدہ کیا، یہ واقعہ اس طرح پھیلا کہ مکہ کے سب لوگ مسلمان ہوگئے، چنانچہ شوال میں یہ خبر سن کر مہاجرین حبشہ سے واپس آگئے، مکہ کے قریب پہنچ کر معلوم ہوا کہ خبر غلط ہے، بلکہ حالات پہلے سے زیادہ سخت ہیں، اس لئے وہ لوگ کشمکش میں مبتلا ہوگئے، کچھ لوگ چھپ کر اور کچھ لوگ کسی کی پناہ لے کر مکہ میں داخل ہوئے، پھر جب مکہ والوں نے اور زیادہ ستانا شروع کیا تو نبی ﷺ نے دوبارہ حبشہ کی طرف ہجرت کی اجازت دی، چنانچہ چھیاسی مردوں نے اور سترہ عورتوں نے دوبارہ حبشہ کی طرف ہجرت کی، یہ ہجرت حبشہ ثانیہ کہلاتی ہے، ہجرت حبشہ اولیٰ کے موقع پر بھی مشرکین مکہ نے مہاجرین کے پیچھے آدمی دوڑائے تھے کہ وہ مہاجرین کو پکڑ کر لائیں، مگر حسن اتفاق سے جب مہاجرین بندرگاہ پہنچے تو دو تجارتی کشتیاں حبشہ جانے کے لئے تیار کھڑی تھیں، انھوں نے پانچ درہم لے کر سب کو سوار کرلیا، جب گرفتار کرنے والے بندرگاہ

پر پہنچے تو کشتیاں روانہ ہو چکی تھیں، اس لئے وہ لوگ نامراد اور ناکام واپس آئے، مشرکین نے اس کو کچھ زیادہ اہمیت نہیں دی، کیونکہ وہ کل سولہ افراد تھے، لیکن ہجرت حبشہ ثانیہ بڑی تعداد نے کی تھی، چنانچہ مکہ والوں نے مشورہ کر کے عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کو نجاشی اور ان کے مقربین کے پاس ہدایا اور تحائف کے ساتھ روانہ کیا کہ وہ مہاجرین کو واپس لائیں، اس کی لمبی تفصیلات ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ نجاشی نے مہاجرین کو دربار میں بلایا، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے بہترین انداز میں اسلامی تعلیمات پیش کیں، نجاشی پر اس کا اچھا اثر ہوا، اور اس نے صاف کہہ دیا کہ میں ان مہاجرین کو تمہارے حوالہ نہیں کر سکتا، اس طرح یہ وفد بھی ناکام آیا، پھر جب مسلمانوں نے اور نبی ﷺ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو یہ مہاجرین حبشہ مدینہ ہجرت کر آئے۔

معلق حدیث: صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ نے فرمایا: میں تمہاری ہجرت گاہ دکھلایا گیا ہوں جو کھجوروں والی سرزمین اور دو سیاہ پتھروں والی پٹیوں کے درمیان ہے، چنانچہ صحابہ نے مدینہ کی طرف ہجرت شروع کی اور جو لوگ حبشہ ہجرت کر کے گئے تھے ان میں سے اکثر مدینہ لوٹ آئے۔ یہ حدیث آگے (نمبر ۳۹۰۵) آرہی ہے اور یہی مضمون حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی ہے جو اس باب کے آخر میں ہے، اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث میں بھی ہے جو آگے غزوۂ خیبر میں (حدیث ۴۲۳۰) آرہی ہے۔

حدیث (۱): پہلے (حدیث ۳۶۹۶) گذری ہے، ولید بن عقبہ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اخیافی بھائی تھا، جس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا گورنر بنایا تھا، اس نے شراب پی کر فجر کی نماز پڑھائی، اس کا معاملہ زیر تحقیق تھا، اس لئے اس پر سزا جاری کرنے میں تاخیر ہو رہی تھی، لوگوں میں چہ می گوئیاں شروع ہوئیں، پس مسور اور عبدالرحمٰن نے عبیداللہ سے کہا: تم اس معاملہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بات کیوں نہیں کرتے؟ یہ لمبی روایت ہے، اس میں یہ مضمون ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے حبشہ کی طرف دو ہجرتیں کی ہیں، اسی مضمون کی مناسبت سے یہ حدیث اس باب میں لائے ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دونوں مرتبہ ہجرت نبی ﷺ کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ کی تھی، حدیث کا ترجمہ پہلے آیا ہے، وہاں دیکھ لیں۔

[۳۷-] بَابُ هِجْرَةِ الْحَبَشَةِ

[۱-] وَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "أُرِيْتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ" فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ، وَرَجَعَ عَامَّةُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ.

[۲-] فِيْهِ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى، وَأَسْمَاءَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[۳۸۷۲-] حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ،

قَالَ: حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ، أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ، وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ قَالاَ لَهُ: مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تُكَلِّمَ خَالَكَ عُثْمَانَ فِي أَخِيْهِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ؟ وَكَانَ أَكْثَرُ النَّاسُ فِيْمَا فَعَلَ بِهِ، قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: فَانْتَصَبْتُ لِعُثْمَانَ حِيْنَ خَرَجَ إِلٰى الصَّلاَ ةِ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ لِيْ إِلَيْكَ حَاجَةً وَهِيَ نَصِيْحَةٌ، فَقَالَ: أَيُّهَا الْمَرْءُ! أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ! فَانْصَرَفْتُ، فَلَمَّا قَضَيْتُ الصَّلاَ ةَ جَلَسْتُ إِلٰى الْمِسْوَرِ وَإِلٰى ابْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ فَحَدَّثْتُهُمَا بِالَّذِيْ قُلْتُ لِعُثْمَانَ وَقَالَ لِيْ، فَقَالاَ: قَدْ قَضَيْتَ الَّذِيْ كَانَ عَلَيْكَ، فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ مَعَهُمَا إِذْ جَاءَ نِيْ رَسُوْلُ عُثْمَانَ فَقَالاَ لِيْ: قَدِ ابْتَلاَكَ اللّٰهُ، فَانْطَلَقْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَا نَصِيْحَتُكَ الَّتِيْ ذَكَرْتَ آنِفًا؟ قَالَ: فَتَشَهَّدْتُ ثُمَّ قُلْتُ: إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صلى الله عليه وسلم، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، وَكُنْتَ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهِ صلى الله عليه وسلم وَآمَنْتَ بِهِ، وَهَاجَرْتَ الْهِجْرَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ، وَصَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَرَأَيْتَ هَدْيَهُ. وَقَدْ أَكْثَرَ النَّاسُ فِيْ شَأْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ، فَحَقٌّ عَلَيْكَ أَنْ تُقِيْمَ عَلَيْهِ الْحَدَّ، فَقَالَ لِيْ: يَا ابْنَ أَخِيْ! أَدْرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَ: قُلْتُ: لاَ، وَلٰكِنْ قَدْ خَلَصَ إِلَيَّ مِنْ عِلْمِهِ مَا خَلَصَ إِلٰى الْعَذْرَاءِ فِيْ سِتْرِهَا، قَالَ: فَتَشَهَّدَ عُثْمَانُ، فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ مُحَمَّدًا صلى الله عليه وسلم بِالْحَقِّ، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، وَآمَنْتُ بِمَا بُعِثَ بِهِ مُحَمَّدٌ صلى الله عليه وسلم، وَهَاجَرْتُ الْهِجْرَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ كَمَا قُلْتَ، وَصَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَبَايَعْتُهُ، وَوَ اللّٰهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلاَ غَشَشْتُهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ، ثُمَّ اسْتَخْلَفَ اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ فَوَ اللّٰهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلاَ غَشَشْتُهُ، ثُمَّ اسْتُخْلِفَ عُمَرُ فَوَ اللّٰهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلاَ غَشَشْتُهُ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ، ثُمَّ اسْتُخْلِفْتُ، أَفَلَيْسَ لِيْ عَلَيْكُمْ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ لَهُمْ عَلَيَّ؟ قَالَ: بَلٰى، قَالَ: فَمَا هٰذِهِ الْأَحَادِيْثُ الَّتِيْ تَبْلُغُنِيْ عَنْكُمْ؟ فَأَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ شَأْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ فَسَنَأْخُذُ فِيْهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ، قَالَ: فَجَلَدَ الْوَلِيْدَ أَرْبَعِيْنَ جَلْدَةً، وَأَمَرَ عَلِيًّا أَنْ يَجْلِدَهُ، وَكَانَ هُوَ يَجْلِدُهُ، وَقَالَ يُوْنُسُ وَابْنُ أَخِيْ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَفَلَيْسَ لِيْ عَلَيْكُمْ مِنَ الْحَقِّ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ لَهُمْ؟[راجع:٣٦٩٦]

دوسری حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۲:٢٦٦) گذری ہے، ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان اور ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ہجرتِ ثانیہ کی تھی اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے دونوں ہجرتیں، انھوں نے حبشہ میں ایک شاندار گرجا دیکھا تھا جس میں تصویریں تھیں، انھوں نے اس گرجا کا تذکرہ کیا، بس اتنا ہی حدیث کا باب سے تعلق ہے۔

تیسری حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ٦:٣٧٣) گذری ہے حضرت سعید بن العاصؓ کی لڑکی أمۃ حضرت زبیر بن العوامؓ

کے نکاح میں تھیں، ان سے خالد لڑکا پیدا ہوا، اس کی وجہ سے ان کی کنیت ام خالد تھی، وہ اپنے والد کے ساتھ حبشہ ہجرت کر کے گئیں، جب ان کے والد حبشہ سے ہجرت کر کے مدینہ آئے تو وہ بچی تھیں، نبی ﷺ نے ان کو ایک ریشمی کپڑا پہنایا، جس میں پھول بوٹے تھے، نبی ﷺ نے پھول بوٹوں کو ہاتھ لگایا اور فرمایا: سَنَاہْ! سَنَاہْ!: (گڈ گڈ!)

چوتھی حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۳: ۵۲۰) گذری ہے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہجرت حبشہ ثانیہ سے مدینہ منورہ لوٹ کر آئے تو یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک مرتبہ وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپؐ نماز پڑھ رہے تھے، انھوں نے سلام کیا، آپؐ نے جواب نہیں دیا، نماز سے فارغ ہو کر جواب دیا، بس حدیث کی باب سے اتنی ہی مناسبت ہے۔

پانچویں حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۶: ۴۲۲) گذری ہے، حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدینہ کے لئے چلے، کشتی راستہ بھٹک گئی اور حبشہ پہنچ گئی، پھر وہاں سے انھوں نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت کی، اس طرح ان کے لئے بھی دو ہجرتیں ہوئیں، ایک حبشہ کی طرف دوسری مدینہ کی طرف۔

[۳۸۷۳-] حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی، قَالَ: حَدَّثَنَا یَحْیٰی، عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ أَبِیْ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أُمَّ حَبِیْبَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَکَرَتَا کَنِیْسَةً رَأَیْنَهَا بِالْحَبَشَةِ، فِیْهَا تَصَاوِیْرُ، فَذَکَرَتَا لِلنَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم، فَقَالَ: "إِنَّ أُوْلٰئِكَ إِذَا کَانَ فِیْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلٰی قَبْرِهِ مَسْجِدًا، وَصَوَّرُوْا فِیْهِ تِیْكَ الصُّوَرَ، أُوْلٰئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ"

[۳۸۷۴-] حدثنا الْحُمَیْدِیُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ السَّعِیْدِ السَّعِیْدِیُّ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدٍ، قَالَتْ: قَدِمْتُ مِنْ أَرْضِ الْحَبَشَةِ وَأَنَا جُوَیْرِیَةٌ، فَکَسَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم خَمِیْصَةً لَهَا أَعْلَامٌ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم یَمْسَحُ الْأَعْلَامَ بِیَدِهِ وَیَقُوْلُ: "سَنَاهْ سَنَاهْ" قَالَ الْحُمَیْدِیُّ: یَعْنِیْ حَسَنٌ حَسَنٌ. [راجع: ۳۰۷۱]

[۳۸۷۵-] حدثنا یَحْیَی بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ سُلَیْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِیْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: کُنَّا نُسَلِّمُ عَلَی النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم وَهُوَ یُصَلِّیْ فَیَرُدُّ عَلَیْنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِیِّ سَلَّمْنَا عَلَیْهِ فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیْنَا، قُلْنَا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا کُنَّا نُسَلِّمُ عَلَیْكَ فَتَرُدُّ عَلَیْنَا، قَالَ: "إِنَّ فِی الصَّلَاةِ شُغْلًا" فَقُلْتُ لِإِبْرَاهِیْمَ: کَیْفَ تَصْنَعُ أَنْتَ؟ قَالَ: أَرُدُّ فِیْ نَفْسِیْ. [راجع: ۱۱۹۹]

[۳۸۷۶-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا بُرَیْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِیْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِیْ مُوْسَی، قَالَ: بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم وَنَحْنُ بِالْیَمَنِ، فَرَکِبْنَا سَفِیْنَةً فَأَلْقَتْنَا سَفِیْنَتُنَا إِلَی النَّجَاشِیِّ بِالْحَبَشَةِ، فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِیْ طَالِبٍ، فَأَقَمْنَا مَعَهُ حَتّٰی قَدِمْنَا، فَوَافَقْنَا النَّبِیَّ صلی الله علیه وسلم حِیْنَ افْتَتَحَ خَیْبَرَ، فَقَالَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم: "لَکُمْ أَنْتُمْ یَا أَهْلَ السَّفِیْنَةِ هِجْرَتَانِ" [راجع: ۳۱۳۶]

قوله: فقلتُ لإبراهيم: سلیمان اعمش ؒ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے پوچھا: اگر کوئی نماز میں سلام کرے تو آپ کیا کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا: میں دل میں جواب دیتا ہوں (اور اشارہ سے جواب دے تو بھی نماز فاسد نہیں ہوگی)

بَابُ مَوْتِ النَّجَّاشِيِّ

نجاشی رحمہ اللہ کی وفات

یہ باب الشیئُ بالشیئِ یُذْکر کے قبیل سے ہے، ترتیب زمانی کے اعتبار سے اس باب کا یہاں موقع نہیں، کیونکہ نجاشی رحمہ اللہ کی وفات سن ۹ ہجری میں ہوئی ہے، مگر چونکہ ہجرت حبشہ کا ذکر آیا تو نجاشی رحمہ اللہ کی موت کا تذکرہ بھی کر دیا۔

نجاشی: حبشہ کے بادشاہوں کا لقب تھا، جیسے فارس کے بادشاہوں کا لقب کسری، مصر کے بادشاہوں کا لقب فرعون، روم کے بادشاہوں کا لقب قیصر اور ترک کے بادشاہوں کا لقب خاقان تھا۔ نبی ﷺ کے زمانہ میں دو نجاشیوں نے حبشہ پر حکومت کی ہے، پہلے نجاشی کا نام اصحمۃ بن ابجر تھا، یہ مسلمان ہوئے ہیں، مگر اپنی قوم سے اپنا ایمان چھپایا، جب ان کا انتقال ہوا تو نبی ﷺ کو وحی سے معلوم ہوا، آپؐ نے فرمایا: آج ایک نیک آدمی کا انتقال ہوگیا، پس اٹھو اور اپنے بھائی اصحمہ کا جنازہ پڑھو، چنانچہ صحابہ اٹھے اور سب نے نبی ﷺ کے پیچھے صفیں بنائیں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ دوسری یا تیسری صف میں تھے، نماز جنازہ میں نبی ﷺ نے چار تکبیریں کہیں، اور یہ جنازہ شہر سے نکل کر عیدگاہ کے میدان میں پڑھا گیا تھا، پھر ان کے بعد جو دوسرا نجاشی آیا اس کو نبی ﷺ نے دعوتِ اسلام کا خط لکھا، اور حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کے ہاتھ روانہ کیا، مگر وہ مسلمان نہیں ہوا، اور باب کی تمام حدیثیں پہلے آچکی ہیں اور غائبانہ نماز جنازہ کا مسئلہ (تحفۃ القاری ۳: ۵۶۷) میں آیا ہے۔

[۳۸-] بَابُ مَوْتِ النَّجَّاشِيِّ

[۳۸۷۷-] حدثنا أَبُوْ الرَّبِيْعِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم حِيْنَ مَاتَ النَّجَّاشِيُّ: "مَاتَ الْيَوْمَ رَجُلٌ صَالِحٌ فَقُوْمُوْا فَصَلُّوْا عَلٰى أَخِيْكُمْ أَصْحَمَةَ"[راجع: ۱۳۱۷]

[۳۸۷۸-] حدثنا عَبْدُ الْأَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، أَنَّ عَطَاءً حَدَّثَهُمْ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم صَلّٰى عَلَى النَّجَّاشِيِّ فَصَفَّنَا وَرَاءَهُ فَكُنْتُ فِي الصَّفِّ الثَّانِيْ أَوِ الثَّالِثِ.[راجع: ۱۳۱۷]

[۳۸۷۹-] حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، عَنْ سَلِيْمِ بْنِ حَيَّانَ، قَالَ:

حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ مِيْنَاءَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم صَلّٰی عَلٰی أَصْحَمَةَ النَّجَّاشِیِّ فَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا، تَابَعَهُ عَبْدُ الصَّمَدِ. [راجع: ۱۳۱۷]

[۳۸۸۰-] حدثنا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِیْ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَابْنُ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، أَخْبَرَهُمَا: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم نَعَی لَهُمُ النَّجَّاشِیَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ فِی الْيَوْمِ الَّذِیْ مَاتَ فِيْهِ، وَقَالَ: "اسْتَغْفِرُوْا لِأَخِيْكُمْ"[راجع: ۱۲۴۵]

[۳۸۸۱-] وَعَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، أَخْبَرَهُمْ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم صَفَّ بِهِمْ فِی الْمُصَلّٰی، فَصَلّٰی عَلَيْهِ، وَكَبَّرَ أَرْبَعًا. [راجع: ۱۲۴۵]

بَابُ تَقَاسُمِ الْمُشْرِكِيْنَ عَلَى النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم

مشرکوں نے نبی ﷺ کا بائکاٹ کیا

تَقَاسُم: (تفاعل) لوگوں کا باہم قسمیں کھانا۔ باب کا ترجمہ: مشرکین کا نبی ﷺ کے خلاف باہم قسمیں کھانا۔ جب عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ کی سفارت حبشہ سے ناکام آئی اور قریش کو معلوم ہوا کہ نجاشی رحمہ اللہ نے مہاجرین کا بہت اکرام کیا ہے، ادھر حضرت حمزہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما اسلام لے آئے، جس سے کافروں کا زور ٹوٹ گیا اور دعوتِ اسلام پھیلنی شروع ہوئی اور مسلمانوں کی تعداد بڑھنے لگی تو تمام قبائل قریش نے خیف (میدان) بنی کنانہ میں ایک میٹنگ کی اور سب نے متفقہ طور پر تحریری معاہدہ لکھا اور نبی ﷺ کا اور آپؐ کے تمام حامیوں کا بائکاٹ کر دیا کہ کوئی بنو ہاشم سے نکاح نہ کرے، نہ کوئی ان سے میل جول رکھے، جب تک بنو ہاشم نبی ﷺ کو قتل کے لئے قریش کے حوالہ نہ کریں، یہ تحریر اندرونِ کعبہ آویزاں کی گئی، ابو طالب نے مجبور ہو کر خاندان بنو ہاشم کے ساتھ شعب ابی طالب میں پناہ لی، اس بائکاٹ میں بنو المطلب نے آپ کا ساتھ دیا، مسلمانوں نے دین کی وجہ سے اور کافروں نے نسبی تعلق کی وجہ سے، صرف آپؐ کا چچا ابو لہب اس میں شریک نہیں ہوا، یہ بائکاٹ تین سال تک رہا، اس عرصہ میں ان لوگوں پر کیا گذری اس کا اندازہ ہر شخص کر سکتا ہے، آج کل امریکہ بعض ملکوں پر پابندی لگاتا ہے، بچے بلک بلک کر جان دیدیتے ہیں، نہ ان کو دودھ میسر آتا ہے نہ دوائیاں، ایسا ہی کچھ حال بنو ہاشم اور بنو مطلب کا ہو گیا تھا، پھر بعض نیک دل مشرکین نے کوشش کی کہ بائکاٹ ختم ہو، اور نبی ﷺ نے خبر دی کہ جو معاہدہ لکھ کر کعبہ میں لٹکایا گیا تھا اس کو دیمک نے چاٹ لیا ہے، صرف **باسمك اللّٰهم** باقی رہ گیا ہے، ابو طالب نے قریش سے کہا: میرے بھتیجے نے مجھے یہ خبر دی ہے، چنانچہ اس پر بات ٹھہری کہ صحیفہ دیکھا جائے، دیکھا تو صحیفہ کو دیمک نے چاٹ کر کالعدم کر دیا تھا، اس طرح سن ۱۰ ہجری میں ہجرت سے تین سال پہلے نبی ﷺ شعب ابی طالب سے

باہر نکلے اور باب میں صرف ایک روایت ہے: جب نبی ﷺ نے حنین کی طرف پیش قدمی کا ارادہ کیا تو فرمایا: ''ہم آئندہ کل ان شاء اللہ بنو کنانہ کے میدان میں اتریں گے، جہاں انھوں نے کفر پر باہم قسمیں کھائی تھیں''

فائدہ: روایات میں اختلاف ہے کہ آپؐ نے یہ بات کب فرمائی تھی؟ پہلے کتاب الحج میں یہ روایت گذری ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر جب آپؐ نے مکہ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو یہ فرمایا تھا، اور فتح مکہ کے بعد فوراً غزوۂ حنین پیش آیا ہے، پس حِیْنَ أَرَادَ حُنَیْن کہنا درست ہے، مگر پہلے یہ روایت بھی آئی ہے کہ آپؐ نے حجۃ الوداع میں بارہ تاریخ کو منیٰ میں یہ بات فرمائی تھی کہ ہم آئندہ کل خیف بنی کنانہ میں جس کا دوسرا نام محصّب ہے پڑاؤ ڈالیں گے، میرے نزدیک یہ واقعہ کے متعلقات کا اختلاف ہے، اس کو زیادہ اہمیت نہیں دینی چاہئے۔

[۳۹-] بَابُ تَقَاسُمِ الْمُشْرِکِیْنَ عَلٰی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم

[۳۸۸۲-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ إِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حِیْنَ أَرَادَ حُنَیْنًا: ''مَنْزِلُنَا غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِخَیْفِ بَنِیْ کِنَانَةَ حَیْثُ تَقَاسَمُوْا عَلٰی الْکُفْرِ''[راجع: ۱۵۸۹]

بَابُ قِصَّةِ أَبِیْ طَالِبٍ

ابوطالب کا واقعہ

یہ باب بھی الشیئُ بِالشیئِ یُذْکر کے قبیل سے ہے، پچھلے باب میں بائکاٹ کا ذکر آیا ہے جو مسلسل تین سال تک چلا، اس میں اہم کردار نبی ﷺ کے سرپرست اور چچا ابوطالب کا تھا، اس لئے یہ باب لائے ہیں، شعب ابی طالب سے نکلنے کے چند روز بعد رمضان یا شوال سن ۱۰ نبوی میں ابوطالب نے انتقال کیا، پھر تین یا پانچ دن کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انتقال کیا، اس لئے یہ سال حزن وملال کا سال کہلاتا ہے۔

اور باب میں پہلی روایت یہ ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے عرض کیا: آپؐ اپنے چچا کے کیا کام آئے، وہ آپؐ کے حامی اور مددگار تھے؟ آپؐ نے فرمایا: ''وہ ٹخنوں تک آگ میں ہیں، اگر میں سفارش نہ کرتا تو جہنم کی تہہ میں ہوتے''

تشریح: ہدایت کا معاملہ بھی عجیب ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں، کوئی بندہ کسی کو ہدایت نہیں دے سکتا، حضرت نوح علیہ السلام اپنے بیٹے کنعان کو ہدایت نہیں دے سکے، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آذر کو ہدایت نہیں دے سکے، اور نبی ﷺ نے بھی آخر وقت تک کوشش کی، مگر چچا کو ہدایت نصیب نہیں ہوئی۔

حدیث (۲): مسیّب بن حُزن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب ابو طالب مرنے لگے تو نبی ﷺ ان کے پاس گئے، اس وقت ان کے پاس ابو جہل بیٹھا تھا، آپؐ نے فرمایا: چچا! لا إلٰه إلاَّ الله کہہ لو، یہ ایسا کلمہ ہے جس کے ذریعہ میں آپ کے لئے اللہ کے یہاں لڑونگا یعنی آپ کی بخشش کراؤں گا، ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ نے کہا: اے ابو طالب! کیا تم عبدالمطلب کی ملت کو چھوڑ دوگے؟ (نبی ﷺ بار بار ابو طالب کو ایمان کی دعوت دیتے رہے) اور وہ دونوں برابر ابو طالب سے یہی بات کہتے رہے، یہاں تک کہ جو آخری بات ان کی زبان سے نکلی وہ یہ تھی کہ وہ عبدالمطلب کے دین پر ہیں (یہ کہہ کر ابو طالب مرگئے) پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں برابر آپ کے لئے دعائے مغفرت کرتا رہوں گا جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے منع نہیں کیا جائے گا، چنانچہ سورۃ التوبہ کی آیت ۱۱۳ نازل ہوئی: ''پیغمبر اور مسلمانوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لئے دعائے مغفرت کریں، اگرچہ ان کے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں، جب کہ یہ ظاہر ہوگیا کہ وہ لوگ دوزخی ہیں، کیونکہ کفر پر مرے ہیں'' اور سورۃ القصص کی آیت ۵۶ نازل ہوئی: ''آپؐ جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں''

اور باب کی آخری حدیث یہ ہے کہ نبی ﷺ کی مجلس میں آپؐ کے چچا ابو طالب کا ذکر آیا، آپؐ نے فرمایا: شاید نفع پہنچائے ان کو میری سفارش قیامت کے دن، پس وہ تھوڑی آگ میں ہوں، جو ان کے ٹخنوں کو پہنچے، کھولے گا اس سے ان کا دماغ!

تشریح: علامہ سہیلیؒ نے لکھا ہے کہ ابو طالب سر سے پیر تک نبی ﷺ کی نصرت وحمایت میں غرق تھے، صرف پیر اسلام کے بجائے عبدالمطلب کے دین پر تھے، اس لئے عذاب پیروں پر مسلط کیا جائے گا۔

فائدہ: کچھ لوگ ابو طالب کا ایمان ثابت کرنا چاہتے ہیں، وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت سے استدلال کرتے ہیں، مرتے وقت ابو طالب کے ہونٹ ہلے، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کان لگا کر سنا تو وہ کلمہ پڑھ رہے تھے، یہ روایت ضعیف اور منقطع ہے اور باب کی پہلی روایت حضرت عباس رضی اللہ عنہ ہی کی ہے، اس سے یہ ضعیف روایت متعارض نہیں ہوسکتی۔

[٤٠-] بَابُ قِصَّةِ أَبِیْ طَالِبٍ

[٣٨٨٣-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، قَالَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: مَا أَغْنَيْتَ عَنْ عَمِّكَ فَوَ اللّٰهِ كَانَ يَحُوْطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ؟ قَالَ: هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ، وَلَوْلاَ أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ"[انظر: ٦٢٠٨، ٦٥٧٢]

[٣٨٨٤-] حدثنا مَحْمُوْدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّ أَبَا طَالِبٍ لَمَّا حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ دَخَلَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَعِنْدَهُ أَبُوْ جَهْلٍ، فَقَالَ: " أَيْ عَمِّ! قُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، كَلِمَةً أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ" فَقَالَ أَبُوْ جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ أُمَيَّةَ: يَا أَبَا طَالِبٍ! تَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَلَمْ يَزَالَا يُكَلِّمَاهُ حَتَّى قَالَ آخِرَ شَيْءٍ كَلَّمَهُمْ بِهِ: عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلَبِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ" فَنَزَلَتْ ﴿مَاكَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا أَنْ يَسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْا أُوْلِيْ قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيْمِ﴾ وَنَزَلَتْ ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ أَحْبَبْتَ﴾ [راجع: ١٣٦٠]

[٣٨٨٥-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، وَذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ، فَقَالَ: " لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُجْعَلُ فِيْ ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ يَغْلِيْ مِنْهُ دِمَاغُهُ" [انظر: ٦٥٦٤]

حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ، وَالدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ يَزِيْدَ بِهٰذَا، وَقَالَ: " تَغْلِيْ مِنْهُ أُمُّ دِمَاغِهِ"

بَابُ حَدِيْثِ الإِسْرَاءِ

رات میں مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک کا سفر

جب حامی اور مددگار چچا ابو طالب اور غمگسار اہلیہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا چل بسے، تو آپؐ کی کمر ٹوٹ گئی اور آپؐ طائف تشریف لے گئے، مگر وہاں سے کوئی حوصلہ افزا جواب نہیں ملا، پس اللہ تعالیٰ نے اسراء اور معراج کی نعمت سے سرفراز فرمایا، آپؐ کو مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک پھر مسجد اقصیٰ سے آسمانوں کے اوپر تک اسی جسم اور روح کے ساتھ بحالت بیداری ایک ہی شب میں سیر کرائی۔ پہلا سفر 'اسراء' اور دوسرا 'معراج' کہلاتا ہے مگر عرف میں دونوں کو اسراء بھی اور معراج بھی کہتے ہیں، مگر امام بخاری رحمہ اللہ علاحدہ علاحدہ دو باب لائے ہیں، اسراء کا ذکر سورہ بنی اسرائیل کی پہلی آیت میں ہے اور معراج کا تذکرہ حدیثوں میں ہے۔

ارشادِ پاک ہے: ﴿سُبْحَانَ الَّذِيْ أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلاً مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الأَقْصٰى الَّذِيْ بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾:

ترجمہ: اس اللہ کے لئے پاکی ہے جو اپنے خاص بندے (محمد ﷺ) کو ایک رات میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک لے گئے، جس کے اردگرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں، تا کہ ہم اس بندے کو اپنی کچھ نشانیاں دکھائیں، بیشک وہ خوب سننے والے،

خوب دیکھنے والے ہیں۔

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: جب قریش نے مجھے جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہوا، پس اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بیت المقدس کو منکشف کیا، چنانچہ میں ان کو بیت المقدس کی نشانیاں بتلانے لگا، درانحالیکہ میں اس کو دیکھ رہا تھا۔

تشریح: اس سے معلوم ہوا کہ اسراء کا واقعہ بیداری میں پیش آیا تھا، اگر محض خواب ہوتا تو مشرکین تکذیب نہ کرتے، کیونکہ خواب تو اس سے بھی عجیب دیکھا جاسکتا ہے اور مشرکین کا آپؐ سے بیت المقدس کی نشانیاں معلوم کرنا اور قافلوں کے احوال دریافت کرنا دلیل ہے کہ یہ واقعہ بیداری میں پیش آیا تھا، یہی جمہور کی رائے ہے، البتہ دو تین صحابہ اس کو خواب کا واقعہ کہتے ہیں، اس کی تفصیل اگلے باب کی آخری حدیث میں ہے۔

فائدہ: معراج کا واقعہ کب پیش آیا؟ اس سلسلہ میں ماہ، تاریخ اور دن، سب میں اختلاف ہے، سن میں چار قول ہیں: ۵ نبوی، ۶ نبوی، ۱۱ نبوی اور ۱۲ نبوی اور مہینہ کے بارے میں پانچ قول ہیں: ماہ ربیع الاول، ربیع الآخر، رجب، رمضان اور شوال، اور تاریخ کے بارے میں دو قول ہیں: ۱۷ اور ۲۷ اور دن کے بارے میں تین قول ہیں: بار کی رات، جمعہ کی رات اور پیر کی رات، اور لوگوں میں مشہور یہ ہے کہ معراج کا واقعہ ہجرت سے ایک سال پہلے ۲۷ رجب کی شب میں پیش آیا۔ واللہ اعلم

[٤١-] بَابُ حَدِيْثِ الإِسْرَاءِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿سُبْحَانَ الَّذِىْ أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلاً مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلٰى الْمَسْجِدِ الأَقْصٰى﴾

[٣٨٨٦-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِىْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّـهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، يَقُوْلُ: "لَمَّا كَذَّبَنِىْ قُرَيْشٌ قُمْتُ فِى الْحِجْرِ، فَجَلَّى اللّٰهُ لِىْ بَيْتَ الْمَقْدِسِ، فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ" [انظر: ٤٧١٠]

بَابُ الْمِعْرَاجِ

بیت المقدس سے آسمانوں سے اوپر تک کی سیر

معراج کی روایتیں متواتر ہیں، علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے پچیس صحابہ کرام کے نام لکھے ہیں جن سے معراج کی حدیثیں مروی ہیں، اور آخر میں لکھا ہے: "معراج کی حدیثوں پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے اور ملحدوں اور زندیقوں نے ان سے اعراض کیا ہے" سیوطی رحمہ اللہ نے درمنثور میں اور ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں ان سب روایات کو ذکر کیا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ ایک روایت ذکر کرتے ہیں، یہ روایت پہلے تین جگہ مختصر آئی ہے، یہاں مفصل ہے۔

[٤٢-] بَابُ الْمِعْرَاجِ

[٣٨٨٧-] حدثنا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيىَ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ: أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهَ صلى الله عليه وسلم حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةٍ أُسْرِىَ بِهِ:" بَيْنَمَا أَنَا فِي الْحَطِيْمِ - وَرُبَّمَا قَالَ: فِي الْحِجْرِ- مُضْطَجِعًا إِذْ أَتَانِيْ آتٍ فَقَدَّ- قَالَ: وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: فَشَقَّ- مَا بَيْنَ هٰذِهِ إِلٰى هٰذِهِ" فَقُلْتُ لِلْجَارُوْدِ وَهُوَ إِلٰى جَنْبِىْ: مَا يَعْنِىْ بِهِ؟ قَالَ: مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهِ إِلٰى شِعْرَتِهِ - وَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: مِنْ قَصِّةِ إِلٰى شِعْرَتِهِ- "فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِىْ ثُمَّ أُتِيْتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوْءَ ةٍ إِيْمَانًا، فَغُسِلَ قَلْبِىْ ثُمَّ حُشِىَ، ثُمَّ أُعِيْدَ.

ترجمہ: مالک بن صعصعہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نبی ﷺ نے صحابہ سے بیان کیا، اس رات کا حال جس میں آپؐ کو اسراء ومعراج میں لے جایا گیا (فرمایا:) دریں اثناء کہ میں حطیم میں ـــــ اور کبھی انھوں نے کہا: حجر میں (دونوں ایک ہیں) ـــــ لیٹا ہوا تھا، اچانک میرے پاس ایک آنے والا آیا، پس اس نے لمبائی میں کاٹا (قَدَّ اور شقَّ کے ایک معنی ہیں) اس کو جو اس کے درمیان اس تک ہے (قتادہؒ کہتے ہیں) پس میں نے جارود بن ابی سبرہ سے پوچھا، درانحالیکہ وہ میرے پہلو میں تھے: هذه اور هذه سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے کہا: سینہ کے بالائی حصہ میں گھڑے سے لے کر ناف کے بالوں تک مراد ہے اور میں نے ان کو من قصه إلى شعرته کہتے ہوئے بھی سنا (اس کا بھی وہی مطلب ہے) پس اس نے میرا دل نکالا، پھر میں ایک سونے کا تھال لایا گیا، جو ایمان سے بھرا ہوا تھا، پھر میرا دل دھویا گیا، پھر وہ دل بھرا گیا پھر وہ اپنی جگہ لوٹا دیا گیا۔

"ثُمَّ أُتِيْتُ بِدَابَّةٍ دُوْنَ الْبَغَلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ أَبْيَضَ" فَقَالَ لَهُ الْجَارُوْدُ: هُوَ الْبُرَاقُ يَا أَبَا حَمْزَةَ؟ قَالَ أَنَسٌ: نَعَمْ "يَضَعُ خَطْوَهُ عِنْدَ أَقْصَى طَرْفِهِ، فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ، فَانْطَلَقَ بِىْ جِبْرِيْلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ، فَقِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرَئِيْلُ، قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيْلَ: وَقَدْ أُرْسَلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهِ! فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ! فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا فِيْهَا آدَمُ، فَقَالَ: هٰذَا أَبُوْكَ آدَمُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلاَمَ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالاِبْنِ الصَّالِحِ، وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ.

ثُمَّ صَعِدَ بِىْ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرَئِيْلُ، قِيْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيْلَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعْمَ الْمَجِيْءُ جَاءَ! فَفُتِحَ: فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يَحْيىَ وَعِيْسَى، وَهُمَا ابْنَا الْخَالَةِ، قَالَ: هٰذَا يَحْيىَ وَعِيْسٰى فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا، فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا، ثُمَّ قَالاَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ.

ثُمَّ صَعِدَ بِیْ إِلٰی السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَاسْتَفْتَحَ، قِیْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرَئِیْلُ، قِیْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِیْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَیْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِیْلَ: مَرْحَبًا بِهِ! فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ! فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا یُوْسُفَ، قَالَ: هٰذَا یُوْسُفُ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ، فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ.

ثُمَّ صَعِدَ بِیْ حَتّٰی أَتَی السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِیْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرَئِیْلُ، قِیْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِیْلَ: أَوَ قَدْ أُرْسِلَ إِلَیْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِیْلَ: مَرْحَبًا بِهِ! فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ! فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا إِدْرِیْسُ، قَالَ: هٰذَا إِدْرِیْسُ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ، فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ، وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ.

ثُمَّ صَعِدَ بِیْ حَتّٰی أَتَی السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِیْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرَئِیْلُ، قِیْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِیْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَیْهِ، قَالَ: نَعَمْ، قِیْلَ: مَرْحَبًا بِهِ! فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ! فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا هَارُوْنُ، قَالَ: هٰذَا هَارُوْنُ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ، فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ.

ثُمَّ صَعِدَ بِیْ حَتّٰی أَتَی السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِیْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرَئِیْلُ، قِیْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِیْلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَیْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مَرْحَبًا بِهِ! فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ! فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا مُوْسَی، قَالَ: هٰذَا مُوْسَی فَسَلِّمْ عَلَیْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَرَدَّ ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ.

فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ بَکَی، قِیْلَ لَهُ: مَا یُبْکِیْكَ؟ قَالَ: أَبْکِیْ لِأَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِیْ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهِ أَکْثَرُ مِمَّنْ یَدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِیْ.

ثُمَّ صَعِدَ بِیْ إِلٰی السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرَئِیْلُ، فَقِیْلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرَئِیْلُ، قِیْلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِیْلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَیْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مَرْحَبًا بِهِ! فَنِعْمَ الْمَجِیْءُ جَاءَ! فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا إِبْرَاهِیْمُ، قَالَ: هٰذَا أَبُوْكَ فَسَلِّمْ عَلَیْهِ، قَالَ: فَسَلَّمْتُ عَلَیْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ، قَالَ: مَرْحَبًا بِالْإِبْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِیِّ الصَّالِحِ!

ترجمہ: پھر میرے پاس ایک چوپایہ لایا گیا، جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا سفید جانور تھا، پس جارودؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اے ابوحمزہ! وہ براق ہے؟ حضرت انسؓ نے کہا: ہاں، رکھتا تھا وہ اپنا پیر اپنی نگاہ کے آخری حدتک (بُراقُ برق سے ہے، جس کے معنی ہیں: بجلی اور اس سواری کو براق اس کی برق رفتاری کی وجہ سے کہا گیا ہے، یہ سواری جنت سے لائی گئی تھی اور یہ جو مشہور ہے کہ اس کا چہرہ عورت جیسا اور جسم گھوڑے جیسا تھا وہ محض بے اصل بات ہے) پس میں اس پر سوار کیا گیا، پس مجھے جبرئیل علیہ السلام لے کر چلے، یہاں تک کہ سماء دنیا پر پہنچے (یہاں روایت میں اختصار ہے، آپؐ اس پر سوار ہو کر بیت المقدس پہنچے تھے اور اس کو اس کنڈے سے باندھ دیا تھا جس سے انبیاء اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے، پھر

آپ ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے، اس وقت مسجدِ اقصیٰ منہدم کردی گئی تھی، مگر پوری ختم نہیں ہوئی تھی، محراب باقی تھی، صخرہ اپنی جگہ پر تھا، اور باقی مسجد کو (کوڑا) بنادیا گیا تھا، آپ ﷺ نے وہاں محراب میں تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں پڑھیں، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کو لے کر آسمان کی طرف چڑھے) پس دروازہ کھلوایا، اندر سے پوچھا گیا: کون ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: میں جبرئیلؑ ہوں، پوچھا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا: محمد ﷺ ہیں، دریافت کیا گیا: کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: ہاں ان کو بلایا گیا ہے، کہا گیا: محمد ﷺ کو خوش آمدید! پس آنے والا بہترین آنے والا ہے! پھر دروازہ کھول دیا گیا، پس جب میں پہنچا تو اچانک پہلے آسمان میں آدم علیہ السلام تھے، جبرئیلؑ نے کہا: یہ آپ ﷺ کے ابا آدم علیہ السلام ہیں، آپ ﷺ ان کو سلام کریں، میں نے ان کو سلام کیا، انھوں نے جواب دیا، پھر انھوں نے کہا: نیک بیٹے اور نیک نبی کو خوش آمدید! پھر جبرئیل علیہ السلام چڑھے، یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھلوایا، پوچھا گیا: کون ہے؟ جواب دیا: جبرئیلؑ، پوچھا گیا آپ کے ساتھ کون ہے؟ جواب دیا: محمد ﷺ، پوچھا گیا: کیا اور ان کو بلایا گیا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: ہاں، کہا گیا: ان کو خوش آمدید! پس بہترین آنے والا آیا ہے! پھر دروازہ کھول دیا، پس جب میں پہنچا تو اچانک یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام تھے اور وہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں، جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام ہیں، آپ ﷺ ان دونوں کو سلام کریں، میں نے سلام کیا، انھوں نے جواب دیا، پھر دونوں نے کہا: نیک بھائی اور نیک نبی خوش آمدید! پھر جبرئیل علیہ السلام مجھے لے کر تیسرے آسمان پر چڑھے اور دروازہ کھلوایا، وہاں بھی اسی طرح سے سوال وجواب ہوئے، پس جب میں پہنچا تو اچانک یوسف علیہ السلام تھے، آپ ﷺ نے ان کو سلام کیا، انھوں نے خوش آمدید کہا، پھر جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کو لے کر چوتھے آسمان پر چڑھے، اور دروازہ کھلوایا، وہاں بھی یہی سوال وجواب ہوئے، پس جب میں ادریس علیہ السلام کے پاس پہنچا تو جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ ادریس علیہ السلام ہیں ان کو سلام کریں، میں نے سلام کیا، انھوں نے جواب دیا اور خوش آمدید کہا، پھر جبرئیل علیہ السلام مجھے لے کر پانچویں آسمان پر چڑھے، وہاں بھی یہی سوال وجواب ہوئے، پس جب میں پہنچا تو اچانک ہارون علیہ السلام تھے، جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ ہارون علیہ السلام ہیں، ان کو سلام کریں، میں نے سلام کیا، انھوں نے جواب دیا اور خوش آمدید کہا، پھر جبرئیل علیہ السلام مجھے لے کر چھٹے آسمان پر چڑھے، وہاں بھی یہی سوال وجواب ہوئے، پس جب میں پہنچا تو اچانک موسیٰ علیہ السلام تھے، جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں، آپ ﷺ ان کو سلام کریں، میں نے سلام کیا، انھوں نے جواب دیا اور خوش آمدید کہا، پھر جب میں آگے بڑھا تو موسیٰ علیہ السلام روئے، ان سے پوچھا گیا: آپ کیوں روئے؟ انھوں نے کہا: میں اس وجہ سے رویا کہ ایک لڑکا میرے بعد مبعوث کیا گیا، اس کی امت میں سے جنت میں داخل ہونگے زیادہ ان لوگوں سے جو میری امت میں سے جنت میں داخل ہونگے، یعنی اپنی امت کی حرماں نصیبی پر روئے! پھر جبرئیل علیہ السلام مجھے لے کر ساتویں آسمان پر چڑھے، وہاں بھی یہی سوال وجواب ہوئے، پس جب میں پہنچا تو اچانک ابراہیم علیہ السلام تھے، جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ آپ ﷺ کے ابا

ہیں، ان کو سلام کریں، میں نے سلام کیا، انھوں نے جواب دیا اور خوش آمدید کہا۔

ثُمَّ رُفِعْتُ إِلٰى سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى، فَإِذَا نَبِقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ، وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيَلَةِ، قَالَ: هٰذِهِ سِدْرَةُ الْمُنْتَهٰى، وَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ: نَهْرَانِ بَاطِنَانِ وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ، فَقُلْتُ: مَا هٰذَانِ يَا جِبْرَئِيْلُ؟ قَالَ: أَمَّا الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ، وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيْلُ وَالْفُرَاتُ، ثُمَّ رُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُوْرُ، ثُمَّ أُتِيْتُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ، وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ، وَإِنَاءٍ مِنْ عَسَلٍ، فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَقَالَ: هِيَ الْفِطْرَةُ الَّتِيْ أَنْتَ عَلَيْهَا وَأُمَّتُكَ.

ترجمہ: پھر میں اٹھایا گیا سدرۃ المنتہیٰ تک یعنی اس تک پہنچایا گیا، پس اچانک اس کے بیر ہجر مقام کے مٹکوں جیسے تھے اور اچانک اس کے پتے ہاتھی کے کان کے برابر تھے، جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ باڈر کی بیری ہے اور اچانک چار نہریں تھیں، دو باطنی اور دو ظاہری، پس میں نے پوچھا: اے جبرئیلؑ! یہ نہریں کیا ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: باطنی نہریں جنت میں جارہی ہیں، اور ظاہری نہریں نیل اور فرات ہیں، پھر میرے لئے بیت معمور اٹھایا گیا یعنی منکشف کیا گیا، اور میرے پاس شراب کے برتن، دودھ کے برتن اور شہد کے برتن لائے گئے، میں نے دودھ لے لیا، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ فطرت (دین اسلام) ہے، آپؐ اور آپؐ کی امت اس پر رہیں گی۔

ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلَوَاتُ خَمْسِيْنَ صَلاَةً كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى، فَقَالَ: بِمَا أُمِرْتَ؟ قَالَ: أُمِرْتُ بِخَمْسِيْنَ صَلاَةً كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسِيْنَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ، وَعَالَجْتُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ، فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِأُمَّتِكَ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى، فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّيْ عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مِثْلَهُ فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ فَأُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلِّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ إِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ: بِمَا أُمِرْتَ؟ قُلْتُ: أُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلِّ يَوْمٍ، قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيْعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، وَإِنِّيْ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ، وَعَالَجْتُ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ، فَارْجِعْ إِلٰى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيْفَ لِأُمَّتِكَ، قَالَ: سَأَلْتُ رَبِّيْ حَتّٰى اسْتَحْيَيْتُ، وَلٰكِنْ أَرْضٰى وَأُسَلِّمُ، قَالَ: فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادَانِيْ مُنَادٍ: أَمْضَيْتُ فَرِيْضَتِيْ وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِيْ" [راجع: ۳۲۰۷]

ترجمہ: پھر مجھ پر روزانہ پچاس نمازیں فرض کی گئیں، پس میں لوٹا اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا، انھوں نے پوچھا: کس چیز کا حکم دیئے گئے آپؐ؟ آپؐ نے فرمایا: روزانہ پچاس نمازوں کا حکم دیا گیا ہوں، موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپؐ

کی امت روزانہ پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی، اور میں نے بخدا! آپؐ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور میرا بنی اسرائیل سے بہت سخت معاملہ رہا ہے، آپؐ اپنے رب کے پاس واپس جائیں اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کریں، پس میں لوٹا تو اللہ نے مجھ سے دس نمازیں معاف کردیں، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا تو انھوں نے وہی بات کہی، پھر میں اللہ کی طرف لوٹا تو اللہ تعالیٰ نے اور دس نمازیں معاف کردیں، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا تو انھوں نے وہی بات کہی، پس میں اللہ کی طرف لوٹا تو اللہ نے مجھ سے اور دس نمازیں معاف کردیں، پھر میں لوٹا موسیٰ علیہ السلام کی طرف تو انھوں نے وہی بات کہی، پس میں اللہ کی طرف لوٹا تو میں روزانہ دس نمازوں کا حکم دیا گیا، پھر میں لوٹا تو موسیٰ علیہ السلام نے وہی بات کہی، پس میں لوٹا تو مجھے روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا، انھوں نے پوچھا: کس چیز کا حکم دیئے گئے؟ آپؐ نے فرمایا: روزانہ پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہوں، موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپؐ کی امت روزانہ پانچ نمازیں نہیں پڑھ سکے گی، میں نے آپؐ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کیا ہے اور میرا بنی اسرائیل سے بہت سخت معاملہ رہا ہے، آپؐ اپنے پروردگار کے پاس جائیں اور اپنی امت کے لئے تخفیف کی درخواست کریں، نبی ﷺ نے جواب دیا: میں نے اپنے رب سے درخواست کی یہاں تک کہ مجھے شرم آنے لگی، بلکہ میں راضی ہوں اور مان لیتا ہوں، نبی ﷺ نے فرمایا: پس جب میں آگے بڑھا تو ایک پکارنے والے نے پکارا! نافذ کیا میں نے اپنا فریضہ اور ہلکا کردیا میں نے میرے بندوں سے یعنی نمازوں کی تعداد گھٹادی مگر میں ان کو ثواب پچاس نمازوں کا دوں گا۔

[۳۸۸۸-] حدثنا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِيْ قَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِىْ أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾ قَالَ: هِىَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَيْلَةَ أُسْرِىَ بِهِ إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدِسِ، قَالَ: ﴿وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِى الْقُرْآنِ﴾ هِىَ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ. [انظر: ۴۷۱۶، ۶۶۱۳]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ۶۰ کی تفسیر میں فرمایا —— وہ آیت یہ ہے: ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِىْ أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾: اور ہم نے آپؐ کو (شب معراج میں) جو مشاہدہ کرایا تھا وہ لوگوں کی آزمائش کے لئے تھا —— ابن عباسؓ نے فرمایا: وہ رؤیا آنکھ کا دیکھنا تھا، دکھلائے گئے وہ نبی ﷺ جس رات آپ کو پہنچایا گیا بیت المقدس تک —— پھر اس آیت میں ہے: ﴿وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِى الْقُرْآنِ﴾: اور وہ درخت جس کی قرآن میں مذمت کی گئی ہے، ابن عباسؓ نے فرمایا: وہ زقوم کا درخت ہے۔

تشریح: اسراء اور معراج بیداری میں پیش آئے یا خواب میں؟ حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی طرف یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ نبی ﷺ نے یہ واقعات بحالتِ خواب دیکھے تھے، ان کا

استدلال سورہ بنی اسرائیل کی اسی آیت سے تھا جس میں اسراء کے واقعہ کو رُؤْیَا (خواب) کہا گیا ہے، یہ رَأَی یَرَی کا مصدر ہے جس کے معنی بصارت یا بصیرت سے دیکھنے کے ہیں، نیز فُعْلٰی کے وزن پر اسم بھی آتا ہے، اس وقت 'خواب' کے معنی ہوتے ہیں، ترجمان القرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس آیت میں آنکھ سے دیکھنے کے معنی ہیں، چونکہ معراج میں جو نشانیاں دکھلائی گئی تھیں وہ امور غیب سے تھیں اور رؤیت شہادت سے مختلف تھیں، اس لئے ان کو عالم خواب کے مشابہ قرار دے کر 'رؤیا' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ قالہ ابن حجر فی الفتح (۱۲:۳۰۹، امیریہ)

بَابُ وُفُوْدِ الْأَنْصَارِ إِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمَکَّۃَ، وَبَیْعَۃِ الْعَقَبَۃِ

مکہ مکرمہ میں نبی ﷺ کی خدمت میں انصار کے وفود کی آمد اور بیعت عقبہ

مدینہ منورہ کی زیادہ آبادی اوس وخزرج کی تھی، جو مشرک تھے، اور مدینہ میں یہود بھی تھے، جو اہل کتاب تھے، یہود کا اوس وخزرج کے ساتھ جھگڑا رہتا تھا، یہود ان سے کہا کرتے تھے: عنقریب نبی آخر الزماں مبعوث ہونے والے ہیں، ہم ان کا اتباع کریں گے اور ان کے ساتھ مل کر تم کو عاد وثمود کی طرح ہلاک کریں گے۔

پھر یہ واقعہ پیش آیا کہ موسم حج میں خزرج کے کچھ لوگ مکہ آئے، یہ نبوت کا گیارھواں سال تھا، اتفاق سے ان کی ملاقات نبی ﷺ سے ہوگئی، اور آپؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی، وہ آپؐ پر ایمان لے آئے، یہ چھ آدمی تھے، یہ حضرات آپؐ سے رخصت ہو کر مدینہ منورہ پہنچے اور وہاں دعوت کا کام کیا، ایک سال میں صورت حال یہ ہوگئی کہ کوئی گھر اور کوئی مجلس نبی ﷺ اور اسلام کے ذکر سے خالی نہیں رہی، چنانچہ دوسرے سال جو نبوت کا بارھواں سال تھا بارہ حضرات آپؐ سے ملنے کے لئے مکہ آئے، پانچ تو انہی چھ میں سے تھے اور سات ان کے علاوہ تھے، ان حضرات نے منیٰ میں جمرہ عقبہ کے پاس گھاٹی میں آپؐ سے ملاقات کی اور آپؐ کے ہاتھ پر بیعت کی، یہ بیعت عقبہ اولیٰ کہلاتی ہے، جب یہ لوگ واپس ہونے لگے تو حضرت عبداللہ بن ام مکتوم اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہما کو تعلیم قرآن اور احکامِ اسلام سکھلانے کے لئے ان کے ساتھ کر دیا۔

پھر اگلے سال جو نبوت کا تیرھواں سال تھا، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی ایک جماعت کو لے کر مکہ مکرمہ آئے، اس وفد میں پچھتر حضرات تھے، تہتر مرد اور دو عورتیں تھیں، انھوں نے اسی گھاٹی میں نبی ﷺ سے ملاقات کی اور بیعت کی، اس بیعت کا نام بیعت عقبہ ثانیہ ہے، بیعت کے بعد ان حضرات نے نبی ﷺ کو مدینہ منورہ تشریف آوری کی دعوت دی، اس طرح ہجرت کا سلسلہ شروع ہوا، اور بالآخر نبی ﷺ نے ہجرت کی، اس موقع پر نبی ﷺ نے بارہ نقیب (نگران) بھی منتخب فرمائے تھے جو اپنے قبیلوں میں دعوت کے کام کے ذمہ دار تھے۔

حدیث (۱): حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ آخر حیات میں نابینا ہوگئے تھے، ان کے صاحبزادے عبداللہ ان کے

راہ نما تھے، وہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت کعبؓ نے غزوۂ تبوک کا واقعہ بیان کیا جس میں وہ نبی ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے، اس لمبے واقعہ میں حضرت کعبؓ نے فرمایا: میں نبی ﷺ کے ساتھ گھاٹی والی رات میں تھا، جب ہم نے اسلام کے بارے میں عہد و پیمان کیا، اور مجھے وہ رات جنگِ بدر کی حاضری سے زیادہ پسند ہے، اگرچہ جنگِ بدر کی لوگوں میں شہرت زیادہ ہے (کیونکہ وہ بیعت ابتدائے اسلام میں تھی اور اس کے ذریعہ اسلام پھیلا تھا، اور اس کی بنیادیں مضبوط ہوئی تھیں)

حدیث (۲): جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مجھے میرے دو ماموں عقبہ ثانیہ میں لے گئے، ایک ماموں براء بن عازب رضی اللہ عنہ تھے۔

حدیث (۳): حضرت جابر انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں میرے ابا اور میرے دو ماموں عقبہ ثانیہ میں بیعت کرنے والوں میں سے ہیں۔

حدیث (۴): پہلے (تحفۃ القاری ۱:۲۱۹) آئی ہے، حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ جو جنگِ بدر میں شریک ہوئے ہیں، وہ بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک تھے اور بارہ نقباء میں سے تھے، اس موقع پر جو بیعت کی گئی تھی اس کی تمام تفصیلات پہلے آچکی ہیں۔

حدیث (۵): بھی حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، اس کی تفصیلات بھی پہلے آئی ہیں، اس کا آخری جملہ ہے: فإن غَشِيْنَا مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَاءُ ذٰلِكَ إِلَى اللهِ: پس اگر ہم ارتکاب کریں ان گناہوں میں سے کسی گناہ کا تو اس کا فیصلہ اللہ کی طرف ہے، اللہ چاہیں تو معاف فرمادیں اور چاہیں تو سزا دیں۔

[۴۳-] بَابُ وُفُوْدِ الْأَنْصَارِ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِمَكَّةَ، وَبَيْعَةِ الْعَقَبَةِ

[۳۸۸۹-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ - وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ حِيْنَ عَمِيَ - قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ بِطُوْلِهِ، قَالَ ابْنُ بُكَيْرٍ فِي حَدِيْثِهِ: وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الإِسْلَامِ، وَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِيْ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ، وَإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا. [راجع: ۲۷۵۷]

[۳۸۹۰-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: كَانَ عَمْرٌو يَقُوْلُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ: شَهِدَ بِيْ خَالَايَ الْعَقَبَةَ، قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: أَحَدُهُمَا الْبَرَاءُ بْنُ مَعْرُوْرٍ.

[انظر: ۳۸۹۱]

[۳۸۹۱-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ، قَالَ عَطَاءٌ: قَالَ جَابِرٌ: أَنَا وَأَبِىْ وَخَالاَىَ مِنْ أَصْحَابِ الْعَقَبَةِ.[راجع: ۳۸۹۰]

[۳۸۹۲-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِىْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمِّهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِىْ أَبُوْ إِدْرِيْسَ عَائِذُ اللّٰهِ: أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ مِنَ الَّذِيْنَ شَهِدُوْا بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَمَنْ أَصْحَابِهِ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ، أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ:" تَعَالَوْا بَايِعُوْنِىْ عَلٰى أَنْ لاَ تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلاَ تَسْرِقُوْا، وَلاَ تَزْنُوْا، وَلاَ تَقْتُلُوْا أَوْلاَدَكُمْ، وَلاَ تَأْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلاَ تَعْصُوْنِىْ فِىْ مَعْرُوْفٍ، فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهِ فِى الدُّنْيَا فَهُوَ لَهُ كَفَّارَةٌ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ فَأَمْرُهُ إِلَى اللّٰهِ، إِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَاقَبَهُ، وَإِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ" قَالَ: فَبَايَعْتُهُ عَلٰى ذٰلِكَ.[راجع: ۱۸]

[۳۸۹۳-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِىْ حَبِيْبٍ، عَنْ أَبِى الْخَيْرِ، عَنِ الصُّنَابِحِىِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، أَنَّـهُ قَالَ: إِنِّىْ مِنَ النُّقَبَاءِ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَقَالَ: بَايَعْنَاهُ عَلٰى أَنْ لاَ نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلاَ نَزْنِىَ وَلاَ نَسْرِقَ، وَلاَ نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلاَّ بِالْحَقِّ، وَلاَ نَنْتَهِبَ، وَلاَ نَعْصِىَ: بِالْجَنَّةِ إِنْ فَعَلْنَا ذٰلِكَ، فَإِنْ غَشِيْنَا مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَاءُ ذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ.

[راجع: ۱۸]

قوله: ولا نَعْصِىَ: ہم نبی ﷺ کی نافرمانی نہ کریں، اور ایک نسخہ میں ولاَنَقْضِىَ ہے، یعنی ہم جنت کا فیصلہ نہ کریں، اگر ہم شرائط بیعت پوری کریں، اور حاشیہ میں ہے کہ ولا نعصی اصح ہے اور بالجنة: بایعناہ سے متعلق ہے۔

بَابُ تَزْوِيْجُ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم عَائِشَةَ، وَقُدُوْمُهُ الْمَدِيْنَةَ، وَبِنَاءُهُ بِهَا

نبی ﷺ کا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنا اور آپؐ کی مدینہ میں تشریف آوری اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی

تَزْوِيج (تفعیل) بمعنی تَزَوُّج (تفعُّل) ہے، سن ۱۰ نبوی میں جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اللہ تعالیٰ کو پیاری ہوگئیں، تو آپؐ کے گھر کا انتظام کرنے والا کوئی نہ رہا، آپؐ پر ایک طرف نبوت کی ذمہ داریاں تھیں، دوسری طرف گھر کے انتظام اور بچیوں کی پرورش کا مسئلہ تھا، اس لئے خاندان کی عورتوں نے مشورہ دیا کہ آپؐ نکاح کرلیں، تاکہ بیوی آپؐ کے گھر کا انتظام

کرے اور بچیوں کو سنبھالے، چنانچہ آپ نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ابتدائے نبوت میں مشرف باسلام ہو چکی تھیں، اور بیوہ تھیں، انھوں نے آپ کے گھر آ کر بچیوں کو سنبھالا، اسی زمانہ میں نبی ﷺ نے ایک خواب دیکھا اور دو مرتبہ دیکھا، ایک فرشتہ ریشمی کپڑا لایا، اور عرض کیا: یارسول اللہ! اس کو کھولئے، آپ نے اس کو کھولا، اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نظر آئیں، حضرت عائشہؓ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی تھیں، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر آپ کا بکثرت آنا جانا تھا، اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چھ سال کی تھیں، اور آپ نے ان کو دیکھا تھا، اس لئے آپ نے فوراً پہچان لیا کہ یہ عائشہ ہیں، فرشتہ نے کہا: یارسول اللہ! یہ آپ کی بیوی ہیں، آپ سوچنے لگے کہ شادی تو کرنی ہے، مگر عائشہؓ ابھی بچی ہیں، سات آٹھ سال کے بعد بالغ ہونگی اور رخصتی کے لائق ہونگی، اور بیوی کی ضرورت ابھی ہے، بخاری کی روایت میں ہے کہ آپ نے دل میں کہا: اگر یہ بات اللہ کی طرف سے ہے تو اس کا کوئی سبب بنے گا۔

دوسری طرف یہ ہوا کہ جب حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح ہو گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں خیال آیا کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بوڑھی عورت ہیں، چند دن کی مہمان ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت بچی تھیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سوچا: حضرت سودہؓ کا چند سالوں میں انتقال ہو جائے گا، وہاں تک عائشہؓ بڑی ہو جائیں گی، اور حضرت سودہؓ کے بعد گھر سنبھال لیں گی، اس لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پیش کش کی اور آپ چونکہ دو مرتبہ خواب دیکھ چکے تھے اس لئے آپ نے منظور کر لیا اور حضرت عائشہؓ سے آپ کا نکاح ہو گیا، مگر وہ شوہر کے گھر بھیجنے کے قابل نہیں تھیں، اس لئے صرف نکاح ہوا، رخصتی عمل میں نہیں آئی، ہجرت کے بعد دوسرے سال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس قابل ہو گئیں کہ وہ شوہر کے گھر بھیجی جا سکیں، اس لئے ہجرت کے دوسرے سال ان کی رخصتی عمل میں آئی، اب آپ کے گھر میں دو بیویاں اکٹھا ہوئیں، آپ کی عمر مبارک اس وقت پچپن سال تھی، دیگر نکاح آپ نے آخر حیات میں ملّی، ملکی اور شخصی مصلحتوں سے کئے ہیں، جس کی تفصیل علمی خطبات میں ہے۔

[٤٤-] بَابُ تَزْوِيْجُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم عَائِشَةَ، وَقُدُوْمُهُ الْمَدِيْنَةَ، وَبِنَاءُهُ بِهَا

[٣٨٩٤-] حَدَّثَنِي فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِيْنَ، فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ، فَوُعِكْتُ فَتَمَزَّقَ شَعْرِي، فَوَفَى جُمَيْمَةً، فَأَتَتْنِي أُمِّي أُمُّ رُوْمَانَ وَإِنِّي لَفِي أُرْجُوْحَةٍ وَمَعِي صَوَاحِبُ لِي، فَصَرَخَتْ بِي فَأَتَيْتُهَا مَا أَدْرِي مَا تُرِيْدُ بِي، فَأَخَذَتْ بِيَدِي حَتَّى أَوْقَفَتْنِي عَلَى بَابِ الدَّارِ، وَإِنِّي لَأُنْهِجُ حَتَّى سَكَنَ بَعْضُ نَفَسِي، ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ فَمَسَحَتْ بِهِ وَجْهِي وَرَأْسِي، ثُمَّ أَدْخَلَتْنِي الدَّارَ، فَإِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الأَنْصَارِ فِي الْبَيْتِ، فَقُلْنَ: عَلَى الْخَيْرِ وَالْبَرَكَةِ وَعَلَى خَيْرِ

طَائِرٍ! فَأَسْلَمَتْنِیْ إِلَیْهِنَّ فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِیْ فَلَمْ یَرُعْنِیْ إِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم ضُحًی فَأَسْلَمَتْنِیْ إِلَیْهِ وَأَنَا یَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِیْنَ.[انظر: ۳۸۹۶، ۵۱۳۳، ۵۱۳۴، ۵۱۵۶، ۵۱۵۸، ۵۱۶۰]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا درانحالیکہ میری عمر چھ سال تھی (سات سال کا بھی قول ہے اور یہ نکاح ہجرت سے دوسال یا تین سال پہلے ہوا تھا) پس ہم مدینہ آئے اور بنوالحارث بن خزرج کے محلّہ میں اترے، پس مجھے بخار آ گیا اور میرے سر کے بال جھڑ گئے (پھر میں تندرست ہوگئی) اور میری زلفیں خوب گھنی ہوگئیں تو میرے پاس میری والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا آئیں، میں اس وقت جھولا جھول رہی تھی اور میرے ساتھ میری سہیلیاں تھی، امی نے مجھے آواز دے کر بلایا، میں ان کے پاس پہنچی، میں نہیں جانتی تھی کہ وہ میرے ساتھ کیا چاہتی ہیں، پس انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ایک گھر کے دروازہ پر کھڑا کیا، اس وقت میرا سانس پھول رہا تھا، یہاں تک کہ جب میرا کچھ سانس تھما تو انھوں نے تھوڑا سا پانی لیا اور میرے چہرے اور میرے سر پر بھیگا ہوا ہاتھ پھیرا، پھر مجھے گھر میں داخل کیا، وہاں انصاری خواتین جمع تھیں، انھوں نے مبارک باد دی اور کہا: عَلَی الْخَیْرِ وَالْبَرَکَةِ وَعَلٰی خَیْرِ طَائِرٍ: بہتر اور مبارک ہو، تمہاری قسمت کھل گئی! پس امی نے مجھے ان کے سپرد کیا، انھوں نے میرا حال درست کیا، پس نہیں گھبراہٹ میں ڈالا مجھے مگر نبی ﷺ نے چاشت کے وقت، پس ان خواتین نے مجھے آپؐ کے سپرد کر دیا اور میں اس وقت نوسال کی تھی۔

[۳۸۹۵-] حدثنا مُعَلًّی، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَیْبٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِیَّ صلی الله علیه وسلم قَالَ لَهَا: " أُرِیْتُكِ فِی الْمَنَامِ مَرَّتَیْنِ، أَرَی أَنَّكِ فِیْ سَرَقَةٍ مِنْ حَرِیْرٍ، وَیَقُوْلُ: هٰذِهِ امْرَأَتُكَ، فَأَكْشِفُ عَنْهَا، فَإِذَا هِیَ أَنْتِ، فَأَقُوْلُ: إِنْ یَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ یُمْضِهِ"

[انظر: ۵۰۷۸، ۵۱۲۵، ۷۰۱۱، ۷۰۱۲]

[۳۸۹۶-] حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ إِسْمَاعِیْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِیْهِ، قَالَ: تُوُفِّیَتْ خَدِیْجَةُ قَبْلَ مَخْرَجِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم إِلَی الْمَدِیْنَةِ بِثَلَاثِ سِنِیْنَ، فَلَبِثَ سَنَتَیْنِ أَوْ قَرِیْبًا مِنْ ذٰلِكَ، وَنَكَحَ عَائِشَةَ وَهِیَ بِنْتُ سِتِّ سِنِیْنَ، ثُمَّ بَنَی بِهَا وَهِیَ بِنْتُ تِسْعِ سِنِیْنَ.[راجع: ۳۸۹۴]

حدیث (۱): صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی ﷺ نے ان سے کہا: میں تمہیں دکھلایا گیا خواب میں دومرتبہ، میں نے دیکھا کہ تم ریشم کے ایک کپڑے میں ہو، اور فرشتہ کہہ رہا ہے: یہ آپؐ کی بیوی ہیں، میں نے وہ کپڑا کھولا، تو اچانک وہ تم تھیں، پس میں نے دل میں کہا: اگر یہ بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو نافذ کریں گے۔

حدیث (۲): عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا، نبی ﷺ کے مدینہ کی طرف نکلنے سے تین سال پہلے، پس آپؐ دوسال یا اس سے قریب ٹھہرے رہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا درانحالیکہ وہ

چھ سال کی تھیں، پھر ان کے ساتھ رخصتی عمل میں آئی درانحالیکہ وہ نو سال کی تھیں۔

تشریح: اسلام میں نابالغ لڑکے کا نکاح بالغ عورت سے یا نابالغ لڑکی کا نکاح بالغ مرد سے یا نابالغ کا نابالغ سے یا بالغ کا بالغ سے درست ہے، البتہ رخصتی اس وقت عمل میں آئے گی جب شوہر یا بیوی زفاف کے قابل ہو جائیں، نکاح عائشہؓ پر کچھ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ چھ سال کی لڑکی سے نکاح کا کیا مطلب؟ وہ لوگ نکاح (عقد) اور زفاف (رخصتی) میں فرق نہیں جانتے، نکاح ہر عمر میں ہو سکتا ہے البتہ زفاف صلاحیت کے بعد ہوگا، یہ فرق اگر ملحوظ رکھا جائے تو کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔

بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَأَصْحَابِهِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ

نبی ﷺ اور صحابہ کا مدینہ کی طرف ہجرت کرنا

مکہ مکرمہ میں دعوت کے لئے ماحول کچھ زیادہ سازگار نہیں رہا تھا، بہت سے مسلمان نبی ﷺ کے حکم سے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے، خود نبی ﷺ حج کے موقع پر مختلف قبائل کے سامنے خود کو پیش کرتے تھے کہ وہ آپؐ کو ٹھکانہ دیں، تا کہ آپؐ ان کی پناہ میں دعوت کا کام جاری رکھ سکیں، مگر کسی طرف سے خاطر خواہ جواب نہیں ملا، یہاں تک کہ مدینہ کے حضرات نے بیعتِ عقبہ اولیٰ اور ثانیہ کی، تو امید کی ایک کرن نظر آئی، پھر نبی ﷺ کو خواب میں ہجرت کی جگہ دکھلائی گئی، جگہ کا نام نہیں بتلایا گیا، صرف اتنا دکھلایا گیا کہ آپؐ ایک نخلستان (کھجوروں والی سرزمین) کی طرف ہجرت فرما رہے ہیں، آپؐ کا خیال یمامہ کی طرف اور بحرین کے ہجر مقام کی طرف گیا، پھر وحی کے ذریعہ مدینہ منورہ کی تعیین کی گئی تو آپؐ نے صحابہ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا، چنانچہ صحابہ نے اُرسالا و اجتماعاً ہجرت شروع کر دی اور مکہ میں صرف پھنسے ہوئے صحابہ باقی رہ گئے، اور رسول اللہ ﷺ کے پاس مکہ میں سوائے ابوبکر صدیق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے کوئی باقی نہ رہا۔

قریش نے جب دیکھا کہ صحابہ رفتہ رفتہ ہجرت کر کے مدینہ جا رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ بھی آج کل میں جانے والے ہیں، تو سردارانِ قریش مشورہ کے لئے دار الندوہ میں جمع ہوئے، مختلف تجاویز کے بعد ابو جہل نے یہ رائے پیش کی کہ ہر قبیلہ میں سے ایک نوجوان منتخب کیا جائے، وہ سب مل کر یکبارگی حملہ کریں اور محمد (ﷺ) کو قتل کر ڈالیں، پس ان کا خون تمام قبائل میں تقسیم ہو جائے گا، اور عبد مناف کے خاندان تمام قبائل سے لڑ نہیں سکیں گے، مجبوراً خون بہا اور دیت پر معاملہ ختم ہو جائے گا اور یہ بھی طے پایا کہ یہ کام اسی شب میں انجام دیا جائے، تب حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے، اور نبی ﷺ کو ہجرت کی اجازت دی، نبی ﷺ عین دوپہر کے وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر گئے اور فرمایا: مجھ کو ہجرت کی اجازت مل گئی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میری رفاقت؟ آپؐ نے فرمایا: تم بھی ساتھ چلو گے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرطِ مسرت میں رو پڑے، چنانچہ جب رات آئی اور مشرکین نے آپؐ کے گھر کا گھیرا ڈال دیا تو آپؐ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی چارپائی پر سلا کر مشرکین کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے گھر سے نکل کر حضرت ابوبکر رضی

اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر جبلِ ثور کا راستہ لیا، اور وہاں جا کر ایک غار میں چھپ گئے، تین دن کے بعد غار سے نکل کر مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور بسلامت مدینہ پہنچ گئے۔

سوال: مشرکین نے آپؐ کے گھر کا محاصرہ کیا تھا وہ مکان کے اندر کیوں نہیں گھسے تھے؟

جواب: اہلِ عرب کسی کے زنانہ مکان میں گھسنے کو معیوب سمجھتے تھے، اس لئے وہ انتظار میں تھے کہ آپؐ جب صبح مکان سے نکلیں گے تو وہ یکبارگی حملہ کریں گے۔

تین معلق حدیثیں: پہلی حدیث پہلے (حدیث ۳۷۷۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے مختصر آئی ہے، اور حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی حدیث آگے غزوۂ حنین (حدیث ۴۳۳۰) میں آئے گی، نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر ہجرت (کی فضیلت) نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ہوتا'' یعنی اللہ کا فیصلہ یہ تھا کہ مجھے ہجرت کی فضیلت سے سرفراز فرمائیں، اس لئے مجھے قریش میں پیدا کیا، اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد ہوتا۔

دوسری معلق حدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ہجرت کر رہا ہوں، ایک ایسی سرزمین کی طرف جہاں کھجور کے درخت بہت ہیں، پس میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ ہجرت کی جگہ یمامہ ہے یا بحرین کا شہر ہجر ہے، پس اچانک وہ شہر یثرب نکلا، یعنی وحی نے اس کی تعیین کی کہ ہجرت کی جگہ مدینہ منورہ ہے۔

[۴۵-] بَابُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَأَصْحَابِهِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ

[۱-] وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ زَيْدٍ، وَأَبُوْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " لَوْلاَ الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الأَنْصَارِ"

[۲-] وَقَالَ أَبُوْ مُوْسَى، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّيْ أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ، فَذَهَبَ وَهَلِيْ إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ، فَإِذَا هِيَ الْمَدِيْنَةُ يَثْرِبُ"

۱- مہاجرین نے بے سروسامانی کی حالت میں ہجرت کی

حدیث: ابووائل شقیق بن سلمہؒ کہتے ہیں: ہم حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے گئے، انھوں نے فرمایا: ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ ہجرت کی، کوئی دنیوی فائدہ پیش نظر نہیں تھا، پس ہمارا اجر اللہ کے یہاں ثابت ہوگیا، پھر ہم میں سے بعض مرے درانحالیکہ انھوں نے اپنے اجر میں سے کچھ نہیں کھایا، یعنی دنیا میں ہجرت اور نیک عمل کا کچھ صلہ نہیں پایا، فتوحات کا دور نہیں دیکھا ان میں مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ تھے، وہ جنگِ احد میں شہید کئے گئے، انھوں نے ایک اونی چادر چھوڑی تھی، جب ہم اس چادر سے ان کا سر ڈھانکتے تھے تو ان کے پیر کھل جاتے تھے اور جب پیر ڈھانکتے تھے تو سر کھل

جاتا تھا، پس نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ان کا سرڈھانکیں اوران کے پیروں پرتھوڑی اذخرگھاس ڈال دیں، اور ہم میں سے بعض وہ ہیں جن کا پھل پک گیا، پس وہ اس کو توڑ رہے ہیں یعنی دنیا میں ان کوان کے نیک اعمال کی برکت پہنچی، جس سے وہ متمتع ہورہے ہیں۔

تشریح: حضرت مُصعب بن عُمیر رضی اللہ عنہ سابقین اولین میں سے ہیں، ہاشم کی اولاد میں سے ہیں، بڑے بہادر تھے، پہلی مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت کی، پھر مکہ لوٹ آئے، پھر دوسری مرتبہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی، مدینہ میں سب سے پہلے جمعہ آپ ہی نے قائم کیا ہے، آپ مُقری (قاری) مشہور تھے، آپؓ کے دست مبارک پر اُسید بن حُضیر اور سعد بن معاذ رضی اللہ عنہما نے اسلام قبول کیا، جنگِ بدر میں شریک رہے، جنگِ احد میں ایک جھنڈی آپؓ کے ہاتھ میں بھی تھی، جاہلیت میں آپؓ 'مکہ کے جوان' کہلاتے تھے، آپؓ کی جوانی، خوبصورتی اور ٹھاٹھ ضرب المثل تھا، مسلمان ہونے کے بعد حال وہ ہوگیا تھا جو اس حدیث میں ہے، ایک چادر کے سوا آپؓ کے پاس کچھ نہیں تھا، جنگِ احد میں سن ۳ ہجری میں شہید ہوئے، خدا رحمت کند ایں عاشقاں پاک طینت را!

[۳۸۹۷-] حدثنا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، يَقُوْلُ: عُدْنَا خَبَّابًا، فَقَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم نُرِيْدُ وَجْهَ اللّٰهِ، فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ، فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمْ يَأْخُذْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا، مِنْهُمْ: مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَتَرَكَ نَمِرَةً، فَكُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ بَدَا رَأْسُهُ، فَأَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ، وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِنْ إِذْخِرٍ، وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا.[راجع: ۱۲۷۶]

۲- ہجرت وہی مقبول ہے جو اللہ کی خوشنودی کے لئے ہو

حدیث پہلے دوجگہ گذری ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''اعمال کا نیت کے ساتھ موازنہ کیا ہوا ہے، پس جس کی ہجرت دنیا کمانے کے لئے ہے یا کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہے: اس کی ہجرت اس چیز کے لئے ہے جس کی اس نے نیت کی ہے، یعنی اس کی ہجرت لاحاصل ہے، اس کا کچھ ثواب نہیں۔ اور جس نے ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف کی تو اس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہے یعنی اس کی ہجرت مقبول ہے اور وہ بڑے ثواب کا حق دار ہے۔

تشریح: ہجرت پر قرآن وحدیث میں ثواب کے بڑے وعدے آئے ہیں، مگر یہ ثواب اسی کو ملتا ہے جو اللہ کی خوشنودی کے لئے ہجرت کرتا ہے، جو کسی دنیوی مقصد سے وطن چھوڑتا ہے تو جیسی نیت ہوگی ویسا معاملہ ہوگا، مباح کام کی نیت ہوگی تو ہجرت مباح ہوگی، گناہ کی نیت ہوگی تو گناہ ہوگا، ثواب اسی مہاجر کو ملے گا جو جہاد کے لئے دین سیکھنے کے لئے، دین پر آزادی سے عمل کرنے کے لئے یا ایسے ہی دینی مقصد کے لئے وطن چھوڑتا ہے، اس کے لئے ہجرت کا ثواب ہے۔

[۳۸۹۸-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، هُوَ ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ:" الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَاهَاجَرَ إِلَيْهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُوْلِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللهِ وَرَسُوْلِهِ.[راجع: ۱]

۳-ہجرت کن حالات میں ضروری ہے؟

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ: فتح مکہ کے بعد ہجرت کا حکم نہیں، پہلے جبکہ مکہ دارالکفر تھا اور وہاں رہ کر دین پر عمل کرنا دشوار تھا اور اسلام کے پودے کو آبیاری کی ضرورت تھی تو حکم تھا کہ مکہ چھوڑ کر مدینہ آجاؤ، پھر جب مکہ دارالاسلام بن گیا تو اب وہاں سے ہجرت کا حکم ختم ہوگیا۔

اور عطاء بن ابی رباح کہتے ہیں: میں عبید بن عُمیر لیثی کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کے لئے گیا، ہم نے ان سے ہجرت کا مسئلہ پوچھا: (یہ ملاقات منیٰ میں ثبیر پہاڑ کے پاس ہوئی تھی) صدیقہؓ نے فرمایا: آج ہجرت کا حکم نہیں یعنی مکہ سے، مؤمنین: ان میں سے ایک بھاگا کرتا تھا اپنے دین کے ساتھ اللہ اور اس کے رسول کی طرف، اس اندیشہ سے کہ وہ دین کی وجہ سے آزمائش میں ڈالا جائے گا یعنی مکہ میں، پس رہا آج تو اللہ نے اسلام کو غالب کردیا، پس اب مکہ سے ہجرت کا حکم نہیں رہا، آج مسلمان اپنے رب کی عبادت کرے جہاں چاہے، ہاں جہاد کے لئے وطن سے نکلنے کا حکم ہے، اور جس زمانہ میں جہاد بالفعل نہ ہو رہا ہو، جہاد کی نیت رکھنا ضروری ہے۔

تشریح: پہلے یہ بات بتائی ہے کہ جس ملک میں رہ کر دین پر آزادی سے عمل کرنا ممکن نہ ہو، وہاں سے ہجرت فرض ہے، روس نے جب بخارا وغیرہ پر قبضہ کیا اور وہاں دین پر عمل کرنا ممکن نہ رہا تو مسلمان وہاں سے نکل کھڑے ہوئے اور دنیا میں جہاں گئے عزت سے رہے، اور جن لوگوں نے کم ہمتی کی وجہ سے وطن نہیں چھوڑا وہ نام کے بھی مسلمان نہیں رہے، البتہ جس ملک میں آزادی کے ساتھ دین پر عمل کیا جا سکتا ہے، جیسے ہمارا ملک تو وہاں سے ہجرت کا حکم نہیں، کیونکہ ہر ملک ملکِ ما است کہ ملکِ خدائے ما است!

[۳۸۹۹-] حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيْدَ الدِّمَشْقِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُوْ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ، عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جبرٍ الْمَكِّيِّ، أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ: لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ.[انظر: ۴۳۰۹، ۴۳۱۰، ۴۳۱۱]

[۳۹۰۰-] وَحَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ، قَالَ: زُرْتُ عَائِشَةَ مَعَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اللَّيْثِيِّ، فَسَأَلْنَاهَا عَنِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَتْ: لَاهِجْرَةَ الْيَوْمَ، كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ: يَفِرُّ أَحَدُهُمْ بِدِيْنِهِ إِلَى اللهِ وَإِلَى

رَسُوْلِهِ مَخَافَةَ أَنْ يُفْتَنَ عَلَيْهِ. فَأَمَّا الْيَوْمَ فَقَدْ أَظْهَرَ اللّٰهُ الإِسْلَامَ، وَالْيَوْمَ يَعْبُدُ رَبَّهُ حَيْثُ شَاءَ، وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ. [راجع: ۳۰۸۰]

۴- نبی ﷺ نے مجبور ہوکر ہجرت فرمائی

نبی ﷺ نے کوئی خوشی سے مکہ نہیں چھوڑا، مشرکین نے مجبور کردیا، اس لئے مکہ چھوڑا، چنانچہ جب آپؐ مکہ سے روانہ ہوئے تو ایک ٹیلہ سے مکہ پر نظر ڈالی اور فرمایا: خدا کی قسم! تو اللہ کی سب سے بہترین زمین ہے اور سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک محبوب ہے، اگر میں نکالا نہ جاتا تو نہ نکلتا (ترمذی) اور مسند احمد اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا: ''تو کیا ہی پاکیزہ شہر ہے اور مجھ کو بڑا ہی محبوب ہے، اگر میری قوم مجھ کو نہ نکالتی تو میں دوسری جگہ سکونت اختیار نہ کرتا''

حدیث: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں: حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے دعا کی: (آپؓ غزوۂ احزاب میں زخمی ہوئے تھے، بازو میں تیر لگا تھا جس سے خون کی رگ کٹ گئی تھی، اس کو داغا گیا جس سے وقتی طور پر خون بند ہوگیا) حضرت سعدؓ نے دعا کی: اے اللہ! بیشک آپ جانتے ہیں کہ مجھے کوئی کام محبوب نہیں اس کے علاوہ کہ میں آپ کے راستہ میں لوہا لوں، ایسے لوگوں سے جنھوں نے آپ کے رسول کو جھٹلایا، اور ان کو وطن سے نکالا (مراد مکہ والے ہیں، حدیث کی دوسری سند میں اس کی صراحت ہے) اے اللہ! میرا گمان ہے کہ آپ نے ہمارے اور ان کے درمیان جنگ ختم کردی ہے (غزوۂ احزاب کے بعد نبی ﷺ نے فرمایا تھا: اب مکہ والے مدینہ پر چڑھ کر نہیں آئیں گے اب ہم مکہ پر چڑھ کر جائیں گے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے، یہ حدیث لمبی ہے، آگے غزوۂ خندق کے بیان میں (حدیث ۴۱۲۲) آرہی ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ: اگر مکہ والوں کے ساتھ ابھی جنگ باقی ہے تو مجھے باقی رکھ تاکہ میں ان کے ساتھ جہاد کروں اور اگر ان کے ساتھ جنگ ختم ہوگئی ہے تو مجھے جینے کی کچھ تمنا نہیں، اسی زخم میں میری موت آجائے، چنانچہ زخم کھل گیا اور آپؓ کی وفات ہوگئی)

[۳۹۰۱-] حدثنا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، قَالَ هِشَامٌ: فَأَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ سَعْدًا قَالَ: اللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أُجَاهِدَهُمْ فِيْكَ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوْا رَسُوْلَكَ، وَأَخْرَجُوْهُ، اللّٰهُمَّ فَإِنِّيْ أَظُنُّ أَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ، وَقَالَ أَبَانُ بْنُ يَزِيْدَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ: عَنْ أَبِيْهِ: أَخْبَرَتْنِيْ عَائِشَةُ: مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوْا نَبِيَّكَ وَأَخْرَجُوْهُ مِنْ قُرَيْشٍ. [راجع: ۴۶۳]

۵- ہجرت کے وقت عمرِ مبارک ترپن سال تھی

حدیث: ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ مبعوث کئے گئے چالیس سال کی عمر میں، پھر مکہ میں تیرہ

سال ٹھہرے، آپ کی طرف وحی کی جاتی تھی، پھر آپ ہجرت کا حکم دیئے گئے، پس ہجرت فرمائی دس سال (یعنی مہاجر ہونے کی حالت میں مدینہ میں دس سال رہے) اور وفات ہوئی درانحالیکہ آپ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی، دوسرے طریق سے بھی ابن عباسؓ کا یہی بیان ہے۔

[۳۹۰۲-] حَدَّثَنِیْ مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بُعِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لِأَرْبَعِيْنَ سَنَةً، فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ يُوْحىٰ إِلَيْهِ، ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِيْنَ، وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ.

[۳۹۰۳-] حَدَّثَنِیْ مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَكَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ، وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ.

۶- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سفرِ ہجرت میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے

حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۲:۳۲۳) آئی ہے، نبی ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں فرمایا: ”رفاقت (ساتھ رہنے) اور مالی تعاون میں جتنا بڑا احسان مجھ پر ابوبکرؓ کا ہے اتنا بڑا احسان کسی کا نہیں“ چنانچہ زندگی میں ایک ایسا موقع آیا جب صحابہ میں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی نبی ﷺ کے ساتھ نہیں تھا، اور وہ سفرِ ہجرت ہے۔ سورۃ التوبہ آیت ۴۰ میں اس کا ذکر ہے: ﴿إِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ إِذْ أَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾: اگر تم اللہ کے رسول کی مدد نہیں کرو گے تو اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی اس وقت مدد کرچکا ہے جب آپ کو کافروں نے مکہ سے نکال دیا تھا، جبکہ وہ دو آدمیوں میں سے ایک تھا (دوسرے ابوبکر رضی اللہ عنہ تھے) جس وقت دونوں غار میں تھے، جب وہ اپنے رفیق سے کہہ رہا تھا: کچھ غم نہ کر یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں اور حدیث کا ترجمہ محوّلہ جگہ میں کیا ہے۔

[۳۹۰۴-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ، عَنْ أَبِی النَّضْرِ، مَوْلىٰ عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ عُبَيْدٍ يَعْنِی ابْنَ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِی سَعِيْدٍ الْخُدْرِیِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: ”إِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَاشَاءَ وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ“ فَبَكىٰ أَبُوْ بَكْرٍ، وَقَالَ: فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا، فَعَجِبْنَا لَهُ، وَقَالَ النَّاسُ: انْظُرُوْا إِلىٰ هٰذَا الشَّيْخِ، يُخْبِرُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْنَ أَنْ يُؤْتِيَهُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ،

وَهُوَ يَقُوْلُ: فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا، فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم هُوَ الْمَخَيَّرَ، وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ هُوَ أَعْلَمَنَا بِهِ، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبَا بَكْرٍ، وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيْلاً مِنْ أُمَّتِي لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ، إِلَّا خُلَّةَ الإِسْلَامِ، لَا يَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ إِلَّا خَوْخَةُ أَبِيْ بَكْرٍ "[راجع: ٤٦٦]

۷- نبی ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہجرت سے روکا، تاکہ ساتھ ہجرت کریں اور سفر ہجرت کے احوال

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حبشہ کی طرف ہجرت کے ارادہ سے مکہ سے نکل کھڑے ہوئے تھے، مگر اللہ تعالیٰ آپؓ کو واپس لائے اور اس کا ظاہری سبب یہ بنا کہ ابن الدغنہ سے ملاقات ہوگئی، وہ آپ کو سمجھا کر واپس لایا، پھر جب صحابہ نے نبی ﷺ کے اشارہ سے مدینہ کی طرف ہجرت شروع کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت کا ارادہ کیا، مگر نبی ﷺ نے آپؓ کو روک دیا، تاکہ وہ آپؐ کے ساتھ ہجرت کریں، یہاں تک روایت پہلے (تحفۃ القاری ۵: ۳۴۰) گذری ہے، وہاں ترجمہ ہے، مگر یہاں بھی ترجمہ پڑھ لیں۔

[٣٩٠٥-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَتْ: لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِيْنَانِ الدِّيْنَ، وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً، فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُوْنَ خَرَجَ أَبُوْ بَكْرٍ مُهَاجِرًا نَحْوَ أَرْضِ الْحَبَشَةِ حَتَّى بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ، لَقِيَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ، فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيْدُ يَا أَبَا بَكْرٍ؟ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: أَخْرَجَنِيْ قَوْمِيْ فَأُرِيْدُ أَنْ أَسِيْحَ فِي الْأَرْضِ وَأَعْبُدَ رَبِّيْ، قَالَ ابْنُ الدَّغِنَةِ: فَإِنَّ مِثْلَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ، إِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَقْرِيْ الضَّيْفَ، وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ، فَأَنَا لَكَ جَارٌ، ارْجِعْ وَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبَلَدِكَ، فَرَجَعَ وَارْتَحَلَ مَعَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَطَافَ ابْنُ الدَّغِنَةِ عَشِيَّةً فِيْ أَشْرَافِ قُرَيْشٍ، فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلَا يُخْرَجُ، أَتُخْرِجُوْنَ رَجُلاً يَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ، وَيَصِلُ الرَّحِمَ، وَيَحْمِلُ الْكَلَّ، وَيَقْرِيْ الضَّيْفَ، وَيُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ، فَلَمْ تُكَذِّبْ قُرَيْشٌ بِجِوَارِ ابْنِ الدَّغِنَةِ، وَقَالُوْا لِابْنِ الدَّغِنَةِ: مُرْ أَبَا بَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ رَبَّهُ فِيْ دَارِهِ، فَلْيُصَلِّ فِيْهَا وَلْيَقْرَأْ مَاشَاءَ وَلَا يُؤْذِيْنَا بِذٰلِكَ وَلَا يَسْتَعْلِنْ بِهِ، فَإِنَّا نَخْشَى أَنْ يَفْتِنَ نِسَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ نَا.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے اپنے والدین کو دین دار پایا ہے، اور

ہم پر کوئی دن نہیں گذرتا تھا مگر اس میں نبی ﷺ ہمارے یہاں تشریف لاتے تھے، دن کے دونوں کناروں میں یعنی صبح وشام، پس جب مسلمان آزمائش میں مبتلا کئے گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کے ارادہ سے نکلے، یہاں تک کہ جب آپؓ برك الغماد پہنچے تو ان سے ابن الدغنہ ملا، اور وہ قبیلہ قارہ کا سردار تھا (اور اس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی سابقہ معرفت تھی) اس نے پوچھا: ابوبکر! کہاں کا ارادہ ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے، پس میں چاہتا ہوں کہ زمین میں پھروں اور میرے پروردگار کی عبادت کروں، ابن الدغنہ نے کہا: اے ابوبکر! آپ جیسا آدمی نہ نکلے گا نہ نکالا جائے گا، اس لئے کہ آپ معدوم (نابود) کو کماتے ہیں اور صلہ رحمی کرتے ہیں اور بوجھ اٹھاتے ہیں اور مہمان نوازی کرتے ہیں اور قدرتی حوادث میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں، اور میں آپ کو پناہ دینے والا ہوں، پس آپ واپس چلیں اور اپنے شہر میں اپنے رب کی عبادت کریں، پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ لوٹے اور آپؓ کے ساتھ ابن الدغنہ نے سفر کیا، اور کفار قریش کے بڑے لوگوں سے ملا اور ان سے کہا: بیشک ابوبکر جیسا آدمی نہ نکلے گا نہ نکالا جائے گا، کیا تم ایسے آدمی کو نکالتے ہو جو معدوم کو کماتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے، بوجھ اٹھاتا ہے، مہمان نوازی کرتا ہے اور قدرتی حادثات میں لوگوں کی مدد کرتا ہے؟ پس قریش نے ابن الدغنہ کی پناہ کی تکذیب نہیں کی، یعنی ابن الدغنہ کی پناہ کو نافذ کیا اور انھوں نے ابن الدغنہ سے کہا: آپ ابوبکر کو حکم دیں کہ وہ اپنے رب کی عبادت کریں اپنے گھر میں، پس نماز اور جو چاہیں پڑھیں اور ہمیں اس کے ذریعہ نہ ستائیں، اور وہ اپنی عبادت برملا نہ کریں، اس لئے کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ ہماری عورتیں اور ہمارے بیٹے فتنہ میں مبتلا ہو جائیں گے۔

فَقَالَ ذٰلِكَ ابْنُ الدَّغِنَةِ لِأَبِیْ بَكْرٍ، فَلَبِثَ أَبُوْ بَكْرٍ بِذٰلِكَ يَعْبُدُ رَبَّهُ فِیْ دَارِهِ وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِصَلَاتِهِ وَلَا يَقْرَأُ فِي غَيْرِ دَارِهِ، ثُمَّ بَدَا لِأَبِیْ بَكْرٍ فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ وَكَانَ يُصَلِّیْ فِيْهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَتَقَذَّفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَبْنَاؤُهُمْ، وَهُمْ يَعْجَبُوْنَ مِنْهُ وَيَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ، وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً لَا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ، وَأَفْزَعَ ذٰلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، فَأَرْسَلُوْا إِلَى ابْنِ الدَّغِنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ، فَقَالُوْا: إِنَّا كُنَّا أَجَرْنَا أَبَا بَكْرٍ بِجِوَارِكَ عَلٰى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِیْ دَارِهِ، فَقَدْ جَاوَزَ ذٰلِكَ، فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ، فَأَعْلَنَ بِالصَّلَاةِ وَالْقِرَاءَةِ فِيْهِ، وَإِنَّا قَدْ خَشِيْنَا أَنْ يَفْتِنَ نِسَاءَنَا وَأَبْنَاءَنَا فَانْهَهُ، فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلٰى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِیْ دَارِهِ فَعَلَ، وَإِنْ أَبٰى إِلَّا أَنْ يُعْلِنَ بِذٰلِكَ فَسَلْهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ، فَإِنَّا قَدْ كَرِهْنَا أَنْ نُخْفِرَكَ وَلَسْنَا مُقِرِّيْنَ لِأَبِیْ بَكْرٍ الْإِسْتِعْلَانَ!

ترجمہ: ابن الدغنہ نے یہ بات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہی، پس اس وجہ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ٹھہر گئے، اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرنے لگے، اور برملا نماز نہیں پڑھتے تھے اور اپنے گھر کے سوا قرآن بھی نہیں پڑھتے تھے،

پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے بدلی، چنانچہ انھوں نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنائی، اور وہ اس میں نماز اور قرآن پڑھنے لگے، پس مشرکین کے بیٹے اور ان کی بیویاں ان پر ٹوٹ پڑتے تھے وہ تعجب کرتے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تھے، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کثیر البکاء تھے، وہ اپنی آنکھوں پر قابو نہیں رکھ سکتے تھے، جب قرآن پڑھتے تھے، اور اس چیز نے گھبراہٹ میں ڈال دیا مشرکین میں سے قریش کے بڑے لوگوں کو، پس انھوں نے ابن الدغنہ کے پاس آدمی بھیجا، وہ ان کے پاس آیا، انھوں نے کہا: ہم نے ابوبکر کو پناہ دی تھی اس شرط پر کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں، پس بیشک انھوں نے اس سے تجاوز کیا ہے، اور اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنائی ہے اور برملا نماز اور قرآن پڑھتے ہیں اور ہمیں اندیشہ ہے کہ ہماری بیویاں اور ہمارے بیٹے فتنہ میں مبتلا ہوجائیں، آپ ان کو روکئے پس اگر وہ اس بات کو پسند کریں کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں تو کریں اور اگر وہ انکار کریں مگر اس بات کا کہ وہ اس کو علی الاعلان کریں گے تو آپ ان سے کہئے کہ وہ آپ کی طرف آپ کی ذمہ داری کو واپس کردیں، اس لئے کہ ہم اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ ہم آپ کی ذمہ داری میں رخنہ ڈالیں اور ہم ابوبکر کے لئے برملا کرنے کے روادار بھی نہیں۔

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَتَى ابْنُ الدَّغِنَةِ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ، فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتَ الَّذِيْ عَاقَدْتُ لَكَ عَلَيْهِ، فَإِمَّا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلَى ذٰلِكَ وَإِمَّا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيَّ ذِمَّتِيْ، فَإِنِّيْ لاَ أُحِبُّ أَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ أَنِّيْ أُخْفِرْتُ فِيْ رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهُ، فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: فَإِنِّيْ أَرُدُّ إِلَيْكَ جِوَارَكَ، وَأَرْضَى بِجِوَارِ اللّٰهِ، وَالنَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِلْمُسْلِمِيْنَ: "إِنِّيْ أُرِيْتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لاَبَتَيْنِ وَهُمَا الْحَرَّتَانِ" فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ. وَرَجَعَ عَامَّةُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، وَتَجَهَّزَ أَبُوْ بَكْرٍ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "عَلَى رِسْلِكَ، فَإِنِّيْ أَرْجُوْ أَنْ يُؤْذَنَ لِيْ" فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: وَهَلْ تَرْجُوْ ذٰلِكَ بِأَبِيْ أَنْتَ؟ قَالَ: "نَعَمْ" فَحَبَسَ أَبُوْ بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لِيَصْحَبَهُ، وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ — وَهُوَ الْخَبَطُ — أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: پس ابن الدغنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور اس نے کہا: آپ جانتے ہیں اس بات کو جس پر میں نے آپ کو پناہ دی ہے، پس یا تو اکتفا کریں آپ اس پر اور یا پھیر دیں میری طرف میری ذمہ داری، اس لئے کہ میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ عربوں میں یہ بات پھیلے کہ میری ذمہ داری میں رخنہ ڈالا گیا، ایک ایسے آدمی کے بارے میں جس کو میں نے پناہ دی ہے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ کی پناہ آپ کی طرف واپس کرتا ہوں، اور میں اللہ کی پناہ پر خوش ہوں، اور رسول اللہ ﷺ اس زمانہ میں مکہ میں تھے، پس نبی ﷺ نے

مسلمانوں سے فرمایا: ''میں تمہارا دارالہجرت خواب میں دکھلایا گیا ہوں، دو لابوں کے درمیان نخلستان والی زمین اور وہ دو لابے دوحرے ہیں، یعنی سیاہ پتھروں والی زمین، پس مدینہ کی طرف ہجرت کی جس نے ہجرت کی اور اکثر وہ لوگ جنھوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی وہ بھی مدینہ کی طرف لوٹ آئے، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی طرف ہجرت کے لئے سامان تیار کیا، پس ان سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ٹھہرو! مجھے بھی امید ہے کہ مجھے ہجرت کی اجازت دی جائے گی'' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: کیا آپؐ بھی اس کی امید کرتے ہیں میرے والد آپؐ پر فدا ہوں! آپؐ نے فرمایا: ہاں، پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی ذات کو رسول اللہ ﷺ پر روک لیا، تاکہ وہ آپؐ کے ساتھ ہجرت کریں، اور دو سواریوں کو جوان کے پاس تھیں چار مہینہ تک کیکر کے پتوں کا چارہ کھلایا۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: فَبَيْنَمَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوْسٌ فِيْ بَيْتِ أَبِيْ بَكْرٍ فِي نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ، قَالَ قَائِلٌ لِأَبِيْ بَكْرٍ: هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مُتَقَنِّعًا فِيْ سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِيْنَا فِيْهَا، فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: فِدَاءٌ لَهُ أَبِيْ وَأُمِّيْ، وَاللّٰهِ مَاجَاءَ بِهِ فِي هٰذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ، قَالَتْ: فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنَ لَهُ فَدَخَلَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِأَبِيْ بَكْرٍ: "أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ" فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِيْ أَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: "فَإِنِّيْ قَدْ أُذِنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ" فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ: الصَّحَابَةَ بِأَبِيْ أَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "نَعَمْ" قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: فَخُذْ بِأَبِيْ أَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِحْدَى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: بِالثَّمَنِ.

ترجمہ: صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: دریں اثناء کہ ہم ایک دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے، ٹھیک دوپہر کے وقت، کسی کہنے والے نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ رسول اللہ ﷺ ہیں، آپؐ سر چھپائے ہوئے ایسے وقت میں آئے تھے کہ اس وقت میں آپؐ ہمارے یہاں نہیں آتے تھے، پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: ان پر میرے ماں باپ قربان! خدا کی قسم! آپ کو اس وقت کوئی اہم بات لائی ہے، صدیقہؓ کہتی ہیں: پس رسول اللہ ﷺ آئے اور گھر میں داخل ہوئے، آپؐ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''گھر میں جو لوگ ہیں ان کو باہر کردو'' حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا: یہ آپؐ ہی کے گھر والے ہیں میرے والد آپؐ پر قربان! اے اللہ کے رسول! آپؐ نے فرمایا: بیشک مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی، پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: رفاقت میرے ابا آپؐ پر قربان اے اللہ کے رسول! پس نبی ﷺ نے فرمایا: ہاں، حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا: میرے باپ آپؐ پر قربان اے اللہ کے رسول! آپؐ میری ان دو اونٹنیوں میں سے ایک لے لیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیمت سے (یہ ٹکڑا تحفۃ القاری ۵: ۲۰۵ میں گذرا ہے)

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجَهَّزْنَاهُمَا أَحَثَّ الْجِهَازِ، وَصَنَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِيْ جِرَابٍ، فَقَطَعَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِيْ بَكْرٍ قِطْعَةً مِنْ نِطَاقِهَا فَرَبَطَتْ بِهِ عَلٰى فَمِ الْجِرَابِ، فَبِذٰلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقِ، قَالَتْ: ثُمَّ لَحِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم وَأَبُوْ بَكْرٍ بِغَارٍ فِي جَبَلِ ثَوْرٍ فَكَمَنَا فِيْهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ، يَبِيْتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ، وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ ثَقِفٌ لَقِنٌ، فَيُدْلِجُ مِنْ عِنْدِهِمَا بِسَحَرٍ، فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ، فَلَا يَسْمَعُ أَمْرًا يُكْتَادَانِ بِهِ إِلَّا وَعَاهُ حَتّٰى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذٰلِكَ حِيْنَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ، وَيَرْعَى عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرٍ مِنْحَةً مِنْ غَنَمٍ فَيُرِيْحُهَا عَلَيْهِمَا حِيْنَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ، فَيَبِيْتَانِ فِيْ رِسْلٍ وَهُوَ لَبَنُ مِنْحَتِهِمَا وَرَضِيْفِهِمَا حَتّٰى يَنْعِقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ، يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثِ.

ترجمہ: صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: پس ہم نے جلدی سے دونوں کے سفر کا سامان تیار کیا، اچھی طرح تیار کرنا، اور دونوں کا توشہ چمڑے کے ایک تھیلہ میں رکھا، پس اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنا پٹکا پھاڑا، اور اس سے تھیلے کا منہ باندھا، اس وجہ سے ان کا 'نام ذات النطاق' پڑ گیا، صدیقہؓ کہتی ہیں: پھر رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ثور پہاڑ کے غار میں چلے گئے، اور اس میں تین راتیں ٹھہرے، ان کے پاس عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما رات گذارتے تھے اور وہ نوجوان، چالاک اور ہوشیار لڑکے تھے، پس وہ سحری کے وقت رات کی تاریکی میں ان کے پاس سے چل دیتے تھے اور صبح کرتے تھے قریش کے پاس مکہ میں رات گذارنے والے کی طرح، یعنی جیسے وہ پوری رات مکہ میں رہے ہوں، اس طرح سے وہ صبح میں اٹھتے تھے، پس نہیں سنتے تھے وہ کوئی بات جس کے ذریعہ وہ دونوں چال چلے جاتے تھے مگر محفوظ کرتے تھے وہ اس کو یہاں تک کہ لاتے تھے وہ دونوں کے پاس اس چال کی اطلاع جب اچھی طرح اندھیرا ہوجاتا تھا، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ دونوں حضرات کے لئے دودھ والی بکریاں چراتے تھے، پس شام کو لاتے تھے وہ اس کو ان دونوں کے پاس جب رات کی ایک گھڑی گذر جاتی تھی، پس وہ دونوں رات گذارتے تازہ دودھ پر اور وہ ان دونوں کی دودھ کی بکریوں کا دودھ ہوتا تھا، اور ان کے گرم پتھر کا دودھ ہوتا تھا یعنی پتھر گرم کر کے دودھ میں ڈالا جاتا تھا جس سے دودھ گرم ہوجاتا تھا، جس کو وہ دونوں حضرات پیتے تھے، یہاں تک کہ بکریوں کو ہانک لے چلتے تھے عامر بن فہیرہؓ رات کے پچھلے حصہ کی تاریکی میں، کرتے تھے وہ یہ کام ان تین راتوں میں سے ہر رات میں۔

وَاسْتَأْجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم وَأَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدِّيْلِ وَهُوَ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ، هَادِيًا خِرِّيْتًا — وَالْخِرِّيْتُ: الْمَاهِرُ بِالْهِدَايَةِ — قَدْ غَمَسَ حِلْفًا فِي آلِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ، وَهُوَ عَلٰى دِيْنِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَأَمِنَاهُ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا، وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلَاثٍ. وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَالدَّلِيْلُ فَأَخَذَ بِهِمْ عَلٰى طَرِيْقِ السَّوَاحِلِ. [راجع: ٤٧٦]

ترجمہ: اور نبی ﷺ نے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو اجرت پر رکھا، جو قبیلہ بنو دیل کا تھا، پھر اس کی شاخ بنو عبد بن عدی کا تھا، رہبری کے لئے جو راستوں کا ماہر تھا...........خرّیت کے معنی ہیں: راستہ کا ماہر..........جس نے عاص بن وائل کے خاندان سے دوستی گانٹھی تھی، یعنی اب وہ مکہ کا باشندہ تھا، اور وہ مشرک تھا، پس دونوں نے اس پر اطمینان کیا اور اس کو اپنی دونوں سواریاں دیدیں، اور اس سے تین راتوں کے بعد غارِ ثور پر تیسری رات کی صبح کو دونوں سواریاں لانے کا وعدہ کیا، اور دونوں کے ساتھ عامر بن فہیرہؓ اور دیلی گائد چلے، پس وہ ان کو مکہ کے زیریں حصہ سے لے چلا جو ساحل سمندر کا راستہ ہے۔

٨-سراقہ بن مالک کا واقعہ

قریش نے ہر طرف اشتہار دیا تھا کہ جو شخص محمد ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قتل کرے یا گرفتار کر کے لائے اس کو انعام میں دیت کے سو اونٹ دیئے جائیں گے، سراقہ بن مالک کے بھتیجے عبدالرحمٰن اپنے چچا سراقہ سے روایت کرتے ہیں، سراقہ نے کہا: ہمارے پاس کفار قریش کے فرستادے آئے، قریش نے رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ میں سے ہر ایک کے حق میں دیت کا اعلان کیا تھا، اس کے لئے جو ان کو قتل کرے یا قید کرے، سراقہ کہتے ہیں: میں اپنی قوم بنو مُدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی آ کر ہمارے پاس کھڑا ہوا اور ہم بیٹھے تھے اس نے کہا: اے سراقہ! میں نے ابھی ساحل کے پاس چند افراد دیکھے ہیں، میرا خیال ہے کہ وہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھی ہیں، سراقہ کہتے ہیں: میں سمجھ گیا کہ وہی ہیں مگر میں نے اس سے کہا: وہ لوگ نہیں ہیں، بلکہ تو نے فلاں اور فلاں کو دیکھا ہے جو ہماری آنکھوں کے سامنے سے گذر کر گئے ہیں، پھر میں مجلس میں کچھ دیر تک ٹھہرا رہا، اس کے بعد اٹھ کر گھر میں گیا اور اپنی لونڈی کو حکم دیا کہ وہ میرا گھوڑا نکالے اور ٹیلہ کے پیچھے روک کر میرا انتظار کرے، اور میں نے اپنا نیزہ لیا اور گھر کے پچھواڑے سے باہر نکلا، میں بلم کا ایک سرا زمین پر گھسیٹ رہا تھا، اور دوسرا اوپری سرا نیچے کر رکھا تھا (تاکہ دھوپ میں چمکے نہ اور کسی کو احساس نہ ہو جائے، ورنہ وہ بھی ساتھ آئے گا، اور انعام آدھا ہو جائے گا) اس طرح میں اپنے گھوڑے کے پاس پہنچا، اور اس پر سوار ہو گیا، گھوڑا حسب معمول مجھے لے کر سرپٹ دوڑنے لگا، یہاں تک کہ میں ان حضرات کے قریب پہنچ گیا، پس اچانک گھوڑا مجھ سمیت پھسلا اور میں اس سے گر گیا، میں نے اٹھ کر ترکش کی طرف ہاتھ بڑھایا اور پانسہ کا تیر نکال کر جاننا چاہا کہ میں ان لوگوں کو ضرر پہنچا سکوں گا یا نہیں؟ پس وہ تیر نکلا جو مجھے ناپسند تھا، لیکن میں نے تیر کی نافرمانی کی اور گھوڑے پر سوار ہو گیا، وہ مجھے لے کر دوڑنے لگا، یہاں تک کہ جب میں رسول اللہ ﷺ کی قراءت سن رہا تھا —— اور آپؐ التفات نہیں فرماتے تھے جبکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ بار بار مڑ کر دیکھ رہے تھے —— تو میرے گھوڑے کے اگلے پاؤں زمین میں دھنس گئے، یہاں تک کہ گھٹنوں تک جا پہنچے، اور میں اس سے گر گیا، پھر میں نے اسے ڈانٹا تو اس نے اٹھنا چاہا، لیکن وہ اپنے پاؤں بہ مشکل نکال سکا،

بہرحال جب وہ سیدھا کھڑا ہوا تو اس کے پاؤں کے نشان سے آسمان کی طرف دھویں جیسا غبار اڑ رہا تھا، میں نے پھر پانسہ کے تیر سے فال نکالا پھر وہی تیر نکلا جو مجھے ناپسند تھا، اس کے بعد میں نے امان طلبی کے ساتھ ان حضرات کو پکارا تو وہ لوگ ٹھہر گئے اور میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوکر ان کے پاس پہنچا، جس وقت میں ان حضرات سے روک دیا گیا تھا اسی وقت میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کا معاملہ غالب آ کر رہے گا، چنانچہ میں نے آپؐ سے عرض کیا: آپؐ کی قوم نے آپؐ کے بدلے دیت کا انعام رکھا ہے اور ساتھ ہی میں نے لوگوں کے عزائم سے آپؐ کو واقف کیا اور توشہ اور سازوسامان کی پیش کش کی، انھوں نے میرا کوئی سامان نہیں لیا اور نہ مجھ سے کوئی سوال کیا، صرف اتنا کہا کہ ہمارے بارے میں رازداری برتنا، میں نے آپؐ سے گذارش کی کہ آپؐ مجھے پروانۂ امن لکھ دیں، آپؐ نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور انھوں نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر امان لکھ کر میرے حوالہ کیا، پھر وہ آگے بڑھ گئے (بنومدلج کا وطن رابغ کے قریب تھا، پس یہ واقعہ روانگی کے تیسرے دن پیش آیا ہے)

[۳۹۰۶-] قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَالِكٍ الْمُدْلِجِیُّ، وَهُوَ ابْنُ أَخِیْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ، أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سُرَاقَةَ بْنَ جُعْشُمٍ، يَقُوْلُ: جَاءَ نَا رُسُلُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ، يَجْعَلُوْنَ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم وَأَبِیْ بَكْرٍ دِيَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا، لِمَنْ قَتَلَهُ أَوْ أَسَرَهُ، فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ فِیْ مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ قَوْمِیْ بَنِیْ مُدْلِجٍ، أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتّٰى قَامَ عَلَيْنَا، وَنَحْنُ جُلُوْسٌ، فَقَالَ: يَا سُرَاقَةُ! إِنِّیْ قَدْ رَأَيْتُ آنِفًا أَسْوِدَةً بِالسَّاحِلِ أُرَاهَا مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ، قَالَ سُرَاقَةُ: فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ هُمْ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُمْ لَيْسُوْا بِهِمْ، وَلٰكِنَّكَ رَأَيْتَ فُلَانًا وَفُلَانًا، انْطَلَقُوْا بِأَعْيُنِنَا. ثُمَّ لَبِثْتُ فِی الْمَجْلِسِ سَاعَةً، ثُمَّ قُمْتُ فَدَخَلْتُ فَأَمَرْتُ جَارِيَتِیْ أَنْ تَخْرُجَ بِفَرَسِیْ وَهِیَ مِنْ وَرَاءِ أَكَمَةٍ فَتَحْبِسَهَا عَلَیَّ، وَأَخَذْتُ رُمْحِیْ فَخَرَجْتُ بِهِ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ، فَخَطَطْتُ بِزُجِّهِ الْأَرْضَ، وَخَفَضْتُ عَالِيَهُ، حَتّٰى أَتَيْتُ فَرَسِیْ فَرَكِبْتُهَا، فَرَفَعْتُهَا تُقَرِّبُ بِیْ حَتّٰى دَنَوْتُ مِنْهُمْ، فَعَثَرَتْ بِیْ فَرَسِیْ فَخَرَرْتُ عَنْهَا فَقُمْتُ، فَأَهْوَيْتُ يَدِیْ إِلٰی كِنَانَتِیْ فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْهَا الْأَزْلَامَ فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا: أَضُرُّهُمْ أَمْ لَا؟ فَخَرَجَ الَّذِیْ أَكْرَهُ، فَرَكِبْتُ فَرَسِیْ وَعَصَيْتُ الْأَزْلَامَ، تُقَرِّبُ بِیْ حَتّٰى إِذَا سَمِعْتُ قِرَاءَ ةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ وَأَبُوْ بَكْرٍ يُكْثِرُ الِالْتِفَاتَ سَاخَتْ يَدَا فَرَسِیْ فِی الْأَرْضِ حَتّٰى بَلَغَتَا الرُّكْبَتَيْنِ، فَخَرَرْتُ عَنْهَا، ثُمَّ زَجَرْتُهَا فَنَهَضَتْ فَلَمْ تَكَدْ تُخْرِجُ يَدَيْهَا، فَلَمَّا اسْتَوَتْ قَائِمَةً إِذَا لِأَثَرِ يَدَيْهَا غُبَارٌ سَاطِعٌ فِی السَّمَاءِ مِثْلُ الدُّخَانِ. فَاسْتَقْسَمْتُ بِالْأَزْلَامِ فَخَرَجَ الَّذِیْ أَكْرَهُ، فَنَادَيْتُهُمْ بِالْأَمَانِ فَوَقَفُوْا فَرَكِبْتُ فَرَسِیْ حَتّٰى جِئْتُهُمْ، وَوَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ حِيْنَ لَقِيْتُ مَا لَقِيْتُ مِنَ الْحَبْسِ عَنْهُمْ أَنْ سَيَظْهَرُ أَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ جَعَلُوْا فِيْكَ الدِّيَةَ، وَأَخْبَرْتُهُمْ أَخْبَارَ مَا يُرِيْدُ النَّاسُ بِهِمْ، وَعَرَضْتُ

عَلَيْهِمُ الزَّادَ وَالْمَتَاعَ فَلَمْ يَرْزَأْنِيْ وَلَمْ يَسْأَلَانِيْ إِلَّا أَنْ قَالَ: "أَخْفِ عَنَّا" فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَكْتُبَ لِيْ كِتَابَ أَمْنٍ، فَأَمَرَ عَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ فَكَتَبَ فِيْ رُقْعَةٍ مِنْ أَدَمٍ، ثُمَّ مَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم.

قوله: عبد الرحمن بن مالك: پورانام اس طرح ہے: عبد الرحمن بن مالك بن مالك بن جُعْشُم (تقریب)

۹- مدینہ منورہ میں سرکارِ مدینہ کا ورود

حضرت عروہؒ کہتے ہیں: نبی ﷺ کی ملاقات (سفر ہجرت میں) زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوئی جو مسلمانوں کے ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ ملک شام سے واپس آرہے تھے، پس زبیر رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سفید کپڑوں کا ہدیہ پیش کیا، اور مسلمانوں نے مدینہ میں مکہ سے نبی ﷺ کے نکلنے کی خبر سن لی تھی، وہ روزانہ صبح حرّہ کی طرف نکل جاتے، اور آپؐ کی راہ تکتے رہتے، جب دوپہر کو دھوپ سخت ہوجاتی تو پلٹ آتے، ایک دن طویل انتظار کے بعد لوگ اپنے گھروں کو پلٹ گئے، ایک یہودی اپنے قلعوں میں سے ایک قلعہ پر کچھ دیکھنے کے لئے چڑھا، اس نے نبی ﷺ کو اور آپؐ کے ساتھیوں کو سفید کپڑوں میں ملبوس آتے ہوئے دیکھا، اس نے بے خود ہوکر نہایت بلند آواز سے کہا: اے عرب کے لوگو! یہ تمہارا نصیبہ ہے جس کا تم انتظار کر رہے ہو، پس مسلمان ہتھیاروں کی طرف دوڑے اور ہتھیاروں سے سج دھج کر حرّہ کے میدان میں پہنچ گئے، اور آپؐ کا استقبال کیا، ان سے ملاقات کے بعد آپؐ ان کے ساتھ دائیں جانب مڑ گئے، یہاں تک کہ بنو عمرو بن عوف کے محلّہ میں پڑاؤ ڈالا، اور یہ ربیع الاول کا پیر کا دن تھا، پس ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کے لئے کھڑے ہوئے یعنی آنے والوں سے ملاقات کرنے لگے، اور نبی ﷺ خاموش تشریف فرما ہوئے، پس انصار میں سے جو بھی آتا، جس نے نبی ﷺ کو نہیں دیکھا تھا وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آتا (اور ان سے ملاقات کرتا) یہاں تک کہ نبی ﷺ پر دھوپ آگئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور آپؐ پر اپنی چادر کا سایہ کیا، اس وقت لوگوں نے نبی ﷺ کو پہچانا، آپؐ بنو عمرو بن عوف کے محلّہ میں دس دن سے زیادہ ٹھہرے اور اس مسجد کی تعمیر کی جس کی بنیاد پرہیزگاری پر رکھی گئی ہے اور نبی ﷺ نے اس میں نمازیں پڑھیں، پھر آپؐ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور چلے، لوگ آپؐ کے ساتھ چل رہے تھے، یہاں تک کہ اونٹنی بیٹھ گئی مدینہ میں مسجدِ نبوی کی جگہ میں، اور اس جگہ میں ان دنوں کچھ مسلمان نماز پڑھتے تھے اور وہ کھجوریں سوکھانے کا کھلیان تھا، سہلؓ اور سہیلؓ کا جو دو یتیم لڑکے تھے اسعد بن زُرارہ رضی اللہ عنہ کی پرورش میں، پس نبی ﷺ نے جب آپؐ کی اونٹنی بیٹھ گئی تو فرمایا: "یہ اگر اللہ نے چاہا تو ہماری منزل ہے" پھر نبی ﷺ نے دونوں لڑکوں کو بلایا اور ان سے کھلیان کا بھاؤ کیا تاکہ آپؐ اس کو مسجد بنائیں، دونوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم یہ جگہ آپؐ کو ہبہ کرتے ہیں، نبی ﷺ نے ان دونوں کی طرف سے ہبہ قبول کرنے سے انکار کیا، یہاں تک کہ خریدا اس جگہ کو ان دونوں سے، پھر اس میں مسجد بنائی اور نبی ﷺ لوگوں کے ساتھ کچی اینٹیں ڈھوتے تھے، مسجدِ نبوی کی تعمیر کے لئے، اور آپ اینٹیں ڈھوتے ہوئے فرماتے:

هٰذَا الْحِمَالُ لاَ حِمَالَ خَيْبَرْ ۞ هٰذَا أَبَرُّ رَبَّنَا وَأَطْهَرْ

یہ بوجھ خیبر کا بوجھ نہیں ہے÷ یہ زیادہ نیکی کا کام ہے، اے ہمارے پروردگار اور زیادہ پاکیزہ عمل ہے......اور آپؐ کہتے:

اللّٰهُمَّ إِنَّ الأَجْرَ أَجْرُ الآخِرَةْ ۞ فَارْحَمِ الأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةْ

اے اللہ! بدلہ تو آخرت ہی کا بدلہ ہے÷ پس آپ انصار اور مہاجرین پر مہربانی فرمائیں۔

آپؐ نے کسی مسلمان کا یہ شعر پڑھا (امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں) نامزد نہیں کیا گیا وہ مسلمان میرے لئے (امام زہری کے علاوہ دوسرے حضرات نے نامزد کیا ہے، یہ شعر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا ہے) امام زہریؒ کہتے ہیں: ہمیں حدیثوں میں یہ بات نہیں پہنچی کہ ان اشعار کے علاوہ کوئی پورا شعر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھا ہو۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِىْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَقِيَ الزُّبَيْرَ فِيْ رَكْبٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا تُجَارًا قَافِلِيْنَ مِنَ الشَّامِ، فَكَسَا الزُّبَيْرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَأَبَا بَكْرٍ ثِيَابَ بَيَاضٍ، وَسَمِعَ الْمُسْلِمُوْنَ بِالْمَدِيْنَةِ، بِمَخْرَجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ مَكَّةَ فَكَانُوْا يَغْدُوْنَ كُلَّ غَدَاةٍ إِلَى الْحَرَّةِ. فَيَنْتَظِرُوْنَهُ حَتَّى يَرُدَّهُمْ حَرُّ الظَّهِيْرَةِ، فَانْقَلَبُوْا يَوْمًا بَعْدَ مَا أَطَالُوْا انْتِظَارَهُمْ، فَلَمَّا أَوَوْا إِلَى بُيُوْتِهِمْ أَوْفَى رَجُلٌ مِنْ يَهُوْدَ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِهِمْ لِأَمْرٍ يَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَبَصُرَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَأَصْحَابِهِ مُبَيَّضِيْنَ يَزُوْلُ بِهِمُ السَّرَابُ، فَلَمْ يَمْلِكِ الْيَهُوْدِيُّ أَنْ قَالَ بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَا مَعَاشِرَ الْعَرَبِ هٰذَا جَدُّكُمُ الَّذِىْ تَنْتَظِرُوْنَ، فَثَارَ الْمُسْلِمُوْنَ إِلَى السِّلاَحِ، فَتَلَقَّوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِظَهْرِ الْحَرَّةِ، فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ حَتَّى نَزَلَ بِهِمْ فِي بَنِىْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، وَذٰلِكَ يَوْمَ الاِثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعِ الأَوَّلِ. فَقَامَ أَبُوْ بَكْرٍ لِلنَّاسِ وَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم صَامِتًا، فَطَفِقَ مَنْ جَاءَ مِنَ الأَنْصَارِ مِمَّنْ لَمْ يَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُحَيِّىْ أَبَا بَكْرٍ، حَتَّى أَصَابَتِ الشَّمْسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَأَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ حَتَّى ظَلَّلَ عَلَيْهِ بِرِدَائِهِ فَعَرَفَ النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عِنْدَ ذٰلِكَ. فَلَبِثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِى بَنِىْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً وَأَسَّسَ الْمَسْجِدَ الَّذِىْ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى وَصَلَّى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم. ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَسَارَ يَمْشِىْ مَعَهُ النَّاسُ حَتَّى بَرَكَتْ عِنْدَ مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ صلى الله عليه وسلم بِالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يُصَلِّىْ فِيْهِ يَوْمَئِذٍ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَكَانَ مِرْبَدًا لِلتَّمْرِ لِسُهَيْلٍ وَسَهْلٍ غُلاَمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي حَجْرِ أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حِيْنَ بَرَكَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ: "هٰذَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ الْمَنْزِلُ" ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْغُلاَمَيْنِ فَسَاوَمَهُمَا بِالْمِرْبَدِ لِيَتَّخِذَهُ مَسْجِدًا، فَقَالاَ: لاَبَلْ نَهَبُهُ لَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَأَبَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ

يَقْبَلَهُ مِنْهُمَا هِبَةً حَتَّى ابْتَاعَهُ مِنْهُمَا، ثُمَّ بَنَاهُ مَسْجِدًا، وَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَنْقُلُ مَعَهُمُ اللَّبِنَ فِيْ بُنْيَانِهِ وَيَقُوْلُ: وَهُوَ يَنْقُلُ اللَّبِنَ:

"هٰذَا الْحِمَالُ لاَ حِمَالَ خَيْبَرْ ۞ هٰذَا أَبَرُّ رَبَّنَا وَأَطْهَرْ"

وَيَقُوْلُ:

" اللّٰهُمَّ إِنَّ الْأَجْرَ أَجْرُ الآخِرَةْ ۞ فَارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةْ"

فَتَمَثَّلَ بِشِعْرِ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يُسَمَّ لِيْ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَلَمْ يَبْلُغْنَا فِي الْأَحَادِيْثِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم تَمَثَّلَ بِبَيْتِ شِعْرٍ تَامٍّ غَيْرِ هٰذِهِ الاَبْيَاتِ.

۱۰- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا 'دو پٹکے والی' کیوں کہلائیں؟

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے جب دونوں نے مدینہ کا ارادہ کیا تو دسترخوان تیار کیا، پس میں نے اپنے ابا سے کہا: نہیں پاتی میں کوئی چیز کہ باندھوں اس کو مگر میرا پٹکا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کے دو حصے کرلو، پس میں نے کر لئے، چنانچہ میں دو پٹکوں والی کہلائی۔

تشریح: تیسری رات کو جب جبلِ ثور سے مدینہ چلنے کا وقت آیا تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا زادِ سفر لے کر آئیں، مگر اس کو کجاوہ کے ساتھ باندھنے کا بندھن بھول آئیں، جب روانگی کا وقت آیا اور توشہ لٹکانا چاہا تو بندھن نہیں تھا، انھوں نے اپنا پٹکا دو حصوں میں چاک کر کے ایک سے کجاوے کے ساتھ توشہ باندھا اور دوسرا کمر میں باندھا، اس وجہ سے ان کا لقب ذات النطاقین پڑ گیا۔

[۳۹۰۷-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيْهِ، وَفَاطِمَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ: صَنَعْتُ سُفْرَةً لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَأَبِيْ بَكْرٍ حِيْنَ أَرَادَا الْمَدِيْنَةَ، فَقُلْتُ لِأَبِيْ: مَا أَجِدُ شَيْئًا أَرْبِطُهُ إِلَّا نِطَاقِيْ، قَالَ: فَشُقِّيْهِ فَفَعَلْتُ، فَسُمِّيْتُ ذَاتَ النِّطَاقِيْنِ. [راجع: ۲۹۷۹]

۱۱- سراقہ کا گھوڑا نبی ﷺ کی بددعا سے زمین میں دھنسا

حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب نبی ﷺ مدینہ کی طرف متوجہ ہوئے تو سراقہ نے ان کا پیچھا کیا، نبی ﷺ نے اس کے لئے بددعا کی، پس اس کے ساتھ اس کا گھوڑا زمین میں دھنس گیا، سراقہ نے کہا: آپؐ میرے لئے دعا کریں، اور میں آپؐ کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا، چنانچہ آپؐ نے اس کے لئے دعا کی (دوسرا واقعہ) حضرت براءؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ پیاسے ہوئے، پس ایک چرواہے کے پاس سے گذرے، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے لکڑی کا

پیالہ لیا اوراس میں دودھ کی اچھی مقدار دوہی، پھر میں اس کو لے کر آپؐ کے پاس آیا، آپؐ نے نوش فرمایا، یہاں تک کہ میں خوش ہوگیا (یہ واقعہ تفصیل سے پہلے (حدیث ۲۴۳۹) گذرا ہے)

[۳۹۰۸-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ، قَالَ: لَمَّا أَقْبَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلَى الْمَدِيْنَةِ تَبِعَهُ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ، فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، فَسَاخَتْ بِهِ فَرَسُهُ، قَالَ: ادْعُ اللّٰهَ لِيْ وَلاَ أَضُرُّكَ، فَدَعَا لَهُ، قَالَ: فَعَطِشَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه سولم فَمَرَّ بِرَاعٍ، قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْق: فَأَخَذْتُ قَدَحًا فَحَلَبْتُ فِيْهِ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ، فَأَتَيْتُهُ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيْتُ. [راجع: ۲٤۳۹]

۱۲- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے حالتِ حمل میں ہجرت کی

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان کو عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کا حمل تھا، وہ کہتی ہیں: میں نکلی، درانحالیکہ مدت حمل پوری ہونے والی تھی، پس میں مدینہ پہنچی اور قبا میں اتری، وہاں ولادت ہوئی، پھر میں بچہ کو لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں آئی، آپؐ نے اس کو اپنی گود میں لیا، پھر کھجور منگوائی، اس کو چبایا، پھر بچہ کے منہ میں تھوک ڈالا، پس سب سے پہلی چیز جو عبداللہؓ کے پیٹ میں پہنچی وہ نبی ﷺ کا تھوک تھا، پھر آپؐ نے کھجور سے اس کی تحنیک کی یعنی کھجور چبا کر اس کے تالو میں چپکائی، پھر آپؐ نے اس کے لئے دعائے برکت کی اور وہ اسلام میں یعنی ہجرت کے بعد سب سے پہلا بچہ جنا گیا تھا۔

[۳۹۰۹-] حَدَّثَنِيْ زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيىَ، عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَسْمَاءَ: أَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَتْ: فَخَرَجْتُ وَأَنَا مُتِمٌّ، فَأَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْتُ بِقُبَاءٍ فَوَلَدْتُهُ بِقُبَاءٍ، ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَوَضَعْتُهُ فِيْ حَجْرِهِ، ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِيْ فِيْهِ، فَكَانَ أَوَّلَ شَيْئٍ تَدْخُلُ جَوْفَهُ رِيْقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، ثُمَّ حَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ ثُمَّ دَعَا لَهُ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِي الإِسْلاَمِ. تَابَعُهُ خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَسْمَاءَ، أَنَّهَا هَاجَرَتْ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَهِيَ حُبْلَى. [انظر: ٥٤٦٩]

[۳۹۱۰-] حدثنا قُتَيْبَةُ، عَنْ أَبِيْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: أَوَّلُ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِي الإِسْلاَمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَتَوْا بِهِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَأَخَذَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم تَمْرَةً فَلاَكَهَا، ثُمَّ أَدْخَلَهَا فِيْ فِيْهِ، فَأَوَّلُ مَا دَخَلَ بَطْنَهُ رِيْقُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

۱۳-صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا کہنا: یہ میرا راہ نما ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ مدینہ کی طرف متوجہ ہوئے درانحالیکہ آپؐ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سواری پر پیچھے بٹھانے والے تھے (سفر ہجرت میں دو سواریاں تھیں اور چار آدمی تھے، ایک پر آپؐ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھتے تھے، اور دوسری پر رہبر اور خادم عبداللہ) اور ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑی عمر کے (معلوم ہوتے تھے) پہچانے جاتے تھے (وہ تجارتی اسفار کرتے تھے اس لئے راستہ کے لوگ ان کو پہچانتے تھے) اور اللہ کے نبی جوان تھے (عمر میں آپؐ دو سال بڑے تھے مگر بالوں میں سفیدی ظاہر نہیں ہوئی تھی) نہیں پہچانے جاتے تھے (آپؐ تجارتی اسفار نہیں کرتے تھے، اس لئے راستہ میں لوگ آپؐ کو نہیں پہچانتے تھے) حضرت انسؓ کہتے ہیں: پس ایک آدمی ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کرتا اور پوچھتا: یہ آدمی جو آپؓ کے آگے بیٹھا ہے کون ہے؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جواب دیتے: هٰذَا الرَّجُلُ يَهْدِيْنِي السَّبِيْلَ: یہ میرا راہبر ہے، حضرت انسؓ کہتے ہیں: گمان کرنے والا گمان کرتا کہ ان کی مراد گائڈ ہے، حالانکہ ان کی مراد دینی راہنما تھی۔

[۳۹۱۱-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ: أَقْبَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ مُرْدِفٌ أَبَا بَكْرٍ، وَأَبُوْ بَكْرٍ شَيْخٌ يُعْرَفُ وَنَبِيُّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَابٌّ لاَ يُعْرَفُ، قَالَ: فَيَلْقَى الرَّجُلُ أَبَا بَكْرٍ، فَيَقُوْلُ: يَا أَبَا بَكْرٍ! مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْكَ؟ فَيَقُوْلُ: هٰذَا الرَّجُلُ يَهْدِيْنِي السَّبِيْلَ، قَالَ: فَيَحْسِبُ الْحَاسِبُ أَنَّهُ إِنَّمَا يَعْنِي الطَّرِيْقَ، وَإِنَّمَا يَعْنِيْ سَبِيْلَ الْخَيْرِ.

۱۴-آخر میں دشمن دوست بن گیا!

پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جھانکا اچانک ایک سوار ان کے قریب آ گیا، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہ سوار ہمارے قریب آ گیا! پس نبی ﷺ نے جھانکا اور فرمایا: اے اللہ! اس کو پچھاڑ دے، پس اس کو گھوڑے نے پچھاڑ دیا، پھر گھوڑا ہنہناتا ہوا کھڑا ہوا، اس شخص نے کہا: اے اللہ کے نبی! مجھے جو چاہیں آپؐ حکم دیں، آپؐ نے فرمایا: تم اپنی جگہ ٹھہرو، اور کسی کو ہمارے ساتھ ملنے مت دو، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: وہ شخص دن کے شروع میں نبی ﷺ کا دشمن تھا اور دن کے آخر میں آپؐ کا ہتھیار بن گیا (یہ سراقہ کا واقعہ ہے)

فَالْتَفَتَ أَبُوْ بَكْرٍ فَإِذَا هُوَ بِفَارِسٍ قَدْ لَحِقَهُمْ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا فَارِسٌ قَدْ لَحِقَ بِنَا! فَالْتَفَتَ نَبِيُّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: "اللّٰهُمَّ اصْرَعْهُ" فَصَرَعَهُ الْفَرَسُ ثُمَّ قَامَتْ تُحَمْحِمُ، فَقَالَ: يَانَبِيَّ

اللّٰهِ! مُرْنِیْ بِمَ شِئْتَ، فَقَالَ: " فَقِفْ مَكَانَكَ، لاَ تَتْرُكَنَّ أَحَدًا يَلْحَقُ بِنَا" قَالَ: فَكَانَ أَوَّلَ النَّهَارِ جَاهِدًا عَلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَكَانَ آخِرَ النَّهَارِ مَسْلَحَةً لَهُ.

۱۵-مدینہ میں خوشی کی لہر

پس نبی ﷺ حرّہ کی ایک جانب میں اترے یعنی قبا میں اترے، پھر انصار کے پاس آدمی بھیجا، وہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے دونوں کو سلام کیا اور انھوں نے کہا: دونوں سوار ہوں اطمینان سے مقتداء ہونے کی حالت میں، پس نبی ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سوار ہوئے اور ان حضرات نے مسلح ہوکر دونوں کو گھیر لیا، پس مدینہ میں کہا گیا: اللہ کے نبی آئے! وہ لوگ جھانک کر دیکھ رہے تھے یعنی گھروں کی چھتوں سے، اور کہہ رہے تھے: اللہ کے نبی آئے! اللہ کے نبی آئے! پس نبی ﷺ چلتے رہے یہاں تک کہ ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے پاس اترے۔

فَنزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم جَانِبَ الْحَرَّةِ، ثُمَّ بَعَثَ إِلَى الْأَنْصَارِ فَجَاؤُا إِلٰى نَبِيِّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَسَلَّمُوْا عَلَيْهِمَا، وَقَالُوْا: ارْكَبَا آمِنَيْنِ مُطَاعَيْنِ، فَرَكِبَ نَبِيُّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَبُوْ بَكْرٍ، وَحَفُّوْا دُوْنَهُمَا بِالسِّلاَحِ، فَقِيْلَ فِي الْمَدِيْنَةِ: جَاءَ نَبِيُّ اللّٰهِ! جَاءَ نَبِيُّ اللّٰهِ! أَشْرَفُوْا يَنْظُرُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ: جَاءَ نَبِيُّ اللّٰهِ! جَاءَ نَبِيُّ اللّٰهِ! فَأَقْبَلَ يَسِيْرُ حَتّٰى نَزَلَ جَانِبَ دَارِ أَبِيْ أَيُّوْبَ.

۱۶-عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی نبی ﷺ سے پہلی ملاقات

پس نبی ﷺ اپنے لوگوں سے باتیں کرر ہے تھے کہ اچانک عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے آپؐ کی خبر سنی، وہ اپنے کھجور کے باغ میں گھر والوں کے لئے پکے ہوئے پھل چن رہے تھے، پس انھوں نے جلدی کی اس سے کہ رکھیں وہ ان پکے ہوئے پھلوں کو جو انھوں نے گھر والوں کے لئے چنے تھے باغ میں، یعنی وہ پھل ٹھکانے رکھنے بھی نہیں رہے، پس وہ آئے درانحالیکہ وہ پھل ان کے ساتھ تھے، پس انھوں نے نبی ﷺ کا کلام سنا (آپؐ نے فرمایا: لوگو! سلام کو رواج دو، غریبوں کو کھانا کھلاؤ، خاندان کو جوڑو، اور رات میں نماز پڑھو، جبکہ لوگ سور ہے ہوں: سلامتی سے جنت میں پہنچ جاؤ گے) پھر وہ اپنے گھر لوٹ گئے (اس پہلی ملاقات میں وہ مسلمان نہیں ہوئے)

فَإِنَّهُ لَيُحَدِّثُ أَهْلَهُ إِذْ سَمِعَ بِهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلاَمٍ وَهُوَ فِيْ نَخْلٍ لِأَهْلِهِ يَخْتَرِفُ لَهُمْ، فَعَجِلَ أَنْ يَضَعَ الَّذِيْ يَخْتَرِفُ لَهُمْ فِيْهَا، فَجَاءَ وَهِيَ مَعَهُ، فَسَمِعَ مِنْ نَبِيِّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى أَهْلِهِ.

۱۷-حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی قسمت چمکی!

پھر نبی ﷺ نے پوچھا: ہمارے لوگوں کے گھروں میں سے کس کا گھر سب سے زیادہ قریب ہے، حضرت ابوایوب

انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میں اے اللہ کے نبی! سب سے زیادہ قریب ہوں، یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا دروازہ ہے، آپؐ نے فرمایا: پس جاؤ اور ہمارے لئے قیلولہ کا انتظام کرو، انھوں نے کہا: دونوں حضرات تشریف لے چلیں اللہ کی برکت کے ساتھ، یعنی آپؐ کا تشریف لے چلنا مبارک ہو۔

فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: "أَیُّ بُیُوْتِ أَھْلِنَا أَقْرَبُ؟" فَقَالَ أَبُوْ أَیُّوْبَ: أَنَا یَانَبِیَّ اللّٰہِ! ھٰذِہِ دَارِیْ وَھٰذَا بَابِیْ، قَالَ: "فَانْطَلِقْ فَھَیِّءْ لَنَا مَقِیْلاً" قَالَ: قُوْمَا عَلٰی بَرَکَۃِ اللّٰہِ.

۱۸- عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا ایمان لانا

پھر جب نبی ﷺ (مدینہ میں) وارد ہوئے تو عبداللہ بن سلامؓ آئے، انھوں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، اور آپؐ دین حق لائے ہیں، اور یہود بالیقین جانتے ہیں کہ میں ان کا بڑا ہوں اور ان کے بڑے کا بیٹا ہوں، اور ان میں دین سب سے زیادہ جانتا ہوں، اور ان میں سب سے زیادہ دین جاننے والے کا لڑکا ہوں، پس آپؐ ان کو بلائیں اور میرے بارے میں پوچھیں اس سے پہلے کہ ان کو میرے مسلمان ہونے کا علم ہو، اس لئے کہ اگر ان کو میرے اسلام کا علم ہوگیا تو وہ میرے حق میں کہیں گے وہ باتیں جو میرے اندر نہیں ہیں، نبی ﷺ نے آدمی بھیجا، پس وہ لوگ متوجہ ہوئے اور آپؐ کے پاس حاضر ہوئے، آپؐ نے ان سے پوچھا: اے جماعت یہود! تمہارا ناس ہو! اس اللہ سے ڈرو جس کے سواء کوئی معبود نہیں، تم بالیقین جانتے ہو کہ میں اللہ کا برحق رسول ہوں اور میں تمہارے پاس دین حق لایا ہوں، پس تم مسلمان ہوجاؤ، انھوں نے جواب دیا: ہم اس کو نہیں جانتے، نبی ﷺ نے ان سے یہ بات تین مرتبہ فرمائی، پھر فرمایا: عبداللہ بن سلامؓ تم میں کیسے آدمی ہیں؟ انھوں نے کہا: ہمارے آقا ہیں اور ہمارے آقا کے لڑکے ہیں اور ہمارے بڑے عالم ہیں، اور ہمارے بڑے عالم کے لڑکے ہیں، آپؐ نے فرمایا: بتلاؤ! اگر وہ مسلمان ہوجائیں؟ انھوں نے کہا: توبہ! توبہ!! وہ مسلمان نہیں ہوسکتے، آپؐ نے فرمایا: بتلاؤ! اگر وہ مسلمان ہوجائیں؟ انھوں نے کہا: توبہ! توبہ!! وہ مسلمان نہیں ہوسکتے، آپؐ نے فرمایا: "بتلاؤ اگر وہ مسلمان ہوجائیں؟ انھوں نے کہا: توبہ! توبہ!! وہ مسلمان نہیں ہوسکتے! آپؐ نے آواز دی: اے ابن سلام! سب کے سامنے آؤ، پس وہ نکلے اور کہا: اے جماعت یہود! اللہ سے ڈرو، پس قسم ہے اس ذات کی جس کے سواء کوئی معبود نہیں! تم بالیقین جانتے ہو کہ وہ اللہ کے رسول ہیں، اور وہ دین حق لائے ہیں، پس یہود نے کہا: تو جھوٹ کہتا ہے، پس نبی ﷺ نے ان لوگوں کو چلتا کیا۔

فَلَمَّاجَاءَ نَبِیُّ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم جَاءَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ سَلَامٍ، فَقَالَ: أَشْھَدُ أَنَّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَأَنَّکَ جِئْتَ بِحَقٍّ، وَقَدْ عَلِمَتْ یَھُوْدُ أَنِّیْ سَیِّدُھُمْ وَابْنُ سَیِّدِھِمْ، وَأَعْلَمُھُمْ وَابْنُ أَعْلَمِھِمْ، فَادْعُھُمْ فَاسْأَلْھُمْ عَنِّیْ قَبْلَ أَنْ یَعْلَمُوْا أَنِّیْ قَدْ أَسْلَمْتُ فَإِنَّھُمْ إِنْ یَعْلَمُوْا أَنِّیْ قَدْ أَسْلَمْتُ قَالُوْا فِیَّ مَا لَیْسَ فِیَّ، فَأَرْسَلَ نَبِیُّ

اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَأَقْبَلُوْا فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "يَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ! وَيْلَكُمُ اتَّقُوْا اللّٰهَ! فَوَ اللّٰهِ الَّذِىْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ، إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ أَنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا، وَأَنِّىْ جِئْتُكُمْ بِحَقٍّ فَأَسْلِمُوْا" قَالُوْا: مَا نَعْلَمُهُ، قَالُوْا لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ، قَالَ: "فَأَىُّ رَجُلٍ فِيْكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ" قَالُوْا: ذَاكَ سَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا، وَأَعْلَمُنَا وَابْنُ أَعْلَمِنَا، قَالَ: "أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ؟" قَالُوْا: حَاشَا لِلّٰهِ! مَا كَانَ لِيُسْلِمَ، قَالَ: "أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ؟" قَالُوْا: حَاشَا لِلّٰهِ! مَاكَانَ لِيُسْلِمَ، قَالَ أَفَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ قَالُوْا حَاشَا لِلّٰهِ! مَاكَانَ لِيُسْلِمَ قَالَ: "يَا ابْنَ سَلَامٍ اخْرُجْ عَلَيْهِمْ" فَخَرَجَ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ! اتَّقُوْا اللّٰهَ! فَوَ اللّٰهِ الَّذِىْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ إِنَّكُمْ لَتَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَأَنَّهُ جَاءَ بِحَقٍّ، فَقَالُوْا: كَذَبْتَ، فَأَخْرَجَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم. [راجع: ۳۳۲۹]

۱۹-ہجرت میں اصل اور تابع کا فرق

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مہاجرین اولین کا چار ہزار درہم وظیفہ مقرر کیا، چار قسطوں میں (جن صحابہ نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے وہ مہاجرین اولین ہیں، دوسرا قول یہ ہے کہ جو غزوۂ بدر میں شریک ہوئے ہیں وہ مہاجرین اولین ہیں۔ اور فِىْ أَرْبَعَةٍ أَىْ فِىْ أَرْبَعَةِ فُصُوْلٍ) اور ابن عمرؓ کے ساڑھے تین ہزار مقرر کئے، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ ابن عمرؓ مہاجرین اولین میں سے ہیں، پھر آپؓ نے ان کا وظیفہ چار ہزار سے کیوں گھٹایا؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ان کے ساتھ ان کے والدین نے ہجرت کی ہے، ان کی مراد یہ تھی کہ وہ نہیں ہیں اس شخص کی طرح جس نے خود ہجرت کی ہے، (ہجرت کے وقت حضرت ابن عمرؓ گیارہ سال کے تھے)

[۳۹۱۲-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِىْ عُبَيْدُ اللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ. عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، قَالَ: كَانَ فَرَضَ لِلْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ أَرْبَعَةَ آلَافٍ فِىْ أَرْبَعَةٍ، وَفَرَضَ لِابْنِ عُمَرَ ثَلَاثَةَ آلَافٍ وَخَمْسَ مِائَةٍ، فَقِيْلَ لَهُ: هُوَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ فَلِمَ نَقَصْتَهُ مِنْ أَرْبَعَةِ آلَافٍ؟ فَقَالَ: إِنَّمَا هَاجَرَ بِهِ أَبَوَاهُ، يَقُوْلُ: لَيْسَ هُوَ كَمَنْ هَاجَرَ بِنَفْسِهِ.

سند: یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے اور قال: کان فرض میں قال کا فاعل ابن عمرؓ ہیں، بعض نسخوں میں عن نافع عن عمر ہے، یہ صحیح نہیں، نافع کی حضرت عمرؓ سے ملاقات نہیں، اور بعض نسخوں میں عن نافع کے بعد یعنی ابن عمر ہے، یہ بھی ٹھیک نہیں، صحیح سند عن نافع عن ابن عمر ہے، آخر میں عن عمر نہیں ہونا چاہئے اور یعنی کی بھی ضرورت نہیں۔

۲۰-مہاجرین کو ہجرت کا اجر آخرت میں ملے گا

حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۳: ۵۹۵) آئی ہے، حضرت خباب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ ہجرت محض دینی جذبہ سے کی، کوئی دنیوی فائدہ پیش نظر نہیں تھا، پس ہمارا اجر اللہ کے یہاں ثابت ہو گیا، پھر ہم میں سے بعض کا انتقال ہو گیا، انھوں نے اپنے اجر میں سے کچھ نہیں کھایا، یعنی فتوحات کا دور نہیں دیکھا، ان میں حضرت مصعب رضی اللہ عنہ تھے اور بعض کا پھل پک گیا وہ اس کو توڑ رہے ہیں، یہ نیک عمل کا اجر نہیں برکت ہے، اجر ان کا بھی اللہ کے یہاں محفوظ ہے۔

[۳۹۱۳-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ خَبَّابٍ، قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم. [راجع: ۳۹۱۳]

[۳۹۱٤-] ح: وَحَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، قَالَ: سَمِعْتُ شَقِيْقَ بْنَ سَلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَبَّابٌ، قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَبْتَغِيْ وَجْهَ اللّٰهِ وَوَجَبَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ، فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمْ يَأْكُلْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا: مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ شَيْئًا نُكَفِّنُهُ فِيْهِ إِلَّا نَمِرَةً كُنَّا إِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ، فَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ، فَأَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ بِهَا وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ إِذْخِرًا، وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا. [راجع: ۳۹۱٤]

۲۱-حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کا اجر محفوظ رہنے کی تمنا کی

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابو بردہ عامر سے پوچھا: کیا آپ جانتے ہیں: میرے ابا نے آپ کے ابا سے کیا کہا؟ ابو بردہ نے کہا: نہیں، ابن عمرؓ نے کہا: میرے ابا نے آپ کے ابا سے کہا: اے ابوموسیٰ! کیا آپ کو یہ بات پسند ہے کہ ہمارا نبی ﷺ کے ساتھ ایمان لانا اور آپؐ کے ساتھ ہجرت کرنا اور آپؐ کے ساتھ جہاد کرنا اور آپؐ کے ساتھ دیگر اعمال کرنا ہمارے لئے محفوظ رہے اور جو بھی عمل ہم نے آپؐ کے بعد کیا ہے اس سے ہم نجات پائیں، برابر سرابر، یعنی نہ ان پر کچھ ملے نہ پکڑ ہو، آپ کے ابا نے جواب دیا: نہیں بخدا! ہم نے نبی ﷺ کے بعد جہاد کیا ہے، نمازیں پڑھی ہیں، روزے رکھے ہیں، بہت سے نیک کام کئے ہیں اور ہمارے ہاتھ پر ایک خلقت مسلمان ہوئی ہے، ہم ان سب کاموں کے ثواب کی امید رکھتے ہیں، پس میرے ابا نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے! میں ضرور تمنا کرتا ہوں کہ وہ اعمال تو ہمارے لئے محفوظ رہیں اور ہر وہ عمل جو ہم نے آپؐ کے بعد کیا ہے، اس سے ہم نجات پا جائیں برابر سرابر، ابو بردہ نے کہا: بیشک آپ کے ابا میرے ابا سے افضل تھے۔

[۳۹۱۵-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بِشْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، قَالَ: حَدَّثَنِى أَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ أَبِىْ مُوْسَى الأَشْعَرِىِّ، قَالَ: قَالَ لِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: هَلْ تَدْرِىْ مَا قَالَ أَبِى لِأَبِيْكَ؟ قَالَ: قُلْتُ: لاَ، قَالَ: فَإِنَّ أَبِىْ قَالَ لِأَبِيْكَ: يَا أَبَا مُوْسَى! هَلْ يَسُرُّكَ: إِسْلاَمُنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَهِجْرَتُنَا مَعَهُ وَجِهَادُنَا مَعَهُ وَعَمَلُنَا كُلُّهُ مَعَهُ بَرَدَ لَنَا، وَأَنَّ كُلَّ عَمَلٍ عَمِلْنَاهُ بَعْدَهُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ؟ فَقَالَ أَبِىْ: لاَ وَاللّٰهِ! قَدْ جَاهَدْنَا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَصَلَّيْنَا وَصُمْنَا وَعَمِلْنَا خَيْرًا كَثِيْرًا، وَأَسْلَمَ عَلٰى أَيْدِيْنَا بَشَرٌ كَثِيْرٌ، وَإِنَّا لَنَرْجُوْ ذٰلِكَ، فَقَالَ أَبِىْ: لٰكِنِّىْ أَنَا وَالَّذِىْ نَفْسُ عُمَرَ بِيَدِهِ! لَوَدِدْتُ أَنَّ ذٰلِكَ بَرَدَ لَنَا وَأَنَّ كُلَّ شَيْئٍ عَمِلْنَا بَعْدُ نَجَوْنَا مِنْهُ كَفَافًا رَأْسًا بِرَأْسٍ، فَقُلْتُ: إِنَّ أَبَاكَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ أَبِىْ.

لغت: بَرَدَ لَنَا: أى ثبتَ لَنَا، وَسَلِمَ لَنا، کہا جاتا ہے: بَرَدَ لِىْ عَلى الْغَرِيْمِ حق: أى ثبت۔ اور ایک روایت میں بَرَدَ کی جگہ خَلَصَ ہے یعنی خالص رہے، محفوظ رہے۔

۲۲- ابن عمرؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے ہجرت نہیں کی

ابوعثمان نہدیؒ کہتے ہیں: جب کوئی ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں کہتا کہ انھوں نے اپنے ابا سے پہلے ہجرت کی ہے، تو وہ غصہ ہوتے (پھر ابن عمرؓ نے اس غلط بات کے پھیلنے کی وجہ بیان کی) فرمایا: میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ (قبا میں) نبی ﷺ سے ملنے آئے، آپؐ قیلولہ فرما رہے تھے، ہم گھر لوٹ گئے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے بھیجا اور فرمایا: جا دیکھ آ، آپؐ بیدار ہوئے یا نہیں؟ پس میں آپؐ کے پاس آیا، لوگ بیعت کر رہے تھے، میں نے بھی بیعت کر لی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان کو اطلاع دی کہ آپؐ بیدار ہو چکے ہیں، وہ تیزی سے چلے اور آپؐ کے پاس پہنچے، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیعت کی پھر میں نے (دوبارہ) بیعت کی (یہ واقعہ ہے جس سے یہ غلط بات پھیلی کہ ابن عمرؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے ہجرت کی ہے)

[۳۹۱۶-] حَدَّثَنِى مُحَمَّدُ بْنُ صَبَّاحٍ، أَوْ بَلَغَنِىْ عَنْهُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِىْ عُثْمَانَ، سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ إِذَا قِيْلَ لَهُ: هَاجَرَ قَبْلَ أَبِيْهِ يَغْضَبُ، قَالَ: فَقَدِمْتُ أَنَا وَعُمَرُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَوَجَدْنَاهُ قَائِلاً فَرَجَعْنَا إِلَى الْمَنْزِلِ، فَأَرْسَلَنِىْ عُمَرُ وَقَالَ: اذْهَبْ فَانْظُرْ هَلِ اسْتَيْقَظَ؟ فَأَتَيْتُهُ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ فَبَايَعْتُهُ. ثُمَّ انْطَلَقْتُ إِلٰى عُمَرَ فَأَخْبَرْتُهُ أَنَّهُ قَدِ اسْتَيْقَظَ، فَانْطَلَقْنَا إِلَيْهِ يُهَرْوِلُ هَرْوَلَةً حَتّٰى دَخَلَ عَلَيْهِ فَبَايَعَهُ ثُمَّ بَايَعْتُهُ. [انظر ۴۱۸۶، ۴۱۸۷]

۲۳-صحابہ شوق سے ہجرت کا واقعہ سنتے سناتے تھے

حدیث اسی جلد میں (نمبر ۳۶۱۵) گذری ہے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت عازب رضی اللہ عنہ سے کجاوہ خریدا اور ان سے کہا: اپنے بیٹے براء کو بھیجو وہ کجاوہ میرے گھر پہنچادے، حضرت براء رضی اللہ عنہ کجاوہ اٹھا کر چلے، ان کے والد عازب رضی اللہ عنہ بھی پیسے لینے کے لئے ساتھ چلے، راستہ میں انھوں نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہجرت کا واقعہ پوچھا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تفصیل سے واقعہ سنایا، معلوم ہوا کہ صحابہ شوق سے یہ واقعہ سنتے سناتے تھے۔

[۳۹۱۷-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَراءَ يُحَدِّثُ، قَالَ: ابْتَاعَ أَبُوْ بَكْرٍ مِنْ عَازِبٍ رَحْلاً فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ، قَالَ: فَسَأَلَهُ عَازِبٌ عَنْ مَسِيْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: أُخِذَ عَلَيْنَا بِالرَّصَدِ، فَخَرَجْنَا لَيْلاً، فَأَحْيَيْنَا لَيْلَنَا وَيَوْمَنَا حَتَّى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ، ثُمَّ رُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ فَأَتَيْنَاهَا وَلَهَا شَيْئٌ مِنْ ظِلٍّ، قَالَ: فَفَرَشْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَرْوَةً مَعِيْ، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، فَانْطَلَقْتُ أَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ، فَإِذَا أَنَا بِرَاعٍ قَدْ أَقْبَلَ فِي غُنَيْمَةٍ يُرِيْدُ مِنَ الصَّخْرَةِ مِثْلَ الَّذِيْ أَرَدْنَا، فَسَأَلْتُهُ، لِمَنْ أَنْتَ يَا غُلَامُ؟ فَقَالَ: أَنَا لِفُلَانٍ، فَقُلْتُ لَهُ: هَلْ فِيْ غَنَمِكَ مِنْ لَبَنٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ لَهُ، هَلْ أَنْتَ حَالِبٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَخَذَ شَاةً مِنْ غَنَمِهِ، فَقُلْتُ لَهُ: انْفُضِ الضَّرْعَ، قَالَ: فَحَلَبَ كُثْبَةً مِنْ لَبَنٍ، وَمَعِيْ إِدَاوَةٌ مِنْ مَاءٍ عَلَيْهَا خِرْقَةٌ، قَدْ رَوَّأْتُهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ، ثُمَّ أَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَقُلْتُ: اشْرَبْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حَتَّى رَضِيْتُ، ثُمَّ ارْتَحَلْنَا وَالطَّلَبُ فِيْ إِثْرِنَا. [راجع: ۲۴۳۹]

۲۴-ہجرت کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بخار ہو گیا

جب براء رضی اللہ عنہ کجاوہ لے کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا لیٹی ہوئی تھیں، ان کو بخار تھا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کے رخسار کو چوما، اور پوچھا: بیٹی! کیسی ہو؟ (اس وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نابالغ تھیں)

[۳۹۱۸-] قَالَ الْبَرَاءُ: فَدَخَلْتُ مَعَ أَبِيْ بَكْرٍ عَلٰى أَهْلِهِ، فَإِذَا عَائِشَةُ ابْنَتُهُ مُضْطَجِعَةٌ، قَدْ أَصَابَتْهَا حُمَّى، فَرَأَيْتُ أَبَاهَا يُقَبِّلُ خَدَّهَا وَقَالَ: كَيْفَ أَنْتِ يَا بُنَيَّةُ؟

۲۵- ہجرت کے وقت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بال پکنے لگے تھے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ مدینہ میں تشریف لائے درانحالیکہ آپؐ کے صحابہ میں سے کوئی نہیں تھا جس کے بال پک رہے ہوں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے علاوہ، چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کو چھپایا مہندی اور کتم سے، یعنی خضاب کیا۔ دوسری حدیث میں بھی یہی ہے، آخر میں ہے کہ خضاب کا رنگ سرخ ہوگیا تھا۔

[۳۹۱۹-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ أَبِيْ عَبْلَةَ، أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ وَسَّاجٍ حَدَّثَهُ، عَنْ أَنَسٍ خَادِمِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَلَيْسَ فِيْ أَصْحَابِهِ أَشْمَطُ غَيْرَ أَبِيْ بَكْرٍ فَغَلَّفَهَا بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ.[انظر: ۳۹۲۰]

[۳۹۲۰-] وَقَالَ دُحَيْمٌ: حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنِيْ أَبُوْ عُبَيْدٍ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ وَسَّاجٍ، حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الْمَدِيْنَةَ، فَكَانَ أَسَنَّ أَصْحَابِهِ أَبُوْ بَكْرٍ، فَغَلَّفَهَا بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ حَتَّى قَنَأَ لَوْنُهَا.[راجع: ۳۹۱۹]

لغت: شَمِطَ شَعْرُہ: بالوں کا سیاہ وسفید ہونا، فھو أَشْمَطُ، وَھِیَ شَمْطَاءُ............ قَنَأَ الشیئُ (ف) کسی چیز کا بہت سرخ ہونا، فَھُوَ قَانِیْءٌ۔

۲۶- ہجرت کے وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ام بکر کو طلاق دی

صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قبیلہ کلب کی ایک عورت سے نکاح کیا تھا، جس کو ام بکر کہتے تھے، پس جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی تو اس کو طلاق دیدی پس اس سے اپنے چچازاد بھائی سے نکاح کیا، وہی شاعر جس نے یہ قصیدہ کہا ہے، بدر میں مارے گئے کفار کے مرثیہ میں:

وَمَاذَا بِالْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ ۞ مِنَ الشِّيْزَى تُزَيَّنُ بِالسَّنَامِ

اور کیا ہے کنویں میں: بدر کے کنویں میں؟ ÷ آبنوس کی لکڑی سے جو کوہانوں کے ساتھ مزین کی گئی ہے۔

وَمَاذَا بِالْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ ۞ مِنَ الْقَيْنَاتِ وَالشَّرْبِ الْكِرَامِ

اور کیا ہے کنویں میں: بدر کے کنویں میں؟ ÷ گانے والیوں میں سے اور معزز شراب پینے والی پارٹی میں سے۔

تُحَيِّي بِالسَّلَامَةِ أُمُّ بَكْرٍ ۞ وَهَلْ لِيْ بَعْدَ قَوْمِيْ مِنْ سَلَامِ

ام بکر سلامتی کے ساتھ زندہ رہنے کی دعا دیتی ہے ÷ اور کیا میرے لئے میری قوم کے بعد سلامتی ہے!

يُحَدِّثُنَا الرَّسُوْلُ بِأَنْ سَنُحْيٰ ۞ وَكَيْفَ حَيَاةُ أَصْدَاءٍ وَهَامِ؟

رسول ہم سے بیان کرتا ہے کہ ہم عنقریب زندہ کئے جائیں گے÷ اور الّو اور کھوپڑی کے پرندہ کی حیات کیسی؟

تشریح: حاشیہ میں ہے کہ یہ شاعر مسلمان ہوا تھا، پھر مرتد ہو گیا، بدر کی جنگ کے بعد ایک کنویں میں نبی ﷺ کے حکم سے بدر میں مارے گئے گرو گھنٹالوں کو ڈالا گیا، شاعر نے ان کا مرثیہ کہا ہے............الشِّیْزیٰ: آبنوس کی لکڑی جس سے کٹورے بنائے جاتے تھے، یعنی بدر کے کنویں میں جو لوگ ڈالے گئے ہیں وہ ایسے کٹورے استعمال کرتے تھے جو اونٹوں کی کوہانوں کے گوشت سے بھرے ہوئے ہوتے تھے، جن کو لوگ کھاتے تھے............الْقَیْنَة: الْمُغنِّیة: گانے والی باندی............الشَّرْب: الشارب کی جمع، شرابیوں کی محفل، یعنی بدر کے کنویں میں جو ڈالے گئے وہ سردار تھے ان کے یہاں باندیاں ناچتی گاتی تھیں اور شراب پینے والے اکٹھا ہوتے تھے............الأَصْداء: الصَّدی کی جمع: الّو............الهامة: هامٌ کی جمع: عربوں کے خیال میں ایک پرندہ مقتول کی کھوپڑی سے نکلتا تھا، جبکہ اس کا بدلہ نہ لیا گیا ہو............یعنی انسان جب اس حال میں پہنچ گیا کہ اس کے سر سے الّو نکل آیا، پس اب دوبارہ انسان کیسے بنے گا؟ شاعر کا مقصد بعث بعد الموت کی نفی کرنا ہے۔

[۳۹۲۱-] حدثنا أَصْبغُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ تَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ كَلْبٍ يُقَالُ لَهَا: أُمُّ بَكْرٍ، فَلَمَّا هَاجَرَ أَبُوْ بَكْرٍ طَلَّقَهَا، فَتزَوَّجَهَا ابْنُ عَمِّهَا هٰذَا الشَّاعِرُ الَّذِىْ قَالَ هٰذِهِ الْقَصِيْدَةَ رَثَى كُفَّارَ قُرَيْشٍ:

وَمَاذَا بِالْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ ۞ مِنَ الشِّيْزَى تُزَيَّنُ بِالسَّنَامِ
وَمَاذَا بِالْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ ۞ مِنَ الْقَيْنَاتِ وَالشَّرْبِ الْكِرَامِ
تُحَيِّى بِالسَّلَامَةِ أُمُّ بَكْرٍ ۞ وَهَلْ لِىْ بَعْدَ قَوْمِىْ مِنْ سَلَامِ
يُحَدِّثُنَا الرَّسُوْلُ بِأَنْ سَنُحْىٰ ۞ وَكَيْفَ حَيَاةُ أَصْدَاءٍ وَهَامِ؟

۲۷- ہجرت کے وقت کفار غار تک پہنچ گئے تھے

اسی جلد میں حدیث گذری ہے، ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں غار میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا، پس میں نے اپنا سر اٹھایا، پس اچانک میں نے لوگوں کے پیر دیکھے، میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! اگر ان میں سے کوئی اپنی نگاہ نیچی کرے گا تو ہمیں دیکھ لے گا، آپؐ نے فرمایا: ابوبکر! خاموش رہو، ہم دو ہیں اللہ ہمارے تیسرے ہیں۔

[۳۹۲۲-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أَبِىْ بَكْرٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم فِى الْغَارِ فَرَفَعْتُ رَأْسِىْ فَإِذَا أَنَا بِأَقْدَامِ الْقَوْمِ فَقُلْتُ: يَانَبِىَّ اللّٰهِ، لَوْ أَنَّ بَعْضَهُمْ طَأْطَأَ بَصَرَهُ رَآنَا، قَالَ: "اسْكُتْ يَا أَبَا بَكْرٍ! اثْنَانِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا" [راجع: ۳۶۵۳]

۲۸-ہجرت آسان کام نہیں

ایک بدو نے نبی ﷺ سے ہجرت کی اجازت مانگی، آپؐ نے فرمایا: باؤلے! ہجرت بہت بھاری عمل ہے یعنی آپؐ نے اس کو ہجرت کی اجازت نہیں دی، اس لئے کہ بدو ہجرت کی سختیاں جھیل نہیں سکتے، پھر آپؐ نے پوچھا: کیا تیرے پاس اونٹ ہیں؟ اس نے کہا: ہاں! آپؐ نے پوچھا: ان کی زکوٰۃ نکالتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں، آپؐ نے پوچھا: کیا ان میں سے دودھ پینے کے لئے اونٹنی دیتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں، آپؐ نے پوچھا: جس دن اونٹ پانی پینے کے لئے چشمے پر آتے ہیں اس دن دودھ دوہ کر دیتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں، آپؐ نے فرمایا: پس سمندروں کے پار عمل کر، اللہ تعالیٰ تیرے عمل میں سے کچھ بھی کتر نہیں لیں گے، یعنی جہاں جی چاہے رہ اور عمل کر، تجھے تیرے عمل کا پورا ثواب ملے گا (یہ واقعہ اس زمانہ کا ہے جب ہجرت فرض نہیں رہی تھی، اور حدیث کا حاصل یہ ہے کہ ہجرت کوئی آسان کام نہیں، پس جو بھی دین کے لئے ہجرت کرے وہ سختیاں جھیلنے کے لئے کمر کس لے)

[۳۹۲۳-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَعِيْدٍ، قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَسَأَلَهُ عَنِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَ: "وَيْحَكَ! إِنَّ الْهِجْرَةَ شَأْنُهَا شَدِيْدٌ، فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟" قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: "فَتُعْطِيْ صَدَقَتَهَا؟" قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: "فَهَلْ تَمْنَحُ مِنْهَا؟" قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: "فَتَحْلُبُهَا يَوْمَ وُرُوْدِهَا؟" قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: "فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا" [راجع: ۱۴۵۲]

بَابُ مَقْدَمِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَأَصْحَابِهِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ

نبی ﷺ اور صحابہ کی مدینہ میں تشریف آوری

حدیث (۱): حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پہلے وہ شخص جو ہمارے یہاں آئے، مصعب بن عُمیر اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما تھے (ان دونوں حضرات کو بیعتِ عقبہ اولیٰ کے بعد مدینہ بھیجا گیا تھا دعوت وتعلیم کے لئے) پھر ہمارے یہاں حضرت عمار اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما آئے۔

حدیث (۲): حضرت براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہمارے یہاں سب سے پہلے حضرت مُصعب اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما آئے، وہ لوگوں کو قرآن پڑھایا کرتے تھے، پھر حضرت بلال، سعد بن ابی وقاص اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم آئے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیس صحابہ کے ساتھ آئے، پھر نبی ﷺ تشریف لائے، پس نہیں دیکھا میں نے مدینہ

والوں کوخوش ہوتے ہوئے کسی چیز سے جتنے وہ نبی ﷺ کی وجہ سے خوش ہوئے، حتی کہ باندیاں کہتی تھیں: اللہ کے رسول آئے! پس آپؐ تشریف نہیں لائے، یہاں تک کہ میں نے سورۃ الاعلی پڑھ لی تھی مفصلات کی دیگر چند سورتوں کے ساتھ۔

حدیث (۳): صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب نبی ﷺ مدینہ میں وارد ہوئے تو ابوبکراور بلال رضی اللہ عنہما کو بخار آ گیا، صدیقہ کہتی ہیں: میں دونوں کے پاس جاتی اور پوچھتی: ابا جان! آپ کا کیا حال ہے؟ بلالؓ! آپ کا کیا حال ہے؟ صدیقہؓ کہتی ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب بخار چڑھتا تو وہ کہتے:

ہر شخص اپنے خاندان میں 'صبح مبارک' کہا جاتا ہے ÷ حالانکہ موت اس کے چپل کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہے

اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا جب بخار اترتا تو وہ بلند آواز سے کہتے:

کاش مجھے معلوم ہوتا کہ میں کوئی رات وادی مکہ میں گذاروں گا ÷ اور میرے اردگرد اذخر اور جلیل گھاس ہوگی؟

اور کیا میں کسی دن مُجَنَّة نامی چشمہ پر اتروں گا ÷ اور کیا میرے لئے شامہ اور طفیل پہاڑ ظاہر ہونگے؟

صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپؐ کو صورتِ حال بتلائی، آپؐ نے دعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت مکہ کی محبت جیسی بلکہ اس سے بھی زیادہ پیوست فرما، اور مدینہ کو صحت افزا بنا اور ہمارے لئے اس کے صاع اور مُد میں برکت فرما اور اس کے بخار کو جُحفہ میں منتقل فرما (یہ حدیث تحفہ ۴: ۵۶۵ میں آئی ہے)

[٤٦-] بَابُ مَقْدَمِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَأَصْحَابِهِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ

[٣٩٢٤-] حدثنا أَبُو الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَنْبَأَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ، سَمِعَ الْبَرَاءَ قَالَ: أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ، ثُمَّ قَدِمَ عَلَيْنَا عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ وَبِلَالٌ.

[٣٩٢٥-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، قَالَ: أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُوْمٍ، وَكَانُوْا يُقْرِؤُنَ النَّاسَ، فَقَدِمَ بِلَالٌ وَسَعْدٌ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ، ثُمَّ قَدِمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيْ عِشْرِيْنَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، ثُمَّ قَدِمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، حَتَّى جَعَلَ الإِمَاءُ يَقُلْنَ: قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم! فَمَا قَدِمَ حَتَّى قَرَأْتُ: ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلَى﴾ فِيْ سُوَرٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ.

[٣٩٢٦-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْمَدِيْنَةَ وُعِكَ أَبُوْ بَكْرٍ وَبِلَالٌ، قَالَتْ: فَدَخَلْتُ عَلَيْهِمَا فَقُلْتُ: يَا أَبَهْ! كَيْفَ تَجِدُكَ؟ وَيَا بِلَالُ كَيْفَ تَجِدُكَ؟ قَالَتْ: فَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ إِذَا أَخَذَتْهُ

الْحُمَّى يَقُوْلُ:

كُلُّ امْرِئٍ مُصَبَّحٌ فِي أَهْلِهِ ۞ وَالْمَوْتُ أَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ

وَكَانَ بَلَالٌ إِذَا أَقْلَعَ عَنْهُ يَرْفَعُ عَقِيْرَتَهُ وَيَقُوْلُ:

أَلَا لَيْتَ شِعْرِىْ هَلْ أَبِيْتَنَّ لَيْلَةً ۞ بِوَادٍ وَحَوْلِيْ إِذْخِرٌ وَجَلِيْلُ؟

وَهَلْ أَرِدَنْ يَوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ؟ ۞ وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِيْ شَامَةٌ وَطَفِيْلُ؟

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: "اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ، وَصَحِّحْهَا، وَبَارِكْ لَنَا فِي صَاعِهَا وَمُدِّهَا، وَانْقُلْ حُمَّاهَا فَاجْعَلْهَا بِالْجُحْفَةِ"

[راجع: ۱۸۸۹]

آئندہ حدیث اسی جلد میں (نمبر ۳۶۹۶) آچکی ہے، ولید کے معاملہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جب گفتگو کی گئی تو انھوں نے جو جواب دیا اس میں ہے: هَاجَرْتُ هِجْرَتَيْنِ: میں نے دو ہجرتیں کی ہیں: ایک حبشہ کی طرف دوسری مدینہ کی طرف، بس حدیث کی باب سے اتنی ہی مناسبت ہے۔

[۳۹۲۷-] حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ، أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِيٍّ أَخْبَرَهُ: دَخَلْتُ عَلٰى عُثْمَانَ وَقَالَ بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عُثْمَانَ فَتَشَهَّدَ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صلى الله عليه وسلم بِالْحَقِّ، وَكُنْتُ مِمَّنِ اسْتَجَابَ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ وَآمَنَ بِمَا بُعِثَ بِهِ مُحَمَّدٌ، ثُمَّ هَاجَرْتُ هِجْرَتَيْنِ، وَنِلْتُ صِهْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَبَايَعْتُهُ، فَوَ اللّٰهِ مَا عَصَيْتُهُ وَلَا غَشَشْتُهُ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ، تَابَعَهُ إِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ مِثْلَهُ. [راجع: ۳۶۹۶]

آئندہ حدیث: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آخری حج میں کسی کی بات سنی کہ جب عمرؓ کا انتقال ہوگا تو میں فلاں سے بیعت کروں گا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو غصہ آیا اور فرمایا: میں آج شام لوگوں کے سامنے تقریر کروں گا، اور انہیں آگاہ کروں گا کہ اہل حق کا حق نہ چھینیں! ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ میرے خیمہ میں آئے، میں موجود تھا، انھوں نے مجھے بتایا کہ میں نے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: موسم حج میں معمولی درجہ کے لوگ اکٹھا ہوتے ہیں، اس لئے میری رائے یہ ہے کہ آپ یہاں تقریر نہ کریں، تاخیر کریں، یہاں تک کہ آپؓ مدینہ پہنچیں، مدینہ دارالہجرۃ والسنۃ ہے (یہاں باب ہے) وہاں سمجھ دار، شرفاء اور ذی رائے لوگ ہیں، ان کے سامنے آپؓ تقریر کریں،

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میری بات مان لی اور فرمایا: مدینہ میں پہنچ کر جو پہلی تقریر کروں گا اس میں یہ مضمون بیان کروں گا۔

[۳۹۲۸-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا مَالِكٌ، وَأَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ رَجَعَ إِلٰى أَهْلِهِ، وَهُوَ بِمِنًى، فِي آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا عُمَرُ، فَوَجَدَنِيْ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: فَقُلْتُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! إِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ، وَإِنِّيْ أَرَى أَنْ تُمْهِلَ، حَتَّى تَقْدَمَ الْمَدِيْنَةَ، فَإِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ وَالسُّنَّةِ، وَتَخْلُصَ لِأَهْلِ الْفِقْهِ، وَأَشْرَافِ النَّاسِ وَذَوِي رَأْيِهِمْ، وَقَالَ عُمَرُ: لَأَقُوْمَنَّ فِيْ أَوَّلِ مَقَامٍ أَقُوْمُهُ بِالْمَدِيْنَةِ.

[راجع: ۲٤٦۲]

آئندہ حدیث: جو مہاجرین ہجرت کر کے مدینہ آئے تھے، ان میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ بھی تھے، انھوں نے بھی دو ہجرتیں کی تھیں، ایک حبشہ کی طرف، دوسری مدینہ کی طرف، مدینہ میں مہاجرین کو جب قرعہ ڈال کر تقسیم کیا گیا تو حضرت عثمان: ام العلاء رضی اللہ عنہا کے خاندان کے حصہ میں آئے، یہ حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۳: ۵٦٤ میں) گذر چکی ہے۔

[۳۹۲۹-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، أَنَّ أُمَّ الْعَلَاءِ امْرَأَةً مِنْ نِسَائِهِمْ بَايَعَتِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ طَارَ لَهُمْ فِي السُّكْنَى حِيْنَ قَرَعَتِ الْأَنْصَارُ عَلٰى سُكْنَى الْمُهَاجِرِيْنَ، قَالَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ: فَاشْتَكَى عُثْمَانُ عِنْدَنَا فَمَرَّضْتُهُ حَتَّى تُوُفِّيَ، وَجَعَلْنَاهُ فِيْ أَثْوَابِهِ، فَدَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَقُلْتُ: رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ! شَهَادَتِيْ عَلَيْكَ لَقَدْ أَكْرَمَكَ اللّٰهُ! فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "وَمَا يُدْرِيْكِ أَنَّ اللّٰهَ أَكْرَمَهُ؟" قَالَتْ: قُلْتُ: لَا أَدْرِيْ! بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَمَنْ؟ قَالَ: "أَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ وَاللّٰهِ الْيَقِيْنُ، وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَرْجُوْ لَهُ الْخَيْرَ، وَمَا أَدْرِيْ وَاللّٰهِ وَأَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِيْ" قَالَتْ: فَوَاللّٰهِ لَا أُزَكِّيْ بَعْدَهُ أَحَدًا، قَالَتْ: فَأَحْزَنَنِيْ ذٰلِكَ فَنِمْتُ فَأُرِيْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنٍ عَيْنًا تَجْرِيْ فَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: "ذٰلِكَ عَمَلُهُ" [راجع: ۱۲٤۳]

ملحوظہ: حدیث میں صحیح بہ ہے جیسا کہ پہلے گذرا ہے۔

آئندہ حدیث: اسی جلد میں (نمبر ۳۷۷۷) آئی ہے کہ انصار میں جو طویل جنگ بُعاث ہوئی تھی وہ نبی ﷺ کی مدینہ میں تشریف آوری کے لئے تمہید تھی، بس حدیث کا باب سے اتنا ہی تعلق ہے، باقی تفصیل محولہ جگہ میں ہے۔

[۳۹۳۰-] حدثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ يَوْمُ بُعَاثٍ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْمَدِيْنَةَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ وَقُتِلَتْ سَرَاتُهُمْ: فِيْ دُخُوْلِهِمْ فِي الإِسْلاَمِ. [راجع: ۳۷۷۷]

آئندہ حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۳: ۲۷۹ میں) آئی ہے، عید الفطر یا عید الاضحیٰ کے دن دولڑکیاں جنگ بُعاث کے مرثیہ کے اشعار پڑھ رہی تھیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے، انھوں نے ڈانٹا، نبی ﷺ نے فرمایا: پڑھنے دو، آج عید کا دن ہے (جنگ بُعاث ہجرت کی تمہید تھی، یہی حدیث کی باب سے مناسبت ہے)

[۳۹۳۱-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنِيْ غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ دَخَلَ عَلَيْهَا وَالنَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عِنْدَهَا يَوْمَ فِطْرٍ أَوْ أَضْحَى، وَعِنْدَهَا قَيْنَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِمَا تَعَازَفَتِ الأَنْصَارُ يَوْمَ بُعَاثٍ، فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: مِزْمَارُ الشَّيْطَانِ! مَرَّتَيْنِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "دَعْهُمَا يَا أَبَا بَكْرٍ، إِنَّ لِكُلِّ قَوْمٍ عِيْدًا وَإِنَّ عِيْدَنَا هٰذَا الْيَوْمُ" [راجع: ۴۵۴، ۹۴۹]

آئندہ حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۲: ۲۶۶ میں) آئی ہے، نبی ﷺ ہجرت فرما کر جب مدینہ میں وارد ہوئے تو پہلے قبا میں چودہ دن قیام فرمایا، پھر مدینہ میں داخل ہوئے اور حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مہمان بنے اور مسجدِ نبوی کی جگہ خرید کر وہاں مسجد تعمیر کی (حدیث کا ترجمہ محوّلہ جگہ میں ہے)

[۳۹۳۲-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، ح: وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ يُحَدِّثُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ التَّيَّاحِ يَزِيْدُ بْنُ حُمَيْدٍ الضُّبَعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْمَدِيْنَةَ نَزَلَ فِيْ عُلُوِّ الْمَدِيْنَةِ فِيْ حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ: بَنُو عَمْرِو بْنُ عَوْفٍ، قَالَ: فَأَقَامَ فِيْهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلٰى مَلَأِ بَنِي النَّجَّارِ، قَالَ: فَجَاؤُا مُتَقَلِّدِيْنَ سُيُوْفَهُمْ، قَالَ: وَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلٰى رَاحِلَتِهِ، وَأَبُوْ بَكْرٍ رِدْفُهُ، وَمَلَأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهُ، حَتَّى أَلْقَى بِفِنَاءِ أَبِيْ أَيُّوْبَ، قَالَ: فَكَانَ يُصَلِّيْ حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلاَ ةُ، وَيُصَلِّيْ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ، قَالَ: ثُمَّ إِنَّهُ أَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ، فَأَرْسَلَ إِلٰى مَلَأِ بَنِي النَّجَّارِ فَجَاؤُا، فَقَالَ: "يَا بَنِي النَّجَّارِ! ثَامِنُوْنِيْ بِحَائِطِكُمْ هٰذَا" فَقَالُوْا: لاَ وَاللّٰهِ، لاَ نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلاَّ إِلَى اللّٰهِ، قَالَ: فَكَانَ فِيْهِ مَا أَقُوْلُ لَكُمْ: كَانَتْ فِيْهِ قُبُوْرُ الْمُشْرِكِيْنَ، وَكَانَتْ فِيْهِ خِرَبٌ، وَكَانَ فِيْهِ نَخْلٌ. فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِقُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَنُبِشَتْ، وَبِالْخِرَبِ فَسُوِّيَتْ، وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ، قَالَ: فَصَفُّوْا

النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ، قَالَ: وَجَعَلُوْا عِضَادَتَيْهِ حِجَارَةً، قَالَ: جَعَلُوْا يَنْقُلُوْنَ ذَاكَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُوْنَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَعَهُمْ، يَقُوْلُوْنَ:

اللّٰهُمَّ إِنَّهُ لَاخَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الآخِرَةْ ۞ فَانْصُرِ الأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةْ

[راجع: ٤٢٨]

بَابُ إِقَامَةِ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ

ارکانِ حج ادا کرنے کے بعد مہاجر کا مکہ میں ٹھہرنا

جن حضرات نے مکہ سے ہجرت کی تھی ان کے لئے فتح مکہ سے پہلے مکہ میں اقامت اختیار کرنا حرام تھا، پھر فتح مکہ کے بعد اگر وہ حج یا عمرہ کے لئے آئیں تو ارکان ادا کرنے کے بعد تین دن مکہ میں ٹھہر سکتے ہیں، اس سے زیادہ نہ ٹھہریں، پس یہ حکم مکہ سے ہجرت کرنے والوں کے لئے خاص تھا۔

حدیث: حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے سائب بن یزید سے دریافت کیا: آپ نے مکہ کی سکونت کے بارے میں کیا حدیث سنی ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے حضرت علاء رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''منیٰ سے لوٹنے کے بعد مہاجر مکہ میں تین دن ٹھہرے'' (اس سے زیادہ نہ ٹھہرے)

[٤٧-] بَابُ إِقَامَةِ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ

[٣٩٣٣-] حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ حُمَيْدٍ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ يَسْأَلُ السَّائِبَ ابْنَ أُخْتِ النَّمِرِ: مَا سَمِعْتَ فِيْ سُكْنَى مَكَّةَ؟ قَالَ: سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: ''ثَلَاثٌ لِلْمُهَاجِرِيْنَ بَعْدَ الصَّدْرِ''

بَابٌ

اسلامی تاریخ کی ابتداء

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ آپؓ کے فرامین ہمارے پاس آتے ہیں، لیکن ان پر تاریخ نہیں ہوتی (اس سے ہمیں الجھن پیش آتی ہے) چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سترہ ہجری میں صحابہ سے تاریخ اسلامی کے بارے میں مشورہ کیا، بعض نے کہا: میلادِ نبوی سے تاریخ کی ابتداء کی جائے، بعض نے کہا: بعثتِ نبوی سے، بعض نے کہا: ہجرت سے اور بعض نے کہا: وفاتِ نبوی سے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہجرت سے تاریخ کی ابتداء کو

پسند کیا، اس لئے کہ ہجرت ہی سے حق و باطل میں فرق قائم ہوا اور اسلام کی عزت اور غلبہ کی ابتداء ہوئی، پھر یہ مشورہ ہوا کہ سال کہاں سے شروع کیا جائے، ایک رائے ربیع الاول سے شروع کرنے کی تھی، اس لئے کہ آپؐ اسی ماہ میں مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے ہیں، دوسری رائے یہ تھی کہ محرم سے ابتداء کی جائے، اس لئے کہ نبی ﷺ نے ہجرت کا ارادہ محرم سے فرمایا تھا، انصار نے ذی الحجہ میں آپؐ کے دستِ مبارک پر بیعتِ عقبہ ثانیہ کی تھی، اور وہ لوگ ذی الحجہ کے آخر میں حج کر کے مدینہ منورہ واپس آئے تھے، اس لئے آپ نے ان کی واپسی کے چند روز بعد ہی ہجرت کا ارادہ فرمالیا تھا، اور حضرات صحابہ کو ہجرت کی اجازت دیدی تھی، چنانچہ سنہ ہجری کی ابتداء محرم الحرام سے کی گئی، حضرات عثمان و علی رضی اللہ عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہی مشورہ دیا تھا جو قبول کرلیا گیا۔

حدیث (۱): حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نہیں شمار کیا صحابہ نے نبی ﷺ کی بعثت سے اور نہ آپؐ کی وفات سے، نہیں شمار کیا انھوں نے مگر آپؐ کی مدینہ میں تشریف آوری سے۔

تشریح: میلادِ نبوی سے تاریخ شروع کرنے میں عیسائیوں کے ساتھ مشابہت تھی اور وفاتِ نبوی امت کے لئے بڑا حادثہ تھا، اس لئے اس سے بھی تاریخ شروع کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا اور بعثتِ نبوی اسلام کی ابتداء تھی اس لئے اس کو بھی نہیں لیا گیا، اور ہجرت اسلام کے دو دوروں میں خط امتیاز تھا، اس لئے اس سے تاریخ شروع کی گئی۔

حدیث (۲): صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نمازیں دو دو رکعتیں فرض کی گئیں، پھر نبی ﷺ نے ہجرت کی تو نمازیں چار رکعتیں کردی گئیں اور سفر کی نماز سابقہ حالت پر باقی رکھی گئی۔

تشریح: احکامِ اسلامی میں انقلاب ہجرت کے بعد آیا ہے، ہجرت سے پہلے کا دور مغلوبیت کا دور تھا، اس لئے نمازیں بھی دو ہی رکعتیں فرض کی گئی تھیں، اور ہجرت کے بعد کا دور اطمینان کا دور تھا اس لئے رکعتوں کی تعداد بڑھادی گئی، چنانچہ صحابہ نے ہجرت سے اسلامی تاریخ کی ابتدا کی۔

[۴۸-] بَابٌ

[۳۹۳۴-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: مَا عَدُّوْا مِنَ مَبْعَثِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَلاَ مِنْ وَفَاتِهِ، مَا عَدُّوْا إِلَّا مِنْ مَقْدَمِهِ الْمَدِيْنَةَ.

[۳۹۳۵-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: فُرِضَتِ الصَّلاَ ةُ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ هَاجَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَفُرِضَتْ أَرْبَعًا، وَتُرِكَتْ صَلاَ ةُ السَّفَرِ عَلٰى الْأُوْلٰى، تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَر. [راجع: ۳۵۰]

ملحوظہ: مصری نسخہ میں باب اس طرح ہے: بَابُ التاريخ، من أين أَرَّخُوْا التاريخ؟

بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم: " اللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِیْ هِجْرَتَهُمْ" وَمَرْثِيَتِهِ لِمَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ

الٰہی! میرے صحابہ کی ہجرت کو پایۂ تکمیل تک پہنچا! اور مکہ میں وفات پانے والے مہاجرین کے لئے دعائے رحمت!

پہلے (تحفۃ القاری ۴:۵۲) حدیث گذری ہے، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ حجۃ الوداع کے سال مکہ میں سخت بیمار پڑے، نبی ﷺ ان کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے، انھوں نے عرض کیا: کیا میں اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ جاؤں گا؟ یعنی میرے ساتھی حج کر کے مدینہ چلے جائیں گے اور میں مکہ میں مروں گا، آپؐ نے فرمایا: تم ہرگز پیچھے نہیں رہوگے، یعنی مکہ میں نہیں مروگے، ابھی زندہ رہوگے، اور ہوسکتا ہے تم میرے بعد تک زندہ رہو، پھر آپؐ نے دعا کی: اے اللہ! میرے ساتھیوں کی ہجرت مکمل فرما اور ان کو الٹے پاؤں نہ لوٹا، ہاں قابل رحم سعد بن خولہؓ ہیں (امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں) مکہ میں انتقال ہونے کی وجہ سے نبی ﷺ نے ان کے لئے دعائے رحمت کی (حدیث کا ترجمہ اور شرح محولہ جگہ میں ہے)

[۴۹-] بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم: اللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِیْ هِجْرَتَهُمْ! وَمَرْثِيَتِهِ لِمَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ

[۳۹۳۶-] حدثنا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: عَادَنِیْ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَعْنِیْ مِنْ مَرَضٍ أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلٰی الْمَوْتِ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بَلَغَ بِیْ مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرَى، وَأَنَا ذُو مَالٍ، وَلاَ يَرِثُنِیْ إِلَّا ابْنَةٌ لِیْ وَاحِدَةٌ، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَیْ مَالِیْ؟ قَالَ:" لاَ" قَالَ: فَأَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهِ؟ قَالَ:" الثُّلُثُ يَا سَعْدُ! وَالثُّلُثُ كَثِيْرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ ذُرِّيَّتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَلَسْتَ بِنَافِقٍ نَفَقَةً تَبْتَغِیْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا آجَرَكَ اللّٰهُ بِهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَجْعَلُهَا فِیْ فِی امْرَأَتِكَ" قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِیْ؟ قَالَ: إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلاً تَبْتَغِیْ بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً، وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ، وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُوْنَ، اللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِیْ هِجْرَتَهُمْ وَلاَ تَرُدَّهُمْ عَلٰی أَعْقَابِهِمْ، لٰكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ" يَرْثِیْ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ يُتَوَفّٰی بِمَكَّةَ. وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ وَمُوْسَى، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ:" أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ"

سند: ابراہیم بن سعد کے شاگردوں میں ایک لفظ میں اختلاف ہوا ہے، یحییٰ کی روایت میں ذُرِّیَّتَكَ ہے اور احمد بن یونس اور موسیٰ بن اسماعیل کی روایت میں وَرَثَتَكَ ہے، اور ہمارے نسخہ میں حدیث کے درمیان میں احمد بن یونس کا قول آیا ہے، میں نے اس کو حذف کیا ہے، کیونکہ آخر میں یہ قول آرہا ہے۔

بَابٌ: كَيْفَ آخَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ أَصْحَابِهِ؟

نبی ﷺ نے صحابہ کے درمیان کس طرح مؤاخات (بھائی چارگی) کرائی؟

بھائی چارہ کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ دورِ نبوی میں لوگ قبائل کی بنیاد پر ایک دوسرے کی مدد کرنے کے خوگر تھے، چنانچہ نبی ﷺ نے صحابہ میں دو مرتبہ مؤاخات کرائی، ایک مرتبہ ہجرت سے پہلے خاص مہاجرین کے درمیان، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھائی قرار دیا، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کا، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا، زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا، عبیدۃ بن الحارث رضی اللہ عنہ کو بلال رضی اللہ عنہ کا، مصعب بن عُمیر رضی اللہ عنہ کو سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا، ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ کا، سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہما کا اور ذاتِ اقدس کو علی رضی اللہ عنہ کا، یہ مؤاخات خاص مہاجرین کے درمیان کرائی تھی۔

دوسری مؤاخات ہجرت کے پانچ ماہ بعد مہاجرین اور انصار کے درمیان کرائی، اس کی فہرست لمبی ہے، سیرۃ المصطفیٰ (۱:۴۳۷) میں مذکور ہے، کیونکہ ہجرت کے بعد مدینہ میں دو طرح کے مسلمان جمع ہو گئے تھے ایک انصار تھے، جو اپنے گھروں میں آباد تھے، ان کی اپنی زمینیں، کاروبار اور قبائل تھے، دوسرے مہاجرین تھے جو بے خان مان تھے، وہ لٹ پٹ کر مدینہ پہنچے تھے، ان کے پاس نہ تو رہنے کے لئے گھر تھے نہ گذارہ کا سامان تھا، ان کے قبائل بھی نہیں تھے، اس لئے وہ بے یارومددگار تھے، چنانچہ نبی ﷺ نے مہاجرین وانصار کے درمیان بھائی چارہ کرایا اور مسلمانوں کے بعض کو بعض سے جوڑ دیا، ان کو ایک خاندان بنادیا، اور صلہ رحمی اور انفاق کا حکم دیا اور مؤاخات کو توارث کی بنیاد قرار دیا، یہ حکم جنگِ بدر تک قائم رہا، اس طرح مسلمانوں کا کلمہ متحد ہو گیا۔

۱- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے میرے اور سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا، جب ہم مدینہ میں آئے۔

۲- ابو جحیفہ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے حضرت سلمان اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہما کے درمیان مؤاخات کرائی (حضرت سلمان فارسیؓ مہاجر نہیں تھے مگر مہاجر جیسے تھے، کیونکہ وہ انصار میں سے نہیں تھے، یہود کے غلام تھے اور آزاد ہوئے تھے، اس کی تفصیل اگلے باب میں ہے)

اور باب کی حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۵:۱۳۰) گذر چکی ہے، اس میں حضرت عبدالرحمٰن اور حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہما کے درمیان مؤاخات کا تذکرہ ہے، باقی تفصیل پہلے آچکی ہے۔

[۵۰-] بَابُ كَيْفَ آخَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ أَصْحَابِهِ؟

[۱-] وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: آخَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنِيْ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ.

[۲-] وَقَالَ أَبُوْ جُحَيْفَةَ: آخَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِى الدَّرْدَاءِ.

[۳۹۳۷-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَدِمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ الْمَدِيْنَةَ، فَآخَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ الْأَنْصَارِيِّ، فَعَرَضَ عَلَيْهِ أَنْ يُنَاصِفَهُ أَهْلَهُ وَمَالَهُ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِى أَهْلِكَ وَمَالِكَ، دُلَّنِيْ عَلَى السُّوْقِ، فَرَبِحَ شَيْئًا مِنْ أَقِطٍ وَسَمْنٍ، فَرَآهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَعْدَ أَيَّامٍ وَعَلَيْهِ وَضَرٌ مِنْ صُفْرَةٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "مَهْيَمْ يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ؟" قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: "فَمَا سُقْتَ فِيْهَا؟" فَقَالَ: وَزْنَ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ" [راجع: ۲۰۴۹]

بَابٌ

ابتدائے ہجرت کے احوال

کتاب المناقب پوری ہونے جارہی ہے، آخر میں تین باب ہیں، ان میں ابتدائے ہجرت کے احوال ہیں، پہلے باب میں دو باتیں ہیں: (۱) حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا۔ (۲) بیع صرف میں ادھار کی ممانعت، حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ یہود کے قبیلے بنوقینقاع کے تھے اور ابتدائے ہجرت میں مسلمان ہوئے ہیں، پھر دوسرے باب میں ہجرت کے بعد یہود کی خدمتِ نبوی میں حاضری کا تذکرہ ہے، مگران نالائقوں نے ایمان قبول نہیں کیا، پھر آخری باب میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے اسلام کا بیان ہے، آپؓ عجمی تھے، فارس کے رہنے والے تھے اور نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں مدینہ پہنچے تھے، وہ بھی ابتدائے ہجرت میں ایمان لائے ہیں۔

۱- حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا

حدیث پہلے تحفۃ القاری (۶:۵۴۳ میں) گذری ہے، وہاں ترجمہ ہے، حضرت ابن سلامؓ نے تین باتیں پوچھی تھیں جن

کو نبی کے علاوہ کوئی نہیں جانتا: (۱) قیامت کی چھوٹی نشانیوں میں سے پہلی نشانی کیا ہے؟ (۲) جنتیوں کو جنت میں سب سے پہلے کیا کھانا دیا جائے گا؟ (۳) بچہ کبھی باپ کے مشابہ ہوتا ہے، کبھی ماں کے اس کی وجہ کیا ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے، نبی ﷺ کو جوابات بتلائے، آپؐ نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو بتلائے، وہ فوراً مسلمان ہو گئے۔

۲- بیع صرف میں ادھار کی ممانعت

حدیث: ابوالمنہال کہتے ہیں: میرے ایک شریک نے بازار میں دراہم ادھار بیچے، میں نے کہا: سبحان اللہ! کیا یہ جائز ہے؟ اس نے جواب دیا: سبحان اللہ! بخدا میں نے ان کو بازار میں بیچا ہے اور کسی نے اعتراض نہیں کیا، ابوالمنہال کہتے ہیں: میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا: انھوں نے فرمایا: جب نبی ﷺ مدینہ میں فروکش ہوئے اس وقت ہم یہ بیع کرتے تھے یعنی دراہم دراہم کے بدل ادھار بیچتے تھے، پس آپؐ نے فرمایا: جو بیع دست بدست ہو وہ جائز ہے، اور جو ادھار ہو وہ جائز نہیں، اور تم جا کر یہ مسئلہ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھو، وہ ہم میں بڑے تاجر تھے، ابوالمنہال نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انھوں نے بھی یہی جواب دیا کہ دست بدست جائز ہے اور ادھار جائز نہیں، اور کبھی سفیان بن عیینہؒ نے حدیث میں کہا: ہم حج کے موسم تک ادھار بیچتے تھے۔

[۵۱-] بَابٌ

[۳۹۳۸-] حَدَّثَنِیْ حَامِدُ بْنُ عُمَرَ، عَنْ بِشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَیْدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ بَلَغَهُ مَقْدَمُ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم الْمَدِیْنَةَ، فَأَتَاهُ یَسْأَلُهُ عَنْ أَشْیَاءَ، فَقَالَ: إِنِّیْ سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لاَ یَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِیٌّ، مَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ؟ وَمَا أَوَّلُ طَعَامٍ یَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ؟ وَمَا بَالُ الْوَلَدِ یَنْزِعُ إِلٰی أَبِیْهِ وَإِلٰی أُمِّهِ؟ قَالَ:" أَخْبَرَنِیْ بِهِ جِبْرَئِیْلُ آنِفًا" قَالَ ابْنُ سَلَامٍ: ذَاكَ عَدُوُّ الْیَهُوْدِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ، قَالَ:" أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُهُمْ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلٰی الْمَغْرِبِ، وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ یَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِیَادَةُ كَبِدِ الْحُوْتِ، وَأَمَّا الْوَلَدُ فَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ، وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْأَةِ مَاءَ الرَّجُلِ نَزَعَتِ الْوَلَدَ" قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ، قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الْیَهُوْدَ قَوْمٌ بُهُتٌ، فَسَلْهُمْ عَنِّیْ قَبْلَ أَنْ یَعْلَمُوْا بِإِسْلَامِیْ، فَجَاءَ تِ الْیَهُوْدُ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم:" أَیُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فِیْكُمْ؟" قَالُوْا: خَیْرُنَا وَابْنُ خَیْرِنَا، وَأَفْضَلُنَا وَابْنُ أَفْضَلِنَا. فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم:" أَرَأَیْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ؟" قَالُوْا: أَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ، فَأَعَادَ عَلَیْهِمْ فَقَالُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ، فَخَرَجَ إِلَیْهِمْ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، قَالُوْا: شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا، وَتَنَقَّصُوْهُ، قَالَ: هٰذَا كُنْتُ أَخَافُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! [راجع: ۳۳۲۹]

[۳۹۳۹و۳۹٤۰-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو: سَمِعَ أَبَا الْمِنْهَالِ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ مُطْعِمٍ، قَالَ: بَاعَ شَرِيْكٌ لِيْ دَرَاهِمَ فِي السُّوْقِ نَسِيْئَةً، فَقُلْتُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! أَيَصْلُحُ هٰذَا؟ فَقَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ لَقَدْ بِعْتُهَا فِي السُّوْقِ فَمَا عَابَهُ أَحَدٌ، فَسَأَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ فَقَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَنَحْنُ نَتَبَايَعُ هٰذَا الْبَيْعَ، فَقَالَ: مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَيْسَ بِهِ بَأْسٌ، وَمَا كَانَ نَسِيْئَةً فَلاَ يَصْلُحُ" وَالْقَ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ فَسَلْهُ، فَإِنَّهُ كَانَ أَعْظَمَنَا تِجَارَةً، فَسَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ، فَقَالَ مِثْلَهُ، وَقَالَ سُفْيَانُ مَرَّةً: فَقَدِمَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الْمَدِيْنَةَ، وَنَحْنُ نَتَبَايَعُ، وَقَالَ: نَسِيْئَةً إِلَى الْمَوْسِمِ أَوِ الْحَجِّ. [راجع: ۲۰٦۰، ۲۰٦۱]

بَابُ إِتْيَانِ الْيَهُوْدِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم حِيْنَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ

ہجرت کے بعد یہود کی خدمتِ نبوی میں حاضری

هَادَ يَهُوْدُ هَوْدًا: تائب ہوکر حق کی طرف لوٹنا، سورۃ الاعراف آیت ۱۵۶ میں ہے: ﴿إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ﴾: بیشک ہم تائب ہوکر آپ کی طرف لوٹتے ہیں، فهو هائدٌ، أی تائبٌ، والجمعُ هُوْدٌ اور هَادَ فُلاَنًا کے دوسرے معنی ہیں: یہودی ہونا، یہودی قوم میں پیدا ہونا، یا یہودی مذہب کی پیروی کرنا، سورۃ المائدہ آیت ۴۱ میں ہے: ﴿وَمِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا﴾: اور ان لوگوں میں سے جنھوں نے یہودیت کی راہ اختیار کی۔

یہود نبی ﷺ کی صفات جانتے تھے، اور آپؐ کی ہجرت کی جگہ بھی جانتے تھے، چنانچہ یہود کے چار قبیلے مدینہ میں آ کر بسے تھے کہ جب نبی آخر الزماں کا ظہور ہوگا تو سب سے پہلے ہم ایمان لائیں گے، پھر جب نبی ﷺ مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو یہود کے علماء اور عوام نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور امتحان لینے کے لئے مختلف سوالات کئے، پھر جس کی قسمت نے یاوری کی وہ ایمان لے آیا اور اکثر کے حصہ میں حرماں نصیبی آئی، وہ ذلیل وخوار ہوئے۔

حدیث (۱): نبی ﷺ نے فرمایا: "اگر مجھ پر دس یہودی ایمان لے آئیں تو مجھ پر سارے یہودی ایمان لے آئیں"

تشریح: اس حدیث میں دو قیدیں ہیں، ایک: ابتدائے ہجرت میں دس یہودی ایمان لے آئیں، قیامت تک ایمان لانا مراد نہیں، دوم: یہود کے دس علماء عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جیسے ایمان لے آئیں جو اپنی قوم کے سردار بھی ہوں تو اس کا اثر پڑے گا اور باقی یہودی ان کی پیروی کریں گے، مگر یہود کی بدقسمتی سے ایسا نہیں ہوا۔

[۵۲-] بَابُ إِتْيَانِ الْيَهُوْدِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم حِيْنَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ

﴿هَادُوْا﴾: صَارُوْا يَهُوْدًا، وَأَمَّا قَوْلُهُ: ﴿هُدْنَا﴾: تُبْنَا، هَائِدٌ: تَائِبٌ.

[۳۹۴۱-] حدثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "لَوْ آمَنَ بِیْ عَشَرَةٌ مِنَ الْيَهُوْدِ لَآمَنَ بِیْ الْيَهُوْدُ"

حدیث (۲و۳): پہلے گذری ہیں، قریش عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے، ہجرت سے پہلے نبی ﷺ اور صحابہ بھی یہ روزہ رکھتے تھے، ہجرت کے بعد معلوم ہوا کہ مدینہ میں اس روزہ کا رواج نہیں ہے، چنانچہ آپؐ نے اعلان کرایا کہ مسلمان عاشوراء کا روزہ رکھیں، پھر مدنی زندگی کے آخر میں آپؐ کے علم میں یہ بات آئی کہ یہود بھی عاشوراء کی تعظیم کرتے ہیں، ان سے اس کی وجہ پوچھی گی تو انھوں نے بتایا: دس محرم کو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اور بنی اسرائیل کو فرعون پر غلبہ عطا فرمایا تھا، اس لئے ہم اس دن کی تعظیم کرتے ہیں، اور اس کا روزہ رکھتے ہیں، آپؐ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کے ہم زیادہ حق دار ہیں، چنانچہ آپؐ نے عاشورہ کے روزہ کو ختم نہیں کیا، بلکہ فرمایا: میں یہود سے امتیاز قائم کرنے کے لئے نویا گیارہ کا روزہ بھی رکھوں گا۔

[۳۹۴۲-] حدثنا أَحْمَدُ أَوْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْغُدَانِیُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ، أَخْبَرَنَا أَبُوْ عُمَيْسٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ، عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِیْ مُوْسَى، قَالَ: دَخَلَ النَّبِیُّ صلى الله عليه وسلم الْمَدِيْنَةَ وَإِذَا نَاسٌ مِنَ الْيَهُوْدِ يُعَظِّمُوْنَ عَاشُوْرَاءَ وَيَصُوْمُوْنَهُ، فَقَالَ النَّبِیُّ صلى الله عليه وسلم: "نَحْنُ أَحَقُّ بِصَوْمِهِ فَأَمَرَ بِصَوْمِهِ" [راجع: ۲۰۰۵]

[۳۹۴۳-] حَدَّثَنِیْ زِيَادُ بْنُ أَيُّوْبَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِیُّ صلى الله عليه وسلم الْمَدِيْنَةَ وَجَدَ الْيَهُوْدَ يَصُوْمُوْنَ عَاشُوْرَاءَ، فَسُئِلُوْا عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالُوْا: هٰذَا هُوَ الْيَوْمُ الَّذِیْ أَظْهَرَ اللّٰهُ فِيْهِ مُوْسَى وَبَنِیْ إِسْرَائِيْلَ عَلٰى فِرْعَوْنَ، وَنَحْنُ نَصُوْمُهُ تَعْظِيْمًا لَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "نَحْنُ أَوْلٰى بِمُوْسَى مِنْكُمْ" فَأَمَرَ بِصَوْمِهِ.

[راجع: ۲۰۰۴]

ملحوظہ: پہلی حدیث میں امام بخاری رحمہ اللہ کو اپنے استاذ کے نام میں شک ہے کہ احمد نام ہے یا محمد؟ لیکن اپنی تاریخ میں بغیر شک کے احمد نام ذکر کیا ہے۔

حدیث (۴): بھی پہلے گذری ہے، نبی ﷺ سر کے بالوں میں مانگ نکالے بغیر کنگھی سے بال پیچھے کھینچ لیتے تھے اور مشرکین اپنے سروں میں مانگ نکالتے تھے اور اہل کتاب مانگ نہیں نکالتے تھے اور نبی ﷺ کو جن باتوں میں شریعت کا حکم نازل نہیں ہوا اہل کتاب کی موافقت پسند تھی، پھر بعد میں آپؐ نے سر میں مانگ نکالنی شروع کی۔

[۳۹۴۴-] حدثنا عَبْدَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِیَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَسْدِلُ شَعْرَهُ، وَكَانَ

الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُؤُسَهُمْ، وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُوْنَ رُؤُسَهُمْ، وَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ بِشَيْءٍ، ثُمَّ فَرَقَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم رَأْسَهُ.
[راجع: ۳۵۵۸]

حدیث (۵): سورۃ الحجر آیت ۹۱ ہے: ﴿الَّذِيْنَ جَعَلُوْا الْقُرْآنَ عِضِيْنَ﴾: وہ لوگ جنھوں نے آسمانی کتابوں کے حصے کر لئے، یعنی اللہ کی کتاب کا جو حصہ ان کی مرضی کے موافق ہوتا، اس پر عمل کرتے اور جو مرضی کے خلاف ہوتا اس پر عمل نہیں کرتے تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس آیت میں اہل کتاب کا ذکر ہے، یہود و نصاریٰ کی یہ عادت ہے، چنانچہ ان کی کتابوں میں نبی ﷺ کی جو صفات تھیں ان پر ایمان نہیں لائے۔

[۳۹۴۵-] حَدَّثَنِيْ زِيَادُ بْنُ أَيُّوْبَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: هُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ جَزَّؤُوْهُ أَجْزَاءً، فَآمَنُوْا بِبَعْضِهِ وَكَفَرُوْا بِبَعْضِهِ. [انظر: ۴۷۰۵، ۴۷۰۶]

بَابُ إِسْلَامِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا

یہود کے بڑے عالموں میں سے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تھا، اور ان کے ساتھ ملحق لوگوں میں سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تھا، آپ کا نام سلمانؓ، کنیت: ابوعبداللہ، لقب: سلمان الخیر تھا، فارس کے شہر رام ہُرمز کے مضافات میں قصبہ جیّ کے رہنے والے تھے، بڑے زمیں دار کے لڑکے تھے، مذہباً مجوسی (آتش پرست) تھے، دین حق کی تلاش میں گھر سے نکل کھڑے ہوئے، کسی ظالم نے ان کو غلام بنا کر بیچ دیا، خود فرماتے ہیں: میں دس سے زیادہ آقاؤں کے ہاتھوں فروخت ہوا ہوں، آخر میں مدینہ میں بنوقریظہ کے ایک یہودی کی غلامی میں آئے۔ جب نبی ﷺ کی بعثت ہوئی تو ان کو غلامی اور آقا کی خدمت کی وجہ سے مطلقاً علم نہ ہوا، پھر جب آپؐ ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے اور قبا میں بنوعمرو بن عوف کے محلّہ میں قیام فرمایا تو وہ اس وقت ایک کھجور کے درخت پر چڑھے ہوئے کام کر رہے تھے، نیچے ان کا آقا بیٹھا تھا، اچانک ایک یہودی آیا جو ان کے آقا کا چچازاد بھائی تھا اور اس نے اطلاع دی کہ مکہ سے ایک صاحب آئے ہیں، جو نبوت کا دعوی کرتے ہیں، چنانچہ شام کو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کچھ کھجوریں لے کر حاضر ہوئے اور عرض کیا: مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ آپؐ کے پاس اور آپؐ کے رفقاء کے پاس کچھ نہیں، اس لئے میں صدقہ لے کر حاضر ہوا ہوں، آپؐ نے قبول کرنے سے انکار کیا اور فرمایا: میں صدقہ نہیں کھاتا، البتہ صحابہ کو اجازت دی کہ کھائیں، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے دل میں کہا کہ نبی آخر الزماں کی تین علامتوں میں سے ایک علامت پائی گئی، پھر وہ واپس گئے، اور کھجوریں

جمع کرنی شروع کیں، جب آپؐ مدینہ منورہ تشریف فرما ہوئے تو وہ پھر حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا: آپؐ صدقہ قبول نہیں کرتے، اس لئے ہدیہ لے کر حاضر ہوا ہوں، آپؐ نے قبول فرمایا، اور خود بھی اس میں سے کھایا اور صحابہ کو بھی کھلایا، انھوں نے دل میں کہا: یہ دوسری علامت پائی گئی، پھر وہ واپس ہو گئے، دو چار روز کے بعد پھر آئے، آپؐ ایک جنازہ کے ہمراہ بقیع میں تشریف فرما تھے اور صحابہ کی ایک جماعت آپؐ کے ساتھ تھی، اور آپؐ درمیان میں تشریف فرما تھے، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے سلام کیا اور آپؐ کے پیچھے آ کر بیٹھ گئے، تاکہ مہر نبوت دیکھیں، نبی ﷺ سمجھ گئے اور پشتِ مبارک سے چادر ہٹادی، حضرت سلمانؓ نے مہرِ نبوت دیکھی اس کو بوسہ دیا اور رو پڑے، آپؐ نے ارشاد فرمایا: سامنے آؤ، کیا بات ہے؟ انھوں نے سارا واقعہ بیان کیا کہ میں نے علماء نصاریٰ سے نبی آخر الزماں کی تین علامتیں سنی تھیں جو تینوں پائی گئیں، وہ اسی وقت مشرف باسلام ہوئے، نبی ﷺ ان کے اسلام سے مسرور ہوئے، پھر وہ اپنے آقا کی خدمت میں مشغول ہو گئے اور غزوۂ بدر اور احد میں شریک نہیں ہوئے، نبی ﷺ نے ان سے فرمایا: سلمان! اپنے آقا سے کتابت کرلو، آقا نے کہا: تم چالیس اوقیہ سونا ادا کرو اور تین سو درخت کھجور کے لگاؤ، جب وہ بار آور ہو جائیں تو تم آزاد ہو، انھوں نے قبول کرلیا، نبی ﷺ نے بذاتِ خود وہ درخت لگائے اور ایک سال میں ان پر پھل آ گیا، پھر ایک شخص آپؐ کے پاس ایک انڈے کے بقدر سونا لے کر آیا، آپؐ نے وہ سونا حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کو دیا اور فرمایا: اس کو لے جاؤ اللہ تمہارا قرضہ ادا فرمادے گا، انھوں نے عرض کیا: یہ تو بہت تھوڑا ہے، آپؐ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اسی سے تمہارا قرضہ ادا کردیں گے، چنانچہ انھوں نے اس کو تولا تو وہ پورا چالیس اوقیہ تھا، اس طرح ان کا قرضہ ادا ہو گیا، اور انھوں نے غلامی سے نجات پائی، پھر غزوۂ خندق میں اور بعد کے غزوات میں وہ آپؐ کے ہم رکاب رہے۔

باب کی آخری حدیث: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبی ﷺ کے درمیان زمانۂ فترت چھ سو سال ہے۔

تشریح: رحمۃ للعالمین اور الرحیق المختوم میں نبی ﷺ کی تاریخ ولادت: ۲۰ یا ۲۲ اپریل سنہ ۵۷۱ عیسوی بیان کی ہے اور عرب کسر چھوڑ دیتے تھے اور کبھی پوری کر دیتے تھے، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کسر پوری کر کے چھ سو سال کہا ہے۔

فائدہ: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کی عمر میں بہت اقوال ہیں: ڈھائی سو سال سے چھ سو سال تک کے اقوال ہیں، مگر علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ نے سِیَرُ أعلامِ النُّبلَاء (۱: ۵۵۵) میں ان سب اقوال کی تردید کی ہے اور فرمایا ہے کہ آپؓ کی عمر سو سال سے کم اور ستر سال سے زیادہ ہوئی ہے۔

[۵۳-] بَابُ إِسْلَامِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ

[۳۹۴۶-] حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ بْنِ شَقِيْقٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ: قَالَ أَبِيْ، ح: وَحَدَّثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ،

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ: أَنَّهُ تَدَاوَلَهُ بِضْعَةَ عَشَرَ مِنْ رَبٍّ إِلٰى رَبٍّ.

[۳۹۴۷-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ الْبَيْكَنْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ سَلْمَانَ، يَقُوْلُ: أَنَا مِنْ رَامَ هُرْمُزَ.

[۳۹۴۸-] حدثنا الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ، عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ، عَنْ سَلْمَانَ قَالَ: فَتْرَةٌ بَيْنَ عِيْسَى وَمُحَمَّدٍ صلى الله عَلَيْهِمَا وَسَلَّمَ سِتُّ مِائَةِ سَنَةٍ.

کتاب المناقب پوری ہوئی

مگر ابھی کتاب المناقب پوری نہیں ہوئی، کتاب المغازی اور کتاب التفسیر کتاب المناقب کا تتمہ ہیں، آپ کو یاد ہوگا: کتاب الانبیاء میں امام بخاری رحمہ اللہ نے نبی ﷺ کا تذکرہ نہیں کیا ہے، کیونکہ آپ کا تذکرہ طویل ہے، اس لئے اس کے لئے مستقل کتاب: کتاب المناقب رکھی ہے، پھر کتاب المناقب میں باب علامات النبوة فی الإسلام آیا ہے، اس میں معجزاتِ نبوی کا بیان ہے، مگر نبی ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ جو قیامت تک باقی رہنے والا ہے وہ قرآنِ کریم ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں اس کا تذکرہ نہیں کیا، اس کے لئے مستقل کتاب رکھی ہے، پھر کتاب المناقب میں آپ ﷺ کے فضائل کے بعد امت کے اصفیاء (برگزیدہ لوگوں) کا تذکرہ کیا ہے یعنی مہاجرین وانصار کے فضائل بیان کئے ہیں، کیونکہ درخت پھل سے پہچانا جاتا ہے، پھر ہجرت سے پہلے کے احوال ترتیب زمانی کے ساتھ بیان کئے ہیں، جو کتاب المناقب میں پورے ہوگئے، اس کے بعد مدنی زندگی کے احوال ہیں، ان کا بیان کتاب المغازی میں ہے، یہ مابعد الہجرۃ کے احوال ہیں، پھر کتاب التفسیر ہے، اس میں نبی ﷺ کے سب سے بڑے معجزہ قرآنِ کریم کا تذکرہ ہے، یہ کتابوں کی ترتیب ذہن میں رہنی چاہئے۔

مگر ناشرین نے بخاری شریف کی دو جلدیں کردیں، اور دوسری جلد کتاب المغازی سے شروع کی تو عام خیال پیدا ہوگیا کہ یہ مستقل کتاب ہے، حالانکہ وہ کتاب المناقب کا تتمہ ہے، اس میں مابعد الھجرۃ کے احوال ہیں، اور ہم نے بھی اس کی پیروی کی ہے، یہ ساتویں جلد کم صفحات میں ختم کردی ہے اور اس کو آٹھویں جلد سے الگ کردیا ہے۔

تحفۃ القاری کی آٹھویں جلد ان شاء اللہ کتاب المغازی سے شروع ہوگی

تقریبِ اختتام

۲۹ رجب المرجب ۱۴۳۲ ہجری صبح بارہ بجے کے قریب بخاری شریف جلد اول مکمل ہوئی، اس پُر مسرت اور مبارک موقع پر صاحب افادات حضرت اقدس مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم (شیخ الحدیث وصدر المدرسین دارالعلوم دیوبند) نے پہلے طلبائے دورۂ حدیث کی درخواست پر پوری سورۃ الصّف پڑھ کر سنائی اور اس کا خلاصہ بیان کیا، پھر سورت الصّف کی اجازت دی، بعدہ قیمتی نصیحتوں سے فضلاء کو مستفیض فرمایا، پھر پوری امت کے لئے بالخصوص فارغ ہونے والے طلبہ، اساتذہ، محدثین کرام، مفسرین عظام اور فقہاء کے لئے دعا فرمائی، اس مبارک مجلس میں تقریباً تمام طلبائے دارالعلوم نے اور شہر کے ایک بڑے مجمع نے حاضر ہوکر بارگاہِ ایزدی میں خوب گڑگڑا کر پوری امت کی فلاح و بہبودی کے لئے دعا مانگی، میں مناسب سمجھتا ہوں کہ وہ نصائح عالیہ اور دعائیہ کلمات یہاں درج کردوں:

سورۃ الصّف کا شانِ نزول

ترمذی شریف میں سورۃ الصّف کی تفسیر میں آپ حضرات نے یہ روایت پڑھی ہے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھ چند احباب مسجدِ نبوی میں بیٹھ کر آپس میں باتیں کررہے تھے کہ اگر ہمیں پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ کو دین کا کونسا کام سب سے زیادہ پسند ہے تو ہم وہ کریں، یہ الفاظ ترمذی شریف کے ہیں، اور مسند احمد کے الفاظ یہ ہیں: اگر ہمیں پتہ چل جائے کہ کونسا کام اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے تو ہم اس کے لئے جان کی بازی لگادیں، یعنی اپنی پوری طاقت اس کام میں خرچ کرڈالیں، پھر مشورہ ہوا کہ یہ بات حضور ﷺ سے پوچھنی چاہئے، مگر کون پوچھے؟ کوئی ہمت نہیں کررہا تھا، یہ گفتگو تو مسجدِ نبوی میں ہورہی تھی، ادھر گھر میں سورۃ الصّف نازل ہوئی، اور نبی پاک ﷺ کو اطلاع دی گئی کہ مسجد میں فلاں فلاں یہ مشورہ کررہے ہیں، چنانچہ حضور ﷺ نے ان کو نام بنام بلایا، جب وہ سب حضرات آئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: تم جو مشورہ کررہے تھے اور جو پوچھنا چاہتے تھے اس سلسلہ میں یہ سورت نازل ہوئی ہے، پھر نبی ﷺ نے پوری سورۃ الصّف پڑھ کر ان صحابہ کو سنائی، پھر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے اپنے طالب علم کو سنائی، اس طالب علم نے اپنے طالب علم کو سنائی، اس طرح یہ سلسلہ مسلسل چلا آرہا ہے۔

سورۃ الصّف کا تسلسل باقی ہے

ترمذی شریف کی سند میں امام اوزاعی رحمہ اللہ کا نام رہ گیا، حدیث کے بعد امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ حضرت

سلمان رضی اللہ عنہ نے فلاں کو یہ سورت سنائی، پھر اس نے فلاں کو، اس نے فلاں کو، اس میں امام اوزاعی رحمہ اللہ کا نام ہمارے ترمذی کے نسخوں میں رہ گیا ہے، یہ انقطاع ہو گیا، تسلسل باقی نہیں رہا، میں نے کھڑی دو قوسوں کے درمیان (تحفۃ الالمعی میں) مسند احمد سے اور ابن کثیر رحمہ اللہ کی مسانید السنن و الآثار سے امام اوزاعی رحمہ اللہ کا نام بڑھایا ہے، پس یہ تسلسل باقی ہے اور یہی ایک حدیث ہے جس کا تسلسل باقی ہے، باقی 'مسلسلات' میں جتنی حدیثیں ہیں ان کا یا تو تسلسل باقی نہیں رہا یا ان کی سندیں ضعف ہیں یا وہ سرے سے حدیث ہی نہیں، جیسے دو کالی چیزوں کی یعنی کھجور اور پانی کی ضیافت کی حدیث موضوع ہے، شیخ عبد الفتاح ابو غدہؒ نے لکھا ہے کہ میں ایک کروڑ مرتبہ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ حدیث موضوع ہے، بہرحال وہ یا تو موضوع روایت ہے یا اس کی سند میں ضعف آ گیا ہے یا تسلسل ختم ہو گیا ہے، صرف سورۃ الصّف کا تسلسل باقی ہے۔

سورۃ الصّف کی اجازت

میں نے ۱۳۸۲ ہجری میں دورہ پڑھا ہے، یہ دار العلوم کا سوواں سال تھا، دار العلوم قائم ہوا ہے ۱۵ محرم الحرام ۱۲۸۳ ہجری میں اور میں نے ۱۳۸۲ ہجری میں دار العلوم میں دورہ پڑھا ہے، جو دار العلوم کا سوواں سال ہے، اگلے سال دار الافتاء میں داخلہ لیا، دار الافتاء کے سال میں نے سہارن پور جا کر حضرت شیخ مولانا زکریا صاحب قدس سرہ سے مسلسلات پڑھی اور حضرتؒ نے یہ پوری سورت ہمیں پڑھ کر سنائی، حضرت رحمہ اللہ سے آخر تک سند مسلسلات میں چھپی ہوئی ہے اس لئے باقی سند وہاں دیکھیں، میں نے حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ سے یہ سورت سنی ہے، پوری سورت حضرت رحمہ اللہ نے پڑھ کر سنائی تھی، میں بھی آپ حضرات کو پڑھ کر سناتا ہوں (پھر حضرت والا دامت برکاتہم نے سورۃ الصّف کی تلاوت فرمائی) یہ میں نے آپ حضرات کو سورۃ الصّف پڑھ کر سنائی، آپ حضرات کو میں اجازت دیتا ہوں، آپ اسے آگے جسے چاہیں پڑھ کر سنا سکتے ہیں۔

سورۃ الصّف کا خلاصہ

اس سورت میں بتلایا گیا ہے کہ اعمال میں سب سے زیادہ اللہ کو محبوب جہاد ہے، لیکن یہ بات بتلانے سے پہلے تمہید قائم کی ہے کہ کردار کے غازی بنو، گفتار کے غازی مت بنو، بڑے بڑے دعوی کرو، اور کرو کچھ نہیں، یہ گفتار کا غازی بننا ہے، وقت آئے تو کر کے دکھاؤ یہ کردار کا غازی بننا ہے۔ ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالاَ تَفْعَلُوْنَ؟ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللهِ أَنْ تَقُوْلُوْا مَالاَ تَفْعَلُوْنَ!﴾: اے ایمان والو! ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں؟ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ بات بہت ناراضگی کی ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں! یہ تمہید قائم کی ہے، پھر فرمایا: ﴿إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ﴾: اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند کرتے ہیں جو راہِ خدا میں اس طرح مل کر لڑتے ہیں جیسے وہ ایک عمارت سیسہ پلائی ہوئی ہوں۔ پس تبلیغ والوں کا جہاد نکل گیا، صاف فرمایا: ﴿صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ﴾: معلوم ہوا کہ اسلام میں اسی کا نام جہاد ہے یہی اصطلاحی جہاد ہے۔ اور دین کے لئے تن توڑ کوشش کرنا، کسی بھی لائن سے آپ دین کے لئے تن توڑ

کوشش کریں اپنی پوری طاقت خرچ کرڈالیں تو یہ لغوی جہاد ہے، اور قرآنِ کریم میں بعض جگہ یہ لغوی معنی مراد ہیں، جیسے: ﴿وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ﴾: اور اللہ کے دین کے لئے خوب کوشش کیا کرو، جیسا کہ کوشش کرنے کا حق ہے (سورۃ الحج آیت: ۷۸) یہاں لغوی معنی مراد ہیں، مفسرین تقدیر عبارت نکالتے ہیں: جَاهِدُوْا فی اللہ أَیْ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ: لیکن اسلام میں جہاد کے ایک شرعی اور عرفی معنی ہیں، کتبِ حدیث میں جب ابواب الجہاد شروع ہوتے ہیں تو وہی معنی مراد ہوتے ہیں۔

جہاں اصطلاحی جہاد کے لئے حالات سازگار نہ ہوں وہاں کیا کریں؟

عزیزو! بعض جگہ احوال ایسے ہوتے ہیں کہ شرعی جہاد کا موقع نہیں ہوتا، جہاد کے لئے مرکزیت ضروری ہے، امیر چاہئے، مرکزیت اور امیر کے بغیر جہاد نہیں ہوسکتا، پس جو لوگ دارالحرب میں ہیں ان کو یہ چیزیں حاصل نہیں، اور اب تو بیشتر اسلامی ممالک میں بھی ان کا فقدان ہے، پس ایسے حالات میں کیا کریں؟ یہ سورت کی ابتداء ہے، اب سورت کی انتہاء پر آجاؤ، اور بیچ کے مضامین رہنے دو، سورت کے آخر میں فرمایا ہے: ایسے حالات میں اور ایسے ملکوں میں کرنے کا کام یہ ہے: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُوْنُوْا أَنْصَارَ اللّٰهِ﴾: أَیْ كُوْنُوْا أَنْصَارَ دِيْنِ اللّٰهِ۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کے دین کے مددگار بنو، پس ایسے ملکوں میں جہاں شرعی جہاد نہیں ہوسکتا، وہاں بھی دین کا کام کرنے کے بہت مواقع ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین کی محنت بارآور ہوئی

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے اس وقت صرف بارہ حواری تھے (یہ عیسائی کہتے ہیں، اللہ جانے یہ سچ ہے یا بس ویسی ہی بات ہے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آسمان پر اٹھائے جانے سے پہلے حواریین کو دین کی مدد کے لئے پکارا، ارشادِ پاک ہے: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُوْنُوْا أَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّيْنَ مَنْ أَنْصَارِيْ إِلَى اللّٰهِ﴾: اے ایمان والو! تم اللہ کے دین کے مددگار بن جاؤ جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے حواریین سے فرمایا: اللہ کے دین کے لئے کون میرا مددگار بنتا ہے؟ کون دین کے کام کے لئے کھڑا ہوتا ہے؟ ﴿قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللّٰهِ﴾: حواریوں نے کہا: ہم دین کے کام کے لئے تیار ہیں، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو آسمان پر اٹھالئے گئے اور ان حواریین نے اپنی والی محنت شروع کی، ان کی محنت کے نتیجہ میں اچھی خاصی تعداد حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئی، ﴿فَآمَنَتْ طَائِفَةٌ﴾: اور ایک جماعت ایمان نہیں لائی ﴿وَكَفَرَتْ طَائِفَةٌ﴾: عام طور پر ایسا نہیں ہوتا کہ سارے ہی لوگ مسلمان ہوجائیں، خاص زمانوں میں ایسا ہوا ہے یا ہوگا مگر عام طور پر ساری دنیا مسلمان ہوجائے ایسا نہیں ہوتا۔ حواریوں نے جب محنت شروع کی ﴿فَآمَنَتْ طَائِفَةٌ وَكَفَرَتْ طَائِفَةٌ﴾: تو کچھ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور کچھ ایمان نہیں لائے۔

اللہ تعالیٰ کی مدد دین کے لئے محنت کرنے والوں کے شاملِ ہوتی ہے

پھر کشمکش شروع ہوئی، شروع میں تو بارہ آدمی تھے، کیا لڑیں گے کسی سے؟ لیکن جب ایک طائفہ ایمان لایا اور دوسرا

طائفہ کفر پر باقی رہا تو ان میں کشمکش شروع ہوئی، جب کشمکش شروع ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ہم نے ایمان لانے والوں کی مدد کی، ﴿فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوْا عَلَى عَدُوِّهِمْ﴾: ان کے دشمنوں پر ہم نے ان کو طاقت پہنچائی ﴿فَأَصْبَحُوْا ظَاهِرِيْنَ﴾: پس وہ طائفہ جو ایمان لایا تھا وہ غالب ہوگیا، اور عیسائیت پھیلنی شروع ہوگئی، یہ گفتہ آید در حدیث دیگراں ہے، ابھی اس امت میں اس کی مثال نہیں پائی گئی۔

تیرہ سال تک جب تک حضور ﷺ مکہ میں رہے دین کی ہر خدمت چل رہی تھی، مگر جہاد نہیں چل رہا تھا، کیوں نہیں چل رہا تھا؟ مرکزیت نہیں تھی، ایک جگہ مسلمان سمٹے ہوئے نہیں تھے، کفار کے ساتھ مکہ میں رلے ملے تھے، ایسی صورت میں کیسے جہاد ہوگا؟ لیکن جب یہ طائفہ مدینہ منورہ میں سمٹ کر آ گیا تو مؤمنین اور مکہ کے مشرکین کے درمیان کش مکش شروع ہوئی، اور اللہ کی مدد مسلمانوں کے شاملِ حال ہوئی، بدر میں کوئی سوال نہیں تھا کہ مسلمان کامیاب ہونگے، مگر اللہ کی مدد آئی، اور ستر کافر مارے گئے، ستر پکڑے گئے اور باقی بھاگ کھڑے ہوئے، یہ اللہ تعالیٰ کی مدد تھی، یہ مدد مسلسل آتی رہی اور ایک وقت آیا کہ مکہ فتح ہوا، اور اسلام کا پرچم بلند ہوا، سورۃ الصّف فتح مکہ سے پہلے نازل ہوئی ہے، ابھی مکہ فتح نہیں ہوا، ﴿فَأَصْبَحُوْا ظَاهِرِيْنَ﴾ کا نمونہ سامنے نہیں آیا، چونکہ اس امت میں اس کا نمونہ سامنے نہیں آیا، اس لئے یہ گفتہ آید در حدیث دیگراں ہے، کسی دوسری امت کی مثال دی ہے، اللہ پاک نے اس سورت کے آخر میں عیسائیوں کی مثال دی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حواریوں سے یہ عہد لے کر چلے گئے، پھر ان کے اٹھائے جانے کے بعد ان چند حواریوں نے محنتیں شروع کیں، اس محنت کے نتیجہ میں ایک جماعت ایمان لے آئی، پھر جو کفر پر باقی رہے ان کے ساتھ کشمکش شروع ہوئی، اللہ تعالیٰ کی مدد اس چھوٹی سی جماعت کو پہنچی اور اللہ کی مدد کے نتیجہ میں وہ جماعت غالب ہو کر رہی، پس اس امت کے ساتھ بھی یہی ہوگا، اس لئے اٹھو، اللہ کے دین کی مدد کے لئے کھڑے ہو جاؤ، ایک وقت آئے گا کہ تمہارا ہاتھ اوپر ہو جائے گا، یہ آخری مضمون ہے اس سورت کا۔

دین کی مدد کے ہزاروں کام ہیں کوئی کام خاص نہیں

اس سورت کے آخر میں مسلمانوں کو جو ایسے ملکوں میں اور ایسے حالات میں ہیں کہ اصطلاحی جہاد نہیں کر سکتے، اس کے لئے موقع نہیں ہے، مگر دین کی خدمت کے لئے موقع ہے، ایسے ملکوں میں دین کی مدد اور خدمت کے ہزاروں کام ہیں، ہزاروں راستے ہیں، کیا راستے ہیں دین کی مدد کے؟ تبلیغ میں نکلو، اس وقت ہندوستان میں پچاس فیصد مسلمان ایسے ہیں جو کلمہ بھی نہیں جانتے، نماز بھی نہیں جانتے، وہ دار العلوم دیوبند میں آ کر داخلہ نہیں لیں گے، وہ اپنے گھروں میں اپنے کاروبار میں مشغول ہیں، دین ان کو گھر گھر جا کر پہنچانا ہے، اس کی یہی شکل ہے کہ تبلیغ میں نکلو اور گھر گھر جا کر ان کو دین پہنچاؤ، اور ان کو دین سکھلاؤ، مگر یہی ایک راستہ نہیں ہے، دین کی مدد اور خدمت کرنے کا، ہمارے تبلیغی بھائی کہتے ہیں کہ دین کی خدمت کا یہی ایک راستہ ہے، سب تبلیغ میں لگ جاؤ، ان کی یہ بات غلط ہے، دین کی نصرت وحمایت کا بس یہی ایک

راستہ نہیں ہے، یہ بھی ایک راستہ ہے اور ایک راستہ یہ ہے کہ مدارس عربیہ میں پڑھاؤ اور اگلی نسل تیار کرو، یہ بھی اللہ کے دین کی مدد ہے، انہی راستوں میں سے ایک یہ ہے کہ دنیا میں اسلام کے خلاف جو اعتراضات ہو رہے ہیں: انٹرنیٹ کے راستہ سے، کتابوں کے راستہ سے، تقریروں کے راستہ سے ان کے مقابلہ کی تیاری کرو، مصنف بنو، ان کے اعتراضات کے جواب میں کتابیں لکھو، یہ بھی ایک راستہ ہے۔ وقس علی هذا: اس کے علاوہ دین کی خدمت کے اور بھی بہت سے راستے ہیں، ایک ہی راہ سے دین کی خدمت کروگے کبھی کامیابی نہیں ملے گی۔

اور تبلیغ والے جو کہتے ہیں وہ غلط کہتے ہیں کہ دین کا بس یہی ایک کام ہے، سارے اسی میں لگ جاؤ، دین کے مختلف پھیلے ہوئے کام ہیں اور تمام شعبوں میں ایک ساتھ کام کرنا ہے، مصنّفین ہوں جو معترضین کے اعتراضات کے جوابات دیں، ایسے مناظرین ہوں جو باطل فرقوں کے نظریات کا جواب دیں، ایسے مضبوط اساتذہ ہوں جو دین کا پورا مطالعہ کئے ہوئے ہوں، وہ مدارس میں پڑھاتے ہوں وہ نئی نسلیں تیار کریں، مقررین ہوں، دعوت وتبلیغ کے کام کے ساتھ یہ کام بھی ضروری ہیں، ہمہ جہت کام اگر کروگے تو سرخ روئی ہوگی، اگر سب تبلیغ میں لگ گئے تو پیچھے نہ دین جاننے والا کوئی رہے گا نہ اسلام پر اعتراض کرنے والوں کو جواب دینے والا کوئی رہے گا، نہ باطل اور گمراہ فرقے جو کیچڑ اچھالیں گے اسلام پر ان کا توڑ کرنے والا کوئی رہے گا۔

حضور ﷺ اور صحابہ کا کام ون پیس کوہِ نور کی مثال تھا

میں اس کی ایک مثال دیا کرتا ہوں، تبلیغی حضرات یہ کہتے ہیں: حضور ﷺ کا اور صحابہ کا کام یہی ہے، جو ہم کر رہے ہیں، یہ ان کی غلط فہمی ہے، حضور ﷺ اور صحابہ کا کام ون پیس کوہِ نور کی مثال تھا، کوہِ نور ہندوستان کا ایک ہیرا ہے، اس وقت لندن میں ہے، یہ ہیرا بڑا قیمتی ہے، یہ ہیرا ہاتھ سے گر پڑا اور اس کے چھوٹے بڑے سات ٹکڑے ہوگئے، یہ ٹکڑے اپنی قیمت نہیں کھودیں گے، ہر ٹکڑے کی قیمت رہے گی، مگر ون پیس کوہِ نور کی جو قیمت ہے وہ کسی ٹکڑے کی نہیں رہے گی، پس ہر ٹکڑا اگر یہ دعوی کرے کہ میں 'بھی' کوہِ نور ہوں، تو یہ دعوی ٹھیک ہے، لیکن اگر کوئی ٹکڑا یہ کہے کہ میں 'ہی' کوہِ نور ہوں تو وہ غلط ہے، کیا حضور ﷺ اور صحابہ نے دشمنوں سے لوہا نہیں لیا؟ کیا حضور ﷺ اور صحابہ نے قرآن وحدیث کی تعلیم نہیں دی؟ کیا حضور ﷺ اور صحابہ نے باطل فرقوں سے ٹکر نہیں لی؟ اس لئے میرے عزیزو! غلط فہمی کا شکار مت ہوؤ، دین کا ہر کام حضور اور صحابہ کا کام ہے؟ تبلیغ کا کام بھی صحابہ اور تابعین کے کاموں میں سے ایک کام ہے، اس میں بھی آپ کو شرکت کرنی ہے، وہ کام بھی آپ ہی کو کرنا ہے، مگر غلط بات کی اصلاح بھی کرنی ہے، یہ بھی آپ کی ذمہ داری ہے۔

آمدم برسر مطلب!

بہر حال میں یہ کہہ رہا تھا کہ اگر حالات ایسے ہوں کہ اصطلاحی جہاد کرسکتے ہیں تو پھر سورت کی ابتداء ہے، اللہ تعالیٰ کو یہ عمل سب سے زیادہ پسند ہے، اور اگر حالات ایسے ہوں کہ شرعی جہاد نہیں کرسکتے تو پھر سورت کی انتہاء ہے کہ اس کو ابھی

رہنے دو، اس کی جگہ دین کی مدد کی جو دوسری راہیں ہیں وہ اختیار کرو، یہ سورۃ الصّف کا خلاصہ ہے جو میں نے آپ حضرات کو سمجھایا۔

دولفظوں نے مدارس سے نکلنے والوں کو پیچھے کر دیا

اس کے بعد یہ بات سمجھنی چاہئے کہ دولفظوں نے مدرسہ سے نکلنے والے طلبہ کو دھوکہ میں مبتلا کر دیا ہے، ایک: میں 'فارغ' ہوگیا۔ ارے فارغ تو بیت الخلاء سے ہوتے ہیں، انسان تو زندگی کے آخری سانس تک فارغ نہیں ہوتا، حضرت عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ کا ارشاد ہے: **العلم من المهد إلى اللحد**: تحصیل علم کا زمانہ پالنے سے شروع ہوتا ہے اور قبر تک چلتا ہے، عرب ممالک میں لفظ فارغ استعمال نہیں کرتے **خِرِّیْجُ جَامِعَةِ کَذَا** کہتے ہیں یعنی فلاں یونیورسٹی سے نکلا ہوا، یونیورسٹی کا جو نصاب ہے وہ پڑھ کر یونیورسٹی سے نکلا، یہ بہت اچھا لفظ ہے، مگر ہمارے یہاں فارغ لفظ ہے جو آدمی کو دھوکہ دیتا ہے۔

اس کی نظیر: ہمارے یہاں داخلہ فارم میں لکھا ہوا ہے: امدادی یا غیر امدادی، طلبہ سمجھتے ہیں بلکہ ان کے والدین بھی سمجھتے ہیں کہ جو کھانا دیا جاتا ہے وہ مدرسہ کی امداد ہے، اور وہ نہیں سمجھتے کہ زکوٰۃ ہے، اگر طالب علم کے والد کو پتہ چل جائے کہ میرا بیٹا زکوٰۃ کھاتا ہے تو وہ کبھی اس کو امداد نہیں لینے دے گا، لیکن وہ اس خوش فہمی میں مبتلا ہے کہ میرے بیٹے کو 'امداد' مل گئی! جبکہ بہت سے طالب علموں کے ماں باپ صاحب استطاعت ہوتے ہیں، اگر ان کو پتہ چل جائے کہ یہ زکوٰۃ ہے تو وہ کبھی اپنے بیٹے کے لئے اس کو پسند نہیں کریں گے، مگر لفظ امداد دھوکہ دیتا ہے، کئی مرتبہ اکابرین کے درمیان یہ بات زیر غور آئی کہ لفظ بدلا جائے مگر کوئی خوبصورت لفظ نہیں ملا، اس لئے اس کو باقی رکھا۔

اسی طرح لفظ 'فارغ' بھی دھوکہ دیتا ہے، اس سے یہ ذہن بن جاتا ہے کہ جتنا پڑھنا تھا پڑھ چکے، فارغ ہو گئے، حالانکہ مدارس اسلامیہ میں استعداد بنائی جاتی ہے، سارا علم نہیں پڑھایا جاتا، علم تو ایک بحر ناپیدا کنار ہے ایسا سمندر ہے جس کا کنارہ ہی نہیں، کوئی مدرسہ ہزار سال میں بھی پورا علم نہیں پڑھا سکتا، مدرسوں میں تو تحصیل علم کی استعداد بنائی جاتی ہے، اب آپ کو اس استعداد سے کام لے کر زندگی بھر پڑھنا ہے، تب علم آئے گا۔

دوسرا لفظ 'فاضل' ہے، ابھی چار لفظ آئے نہیں اور بن گیا فاضل (باکمال) دماغ میں گھس گیا سب کچھ آ گیا، آخری درجہ کا علم بھی حاصل ہو گیا، پھر اب کیوں پڑھے؟ یہ دوسرا لفظ ہے جس نے ترقی روک دی ہے۔

دو اقرأ اور ان میں فرق!

قرآنِ کریم میں دو 'اقرأ' ہیں، ایک: ناخواندہ کا اقرأ ہے اور دوسرا عالم کا اقرأ ہے، فرمایا: ﴿اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ، خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ﴾: اپنے پروردگار کے نام کی مدد لے کر پڑھ، جس نے انسان کو خونِ بستہ سے پیدا کیا، یعنی تمہیں بے جان مادہ سے پیدا کیا ہے، پس اگر تم جاہل ہو، بالکل آخری درجہ کے ان پڑھ ہو تو بھی اللہ کے نام کی مدد لو اور پڑھو، اللہ

تعالیٰ تمہیں علم دے گا، یہ پہلا اقرأ ہے، اور نا خواندہ کا اقْرَأْ ہے۔

میرے عزیزو! آپ حضرات پہلے اقرأ سے نکل گئے، پہلا اقرأ آپ کا مکمل ہو گیا، اس کے بعد دوسرا اقرأ شروع ہوگا، اور دیکھو انداز کیسا بدلا ہوا ہے: ﴿اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ، الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾: پڑھ، تیرا پروردگار بڑا سخی داتا ہے، أکرم: اسم تفضیل ہے، تیرا پروردگار بڑا سخی داتا ہے، مگر اب اساتذہ کے سامنے زانوائے ادب تہہ نہیں کرنا، اب کیسے پڑھنا ہے؟ ﴿الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ﴾: تیرا پروردگار پین کے ذریعہ علم سکھلاتا ہے، یعنی متقدمین نے جو کچھ لکھا ہے وہ پڑھ، اب اساتذہ سے نہیں پڑھنا، اب مطالعہ کرنا ہے، گذرے ہوئے لوگوں نے قلم سے جو کچھ لکھا ہے، جو کتابیں تصنیف کی ہیں ان کو پڑھنا شروع کر، مدرسہ نے استعداد بنادی، اب اس استعداد سے کام لے کر گذشتہ بزرگوں کی لکھی ہوئی کتابوں کا مطالعہ شروع کر، ﴿عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَالَمْ يَعْلَمْ﴾: مدرسہ کی زندگی میں انسان نے جو نہیں جانا اللہ تعالیٰ کتابوں کے مطالعہ سے وہ علم عطا فرمائیں گے۔ یہ دوسرا اقرأ ہے، پہلا اقرأ نا خواندہ کا ہے اور دوسرا اقرأ خواندہ کا ہے، مگر مدرسوں سے نکلنے والے پہلا اقرأ کر کے بیٹھ جاتے ہیں، کہتے ہیں: ہم فارغ ہوگئے، ہم فاضل ہوگئے، وہ دوسرا اقرأ شروع نہیں کرتے، جب دوسرا اقرأ شروع نہیں کریں گے تو علم کہاں سے آئے گا؟ علم تو بہت آگے ہے، اگر استعداد بن گئی مطالعہ کرنے کی اور علم حاصل کرنے کی تو جو معمولی استعداد کا ہے اس کے لئے بیس سال اور جو متوسط استعداد کا ہے اس کے لئے پندرہ سال اور جو جید الاستعداد ہے اس کے لئے دس سال پڑھنا ضروری ہے، اتنی مدت رات دن کتابوں کے کیڑے بنے رہو گے تو اس مدت کے بعد علم آنا شروع ہوگا، پندرہ سال کے بعد علم آنا شروع ہوگا، بیس سال کے بعد علم آنا شروع ہوگا، اور جب علم آنا شروع ہوگا تو تمہیں خود احساس ہوگا کہ اب کچھ علم آنے لگا ہے۔

فضلاء کی تین قسمیں

مدرسوں سے نکلنے والے طلبہ تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک وہ ہیں جن میں مطالعہ کرنے کی استعداد پیدا نہیں ہوئی، نہ عربی مطالعہ کی استعداد پیدا ہوئی اور نہ اردو مطالعہ کی، ایسے طلبہ اگلے سال تبلیغی جماعت میں جائیں یا کسی مسجد میں امام بن جائیں، یا کسی مکتب میں پڑھانے لگ جائیں، اس لئے کہ یہ بیچارے اس قابل نہیں کہ مطالعہ کریں، مگر یہ حضرات بے کار نہیں ہیں، یہ بھی بہترین لوگ ہیں، کام کے ہیں، آخر لاکھوں کروڑوں مسجدیں ہیں، مکاتب ہیں، انہیں کون سنبھالے گا؟ جو شیخ الحدیث بن سکتا ہے وہ گاؤں کی مسجد میں امام بنے گا؟ وہاں تیسرے درجہ کے فضلاء کی ضرورت ہے، گاؤں گاؤں شہر شہر جماعت لے کر گھومنا ہے جو مدرسہ میں پڑھانے اور شیخ الحدیث بننے کے قابل ہے وہ جماعت لے کر تھوڑے گھومے گا، سب پڑھا ہوا ختم ہو جائے گا، جماعتیں لے کر گھومنے کے لئے بھی آدمی چاہئیں، پس یہ طلبہ ان کاموں میں لگیں۔

اور دوسرے وہ ہیں جن کی عربی استعداد ابھی کما حقہ نہیں بنی، لیکن اگر وہ ایک دو سال لگائیں تو ان کی استعداد پختہ ہو سکتی ہے، ایسے طالب علموں کی اردو استعداد تو ہوتی ہے لیکن اگر وہ ایک دو سال اور پڑھیں تو ان کی عربی استعداد پختہ ہو سکتی ہے،

وہ ابھی جماعت میں نہ جائیں، وہ اپنی تعلیم جاری رکھیں، اور اپنی استعداد پختہ کریں، پھر بعد میں پوری زندگی ہے جماعت میں بھی جاؤ، دوسرے کام بھی کرو، دین کا ہر کام آپ ہی کو کرنا ہے، مگر ابھی تعلیم جاری رکھیں، پھر جب عربی کی استعداد پختہ ہوجائے، عربی کتابیں مطالعہ کرنے کے قابل ہوجائیں، اب ان کی استعداد پختہ سمجھی جائے گی۔

اور تیسرے وہ فضلاء ہیں جن کی استعداد اللہ کے فضل سے پختہ ہوگئی ہے، وہ اپنی لائن نہ بدلیں، یہ جو بہترین فضلاء ہیں وہ عام طور پر اپنی لائن بدل دیتے ہیں، کوئی کمپیوٹر سیکھنے لگتا ہے، کوئی انگریزی پڑھنے لگتا ہے، کوئی جامعہ ملیہ چلا گیا، کوئی علیگڈھ چلا گیا، کوئی تجارت میں لگ گیا، ایسا نہ کریں، اس کی مثال سورہ نحل میں یہ آئی ہے: ﴿وَلاَتَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا﴾: اس بڑھیا جیسے مت بن جاؤ، جس نے صبح سے شام تک سوت کاتا اور بہترین سورت کاتا، پھر شام کو سارا سوت ادھیڑ دیا اور ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔ یہ جو بہترین فضلاء ہیں اگر وہ اپنی لائن بدلیں گے تو اس بڑھیا جیسے ہوجائیں گے، لہٰذا ابھی جماعت میں نہ نکلیں، عربی مدارس میں جہاں بھی جگہ مل جائے فوراً پڑھانے لگیں، پھر اگر اعلیٰ استعداد ہے تو دس سال، متوسط استعداد ہے تو پندرہ سال، معمولی استعداد ہے تو بیس سال، رات دن پڑھائیں، پھر جب ان کا علم پختہ ہوجائے تو جو چاہیں کریں، جماعت میں نکلیں، کسی اور کام میں لگیں، دین کا جو بھی کام انہیں پسند آئے وہ کریں، مگر پہلے اپنی استعداد سے کام لے کر اپنے علم کا راستہ ہموار کرلیں۔ وآخرُ دَعْوانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

دعا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ، لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ، رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ، اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْئَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى، اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَعَمَلاً مُتَقَبَّلاً وَقَلْبًا خَاشِعًا وَعَيْنًا دَامِعَةً، اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لاَ يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لاَ يَخْشَعُ، وَمِنْ عَمَلٍ لاَ يُرْفَعُ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

یا الٰہ العالمین! ہماری حسنات کو قبول فرما، یا اللہ! ہماری نیکیوں میں برکت فرما، یا اللہ! ہماری سیئات سے درگذر فرما، یا اللہ! ہمارے گناہوں پر قلم عفو پھیر دے، اے میرے مولیٰ! تیرے حبیب ﷺ کے درجات اعلیٰ علیین میں بلند سے بلندتر فرما، یا اللہ! ان کی روح پر بے پایاں رحمتیں نازل فرما، یا اللہ! ان کے کلام پاک کی برکات سے ہمیں مالا مال فرما، اے میرے مولیٰ! یہ محدثین کرام خاص طور پر امام بخاری قدَّس الله أسرارَهم، وَبرّد الله مضاجعهم! یا اللہ! ان تمام محدثین کرام نے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے دین ہم تک پہنچانے کے لئے جو صعوبتیں برداشت کی ہیں، مشقتیں اٹھائی ہیں، امت کی طرف سے ان کو جزائے خیر عطا فرما، یا اللہ! امت کی طرف سے ان کو بہترین صلہ عطا فرما، اعلیٰ علیین میں ان کے درجات بلند فرما، یا الٰہ العالمین! یہ کتاب اور دوسری حدیثوں کی کتابیں پڑھنے والے تیرے یہ بندے، یہ طالب علم، میرے مولیٰ! ان طلبہ کو

قبول فرما، میرے مولیٰ! ان کے علم میں برکت فرما، ان کو علم نافع عمل صالح عطا فرما، یا الٰہ العالمین! ان کو اپنے دین کی خدمت کے لئے قبول فرما، یا اللہ! ان کو دنیا کا پرستار نہ بنا، یا اللہ! یہ اپنے پیٹ بھرنے کے پیچھے نہ پڑ جائیں، اے میرے مولیٰ! ان کو دنیا کا پرستار نہ بنا، یا اللہ! ان کو اپنے دین کی خدمت کے لئے قبول فرما، یا اللہ! دین کی خدمت کی بے شمار راہیں ہیں میرے مولیٰ! کسی نہ کسی راہ سے ان کو دین کی خدمت کے لئے قبول فرما، یا اللہ! ہمارے علم میں برکت فرما، ہمارے قلوب میں نور پیدا فرما، یا اللہ! ہمارے اوپر نیچے آگے پیچھے دائیں بائیں انوار وبرکات کی بارشیں فرما، یا اللہ! ہمارے جسموں میں برکت فرما، ہمارے گوشت پوست میں برکت فرما، یا اللہ! ہماری آخرت کو دنیا سے بہتر بنا، یا اللہ! پڑھنے پڑھانے میں ہم سے غلطیاں ہوئی ہونگی، بے خبری میں اگر کوئی چوک ہوگئی ہو میرے مولیٰ! اس سے درگذر فرما، میرے مولیٰ! غلطی کے بہت سے امکانات ہیں میرے مولیٰ! ہماری کوتاہی کو معاف فرما، ہماری نیکیوں کو قبول فرما، یا اللہ! ہماری سیئات سے درگذر فرما، یا اللہ! ان طلبہ کو قبول فرما، یا اللہ! ان کو دنیا اور آخرت میں سرخ رو بنا، دنیا اور آخرت کے ہر امتحان میں کامیاب فرما، اے میرے مولیٰ! تیرے بہت سے بندوں نے دعاؤں کے لئے پرچے لکھے ہیں، زبانی کہا ہے، یا یہاں مجلس میں موجود ہیں، ان کے دلوں میں ارمان ہیں، میرے مولیٰ! سب کی جائز حاجتیں پوری فرما، اے میرے مولیٰ! جو بیمار ہیں ان کو شفاء کاملہ عطا فرما، جو کسی پریشانی میں ہیں، الجھن میں ہیں میرے مولیٰ ان کی پریشانی دور فرما، میرے مولیٰ! جو کسی قرضہ کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں میرے مولیٰ اس قرضہ سے ان کو خلاصی عطا فرما، غیب سے اس قرضہ کی ادائیگی کا سامان فرما، یا الٰہ العالمین! جن لوگوں نے ہم سے دعاؤں کے لئے کہا ہے یا لکھا ہے یا فون کیا ہے، یا ان کا ہم پر حق ہے، میرے مولیٰ سب کی جائز حاجتیں پوری فرما، اے میرے مولیٰ! جو بندے تیری بارگاہ میں حاضر ہوگئے ہیں، یا اللہ! تیری ایک بندی جو میرے گھر میں تھی وہ بھی تیری بارگاہ میں حاضر ہوگئی ہے میرے مولیٰ! ان کی مغفرت فرما، ان کے درجات جنت میں بلند فرما، اے میرے مولیٰ! ان کو بہشتِ بریں میں بہترین جگہ عطا فرما، اے اللہ! مولانا ریاست علی صاحب کی اہلیہ بھی تیرے دربار میں حاضر ہوگئی ہیں میرے مولیٰ! ان کی بھی مغفرت فرما، ان کے بھی درجات بلند فرما، ان کو بھی جنت میں بہترین مرتبہ عطا فرما، یا اللہ! ہمارے اکابرین میں سے جو لوگ کسی بیماری میں مبتلا ہیں سب کو صحتِ کاملہ عطا فرما، یا اللہ! تمام اکابرین کی عمروں میں برکت فرما، یا اللہ! ہمیں اپنے دین کی خدمت کے لئے قبول فرما، ہمارے دینی کاموں کے اندر اخلاص کی دولت پیدا فرما، ہمیں اخلاص سے مالا مال فرما، اے میرے مولیٰ! ہماری دعاؤں کو اپنے فضل وکرم سے قبول فرما، اور اے میرے مولیٰ! اس سال یہ پڑھنے والے طلبہ کو اور فارغ ہونے والے طلبہ کو میرے مولیٰ! قبول فرما، ان کو ہر طرح سے برکتوں سے مالا مال فرما، ان کی جان میں، مال میں، علم میں، عمل میں برکت فرما، یا اللہ! ان کو اپنے دین کی خدمت کے لئے قبول فرما۔ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری کی جملہ تصانیف

رحمۃ اللہ الواسعہ جلد اول	کیا مقتدی پر فاتحہ واجب ہے؟	معین الفلسفہ شرح مبادی الفلسفہ
رحمۃ اللہ الواسعہ جلد دوم	ڈاڑھی اور انبیاء کی سنتیں	مبادئی الفلسفہ
رحمۃ اللہ الواسعہ جلد سوم	آسان صرف حصہ اول	شرح علل الترمذی
رحمۃ اللہ الواسعہ جلد چہارم	آسان صرف حصہ دوم	آسان فارسی قواعد حصہ اول
رحمۃ اللہ الواسعہ جلد پنجم	آسان نحو حصہ اول	آسان فارسی قواعد حصہ دوم
حجۃ اللہ البالغہ اول عربی حاشیہ	آسان نحو حصہ دوم	مبادیات فقہ
حجۃ اللہ البالغہ دوم عربی حاشیہ	آسان منطق	عصری تعلیم اور اس کے تقاضے
ہدایت القرآن مجلد اول	اسلام تغیر پذیر دنیا میں	ہادیہ شرح کافیہ
ہدایت القرآن مجلد دوم	حیات امام طحاوی رحمہ اللہ	تحفۃ الالمعی جلد اول
ہدایت القرآن مجلد سوم	حیات امام ابوداؤد رحمہ اللہ	تحفۃ الالمعی جلد دوم
ہدایت القرآن مجلد چہارم	الکلام المفید فی تحریر الأسانید	تحفۃ الالمعی جلد سوم
ہدایت القرآن مجلد پنجم	دین کی بنیادیں اور تقلید کی ضرورت	تحفۃ الالمعی جلد چہارم
ہدایت القرآن پارہ تیس (۳۰)	محفوظات حصہ اول	تحفۃ الالمعی جلد پنجم
فیض المنعم مقدمہ مسلم	محفوظات حصہ دوم	تحفۃ الالمعی جلد ششم
مفتاح التہذیب شرح تہذیب	محفوظات حصہ سوم	تحفۃ الالمعی جلد ہفتم
مفتاح العوامل شرح شرح مأۃ عامل	تحفۃ الدرر	تحفۃ الالمعی جلد ہشتم
گنجینۂ صرف شرح پنج گنج	تذکرہ مشاہیر محدثین کرام	خط وکتابت کا پتہ
آپ فتوی کیسے دیں؟	حرمت مصاہرت	**مکتبہ حجاز**
العون الکبیر شرح الفوز الکبیر (عربی)	طرازی شرح سراجی	**اردو بازار جامع مسجد دیوبند**
الخیر الکثیر شرح الفوز الکبیر (اردو)	پیغمبر رحمت اور نونہالان اسلام	**ضلع سہارن پور، یو، پی**
الفوز الکبیر جدید تعریب	زبدۃ الطحاوی شرح طحاوی (عربی)	موبائل نمبر 09997866990